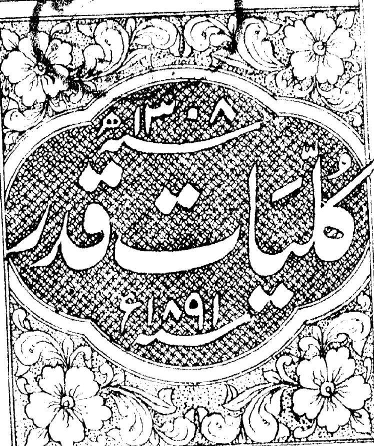
قد جعل الله لكل شئ قدرا

درین آوان میمنت اقتران بتصحیح [illegible] عنوان [illegible] بایان اعنی



سنہ ۱۳۰۸ھ

کلیات قدر

سنہ ۱۸۹۱ع

مصنفہ سخنور لاثانی رشک فردوسی خاقانی سید غلام حسنین قدر بلگرامی مرحوم

در مطبع مفید عام آگرہ زیور طبع پوشید

ترجمۃ المصنف

سید غلام حسنین ابن سید خلف علی حسینی واسطی بلگرامی ماہ جمادی الآخرہ سنہ ۱۲۴۹ ہجری مین پیدا ہوئے
حفظ اللہ اس خاکسار ... شرقی بلگرام مین ... مضافات لکھنؤ ... بندہ ابن علی عفا عنہ کے والد ماجد ...
آنکے عم مکرم مولوی سید سلطان علی مرحوم نے غلام حسنین ۱۲۴۹ھ تاریخی نام رکھا پہلے پہل سید محمد ...
... الاصغری جد القبیلہ واسطی عرب سے جہان کا قامت ... بلگرام مین آکر متوطن ہوئے تھے سلسلہ
... زید شہید ابن امام زین العابدین ابن امام حسین علیہما السلام ملتا ہے انکے ... حال ...
... کہ شیعت ... سنی ... مسلمانات ... | ۵ | ...
العاقل ... الاستاذ ... بعد ... فارسی بغرض تحصیل علوم ... سلطان عالم حضرت
واجد علی بادشاہ اودھ کے عہد مین آپ بلگرام سے لکھنؤ گئے وہ شاعری کا زمانہ شاعری کا گھر گھر چرچا
تھا چونکہ یہ ایام طفولیت ہی سے بڑے تیز طبع تھے انکی طبیعت بھی ادھر مائل ہوئی اول اول
شیخ امان علی سحر کے شاگرد ہوئے قدر تخلص ملا ثانیا میرزا محمد رضا برق المخاطب بہ فتح الدولہ
بہادر سے عروض قافیہ حاصل کیا اس فن سے انکو ایسی مناسبت تھی کہ لکھنؤ کے شہر مین شعرا انکی تحقیقات کو
مسلم الثبوت خیال کرتے اور ابتدا مین انکی غزلیات سحر و برق کو دکھاتے تھے اور بادشاہ غازی الدین حیدر کی بیگم
مخاطب بہ نواب سرفراز محل کی سرکار مین منشیگری پر اوقات بسر کرتے تھے جب مشق سخن بڑھی اور کلام
مین پختگی اور طبیعت مین صفائی پیدا ہوئی تو سحر و برق نے اس دار فانی سے کوچ کیا ناچار شیخ
امداد علی بحر شاگرد شیخ امام بخش ناسخ مغفور کو اپنا کلام دکھانے لگے حضرت بحر انکی شاگردی کو اپنا فخر سمجھتے
تھے ... سنہ ۱۲۷۲ ہجری مطابق ۱۸۵۶ع کے بہار لکھنؤ پر خزان آئی انتزاع سلطنت ہوا

پھر دفعۃً ۱۸۵۷ء عیسوی مین فوج انگریزی سرکار سے پھر گئی دلی لٹی لکھنؤ بےچراغ ہوا والقصہ بطولہا
آپ بھی لکھنؤ سے بلگرام چلے آئے - اتفاقات وقت سے میرزا غالب کے بھانجے مرزا عباس بیگ دہلوی
اور نواب غلام حسین خان تخلص شاہجہانپوری اور مرزا قادر بخش صابر دہلوی شاہزادہ خاندان تیموری
وغیرہم صعوبات غدر اوٹھاتے ہوئے وارد بلگرام ہوئے اور میر قدر کی صحبت کو مغتنم جانا تا ایام غدر مین
تب سے اسیوقت انہون نے بلگرام کے بیشتر دن سے بھاشا مین مہارت پیدا کی تھی بعد غدر و تسلط سرکار
انگلشیہ آپ بتلاش معاش پنجاب کو چلے گئے اور چند سے فوج سرکاری مین منشی رہے بلکہ پنجابی زبان
انکا ذوق کہ ناپسند تھی مستعفی ہوکر دلی مین آئے وہان نواب نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان بہادر غالب
کی شاگردی نظم و نثر مین اختیار کی جب تک میان میر اور غالب زندہ رہے دونون سے شعر و سخن مین مشورہ رہا
چنانچہ دہلی کی سادگی لکھنؤ کی ادا آپکے کلام سے مترشح ہے میر صاحب نے ایک رباعی مین یارون استادون کا
ادا کیا ہے - رباعی

سیکھے سخن برق سے بندش کی بند	پھر غالب و بحر سے بنائے پیوند
بھاشا کی زمانے مین ہو گا لے قدر	بدنام کنندہ نکونامی چند

پھر جب دلی سے وطن مین پہونچے اور صوبہ اودہ کی ضلعبندی ہوئی اور بلگرام ضمیمہ کا ہردوئی ضلع ٹھہرا
اور بلگرام مدرس قرار پانے لگے تو مرزا عباس بیگ دہلوی اکسٹرا اسسٹنٹ ضلع ہردوئی نے انکی سفارش
صاحب ضلع سے کی اور سے انکو ہائی اسکول ہردوئی کا مدرس فارسی کر دیا یہان کی شاعری نے اکثر
تلامذہ کو فن شعر کی طرف متوجہ کر لیا اور خود تو ماشاء اللہ ہمہ تن اسمین مصروف تھے یہ حالت ہیڈماسٹر نے
دیکھکر انکو مصلحۃً کئی بار فہمایش کی مگر شاعرانہ وارستگی سے یہ کیسکی کب سنتے تھے آخر ہیڈماسٹر نے انکی
رپورٹ صدر مین اس بنا پر کردی کہ منشی قدر علم ریاضی سے ناواقف ہین اسپر جب کمسن صاحب ڈائرکٹر بہادر
سید صاحب کو بغرض تحصیل ریاضی لکھنؤ کے نارمل سکول مین جانا لابد ہوا وہان رہکر فنون ریاضی مین تقد

واقفیت پیدا کی بعد ازان مہونا تحصیلی اسکول ضلع لکھنؤ کے افسر مدرس ہوگئے وہان سے ۱۸۷۵ عیسوی مین کالن براونگ صاحب ڈائرکٹر اودہ نے ازراہ قدردانی آپکو بہر ضلع ہردوئی کا مدرس فارسی مقرر کیا۔ ع آب رفتہ دگر بجو آمد۔ اس رباعی مین اسی خدمت کا اشعار ہی **رباعی**

درجے مین ٹرہا ہوا ہی جس تس سے قدر	دونا ہوا رتبہ یہ کہہ کس سے قدر
اول تو مدرس بھی سے ہے ہردوئی کا	پھر اوسپہ ہی ہمعدد مدرس سے قدر

لطیفہ قدر تخلص مدرسی سے پہلے رکھا تھا عہدہ بھی پایا تو تخلص کے ہمعدد سبحان اللہ شعر فہمی عالم بالا معلوم شد میر قدر کو بلا مبالغہ کئی ہزار شعر اساتذہ کے یاد تھے اکثر شعرا نے جب اُنکو ٹوکا جواب دندان شکن پایا افسوس کہ راقم الحروف کو وہ سب معرکے یاد نہین ورنہ بیان اونکا ذکر کرنا خالی فائدہ سے نہوتا پھر بھی بقول مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ بعض سوال وجواب حوالۂ قلم ہین۔

(۱) **قدر** دل شرر تھا سوزش غم سے اوچھلکر رہگیا + مین جہان بیٹھا برنگ شمع جلکر رہگیا + نواب غلام حسین خان حسین تخلص نے فرمایا کہ شمع کیواسطے بیٹھنا نہین آیا اوٹھنا البتہ مسموع ہی قدر نے مصحفی کا مطلع سند اُپڑھ دیا **ع** شمع کیطرح سے چپ بیٹھے ہین آسن مارے + گر ہلاتے ہین زبان جاتے ہین گردن مارے +

(۲) **قدر** قاصد یہ کہنا پاکے میرے یار کا مزاج + پوچھا ہی اک غریب نے سرکار کا مزاج + سر مشاعرہ خواجہ وزیر کے ایک شاگرد نے اعتراض کیا کہ محبوب کو سرکار کہنا کہارون کی بولی ہی قدر نے کہا تو یہ کیجیے دیکھیے آپکے اُستاد کیا کہتے ہین۔ **وزیر** باغ کو جائیگا ابر سیہ ست اوٹھا + پیش خیمہ تو روانہ ہوا سرکار کا آج + اور میان معروف دہلوی بھی فرماتے ہین **ع** اُن دنون سرکار پر معروف نے کھائے تھے گل + جن دنون صاحب لیے پھرتے تھے بلبل ہاتھ پر + معترض نے گردن جھکائی اور اہل مشاعرہ نے قہقہہ لگایا۔

(۳) **قدر** کالی آنکھین ہین غضب زلفین بلا خال آفت + ایک سے ایک ہین کلجگ کے زمانے والے + کالکا پرشاد موجد لکھنوی بولے کہ جگ خود بمعنی زمانہ ہی پھر زمانہ کیسا قدر نے کہا کہ کال ورجگ ملکر ایک اسم ترکیبی ہوکر

علم ہو گیا جب یہ علم ٹھہرا تو ادخال لفظ زمانہ جائز ہی جسطرح ناسخ فرماتے ہین ؎ تین تربینی ہین دو آنکھین ہی مری + اب الہ آباد بھی پنجاب ہی + تربینی یعنی تین ندی گنگا جمنا سرسوتی ہین پس ادخال لفظ تین لفظ تربینی پر ایسا ہی جیسا لفظ زمانہ جگ پر موجد نہایت ہی خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ شاعری وہ کرے جو تمہارے مثل شاگرد ین یاد رکھے

(۴) مثنوی قضا و قدر کی تاریخ میان تجر نے یون کہی ہی ؎ یہ سنہ مثنوی قدر ہی + مثنوی قدر مہ قدر ہی +
ذکی بلگرامی شاگرد مرزا دبیر نے اعتراض کیا کہ مہ قدر کے معنی اگر قدر کا چاند ہی تو قافیہ مکرر ہوتا ہی اور اگر بجاے ماہ شب قدر ہی تو لفظ شب اسمین نہین قدر نے جواب دیا کہ فقط قدر بجاے شب قدر آیا ہی **سعدی** ؎ دہل زن گو دو نوبت دہ بشارت + کہ دوشم قدر بود امروز نوروز۔

(۵) ایکدن عارف علی شاہ عارف خراسانی نے کہا کہ خواجہ حافظ شیرازی نے اس مطلع مین ایسا پایچ کھایا ہے کہ معاذ اللہ ؎ صلاح کار کجا و من خراب کجا + ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + قدر نے کہا کہ ہان ایک جگہ ردی ساکن ہی اور دوسری جگہ متحرک اس عیب کو غلو کہتے ہین مگر یہان میرے ذہن مین ایک بات گزرتی ہی کہ جب شاعر کوئی عیب کرکے اوس پر اعلام کردے تو وہ اوس سے بری الذمہ ہو جاتا ہی اور یہ نکتہ کتب فن قافیہ مین مبین ہی حافظ نے اس شعر مین دو مرتبہ عذر کیا اور خبر دی اول صلاح کار یعنی صحت کجا اور مین خراب کہان دوسرے کجا سے کجا تک راہ مین فرق پڑگیا ہی یعنی ردی متحرک ہو گئی ہی عارف یہ سنکر پھڑک اوٹھا اور قدر نے اس قضیہ کو ایک قطعہ مین نظم کیا۔ **قطعہ** نوشت مطلع پر نور خواجہ شمس الدین (لقب حافظ) + بدین فروغ گہر بار داز سحاب کجا + صلاح کار کجا و من خراب کجا + ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + فتاد عقدہ در اندیشہ خردہ گیران را + ز لفظ تا بکجا و دگر خراب کجا + کہ یک روی متحرک دگر روی ساکن + خطاست بہر خطا حکم ازتکاب کجا + غلو اگرچہ بود عیب مر قوافی را + تراست پایہ این مایہ احتساب کجا + مباش غرہ بدین یک دو نکتہ دانستن + نظر بود ہمہ کس را بہر کتاب کجا + نخست گفت کہ اے صاحبان دانش و داد + صلاح کار کجا و من خراب کجا + پس از نفس خطا تازہ کرد عذر خطا + ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + اشارہ حیست و عبارت بلیغ و عذر لطیف + اگر خطا بود اینہا دگر صواب کجا + مباش رنجہ ز غوغا ست مدعی اے قدر

سخن یکی است جواب ترا جواب کجا * دراز نفسی معاف آمدم بر سر مطلب بعد ایک سال کے اورینٹل ڈپارٹمنٹ
کے مدرس فارسی منشی محمد ظہیر الدین بلگرامی ملازم کیننگ کالج نے انتقال کیا اسوقت مرزا عباس بیگ دہلوی
پنشن پاکر لکھنو مین کالج مزبور کے ممبر ہوگئے تھے مرزا صاحب نے میر قدر کیواسطے وہ جگہہ تجویز کی اور ہردوئی سے بلایا
اور منظوری صاحب کمشنر بہادر اسی خدمت پر آپکا تقرر ہوا جہان کہ سات برس چھہ مہینے تک وہ اپنے عہدیکا کام
بڑی سرگرمی اور جانفشانی کے ساتھ بکمال لیاقت انجام دیتے رہے اور فی الحقیقت ایسی دلسوزی اور توجہ کی کہ
اورینٹل کے طلبہ آپکے فیض تعلیم کے باعث اعلی درجے کی لیاقت حاصل کرکے امتحانون مین کامیاب ہوتے رہے
اسی زمانے مین آپنے پنگل یعنی ہندی کا عروض پنڈت جٹا شنکر پانڈے بھٹا چارج بنارسی سے جوکہ اورینٹل
ڈپارٹمنٹ مین سنسکرت کے پروفیسر تھے استفادہ کیا اور مارمہرہ اور قواعد العروض مین ترجمہ کرکے نئی باتین عروضیون
کو بتائی۔ افسوس کہ اون مرحوم کی عمر نے وفا نہ کی ورنہ ارادہ تھا کہ مثل قواعد عروض کے ایک مبسوط کتاب فن قافیہ
مین بھی لکھین ؏ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ * دسمبر ۱۸۸۳ء تک یہ کالج مین کام کرتے رہے من بعد جنوری ۱۸۸۴ء
مین بنسبہ مرزا غالب نواب آغا مرزا بیگ خان بہادر سرورجنگ استاد حضور پرنور کی تحریک سے بتقریب مسند نشینی
اقدس و اعلی میر محبوب علی خان بہادر نظام الملک آصف جاہ والی دکن اثنائے سفر کلکتہ مین بمقام بنارس
شرف یاب حضوری اعلیحضرت ہوکر قصیدۂ تہنیت نظر انور سے گزرانا جسکے صلہ مین ملبوس خاص عطا ہوا اور امیدوار
ملازمت ہوکر ہمرکاب بندگان عالی کلکتہ جاکر بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین تشریف لائے اور چار سو روپیہ
ماہوار کے ملازم سرکار آصفیہ ہوئے دیکھئے کمال فن کسقدر انسان کو معزز کردیتا ہی زمانے کے ہاتھون شاعری کا
رنگ اوڑ گیا ہی جدہر دیکھئے انگریزی کا چرچا ہی میر قدر انگریزی ایک حرف نہ جانتے تھے اور عربیت بھی رسمی تھی
مگر شاعری مین چونکہ عمر بسر کردی تھی اور استادون کا فیض صحبت پایا تھا کہان سے کہان پہونچ گئے۔

۵ ہنوز آن ابر رحمت درفشان است * خم و خمخانہ با مہر و نشان است * قدر مرحوم نہایت ضعیف الجثہ
تھے اسیر مرض ضیق النفس اور ضعف معدہ جو اکثر لاحق حال رہا کرتا تھا اختلاف آب ہوا سے اور بھی مستولی

ہوگیا آخرکار بسبب شدت ضعف و بیماری حیدرآباد سے بغرض معالجہ لکھنو کو راہی ہوئے لیکن وہان بھی کوئی تدبیر
سود مند نہوئی اور باون برس کی عمر مین بست و سوم ماہ ذی القعد سنہ ۱۳۰۱ ہجری مطابق چہاردہم ماہ ستمبر ۱۸۸۴ع
بروز یکشنبہ شہر لکھنو مین اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور وہین میر خدا بخش کی کربلا مین مدفون ہوئے ۔
انا للہ وانا الیہ راجعون وہ مرحوم کثیر التلامذہ تھے اونکا لڑکا اونکے سامنے مرچکا تھا لیکن اپنا عقب
اپنا کلام بلاغت نظام چھوڑا کما فصلت دیوان غزلیات و قصائد دو جلد مثنوی قضا و قدر جسکے آخر مین ایک
واسوخت بھی چھپ گیا ہی عطر مجموعہ شرح مجموعہ سخن جسپر سرکار انگلشیہ سے صلہ پایا اور چھپ بھی گیا ہی رسم
عرفی شرح قصائد عرفی نظم الارکان فی تقطیع ابیات گلستان قواعد العروض پنگل من المعروف بہ مار مہرہ مصطلحات
اردو ناتمام متفرقات ۔ اس مقام پر ہمارے ہمعصر تذکرہ نویس ناخوش ہونگے کہ دیوان کا انتخاب کیون یہان
ثبت نکیا کہ تذکرون مین اوسکا نقل کرنا آسان ہوتا مگر راقم کو اسکی فرصت نملی طالب اپنی طبیعت کے موافق
اونکے کلیات مطبوعہ سے چھانٹ لے ۔ تواریخ وفات اونکے شاگردون اور دیگر شعرا نے بہت سی نظم کی ہین
لیکن یہان زیادہ گنجایش نہین صرف منشی محمد محمود احمد اور شیخ غلام حیدر آرشد کی چند تاریخین لکھکران سطور کو تمام کرتا ہون

نتیجۂ فکر آسمان پیوند منشی محمد محمود احمد خلف رفیق الدولہ دبیر الانشا محمد ظہیر الدین خان بہادر بلگرامی

آوخ و دژمان کہ گاہ کرد نہ جز دژخمی — زین فلک دژبراز نیست امید وفا
قدر بہ تیغ و کفن رفت بزیر علم — رخت بہ بست از بوش شد سوی ملک بقا
رفت خود اندر بشاسب آب بہر دیدہ زد — از رہ عبرت نگر دیدۂ ما کردہ وا
جملہ ارا وندوی شد بضمیر اندرون — حیف کہ فرصت نیافت قدر ز دست فنا
مرگ توانا بزور قدر بدژواخ زار — این شدہ چون تیر کاہ آن شدہ چون کہربا
رفت خود آوخ مرا آب بر آتش زریخت — ماند بسوز غمش این دل من شیوہ سا

ماند

حل لغات
آوخ آہ و افسوس
دژمان بالکسر دریغ
دژخمی دشمنی
ازو مرکب از
خو طبیعت
دژبراز
تیغ و کفن زیر علم
بوش
بشاسب

گردچنین موبیه ها کآب گزشت از سرم — هان گو سبقت ربوده دیده ام از ارگیا
این دل بشخوده ام شده همش ژند ژند — دین سر شوریده ام شده به الم آشنا
غلغله پارسیش چون بزبان او فتاد — رو همه ها ساختند اهل عجم مرحبا
جمله کلامش بود در خور بشر و نتن — بر سخن نغز او سے بوسه شکستن روا
بر حسن سخنش صیت مدیحش دلیل — ویژه همه جامه هاش بر صفت او گوا
بین که بدیر سینج کیست اثر بر چنین — گو که سجاق اندرش بود نظیرش کجا
یللی آورده ام آب ز آتش برون — سال رحیلش زهے حمد نوشتم دوتا
مصرع اولاے او در سنه هجری است — مصرع اخرا ے او سال مسیحی نما
آه که شد رنگ و بو از چمن شاعری — موبیه که استاد قدر رفته زد ار فنا
سنه ۱۳۰۱ هجری — سنه ۱۸۸۴ ء

وله این تاریخ بر لوح مزار شریف کنده شد

روز یکشنبه بُد و بست و سوم ذیقعده را — بر دو پهر روز ساعت چو نازیبا بشد
آه و خ از و از دونی چرخ در آهنگ نزند — کان علم از دهر یعنے او ستاد ما بشد
ز در قم سال وفاتش حمد صوری معنوی — در هزار و سه صد و یک قدر از دنیا بشد
سنه ۱۳۰۱ ه

ریختهٔ کلک گهر سلک شیخ غلام حیدر ارشد بلگرامی شاگرد میر قدر

حضرت قدر غلام حسنین اسم شریف — بلگرامش وطن و سید ذی رتبه و جاه
روز یکشنبه و بست و سوم ذی القعده — فوت کرد آن شه اقلیم سخن وا ویلاه
سنهٔ رحلت او ارشد مغموم نوشت — شد روان قدر بسوے ارم انا لله
سنه ۱۳۰۱ ء

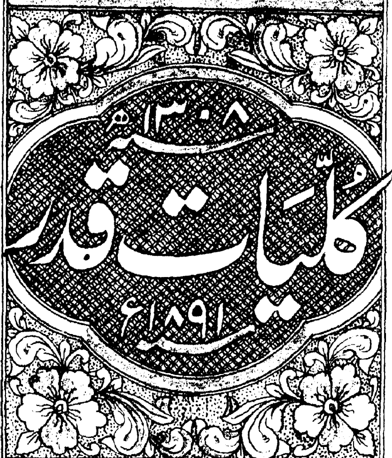
وله

اندرین دنیا نماند از دست بیداد اجل — نکته پرداز و سخندان و سخن آگاه قدر
هجری و هم عیسوی ارشد بگو مصرع سال — در هزار و سه صد و یک رفت زین دهر آه قدر
سنه ۱۳۰۱ هـ و سنه ۱۸۸۴ ء

تمت

قد جعل اللہ لکل شئ قدرا

درین آوان میمنت اقتران تحفہ فصاحت عنوان بلاغت بیان اعنی



مصنفہ سخنور لاثانی رشک فردوسی خاقانی سید غلام حسنین قدر بلگرامی مرحوم

در مطبع مفید عام آگرہ زیور طبع پوشید



بسم اللہ الرحمن الرحیم

در منقبت جناب امام المتقین امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام

۱

علی کا بندۂ یکتا علی بن ابیطالب — وصی مصطفٰے احقا علی بن ابیطالب
انیس و شوہر زہرا علی بن ابیطالب — پدر شبیر و شبر کا علی بن ابیطالب

شجاع لافتیٰ الا علی بن ابیطالب

۲

شفیع روز میزان پردۂ بازار رسوائی — نسب دار علیؑ با بہا و کنت مولائی
وصی و مہردار مصطفٰے اسیار یکتائی — امین سر حق گنجینہ دار علت غائی

کلید کنز مخفی تھا علی بن ابیطالب

۳

ہمارا نفس مطلب بلکہ نفس مصطفٰے ہی وہ — خدا کا بندہ ہی لیکن نصیری کا خدا ہی وہ
واتممت علیکم نعمتی کا مدعا ہی وہ — کہ اکملت لکم ہی تاجدار انما ہی وہ

سر پر آرا ہے تطہیر اعلیٰ بن ابیطالب

گئے معراج کو جبریل کے ہمراہ پیغمبر	۴	وہاں پہنچے فرشتوں کی بھی پر جلتے تھے جن جا پر
مگر پردے سے آتی تھی ید اللہ کی صدا باہر		عطائے عصمت و عظمت میں ستر لو کشفہ کہکر

لہٰذا از دوست یقیناً تھا علیٰ بن ابیطالب

ہی سورہ نور کا یارب کہ اوسکی نور کی صورت	۵	مد ابروے مبارک آنکھہ ہی قرآن کی آیت
وہ سب جلد بدن ہی جلد قرآن حل ہی قامت		حدیثوں سے بھی ثابت ہی کتاب اللہ والعترت

کتاب عالم بالا علیٰ بن ابیطالب

نبی کا گوشت پیارا خون سب حیدر کا ہی ذاتی	۶	دلالت کرتی ہی اس پر حدیث لحمک لحمی
پھر اوس پر نفسک نفسی جو دم مارا ہو ذی خالی		اگر مجھسے کوئی پوچھے تو ہیں بیشک یہی معنی

علیٰ احمد نبی گویا علیٰ بن ابیطالب

امیر المومنین حیدر امام المتقین حیدر	۷	ہی ستر فوق ایدیہم سر عرش برین حیدر
امام الانس والجنہ بناز بر زمین حیدر		فروغ شرع و دین حیدر ظہور ما طین حیدر

ظہیر آدم و حوا علیٰ بن ابیطالب

ہوئی دنیا میں جب آفات جناب مصطفےٰ پیدا	۸	سنا ہی طاق کسریٰ شق ہوا یہ رعب چھایا تھا
خدا کے گھر میں حیدر نے وہ اپنا سکہ بٹھلایا		یہاں دیوار کعبہ شق ہوئی یہ رعب تھا اوسکا

ہوا کعبے میں جب پیدا علیٰ بن ابیطالب

دوبالا ہو گیا رتبہ رسول اللہ کی قامت کا	۹	خدا کی بیت میں باندھا گیا مضمون قیامت کا
اذان سے کر دیا ہی یا خدا نے وصل قامت کا		نبوت کے شجر میں یا ہوا پیوند امامت کا

چڑھا دوش نبی پر کیا علیٰ بن ابیطالب

۱۰

وہ قفلِ ہفت دوزخ ہی کلیدِ ہشت جنت ہے
فلک رفعت قمر طلعت خدا کا ابرِ رحمت ہے
امامِ مالک رضوان شریکِ پنج و راحت ہے
بشر صورت ملک سیرت ہے خود صانع کی قدرت ہے

خدا کے نور کا ٹکڑا علی بن ابیطالب

۱۱

در گلزارِ جنت نزدبان نہ فلک حیدر
خطِ پیشانیِ حور و قصور و کرسی و محشر
لکھے ہیں سب ہنوز لوحِ محفوظ اوسکے ناخن پر
سحابِ آبروے نہرِ تسنیم و لبنِ کوثر

بہارِ سدرۂ و طوبےٰ علی بن ابیطالب

۱۲

وہ قطبِ آسمانِ و آسمانِ ہفت اختر ہے
سحابِ ہفت قلزم قلزمِ تسنیم و کوثر ہے
ضیاے آفتاب و آفتابِ ہفت کشور ہے
رکینِ رکن و رکنِ مسجد و محراب و منبر ہے

خدا کا برزخ کبریٰ علی بن ابیطالب

۱۳

دیا جو شبکو پایا صبح کو پھر رکھ لیا روزہ
یتیمونکو کھلایا صبح کو پھر رکھ لیا روزہ
غریبونکو لٹایا صبح کو پھر رکھ لیا روزہ
اسیرونکو دلایا صبح کو پھر رکھ لیا روزہ

سخی جبریل نے پایا علی بن ابیطالب

۱۴

چھڑایا دیو و دو سے کیا سلیمان اور سلمان کو
خسوفِ چاہ سے بخشی خلاصی ماہ کنعان کو
خلیل و نوح پر ساکت کیا آتش کو طوفان کو
بچایا یونس و ایوب کو جرجیس بیجان کو

غرض ہر ایک کے کام آیا علی بن ابیطالب

۱۵

پڑھا سورج کے عامل نے جو اسمِ اشرف حضرت
کرن تارِ گریبان بنگئی اللہ ری وحشت
حصار ہالہ کھینچا پر یہ اوسکی ہوگئی نوبت
جلالی اسم تھا جب تو ہوئی خورشید کو رجعت

خدا کا اسم اعظم تھا علی بن ابیطالب

۱۶

کسے ہر جنگ کا یارا مرے پر مرّہ کو مارا
کنوئیں میں جب وہ للکارا گروہِ جنیان ہارا

ہوا جب اوس سے صف آرا وہ لشکر وہ ہوا سارا
بنی ہاشم کا مہ پارا نبی کو دل سے تھا پیارا

خدا کے عرش کا تارا علی بن ابیطالب

۱۷
جہاد ون سے نبی کو کسقدر خوشنود کرتا تھا
عجب انصاف لڑنے مین وہ بحرِ جود کرتا تھا
جو اوسکا سامنا آکر کوئی مردود کرتا تھا
سراپا کو برابر نیست و نابود کرتا تھا

بنا دیتا تھا شکل لا علی بن ابیطالب

۱۸
درِ خیبر کی بھی کچھ اصل تھی جو اک اشارا ہو
اشارہ ہوتے ہی بھونچال آئی حشر برپا ہو
قیامت ہو تلے اوپر ابھی دنیا کی دنیا ہو
زمین و آسمان چکر مین آکر اک ہنڈولا ہو

اگر کر دے تہ و بالا علی بن ابیطالب

۱۹
علی کے نام پر ہی عین دیکھو صنعت داور
عدد ہین کن کے ستر اور حرف عین کے ستر
ہوئی ہی کن کے کہتے کائنات اکبار تا سر
مگر یہ بار اوٹھا لینا گران تھا ایک عالم پر

وہ اپنے سر پہ رکھ لایا علی بن ابیطالب

۲۰
غلام و اسپ و تیغ و زن وفاداری مین سب یکسان
غلام ایسا کہ جو ستر تاج خان و قیصر و خاقان
وہ اسپ و تیغ جن سے تھے مہ و مریخ سرگردان
زن ایسی زن کہ جسکا مالک و وارث شہ مردان

وفا کے تاج کا تمغا علی بن ابیطالب

۲۱
خدا کی راہ مین سر دینے [illegible] امر مولا
نکالا تیر سجدہ مین اوسے صدمہ نہ کچھ پہونچا
نمازِ عاشقان ترکِ وجود ست اوسکو زیبا تھا
حضورِ قلب و الاعمال بالنیۃ کا دیبا جا

مرادِ ربی الاعلے علی بن ابیطالب

۲۲
سرِ سجدہ بن ملجم نے کعبہ دین کا ڈھایا
خدا کے گھر مین جا کر میرا مولا سرخرو آیا
تہِ محراب تیغ الغام و اسجد و اقترب پایا
زمین لرزی علی سجدہ مین تڑپے عرش تھرایا

فوا مولاہ وا ویلا علی بن ابیطالب

٤٣
علی نے جام شربت ایسا بھیجا ابن ملجم کو | کہ اوسکا ایک قطرہ سرد کر دیتا جہنم کو
وہ کیون پیتا کہ پینا آب نیران تھا اوس اظلم کو | جو یہ ہی تو لب تر ہبلا ہو لیگا کیون ہم کو

سخا و فیض کا دریا علی بن ابیطالب

٤٤
علی نفس نبی تھا اوس سے کیا بہتر کوئی ہوتا | یہ ناممکن تھا احمد کا برادر ہر کوئی ہوتا
نبوت گھر میں تھی آخر امامت پر کوئی ہوتا | پیمبر بعد ختم المرسلین کیونکر کوئی ہوتا

اگر ہوتا تو پھر ہوتا علی بن ابیطالب

٤٥
علی کی ذات سے کامل ہوا اسلام و دین میرا | ہر اک ساعت ہر اک لحظہ ہر اک دم ہے یقین میرا
معاذ اللہ جو وہ بھولتا نا ہی کہین میرا | پڑے ہون بکر و زید و عمرو پر کوئی نہین میرا

مرا مولا مرا آقا علی بن ابیطالب

٤٦
تولاے علی کی ولولے ہین جوش مستانہ | نفس کی دم کشی جرعے ہین نقد جان ہی بیعانہ
رگین تن ہنگیین دل ہی قرابہ آنکھ پیمانہ | مرا سینہ خم مے ہے غدیر خم ہی میخانہ

وہان پیر مغان میرا علی بن ابیطالب

٤٧
سلام اے قبلۂ دین السلام اے کعبۂ عالم | سلام اے نور اسود السلام اے چشمۂ زمزم
سلام اے وارث نوح السلام اے وارث آدم | سلام اے حجۃ اللہ السلام اے آیت اعظم

سلام اے مصحف گویا علی بن ابیطالب

٤٨
سفینہ نوح کا ہین اہلبیت سرور بطحا | مگر نوح اوس سفینہ پر تمھاری ذات سے ہے تنہا
وہ ناجی ہوگیا جسنے تہ دل سے تمہین چاہا | دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا

لگا دو پار بیڑا یا علی بن ابیطالب

(۱۰) خمار نشاۂ دنیا سے مولا حال ہی ابتر
قیامت مین یہی کہتا ہوا پونہچون لب کوثر
نہ چھپ سکتا ہی دردِ دل نہ اوٹھہ سکتا ہی دردِ سر
الا یا ایہا الساقی کو ثر دم ہی ہونٹھون پر

ادر کا ساؔ ونا و لہا علیؑ بن ابیطالب

(۱۱) زمانہ پھر گیا تقدیر پلٹی سب نے منہ پھیرا
یہان بھی آسرا تیرا وہان بھی آسرا تیرا
غمِ دنیا و دین نے شیر بن کر مجھے گھیرا
سوا تیرے نہین کوئی کہین فریادرس میرا

اغثنی انت مولانا علیؑ بن ابیطالب

(۱۲) بسر اچھی ہوئی ابتک ترے اقبال سی مولا
مگر بندہ ترا آفت مین ہی دو سال سی مولا
چھڑا مجھکو خدا کیواسطے جنجال ہی مولا
چہ غم مین چلا ہٹ یار میرے حال سی مولا

سنبھال اے عروۃ الوثقی علیؑ بن ابیطالب

(۱۳) مرے دلکو سرور آنکھونکو نور اے نورِ ایمان دے
در مقصود دے دنیا مین موج اى بحرِ عرفان دے
رہائی پنجۂ ادبار سے اى شیرِ یزدان دے
خلاصی مجھکو فیدِ فقر سے اى شاہِ مردان دے

اسیرم کا صدقا علیؑ بن ابیطالب

(۱۴) علمبردار شاہِ بیکس و مظلوم کا صدقہ
سکینہؑ شہربانوؑ زینبؑ و کلثومؑ کا صدقہ
علیؑ قاسمؑ کا صدقہ عابدِ مغموم کا صدقہ
علی اکبرؑ کا صدقہ اصغرِ معصوم کا صدقہ

مجھے ادنی سے کر اعلی علیؑ بن ابیطالب

(۱۴) حسنؑ کا واسطہ تجھکو مجھے سرسبز کر مولا
پئے سجادؑ جمکا دے مری تقدیر کا لکھا
حسینؑ پاک کا صدقہ رہون مین سرخرو ہرجا
ابھی ہو خطِ پیشانی کا میری کچھہ سی کچھہ نقشا

جو بہر جائے قلم تیرا علیؑ بن ابیطالب

(۱۵) تصدق باقرؑ و صادقؑ کا صدق القول ہو حاصل
پئے کاظمؑ مجھے کر کاظمین الغیظ مین شامل

رضا کے فیض سے حکم رضا پر دل ہے مائل		تقی کا واسطہ تجھ کو جو تو چاہے تو کیا مشکل
	نہ ٹوٹے اب مرا تقویٰ علی ابن ابیطالب	
تصدق میں نقی کی خاک سے میں پاک ہو جاؤں نہ فوج غم میں گھر کر ہند میں غمناک ہو جاؤں	۱۳۶	منقی کر گناہوں سے نجف کی خاک ہو جاؤں نہ پامال سپاہ گردش افلاک ہو جاؤں
	تصدق عسکری کا یا علی ابن ابیطالب	
ترا سے تا ثریا آنکھوں کے نیچے اندھیرا ہے غم افلاس نے دجال بنکر مجھکو گھیرا ہے	۱۳۷	فلاکت نے گلے پر خنجر بے آب پھیرا ہے بحب قائم آل عبا یہ حال میرا ہے
	مجھے دے اس سے چھٹکارا علی ابن ابیطالب	
بٹھایا رنج کے کہسار نے تیری دہائی ہے رولایا قہقہہ دیوار نے تیری دہائی ہے	۱۳۸	ستایا چرخ کجرفتار نے تیری دہائی ہے دبایا گنبد دوار نے تیری دہائی ہے
	مرے خیبر شکن آقا علی ابن ابیطالب	
مرا بخت سیہ مار سیہ ہے سر پر مولا اماں دے الاماں والحفیظ والحذر مولا	۱۳۹	یہ لاگن سانپ پیچھے پڑ گیا آٹھوں پہر مولا کہ گہوارے میں اژدر تو نے پھینکا چیر کر مولا
	دہائی ہے دہائی یا علی ابن ابیطالب	
غضب ہے گردش ایام یہ بھی لکھا میرا ہے مرے مولا مرے حق میں ترا کافی اشارا ہے	۱۴۰	ستم کا سامنا ہے آسمان ٹوٹا بلا کا ہے ہوئی ہے رجعت خورشید سورج تو نے پھیرا ہے
	مرے دن پھیر دینا کیا علی ابن ابیطالب	
تمہیں مشکلکشا ہو اب دم مشکلکشائی ہے مدد کو دوڑیے للہ میری باری آئی ہے	۱۴۱	تمہیں نے جان سلمان شیر سے مولا بچائی ہے اکیلا پا کے شیر غم نے گھیرا ہے دہائی ہے

مرے شیرِ خدا مولا علیؑ بن ابیطالب

	۲	
پئے قرآن مجھے بھی علم سے ہو بہرہ اندوزی		جہادوں کا تصدق ہو عدو پر مجھکو فیروزی
پئے آلِ نبی اولاد سے ہو خانہ افروزی		برائے فاقۂ آلِ عبا ہو وسعتِ روزی

مجھے دے میرا منھہ مانگا علیؑ بن ابیطالب

	۳	
ہوا ہی قدرؔ بقدر آج کل مداح حضرت کا		علی بند اسم رکھا باندھکر گلدستہ مدحت کا
یہ برگ سبز لے آیا ہی تحفہ کس لیاقت کا		یہی اسکا صلہ ہی بس فقط چشمِ اجابت کا

تم اسپر صاد کر دینا علیؑ بن ابیطالب

تمت

آئینۂ محبوب

درمدح بندگان عالی حضور پُرنور آصفجاہ نظام الملک میر محبوب علی شاہ فتح جنگ فرمانفرمای ملک دکن خلد اللہ ملکہ

باغ پر آج گھٹا ٹوپ اُٹھا ہے بادل — خسرو باد بہاری کا کھنچا دل بادل

ابر خیمہ ہے تو بوندین ہین طناب خیمہ — چوب خیمہ ہے دھنک سبزہ ہی فرش مخمل

جھک پڑی کالی گھٹا دن ہوا برسات کی رات — سبکو ہر سمت کے دکھاجاتی ہی بجلی مشعل

باغ مین چارونطرف آگ لگائی گل نے — سبز جھاڑون پہ گلستانمین چڑھی لال کنول

شجرِ الاخضرِ نارا کا تماشا دیکھا — لن ترانی کی نہ سے قدرتِ صناع ازل

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند — دستِ صناعِ ازل مین ہی بنحار انکی کل

کبھی چھایا ہی سفید ابر کبھی ابر سیاہ — گہ فرنگی کا عمل ہی کبھی زنگی کا عمل

تحت و فوق ایسی بہاری نی لگائی ہی آگ — ق — کہ گلِ لالہ پر داغ سے تا اوجِ زحل

ابکی سال اُٹھے ہین اسدرجہ بخارات سیاہ — کہ تمام ابر کا کالا ہوا اُجلا کنبل

آتش نالۂ طاوس سے اوٹھا جو دھوان | ہو کے یکجا وہ بخارات گہر آیا بادل

یہ وہ اژدر ہین کہ جیو انکو نگل جاتے ہین | ابھی اوٹھین جو گھٹائین تو گھری برج حمل

درد سر اوسکے ہوا سنکے صدای طاوس | برق نے ابر کے ماتھے پہ لگایا صندل

اک برس بعد ہم آغوش ہوئے ہین دونون | ہی دمن برق دمان ابر سیہ راجا نل

آگئی ابر مین پانی سے غضب کی پھسلن | برق کا پاؤن ہر اک مرتبہ جاتا ہی پھسل

جابجا لالۂ و صد برگ ہین یہ عکس فگن | لال پیلے نظر آتے ہین فلک پر بادل

کانٹے پتون کی زبانون مین پڑی تھے شاید | لیچلے ابر جو بھر بھر کے پکھالین چھاگل

ق

وہ اوٹھین کالی گھٹائین کہ خدا خیر کرے | انمین شیدی نظر آتا ہے مجھے ہر اک پل

بیچ مین پڑ کے ہوا نے اونھین سنکایا ہی | ایک استاد ہی ڈالا ہے غضب کا ہلچل

اینڈوا ہالۂ مہتاب بنا لاتا ہے | ڈنڈ پر خاک چڑھا دیتی ہی آندھی اوّل

ورزشین کرنے لگین نہر چمن کی موجین | انکو شمشاد کے طرے کی بڑھانے پہ ہی بل

بد دیا ہے چمنستان مین اکھاڑا کب سے | دونون جانب سے وہ خم ٹھوک کر آئی بادل

گل کے ماتھے ہی بہاریکا پیالہ اس فصل | سرو کے سر سے ہے جوانان چمن کا دنگل

رعد چلا کے یہ ہر ایک سے کہہ جاتا ہے | ہان خبردار خبردار سنبھل دیکھ سنبھل

قہقہہ مار کے گل کہتے ہین سبحان اللہ | بارک اللہ ہے پتون کی زبان پر ہر پل

یون شرابور ہین باران بہاری سے سرو | جیسے چوٹی کے شوالے مین چڑہی گنگا جل

ابر پر یون نظر آتا ہے خم قوس قزح | جسطرح سینۂ معشوق پر آڑی ہیکل

مطلع

یون اوڑائے لئے جاتی ہین ہوائین بادل | جسطرح کانور تھی لیکے چلین گنگا جل

پھولے ہین باد بہاری سے جو انان چمن | شاخین ہلتی ہین کہ شادی سی بجاتے ہین بغل

گری پڑتی ہے درختون پہ صبا مستانہ | غنچے کہتے ہین چٹک کر کہ سنبھل دیکھ سنبھل

مسکراتا ہے کوئی کوئی ہنسا پڑتا ہے | غنچہ و گل مین دم صبح سی ہوتی ہے چہل

کوئی گل ہو لیگا شوشہ کوئی پیدا ہوگا | رات سے حاملہ غنچہ بہت سے ہے کل

لہلہاتا ہے وہ سبزہ کہ ٹھہرتی نہین آنکھ | مخمل سبز پہ جسطرح ہو خواب مخمل

زخم گل باغمین یک لخت ہرے ہو جاتے ہین | چمن تیغ ہوا سے جو کبھی ہو مقتل

کیا یہ نو باوہ گلشن ہین نئے مرد کی درخت | ہری کوپل ہری شاخین ہرے پتے ہرے پھل

کچھ نظر کام نہین کرتی ہے ہریالی مین | پاس سے بھی نظر آتے نہین توتے ہریل

کیا کرا خاک پہ یا رب فلک مینائی | سبز دامن سے ہی جو چوٹی تلک ایک ایک جبل

ڈالیان ہین دم طاؤس گھنے پتون سے | ابھی طاؤس کی چوٹی ہو جو پھوٹی کوپل

(ق) منھ کو دھو دھا کے وہ رومی نے اوٹھایا برقع | چاند شفاف ہوا اور کھلا جب بادل

ماہ تابان نے ہر اک نہر کی قلعی کہولی | ہو گیا آئینہ آب روان پر صیقل

(ق) گرد ہالہ ہے کہ کھینچا ہی کوئی خط احصار | ماہ شب خیز نے چلے مین پڑھا کوئی عمل

قاف سے اوڑتی چلی آتی ہین پریان یعنی | وہ بخارات اٹھے پہاڑون سے وہ آئے بادل

یون گھرا ابر کہ سورج نظر آتا ہی نہین | ایک سونے کا ورق ہو گیا کیوڑے مین حل

مہر یون ابر کے لکو مین چھپا رہتا ہے | جیسے اکثر گھنے پتون مین چھپے پکا پھل

ابر مین ڈوب گیا مہر تعجب سے کمال | کہ دبے روئی کے گالے مین یہ چلتی مشعل

قرص خورشید تہ ابر نظر آتا ہے | جیسے ندی مین بھنور یا کسی پانی مین کنول

چرخ اول ہی ستارون سے زمین گلشن | ہی زمین سبزہ نو خیز سے چرخ اول

گولیان نالۂ بلبل کی چلین سوی فلک — خوف ہے ٹوٹ نجائے کہین شیشِ محل

چرخ نیلی نظر آتا ہے گل نیلوفر — حوض تالاب لبالب ہین یہ بھر ہین جل تھل

شور سرخاب سے درد اوسکے اوٹھا تہا ہین — مل دیا چرخ کے ماتھے پہ سحر نے صندل

باغ رنگین یہ جو ہر وقت جھکا رہتا ہی — کہین گلدستۂ شیشہ نہو چرخ اول

کھوے ہین باغ نے اپنے ورق رنگارنگ — اوس پہ سینے کی بنائی ہی دھنک نے جدول

قابل سجدۂ شکرانہ ہے گلشن کی زمین — جو چلا ابر سے قطرہ وہ گرا سر کے بھل

سرو نے انگلی اوٹھائی ہی شہادت کے لئے — بید ہے ساجد درگاہ خدا عز و جل

یہ چمن زار کجا گلشن فرخار کجا — نقش ثانی کو پہنچتا نہین نقش اول

گل کی شاخون پہ عنادل کا چہکنا دیکھو — روضہ خوانی کے لئے بیٹھے ہین منبر پہ مغل

زرد یہ گل ہوا ہین بلبل کی فغان ناحق ہی — کسی نادار کی سنتے ہین کہین اہل دول

سرو نے نالۂ قمری کا اثر دیکھ لیا — جو ستاتا ہے کسیکو وہ نہین پاتا پھل

کیمیا کی کوئی بوٹی نکل آئی شاید — آتش گل سے جو گلزار بنا ہے منقل

ہی یہی آتش گل تیز تو اکدن سننا — نخل موم ہین کیطرح جائیگا ہر نخل پگھل

ناف آہوی زمین ہین گل خود رو شاید — مشک کی بو سے مہک اوٹھا ہی سارا جنگل

عارض گل ہین وہ شفاف کہ لگتا نہین داغ — ہاتھ تو ہاتھ نظر جاتی ہے گلچین کی پھسل

گل وہ پھولی ہین کہ چھپ جائین عنادل اُن مین — جیسے بھونرے کو چھپا لیتا ہی پانی مین کنول

ق

گل سوسن کو جو توڑو تو مرا بخت سیاہ — سرو و شمشاد کو چھانٹو تو مرا طول امل

سونگھو لالے کو تو یک لخت مرا خون جگر — دیکھو سنبل کو تو بالکل مری قسمت کا بل

کیا ہی شاداب ہین گل رنگ چوا پڑتا ہی — شاخ گل کہتی ہی بلبل سے کہ دی مہندی مل

شہد چھکتے تو معطر ہو دماغ لذت ۔ بیٹھ جائے جو کسی پھول پہ زنبور عسل

مطلع

شاہ فصل بہاری ہی غضب کی چنچل ۔ کبھی پھولون سے ہنسی ہی کبھی غنچون سے چہل

سوسنون نے لب غنچہ پہ ملی ہے مسّی ۔ چشم نرگس مین شقائق نے لگایا کاجل

شاخین جھک جھک پڑین پا شاہ فصل گل نے ۔ ناز سے ڈال لیا سر پہ اولٹکر آنچل

سوسنون سے رخ لیلی کا بھی مدہم ہی رنگ ۔ زلف لیلی ہی سوا ہے کہین سنبل کا بل

شیشیان عطر کی کہولی ہین گل شبو نے ۔ تا دماغ گل زنبق سے نکلجائے خلل

سرو کے سامنے آنکھین نہین کرتی ہی ہما ۔ جسطرح سامنے دولہا کی دولھن پہلے پہل

خسرو گل کو کمی کیا گہر شبنم کی ۔ راجا گہر موتیون کا کال نہین ہی دہ شل

ایسی برسات کے پانی ہی لبالب ہین چمن ۔ پھول جو اوس سی ادہر ہین وہ ہوتی ہین کنول

چوب چینی ہی گل سرخ نے کہائی شاید ۔ نرگسون کے لئے طیار ہوا اطریفل

ہی جو خدمت مین جوانان چمن کی سرگرم ۔ باغبان تجھکو ملیگا تری خدمت کا پھل

ق

قابل دید ہی گلشن مین ریاضی کی بہار ۔ ہی عجب ہندسہ قدرت مرتاض ازل

سطح گلشن پہ ہین بیحد چمنون کی شکلین ۔ گول ہین کوئی تکونی ہین کوئی ہشت پہل

روشین قاعدی ہین سرو چمن اون پہ عمود ۔ آبشارون کے محیطون نے کیا اپنا عمل

قائمہ زاویہ ہی کنج گلستان ہر ایک ۔ دیکھ لی مہندی کی ٹٹی نے بنا کر جدول

بیلچہ ہاتھ مین پرکار ہے تختہ گلزار ۔ باغبان روز کیا کرتا ہے سب شکلین حل

کیا ہی موقع سے لگائین ہین گل لالہ و سرو ۔ جس جگہہ جسکا قرینہ ہے جہان جسکا محل

کیا ملائے ہین درختون نے قدم گلشن مین ۔ گل شبو بھی لگائے ہی کہڑا منہ سی بگل

لال کرتی کی پٹالن ہی شقایق کا ہجوم | سرو کپتان تو شمشاد بنا ہے کرنل

مطلع

قوت نامیہ ہی اوٹھتی جوانی ہر پل | کہ جوانان چمن آج ہین کچھ اور ہین کل

کیا عجب سرو پہ بیچوبہ گردون ٹکجاے | کیا عجب گردش افلاک مین آجائے خلل

کیا عجب لوگ ہتھیلی پہ جمالین سرسون | کیا عجب ہاتھ کے تل ہی کوئی پھوٹے کوپل

کیا عجب پیکر عشاق بنین خاک چمن | کیا عجب دانے جو پڑ جائین نکل آئین پھل

کیا عجب رشتہ زنار سے بیلین پھیلین | کیا عجب دانہ سبحہ سے اوگے نخل امل

کیا عجب روح شہیدان بھی پے دید بہار | خاک سے بیر بہوٹی کیطرح آئے نکل

کیا تعجب ہے کہ پتھر سے اوگے سبزہ تر | کیجیے ڈال کے پانی مین جو زنگار کھرل

کیا تعجب ہے کہ شیشے کی بہی پھوٹے جو زبان | باتین کرنے لگے توتے کیطرح ہر بوتل

باغ مین جائین جو گلرو نئے جوبن ابھرین | شجر قد مین قدم رکھتے ہی پھوٹی کوپل

لخلخہ سونگھہ کے معشوق تماشا ہونگے | مانگ کے بدلے نکل آئیگی شاخ صندل

قلبہ رانی مین کسان اور زیہ چلاتے ہین | شاخ مین گاوزمین کے وہ لگا ہل کا پھل

شاخ در شاخ ہوئے گاوزمین ثور فلک | قوت نامیہ سے کیا ہی پڑا ہی ہل چل

کھچکلے سنبل پہ پڑا کاہکشان ہی اولجھا | واہ وا زور نمو کیا ہی نکالا ہے بل

صورت گلشن شداد نہ اوٹھجاے کہین | نامیہ سے بڑے زورون پہ ہی سارا جنگل

گھانس ہی گھانس ہے اللہ غنی فیض نمو | ق | چھیلتے چھیلتے مالی ہوے جاتے ہین شل

شام تک خاک بھی چھلجاتی ہی دو دو بالشت | صبح تک سبزہ اوبھر آتا ہے دو دو انگل

باغبان چمنستان کا ہی گردون پہ دماغ | مجھکو ڈر ہے کہین ضوان سے نہو دو بدل

سبزۂ شمشاد سے شمشاد ہی طوبی سے بلند | جاے طوبی نہ کہین عرش کی اوس پار نکل

ق

جو یہ نہین ہوتی بہاتی رہی گلشن مین بہار | جو یہ نہین نامیہ کرتا۔ ہا ہر عقدۂ حل

کیا تعجب ہے جو گولر مین نکل آئے پہول | کیا تعجب ہے اگر سرو مین آجاے پہل

کیا تعجب ہے کہ پتھر مین نمو پیدا ہو | خاک سے چرخ کی جانب کو چلے بندھیا چل

ق

دامن نیلگری اوٹھکے ہو چرخ نیلی | اسقدر خاک سے اونچا ہو ہر اک کوہ وجبل

ہندوالونکو نظر آنے لگے ملک دکن | پر یہ ہی شرط کہ آنکہو نمین نہو کوئی خلل

کہکشان ہی کہ نظر آتی ہے موسی ندی | وہ ہی مولا کا پہاڑ اور یہ چرخ اول

مکہ مسجد نظر آتی ہے کہ بیت المعمور | چار مینار ہین یا عرش کی ساقونکی پہل

حیدرآباد ہے اونچا فلکِ چارم سے | حبذا قدرت وصناعی صناع ازل

ہی وہ خورشید علم اس فلک چارم پہ | جسکا ہر خاک پہ ہی دہوپ کے مانند عمل

مہر گستر فلک ملک کہ شاہِ خاور | ذرہ پرور کرم و مہر مین اک ضرب مثل

شاہ **محبوب علی** بادشہِ ملک دکن | خود اولی الامر جہان ظل خداء عز وجل

عمر وہ جس سے ہو وابستہ ہلال گردن | عقل وہ جس سے عقودِ فلکِ پیر ہون حل

سر سرتاج جہان وہ کہ دبے قبۂ عرش | زلف ایسی شبِ معراج ہو جسمین اوجہل

چہرہ وہ ماہ شب چاردہم جس سے خجل | جلوہ وہ جسکے شبِ ماہ رہے زیر بغل

وہ جبین جس سے کہ اقبال کا تارا چمکے | وہ بھوین جس سے کھلے عقدۂ مالاینحل

آنکھ وہ جسمین مروت ہے بھری مثل نگاہ | مردمک وہ کہ کھبے مردمی اسمین ہر پل

وہ زبان نقطۂ موہوم مفصل جس سے | وہ دہن نقطۂ موہوم بھی جس سے مجمل

لب وہ جان بخش کہ امرت رہی پانی پانی | وہ ذقن جسکی لطافت پہ گھلے امرت پہل

سینہ وہ سینہ کہ نکلے نہ کبھی یادِ خدا
دل وہ دل جسمین سمائے نہ کبھی طول امل

ہاتھہ وہ ہاتھہ کہ دل خلق کی لین ہاتھون ہاتھ
پاوٗن وہ پاوٗن کہ ثابت قدمی پر ہو عمل

ہاتھہ آنکھون ہی لگائی دل و جان ہاتھہ بڑہا
پاوٗن کو چوم کے اے طبع روان آگے چل

ساری دنیا کو سنبھالے ہوئے ہین دونون قدم
انہین قدمونکے نشان سے یہ معما ہو حل

ایک تو قطب جنوبی ہی کہ قایم ہے جہان
دوسرا قطب شمالی ہی کہ عالم ہے اٹل

یا الٰہی مین بنون خطِ کفِ پائے حضور
انہین قدمون سے رہون تا کہ لگا ہر اک پل

نہ کہین نقش قدم مجھکو بنانا یارب
کہ جدا ہو کے کہین مجھسے قدم ہاتھہ کو مل

ہاتھہ ملتا رہون رہوار کی تیزی سے بڑا
نہ یہ مشکل کہین کافور ہو یہ چل وہ چل

مطلع

کیسا رہوار سراپا یہ ہوا کی ہے کل
بے سراپا بھی یہ بنتا ہے ہوا کی ہیکل

کنڈا کرنے مین بنے شاخِ خمیدہ گردن
تھوتنی غنچہ سوسن سُمِ گل ہون کفل

یہ اگر ابلق ایام کو ٹاپین مارے
شب شود نیم رخ و روز شود مستقبل

چار نعل اسکے ہین یا چار ہلالِ گردن
راہ یکسالہ یہ ہی تین طرارون مین عمل

کبھی مشرق سے اگر جست کرے مغرب کو
چاند ٹیکا ہو تو خورشید بنے داغ کفل

تیر جسطرح کمان پر کوئی جوڑے ہو کھڑا
اسکا ٹھہراوٗ بھی چلنے پہ تلا ہے ہر پل

کون سی کھیت کا سبزہ ہے یہ ماشاء اللہ
قدم اوٹھنے مین نظر آتے ہین اوٹھتی کوپل

ق

اک اشارہ جو کرین اسکو حضور پر نور
شیر گردون سے لڑے پھاندکے گردون کا محل

اوسکے سورج کو وہ یون ٹاپ سے ٹھکرا کے
کہ ڈہلکتا ہوا تو چاند کے مطلع سے نکل

دیکھ لے تا کہ خلائق کہ قیامت کی ہی چال
اسمین ہے ابلقِ ایام سے بڑہکر جھلبل

واہ کیا میرے سلیمان کی سواریکی ہی دہوم — سب یہ پریون کا چھلاوا ہی کہ گھوڑی کوتل
آگے اِن پریون کے دیکھو تو کئی دیو سیاہ — سب یہ ہاتھی ہین کہ ہتھیا کا اوٹھا ہی بادل

مطلع

ہی یہ گھنگھور گھٹا ہاتھیون کا دل کا دل — کجلی بن دہوم سے جنگل مین منائے منگل
پاؤن سی گاڑ زمین کو یہ ابھی مل ڈالین — فیلبان ہٹھیہ کے مستک پہ جو کہدین مل مل
دیکھئے دور سے آنکس ہے کہ نکلا ہے ہلال — دیکھئے پاس سے ہاتھی ہی کہ چرخ اول
منتظر ہو جو کوئی اسکی سبک چالون کا — یہ سیہ رنگ پھرے آنکھون مین بنکر کاجل
کالے بادل جو دبے پاؤن چلے جاتے ہین — بے صدا پاؤن یہ دہرتا ہی زمین پر ہر پل
کہین بادل کی گرج سی بھی زمین ہلتی ہے — اسکی چنگھاڑ سے ہوتی ہی فلک کو ہلچل
بڑھکے ہاتھی نے اگر عرش سے ٹکر لی ہے — سایہ دیرانی اعدا کو بنا گھٹ کی زحل
طور پر ہی شب معراج کہ اس قد پہ یہ رنگ — دانت ہین وادیِ موسیٰ کی دہکتی مشعل
پہلے ہم عرش کی زنجیر سنا کرتے تھے — دیکھہ کر سونڈ مین زنجیر وہ عقدہ ہوا حل
لیکے یہ سونڈ مین پانی کو اوڑائے جو ہوا — سارے عالم کو نظر آئے برستا بادل
کالے بادل مین نظر آنے لگے لال دہنک — یہ رنگی سونڈ سے دکھلائے جو کالی ہیکل
ہین عماری مین مرے قبلۂ عالم جو سوار — پوشش کعبہ سے یہ نہین ہاتھی کا محل
تیغ در دست ہین ہاتھی پہ حضور پرنور — کالے بادل مین چمک جاتی ہی بجلی ہر پل

مطلع

ہی سراپا جو لوا فتح کا تلوار کا پھل — بے سراپا بھی لوا ہی یہ میان مقتل
جب سے جوہر نے دکھائی ملک الموت کو آنکھہ — پہر کبھی موت سے اس سے نہ ہوئی رد و بدل

اُف رے جوہر ترے دیدے کی صفائی دیکھیے
یہ ہزارون مین نکلتی ہی بڑی ہی چنچل

کھنچکے چلنے ہی لگے تیغ ہی یا موج سراب
کام موقع پہ کرے تیغ ہے یا ضرب مثل

نیمچہ سبز ہے پر خون مین بہرا جاتا ہے
لال پہولون مین لدی جاتی ہے اوٹھتی کونپل

اسکے جوہر کو عدو دو ہی نظر آتا ہے
جسطرح ایک کو دو دیکھے ہے چشم احول

کسی مسجد کی ہی محراب یہ محرابی تیغ
جو گیا سامنے اسکے وہ گرا سر کے بہل

چشم معشوق مین ڈورے ہین کہ ابروے بتان
مین کہون قہر کی نا بین کہ ستم کا کس بل

آب تک خشک ہی کیا قہر ہے تلوار کی آنچ
آنچ اک برق ہی کیا ابر مین ڈوبا ہی پہل

لوگ سچ کہتے ہین صحبت کا اثر ہوتا ہی
کام تلوار کا کرتا ہے اسی کا مصقل

چرخ پر چڑہکے جو اوتری تو بنی عید کا چاند
عید قربان کا کیا کام میان مقتل

چرخ خالی جو ہوا توپ نے لی اسکی جگہہ
توپ وہ توپ کہ ہو چرخ کو جس سی ہلچل

مطلع

اژدہا توپ ہے دم اسکا ہی وہ ضرب مثل
ساتون افلاک کو گولی کی طرح جا نگل

مور کہا جاتی ہی پر مار او گل دیتی ہے
خوب باروت ہے ہوتا ہی دہوان دہار عمل

اسکی رنجک جو اوڑی اوڑتی ہی بجلی چمکی
توپ جسوقت دغی دغتے ہی گرجے بادل

چرخ پر توپ ہے یا کاہکشان چرخ پہ ہی
اسکی مہتاب ہے یا ماہ سپہر اول

اسکا پہڑ دیکھکے ہے خُم فلاطون آب
پہڑ کی کیلین ہین کہ سب عقدۂ مالاینحل

پہڑ کے پیچھے ہین کہ قطبین ہین دونون جانب
گرۂ نار ہے یا توپ کی ساری ہیکل

توپ وہ توپ کہ دب جای حصار گردون
گولا وہ گولا کہ قلعون کو کرے مستاصل

یہ بیاپے کے فتیلے سے ہوئی ہی کالی
سانپ کے کاٹنے سے کالے ہوئے اجائل

مین یہ سمجھون کسی چیونٹی نے گھسیٹا اژدر | ریل دوڑے پیل وہان اسکو اگر سر کرے بھل
گھڑچڑہی توپین ہین سرکار کی کیا ٹوپی دار | تو یون گھوڑے ہین پر گھوڑون پہ توپونکا محل
یہ دغا کرتی نہین اور وغا کرتی ہین | اپنی گھوڑون سے بہی یہ تیز چلین وقت جدل
گولہ انداز بہی مشاق ہین سبحان اللہ | شب کو یون جوڑ کے نقطے کو اوڑائین وہ پل
صبح کو جو رنبے عدل کا جامہ پہنے | پہر تو سونا زسے دربار کو دوڑی پیدل

مطلع

شیر بکری ہین قرین پہر بہی نہین کوئی خلل | دیکھو ہین ایک ہی پٹکے مین اسد در حمل
سب کو اک عام اجازت ہے غنی ہو کہ دنی | ایک انبوہ رہا کرتا ہے ہر دم ہر پل
اوسکی خلوت کو جو پوچہو تو بہ از جلوت ہے | فوج کی فوج سما جاے وہ ہی گوشہ محل
پہر شجاعت مین جو دیکھو تو وہ بے مثل و نظیر | اوس سے آنکھین جو ملائے کوئی میدان مین پل
نہ رہے تن مین روان خون برنگ لالہ | متحرک نہ رگ گل کی طرح ہو اکحل
سامنے آتے ہی رستم کا بہی قالب ہو تہی | رم کرے سامنے سے بنکے وہ رم کی ہیکل
گیو و رستم سے بہی بڑھکے سپاہی و اسکا | ق | نیزہ و گرز سے لے کام اگر وقت جدل
دے یہ نیزے کو تو کان جنگ مین پیدل ہون سوار | گرز مارے تو سوارونکو بنائے پیدل
سب عرب کہتے ہین تیزی مین قمر کی تاثیر | حبشی اوسکے ہین دشمن کے مٹانے کو زحل
اوسکی نیسان سخاوت کا نہ پوچھو مذکور | سیپین گوہر سے بھری بیٹھی ہین اپنی اوجل
سونے چاندی کی یہ اینٹین ہین یا کہ ہین شمس و قمر | بہر دیا اوسنے زر و سیم سے گردونکا محل
کردیا کشتی درویش کو زر کی کشتی | سامنا ہوتے ہی سیلی ہے گلے کی ہیکل
قوت زر سے ہوئے زال بہی سب نال زر | کہ جوانی سے بڑہاپے کو دیا اوسنے بدل

ملک اوسکا ہے خدایا کہ کوئی جنت ہے ۔ جس جگہہ دیکھیے سب عیش مین کرتی ہین چہل

مطلع

ہان مے ساقی بدست سجا اپنی بغل ۔ دیکھ دکھن سے برستا ہوا آیا بادل
دیکھنا آج وہ ہُن برسیگا انشاء اللہ ۔ غربا ہند کے سونے کے اوٹھائینگے محل
بیٹھے ہین تخت سخاوت پہ حضور پُر نور ۔ قلعہ افلاس کا کیون جڑ سے نہو مستاصل
شاہ جمجاہ جو کھولے گا خزانہ اپنا ۔ زر امید سے بھر جائینگے سب کے آنچل
ہم تو مداح حضوری ہین کمی کیا ہی ہمین ۔ نہ فلک سے کوئی ڈر ہے نہ زمانے سے خلل
کئی پشتون سے نمکخوار ہین اس گدی کے ۔ شکر ہے سابق الایمان ہین ہمین ہین پہل
پشتہا پشت سے اس در کے زمین گیر ہین ہم ۔ باپ دادا بھی ہوئے دفن میان تر مل
صاف باطن تھی کہ سرکار پہ کی جان فدا ۔ یہ صفائی تھی کہ آئی اونہین نزل مین اجل
اک نظر اپنے قدیمون پہ بھی اے ابر سخا ۔ سب کہین سوکھے ہوئے کھیت پہ برسا بادل
لاکھہ امیدون کی امید یہی ہے اپنی ۔ اب جاؤن کہین مین چھوڑ کے یہ رنگ محل
دوسرے سے نہ کہین جا کے صلہ مانگی قدر ۔ بس یہی سکے قصیدے کا صلہ ہی مجمل
جو یونہین مانگنے کی اوسکو پڑی ہو عادت ۔ اپنے سرکار کی مانگے وہ دعا ہر اک پل
تخت طاؤسی کرسی رہے جب تک قائم ۔ جب تک اس تخت کا پایہ رہے چرخ اول
یا خدا عرش پہ پونہچے تری کرسی جلال ۔ پایۂ عرش کے اوس پار رہے تیرا محل
زر فشان تاج ہی خورشید کے سر پر جب تک ۔ جب تلک تیغ ہلالی ہی گلے مین ہیکل
یا خدا ملک کا سرتاج رہے تیرا تاج ۔ تیری تلوار کا بیٹھا رہے دنیا مین عمل
ماہ خورشید ہی جب تک کہ کرے کسب ضیا ۔ جب تلک ضو سے ہو یہ بام فلک کی مشعل

یا خدا استاد رہے تیرا وزیر لایق — خوش رہین اونکی لیاقت سے سب اعلی اسفل

فوجین ہین ثابت و سیار کی جب تک قایم — جب تک اس نظم سے آتا نہین دنیا مین خلل

یا خدا خلق مین سب نظم و نسق تیرا ہو — ساری دنیا مین بندہی فوج حضوری کا دل

حوت جب تک رہے افلاک مین برج آخر — رہے جبتک کہ حمل چرخ کا برج اول

یا خدا زیر سمک سے ترا قبضہ پھیلے — شاخ در شاخ رہے تیرا عمل تا بہ حمل

کہکشان رات کو جب تک سے فلک پر قایم — دن کو جب تک سے کرن پای فلک کی ہیکل

یا خدا عرش پہ گڑ جاے حضوری جھنڈا — تیری نصرت کے لوا مین کبھی آئے نہ خلل

مشتری سات ستارون مین ہی جبتک نامی — سبع سیارہ مین جب تک کہ ہی بدنام زحل

یا خدا تیرے محبون کا چمک جائے نام — تیرے دشمن رہین دنیا کے ذلیلون مین ارذل

کرین گردن کشیان تو وہین گردن کٹجاے — سر اوٹھائین تو کرین خاک پہ وہ سر کے بہل

ہفت قلزم ہین زمانے مین جہانتک جاری — برف جسوقت تلک مہر سے جاتا ہی پگھل

یا خدا تیرے عدو کا نہ لگے تہل بیڑا — دست و پا اونکے گلین پیرنے مین ہوکر شل

کچھہ جو اوبہرین تو گرے برق غضب گردون سے — کچھہ جو ڈوبین تو اونہین تہاہ مین آجای اجل

قدر ہان ہان کہین غصہ نہ تمہین آجائے — آستینین نہ چڑا او کہ ہو سب مین ہلچل

ہی جو سرکار کا دشمن تو مرے گا بے موت — مرے کو مارنے سے تمکو ملیگا کیا پہل

فاتحہ روح ولی پر تمہین پڑہنا ہے ضرور — کہ دکن مین وہی شاعر ہوا سب سے افضل

گو کہ اس بات پہ دونون کی سخن مین شاہد — نقش ثانی ہوے تم اور وہ نقش اول

پر اوسے ہند کا تحفہ یہ قصیدہ لیجاؤ — کہ ہر اک شعر ہے اک عقدۂ ما لاینحل

گور سے اوٹھکے کہے صل علی صل علی — مرد سے جی اوٹھے دکن مین ہو ہی ضرب مثل

اس قصیدہ کا جو آئینۂ محبوب ہے نام
نذر دیدو یہی سرکار کو تم پہلے پہل

شعر گنے ہون جو منظور تو کیا مشکل ہے
حیدرآباد کے اعداد گنین اہل جمل
۱۲۳۰

قصیدہ مہر منیر در مدح نواب سالار جنگ منیر الدولہ مختار الملک میر لایق علی خان بہادر عماد السلطنۃ مدار المہام سرکار عالی دام اقبالہ

نہ رہا محتسب و قاضی و مفتی کا خطر
ہے برانڈی کہین شیری کہین بوتل ہین بیر

کہین زاہد ہی کہین شیخ کہین واعظ مست
خانقہ سونی ہے محراب تہی خم منبر

پھسلا پڑتا ہے کوئی ٹھوکرین کھاتا ہے کوئی
مے لنڈہی ایسے چھلکتے ہین سبو و ساغر

در میخانہ سے میلا ہے در باغ تلک
پھول سے پھول کی بو کہاتی ہی باہم ٹکر

کہین ٹھٹرونکی سبیلین ہین کہین پھولونکی
دورۂ شاہمین ہے کہین تا وقت سحر

کان اوڑتے ہین کٹورون ہی کی جھنکارون سے
مشکونمین سقون نے بھرلی ہے شراب احمر

دیتے پہرتے ہین صدا کوئی نہ پیاسا جائے
لو پیو آؤ ادھر آؤ ادھر آؤ ادھر

دہوم ہے آئی بہار آئی بہاران روز دن
شور ہے مست رہو مست رہو تا بہ پہر

ذکر ہے مے پیو اسباب پہ چھٹی ڈالو
فکر ہے مے پیو نیلام کرو سارا گھر

ہاے کیا فصل بہاری ہی عجب موسم ہے
فکر کو نئین پھٹکتی نہین آکر دم بھر

کہین بائین کی گمک ہے کہین بجتا ہی ستار
ناچین کرتا ہی جادو کوئی زہرہ پیکر

جلترنگون کی صدا سنکے کوئی موج مین ہے
شور قلقل کا اڑاتا ہے کہین بوتل بسر

کوئی پڑھتا ہے کہین مثنوی میر حسن
میر کی غزلین کوئی گاتا ہے بہت بہتر

برزبان ہے کہین مجنون کہین فرہاد کا حال
کہین لیلی کہین شیرین کی حکایت ازبر

جنگ زنگی ہے کہین واقعۂ رومی ہے
جنگ دارا ہے کہین واقعۂ اسکندر

کہین رستم کی لڑائی کہین سہراب کی رزم
سام کا حال کہین واقعۂ زال زر

کہین کسریٰ کی عدالت کہین حاتم کی سخا
کہین حسّان کی فصاحت کہین سحبان کا ہنر

جو ترنگ آئی جسے باندہ دیا جھاڑ پہاڑ
جسکے منہہ مین جو کچہ آئی وہ اڑائی بے پر

رندو آزادہ و بےفکر ہین میخانے مین جمع
غم غلط کرتے ہین بیٹھے ہوئے یون ہی اکثر

یہ زٹل قافیے سن سکے نہ تاب آئی مجھے
اون نہنگون سی کہا مین نے ذرا دہیان ادہر

چشم دیدہ سنو مجھسے نہ شنیدہ مانو
گور کے مردے اوکھیڑا نکرو آٹھہ پہر

مطلع

دیکہنا خط شعاعی کی بنا کر مسطر
وہ لکھون نور کے اشعار کہ ٹھیرے نہ نظر

علم خامہ مین لون کہکے اگر یا عباس
کھینچ لون تیغ زبان کہکے اگر یا حیدر

گاڑ دون معرکۂ مدح مین جھنڈا اپنا
عرش سے جھولتی رہجا مری تیغ دوسر

ہان مری طبع رسا خاک سی افلاک پہ چڑہ
ہان مری فکر بلند آج پہونچ کرسی تک

ہان مرے دست بیان عرش کی زنجیر ہلا
ہان مرے پای ثنا عرش کر اوس پار ٹھہر

ہان مرے شور مقالات بجا دے ڈنکا
ہان مرے زور خیالات جما دے لشکر

ہان مرے وہم روان اوٹھکے ٹھہا دی سکّہ
ہان مری فہم جوان بڑھکے بچہا دی منبر

ہان بلاغت وہ فصاحت سے سنا دی خطبہ
سنکے سودا بھی کہے صلّ علیٰ چلا کر

اوسکی آواز سے گور تبتی ہلجائے
ہند سے تا عرب ایکدہوم رہے آٹھہ پہر

تیغ ہندی جو کھنچے نور کے جوہر چمکین
جوہر خنجر رومی کے سجھادون تیور

جیسے پریان لئی پھرتی تھین سلیما نکا تخت
یون مضامین ہی ہوا پر ہو مرا تخت ہنر

لیکے یہ تخت ہنر جاؤن مثال آصف
اوسکا مداح بنون ہے جو سلیمان منظر

وہ سلیمان ہے **نواب منیر الدولہ**
میر لائق علی لائق دذی فہم وہنر

خود سخی ابن سخی باپ وزیر آپ زیر
میر عالم کے گہرانے مین بڑا نام آور

جدا علی کی وہ شہرت تھی کہ ہی عالمگیر
دہوم ہی دہوم کہ تھی باپ مین شان اکبر

باپ کے مثل ہو الملک مین **مختار الملک**
اونکے قامت کی قبا ٹھیک ہے اسکی قدپر

میرے محبوب علی شاہ کا محبوب ہے وہ
جیسے اللہ کا پیارا ہے مرا پیغمبر

عقل وہ جس سے کہ پشت فلک پیر ہی خم
راے وہ کانپتا ہے صبح کو سورج تھر تھر

بادپا اوسنے سواری کو منگایا جسدم
آگیا حکم روان اوسکا مجسم ہوکر

مطلع

اوسکا شبدیز چہلاوا ہے کہ اک تیر نظر
چاند ہے برق جہندہ ہے کہ اک باد سحر

اک دبور ایک صبا ایک شمال ایک جنوب
دست و پا چارون ہین یہ چار ہوا ئین ملکر

بادپا ہے یہ سبک سیر کہ جو بائی ہے
اوسکی رفتار کی تیزی ہے کہ باد صرصر

اپنے سائے سی بھڑکتا ہے کلبلین دیکھو
چال مین جہو نہین پاتا اوست سایہ دم بہر

رات قطبین یہ پا کانو نپر اندہیاری ہے
ٹھوتنی ابر کا لکہہ ہے تو دندان اختر

وہ سبک خیز کہ پانی کا کٹورا رکھہ لو
چال وہ امنڈی چلی آتی ہے موج کوثر

دونون باگون پہ غضب جھومتا رہتا ہی وہ
کہتا ہے دونون جہانین نہین میرا ہمسر

جب صف رزم مین یہ دم کو چنور کرکے چلے
صف تو صف جھونکون سے دنیا بھی دہر کی ہو اوڈ

تیغ در دست جو نواب سوار و سپر ہون
کرۂ باد پر اک برق پڑے سبکو نظر

تیغ وہ تیز سمائے جو کہین آنکھون مین شر
کاجل آنکھون کا اوڑے پر نہو پتلی کو خبر

جھک کے اعدا سے وہ ملتی ہے تواضع ایسی
سچ ہے دشمن سے بھی جھک جاتے ہین سب ذی جوہر

اوسکے ساغر کی ہے اک کشتی ساغر خورشید
اوسکے خنجر کا ہے مریخ نیام خنجر

مثل شمشیر ہے قبضے مین دلیل قاطع
ہے دعائے غربا پشت پہ مانند سپر

بگھیان نور کی رکھی ہین سواری کے لئے
عقل چکر مین پڑے دیکھکے جنکا چکر

ریل گاڑی کی اوڑاتی ہین دہوئین چلنے مین
اس زمانے مین تو ممکن نہین اون کا ٹکر

ہان کسی عہد مین تہا تخت سلیمان مشہور
پر وہ کانون سے سنا اور یہ ہین پیش نظر

دامن دولت جاوید ہے اوسکا دامن
در امید و در فیض ابد اوسکا در

وہ سہارا ہے غریبون کے لئے صبح و مسا
یہ گزارا ہے فقیرون کے لئے شام و سحر

وہ خطا پوش ہے مجرم کے لئے سرتاپا
یہ عطا پاش ہے سایل کے لئے سرتاسر

وہ ارادون کے لئے جائے نماز حاجت
یہ مرادون کے لئے سجدہ گہ اہل نظر

وہ بلاؤن کے لئے پردگی پردۂ دخل
یہ دعاؤن کے لئے راہبر راہ اثر

وہ یہ شے ہے کہ دبے اوسکے تلے گرد فساد
یہ وہ جا ہے کہ جہان پہینکدین سرکش افسر

وہ سحاب گہر افشان ہے جلین اہل نیاز
یہ جناب ہنر آرا ہے بڑہین اہل ہنر

وہ جھکا رہتا ہے کیا سوچیئے اخلاق کا حال
یہ کہلا رہتا ہے کیا پوچھیئے باطن کی خبر

وہ مرے ذہن مین اک بیرق فتح و نصرت
یہ مری یاد مین چار آئینۂ فتح و ظفر

وہ مری دید مین اک پردۂ چشم فغفور
یہ مری چشم مین اک حلقۂ چشم قیصر

وہ مری عقل مین اک سلسلۂ عمر خضر
یہ مرے علم مین اک آئینۂ اسکندر

وہ مری فکر مین اک دامنِ دریاے جلال
یہ مرے درک مین کشتی شرافت کا گزر

وہ مری فہم مین دستِ ہوس طالب یار
یہ مرے وہم مین آغوش حیاے دلبر

وہ مرے دہیان مین برگِ شجر طوبیٰ ہے
یہ مرے سوچ مین ہے بیتِ مقدس کا در

مطلع

مرحبا حامیِ بحرین در علم و ہنر
حبذا وارث بر جبین مہ زاد وگہر

تیرا دامن مجھے جزدان کتاب ہمت
میری عزت کے دفاتر کا ہی صندوق یہ در

خط تقدیر ہے میرا اسی دامن پہ لکھا
لوح محفوظ یہ چوکھٹ ہے مجھے سرتاسر

بادبان ہی مری کشتی کا نہین یہ دامن
در نہین میرے سفینے کا یہی ہی لنگر

ہی مرے ہاتھہ کا دستانہ یہ تیرا دامن
میرا خود سر قسمت ہے ترا حلقۂ در

اب نچھوڑونگا نچھوڑونگا وہ دامن یہ ہاتھہ
اب نہ اوٹھونگا نہ اوٹھونگا وہ چوکھٹ یہ سر

مین جو بندہ ہون تو ہین آپ مرے بندہ نواز
مین مسافر ہون تو ہین آپ مسافر پرور

تیری دریاے سخاوت کا بیان مین بہی کرون
بحر کوزے مین سماتے کہین دیکھا ہوا گر

درد نداں کا کوئی فیض و اثر دیکھے تو
گُل ہتوکے تو بنے گرتے ہوئے آب گہر

بہر دیا خانۂ درویش مین زر تو نے تمام
وقت خواب اسکو سمجھتے ہین وہ سونیکا گہر

میرے مضمون کسی سی نہین اڑنے پاتے
سُن گئے تیری عدالت کی خبر اہل ہنر

ٹوک سکتا نہین مشرق سی کوئی مغرب تک
ہاتھہ پر سونا اوچھالا کرے شاہ خاور

خلق مین دہاک تہوّر کی بندہی ہی ایسی
بنگیا گربۂ مسکین یہ دبا ضیغم نر

وہ شجاعت کہ ہی بہائی بہی **شجاع الدولہ**
نام ہی **میر سعادت علی** ذی جوہر

خُرد ہی پہر بہی ہی خردی مین بزرگی پیدا
یہ ہلالِ فلک اوج ہے بدر اٹھہ پہر

عقل وہ ہے کہ ارسطو سے زمانہ کہیے ۔ طالع ایسے ہین کہ تصویر بنے اسکندر
یون ہی وہ قوت بازو سے جناب والا ۔ جسطرح قوت بازو سے پیمبر حیدر
حبذا رستم میدان شجاعت ہیں وہ ۔ بلکہ رستم بھی سنے نام تو کانپے تھرتھر
مرحبا حاتم شیلان سخاوت ہے وہ ۔ بلکہ حاتم کو یہ قدرت تھی نہ یہ زور نہ زر
واہ کسرائے شبستان عدالت ہے وہ ۔ بلکہ کسریٰ شہ بیدین تھا وہ دیندار افسر
یہ صفات اوسکی سب ذاتی عجب اسکی ہی ذات ۔ ذات قایم رہے جبتک ہے صفات داور
قدر تم آئے تھے کس کام کو کرنے لگے کیا ۔ چڑھے ہے کرسی یہ تو پھر عرش کو چھو لو بڑھکر
ہوش مین آؤ ذرا چشم خرد مل ڈالو ۔ لو اوٹھو صبح ہوئی مانگو دعا وقت سحر

مطلع

میرے ساقی نے مرے منھہ سی لگایا ساغر ۔ مطربو مجھکو سنبھالو مین گرا بربط پر
مغبچو ہاتھہ مرا تھام لو دوڑو دوڑو ۔ خدمت پیر مغان مین مجھے پونہچاؤ مگر
میکشو راہ سے اٹھواؤ خم و جام و سبو ۔ مست ہون مست ہون لگ جائیگی پیری ٹھوکر
نشہ ایسا چھایا کہ آنکھون مین اندھیر چھایا ۔ اب سیہ مست نظر آتا ہے میخانہ بھر
نشہ مین چور ہون چھپتے نہین اسرار دلی ۔ دل مین جو آتا ہے آتا ہے زبان پر فرفر
اپنے آقا کو نہ مین جاگتے سوتے بھولا ۔ رنگتا رونگٹا دیتا ہے دعا آٹھہ پہر
جب تلک ہے یہ زمین اور زمین پر افلاک ۔ اور افلاک پہ ثابت ہین جہان تک اختر
اون ستارون مین ہی جبتک کہ نظام شمسی ۔ سبعہ سیارہ کا جبتک ہے فلک پر چکر
رہے زہرہ تری محفل مین ہمیشہ رقصان ۔ خود عطارد ترے دفتر کا رہے سردفتر
شمس ہر صبح رہے آئینہ بردار ترا ۔ انجمن کا تری ارکان بنے ہر شام قمر

بڑھ کے ہے حکم قضا سے ترا حکم محکم
تیرے دربار کا قاضی رہے سعد اکبر

تیرے اعدا کو زحل چین نہ لینے دے کہین
کہ سیہ بخت کرے اور پہرائے دردر

پہرتے پہرتے جو عدو تہک کے گرین منہ کی بہل
کھینچکر پہیر دے مریخ قفا پر خنجر

ختم کر دیجئے اے **قدر** دعا سے شرطی
کہیئے اک تازہ غزل خاتمۂ دعوت پر

ہوش اڑا دیجیئے بلبل کی برنگ بلبل
وہ نئے طائر ایجاد کے نکلین شہپر

غزل

چشمۂ خضر سے لب ہے کہین بہتر انکا
کیون نہ منہہ دیکھکے رہجائے سکندر انکا

تھی فقط جام بنانے سے یہی جم کی غرض
تاکہ وہ دیکھ لے اوسمین رخ انور ان کا

بے وسیلے تو خدا تک بہی رسائی ہی محال
سلسلہ ہے مجھے گیسوے معنبر ان کا

اک اشارہ ہو جو ابرو کا تو مین جی جاؤن
آب حیوان مین بجہا رکھا ہے خنجر ان کا

ہین یہ مخدوم مین سو جان سے انکا خادم
یہ خداوند ہین مین بندۂ بے زر انکا

بے تکلف ہون مرے دل کا نہ پوچھو احوال
اوسمین جب چاہین چلے آئین وہ ہی گھر ان کا

رکہدیا نام قصیدے کا مری **مہر منیر**
دل یہ ہی مہر و محبت مین ثناگر ان کا

قدر کو آپکے دربار مین لایا ہون مین
رستے ہی انپر بہی نظر آگے مقدر ان کا



دارالامارۃ

در مدح جناب امیر الدولہ سعید الملک راجا محمد امیر حسن خان بہادر ممتاز جنگ سحر تخلص والی ریاست محمود آباد ملک اودھ

چمن کا بیاہ ہے کلیون کا ہوگیا انبار
بندہا عروس بہاری کے در پہ بندھنوار

بدل کر آئی ہے مشاطۂ صبا جوڑا
سفید ابر بہی چہایا تو ہوگیا گلنار

دہڑی جمائے ہوئے سوسن اپنے ہونٹون پر
حنا لگائے ہوئے پنجے مین ہی دست چنار

اوگی ہوئی ہی لب نہر باغ مین کنگھی
ٹرہا را ہے جو شمشاد طرۂ طرار

گلون کے چہرے پر افشان چنی ہی شبنم نے
جو غازہ ملتی ہے رخ پر ہوائی فصل بہار

مثال سینۂ معشوق ٹیڑیان ہین صاف
جو داغ بیل لگائی وہ ہوگئی زنار

بتائی مالیون نے سرو کو تراش خراش
سکہایا موج نے ہر نہر کو نکہار سنگہار

گئی چمن سے اودہر خواب نازنین نرگس
ادہر کو سبزۂ خوابیدہ ہوگیا بیدار

اودہر ہوا سے ہوئے لکھاے ابر نمود
ادہر چمن دم طاؤس بنگیا اکبار

اودہر دہنک نے بہار اپنی مانگ مین سیندور
ادہر ہوا لب لالہ بہی پان سے گلنار

اودہر جو نہر چمن کو ہوا نے لہرایا
ادہر بہی کوند کے بجلی دکھا گئی دیدار

ادہر قصیدے پڑہے بلبلون نے نالون کے ۔ ادہر گلون نے نکالا طلاے دست افشار

ادہر کہلے صدف برگ کے لب تشنہ ۔ ادہر بہی ہجوم کر آیا سحاب گوہر بار

ادہر چمن نے نکالی قباے استبرق ۔ ادہر گلون نے سرون پہ سجی نئی دستار

ادہر جو طرۂ شمشاد بڑہ گئے تا دوش ۔ ادہر لٹک گئے سنبل کے شملے تا بہ کنار

ادہر گھٹا سے ہوئی چشمک یکاد البرق ۔ ادہر جھپک گئی نرگس کہ یخطف الابصار

ادہر چلی جو چمن مین ہواے روح افزا ۔ ادہر سحر کو کھلی چشم نرگس بیمار

مطلع

چمن مین برگ گل تر بصورت لب یار ۔ عجب نہین ہی اگر کہولدین لب گفتار

عجب نہین ہی زبان ہو دہان غنچہ مین ۔ عجب نہین ہے زبان آوری کرے ہر خار

چٹک چٹک کے کہین غنچے قم باذن اللہ ۔ عجب نہین ہی مسیحا نفس ہو باد بہار

عجب نہین ہے جو یہ سنکے سرو چل نکلین ۔ کرین چمن مین بگولے کی طرح خود رفتار

عجب نہین ہی کہ آئینہ آب حیوان ہو ۔ عجب نہین ہے کہ بول اوٹھے طوطی زنگار

عجب نہین ہی بقول ظہیر فاریابی ۔ چمن سے چین تلک ملک چین سے تا گلزار

زاعتدال ہوا حکم جانور گیرد ۔ اگر بنوک قلم صورتے کند نگار

عجب نہین ہی جو چہوٹین حباب کے بیضے ۔ تو نکلین نہر مین مرغابیان قطار قطار

عجب نہین ہی کہ بجلی ہو مرغ آتش زن ۔ عجب نہین ہے کہ بادل ہو مرغ آتشخوار

عجب نہین گل لالہ پڑہے جو لالا کیطرح ۔ عجب نہین کہ ہزارے سے نکلے صوت ہزار

صداے رعد سے ملکر ہر ایک قطرۂ آب ۔ ہوا مین ہنس بنے ہنس سے ہو موسیقار

مطلع

بنی ہی زخمہ ہر اک عندلیب کی منقار | جہان پڑی رگ گل پر بجا چمن مین ستار

گرج ہے بادلون کی یا کمک ہی طبلے کی | جو سو رنا چتے ہین بل رہا ہے سب گلزار

سمان بندہا ہے جو گاتے ہین کیلیان مالی | کہ بل رہے کاسۂ طنبور سیان مین تار

لگائی ہے گل تنبو نے منہ سے شہنائی | جو پتے بجتے ہین جہانجھین بجاتے ہین اشجار

اودہر جو ملکے بجاتے ہین تالیان پتے | ادہر ہوا سے بہاری الاپتی ہی بہار

گرے جو برگ ہوا مین اوٹھے وہ رقص کنان | لئے یہ ناچ مین توڑے جہبانہ ہر اک بار

بہرے ہوئے ہین پیالی گلون کے شبنم سے | پڑی جو شاخ اوٹھی جاترنگ کی جھنکار

ہو اس بہار مین ایسا جنون کا جوش و خروش | مثال سلسلہ بجتا اوٹھا چمن کا بخار

یہ حال دیکھکے صوفی بہی وجد کرتے ہین | ہوئی ہین حال سے بیحال قمریان نزار

لگا رہی ہے وہ بالا سے سرو قمری ضرب | کہ جیسے کوئی اذان دے سر بلند منار

زمین کرنے لگی آسمان سے باتین | چکور مور ادہر اودہر طرف کلنک و سار

اودہر تو فاختہ سے غل مچا ہی کوکو کا | ادہر بندہا ہے پپیہون سے پی کہان کا تار

اودہر ہے سرو پہ حق سرہ کا ہنگامہ | ادہر ہے آنب کے اوپر کہوکہو کی پکار

وہ بجلیون کی چمک او سیہ بادلونکی گرج | وہ خندۂ گل تر او سپہ نالۂ ہزار

وہ آبشار کے لطفے وہ موج باد صبا | وہ قرقرون کی صدائین وہ سارسونکی پکار

وہ آمد آمد مینہون کی وہ ہوا کا سناٹا | وہ مینہ کا زور وہ پانی کی ہر طرف بوچھار

وہ ساونی کی بہارین وہ راگ ساون کی | وہ کوئلونکی صدائین وہ پپیہا کا رمار

مچی ہی چار و طرف ایک راگ رنگ کی دہوم | ہوا ہے سارا سمان بندہ کے باغ کی دیوار

یہی جو دہوم رہی طفل غنچہ دہلینگے
کھلینگے پھول تو مہکیگا تختۂ گلزار

یہی جو دہوم رہی کان اوڑینگے پھولونکے
سنیگا کون پہر اک آہ بلبل نادار

یہی جو دہوم رہی نیند اوڑیگی نرگس کی
نظر لگائیگی صحن چمن کو لیس و نہار

یہی جو دہوم رہی سرو اچھل پڑینگے تمام
رکیگا سرو کی چوٹی پہ چرخ کجرفتار

یہی جو دہوم رہی کانپ وٹھینگے دشت و جبل
چمن مین آئینگے اوڑ اوڑ کے لالۂ کہسار

یہی جو دہوم رہی **قدر** سر اوٹھائیگا
ہوائین باندہیگا پڑہ پڑہ کے مدح کے اشعار

یہی جو دہوم رہی اوسکی مدح خوانی کی
اوٹھیگی چار و نطرف ایک واہ واکی پکار

یہی جو دہوم رہی چھت اوڑیگی گردونکی
حجاب اوٹھیگا نظر تیر جائیگی اوس پار

مطلع

دکھائی دیگا وہ ظل خدا وہ عرش مدار
وہ عرش پایہ وہ عرش آستان وہ عرش وقار

کہ بندگی سے ہے جسے رتبۂ خداوندی
خدایگان و خداوند نعمت ابرار

امیر دولۂ دنیا و دین سعید الملک
جناب **امیر حسن** خان بہادر جرار

ہزار جان سے قربان اہلبیت کرام
ہزار دل سے غلام ائمۂ اطہار

وہ شعر فہم کہ قربان جسپہ ہو شعری
وہ نثر دان کہ رہے نثر اوسکے سر پہ نثار

ہوا سے نثر نگاری جو آگئی دل مین
بنایا تختۂ کاغذ کو اوسنے سنبل زار

وہ صاف صاف عبارت کہ عارض شفاف
وہ پیچدار مضامین کہ طرۂ طرار

ہوا ہے اوسکا قلم میں چشمہ مینائی
دوات اوسکی ہوئی عینک اولی الابصار

مری طرح قلم اوسکا ہے واسطی الاصل
مری طرح قلم اوسکا ہے ایک سحر نگار

قلم نے سحر نگاری کا رتبہ یون پایا
تخلص اوسکا ہے جو **سحر** وہ لکھا سو بار

قلم امیر کا ہے کیون لکھے نہ صد ہا سطر
عصا کلیم کا ہے کیون نہ اوگلے سیکڑون مار

قلم نہین ہے مگر صنع نطق کا آلہ +
قلم نہین ہے مگر مرغ فکر کی منقار

کیا ہے صفحۂ کاغذ کو مشک کی پڑیا
قلم کی نال ہے یا ناف آہو تاتار

قلم ہے یا کوئی مجنون سلسلہ بر پا
حروف کیا ہین کہ لیلی کے منہہ کی نقش و نگار

عبارت اوسکے قلم کی ہے بادشاہ پسند
صدف سے اوسکی نکلتے ہین گوہر شہوار

ہماے اوج سعادت ہے خامۂ عالی
رقم ہے ظل ہما جب تو ہی سیاہی دار

قلم کے تحت مین ہے سب سیاہی کاغذ
اوسیکے ہاتھہ مین ہے انتظام لیل و نہار

حروف ہین کہ مٹھائی پہ چیونٹیان دوڑین
قلم ہے یا کوئی طوطی شکرین گفتار

عطارد و زحل آئے ہین ایک مرکز پر
قلم کے نیچے سیاہی کے کب ہین نقش و نگار

سیہ زبان ہی خامہ بچیگا کب دشمن
دعاے بد سے نکالا ہے اوسنے دل کا غبار

صریر خامہ نہین ہے صفیر بلبل ہے
یہ اوسکے ہاتھہ کی قدرت ہے ورنہ سوکھا خار

قلم ہے سدرہ و بین السطور نہرین ہین
سطور اوسکے ہین جنات تحتہا الانہار

اسی طرح ہوئی معجز بیان زبان قلم
کہ جیسے حضرت عیسی چڑہے تہی بر سر دار

قلم کی نوک سے مضمون نکلتا ہی وہ یون
کہ نردبان سے اوترتے ہین جسطرح معمار

روا روی ہے قلم کو بھی فکر عالی مین
ق
جو ہین خرام مین کبک دری سر کہسار

یہ دو زبانون سے لکھنے کو ہر گھڑی موجود
وہ دو دو پرون سے ہین اوڑنیکو ہر جگہہ طیار

قلم سے کرتا ہے معنی سنگلاخ وہ حل
یہ ایک پاؤن سے چلتا ہے راہ سخت گزار

قلم بھی خوب ہے خود لکھے اور خود کاٹے
یہ خود سمند ہے خود تازیانۂ رفتار

جو باغبان کبھی ریحان کبھی لگائی گل
تو یہ لکھے خط ریحان کبھی خط گلزار

گیا ہے سانپ پر اوسکی لکیر باقی ہے
ہے یادگار قلم سطر کا چڑھا اوتار

جو شمع کا کوئی گل سے تو اور روشن ہو
جو اس پہ قط کوئی رکھے تو اور ہو طرّار

ہمیشہ سامنے مالک کے اپنے ناصیہ سا
یہ سر جھکائے ہے جیسے حضور کی تلوار

مطلع

ہین آسمان و زمین پہ برابر اوسکے وار
اوٹھی تو جوت گری تو سمک کے وار سے پار

گری وہ جھوم کے توڑی صراحی گردن
ہمیشہ فتح کے نشائی مین رہتی ہے سرشار

وہ کھول دیتی ہے اعدا کے بند بند کے قفل
کلید فتح نمایان ہے خود دم پیکار

جو بجلیون کی لپک ہے تو بادلونکی گرج
غضب کا اوسمین ہے کس بل تو قہر کی جھنکار

وہ جسکو ڈستی ہے پانی بھی مانگتا نہین وہ
ہے سانپ کیچلی مین اوسکی تیغ جوہر دار

وہ بپیلا نہین دوزخ کا اک نے بانہ ہے
جو اوسکے منہ پہ چڑھا کر دیا اوسے فی النار

عدو کو بھاگتے ملتی نہین عدم تک راہ
وہ ایک پاؤن سے چلتی ہے کیا ہی رفتار

کبھی فلک پہ وہ کرتی ہے جوت کو جو رنگ
کبھی ہین بازوؤنکی مچھلیون پر اوسکی وار

جدہر کسو اوسے دیتی ہے اک اشارے مین
کہ جیسے ایک اشارے مین ابرو خمدار

چمن پر اوسکے گلے کٹ گئے ہین لالہ کی طرح
لپٹ کے پھولونکی چادر مین ہے گلے کا ہار

جو دام اوسمین ہین جوہر تو پھیلا کنبا
جو صید گاہ ہے مقتل تو مرغ روح شکار

جو شکل دیکھیے محراب عید گاہ قتال
جو کار پوچھیے اسکا تو عید قربان کا

یہ ملکے مارے حریفون کو اسقدر طرّاف
یہ آپ مار کے خون روئے اسقدر مکار

چلی قضا سی معلق پڑی تو مبرم ہے
جو اپنے میان مین آئی تو ٹھہر وہی تلوار

جو اوسکا میان ہے زلبیل رنگ عیان
تو اوسکی آب ہے ہمشیرہ رخ عیار

گلے مین ڈالے ہوئے ستاہ قضا کی ہاتھ | یہ کرتی ہے دم وخم سے ہمیشہ یون کنار
جو اوسکی چوٹین ہین اعدا کا دل ہلاتا ہی | کہ جیسے گھاؤ کرے دل مین ابروِ دلدار
ہمیشہ رہتی ہے رنگین برنگ قوس قزح | لہو برس گیا نکلی جہان دم بیکار
یہ ایک وار مین اعدا کو چار کرتی ہے | کہ جیسے نعل سمند حضور پڑتے ہین چار

مطلع

عجب سمند گلا ئین جو نعل اوسکے لہار | وہ تیز گام کہ ہوتا ہر برق اک طیار
عجب سمند ہی بال پری ہین جسکے بال | عجب سمند ہے جو بایہ ہوگیا پروار
عجب سمند جو پانی پہ جاے مثل ہوا | عجب سمند ہوا پر چڑھے ہے جو مثل بخار
عجب سمند ہی پتلی پہ جو بھرے کاوا | عجب سمند ہے نقطے پہ جو بنے پرکار
عجب سمند جو کھچنے مین مور کی گردن | عجب سمند جو چلنے مین کبک کی رفتار
عجب سمند ہے دونون کنوتیان ہین تیر | عجب سمند ہے کنڈا کمان ہے ہر بار
عجب سمند رُکے جب ہی بادپا کہلائے | عجب سمند بند ہے جب ہی نام ہو رہوار
بھرے طارہ تو بجلی کی جو کڑی ہوئے | جو مارے ٹاپ تو سیدہا ہو چرخ کجرفتار
جو بے لگام بھی پھیر دو تو ران سی پیر جائے | غریب ایسا کہ بچہ بھی اوسپہ ہولے سوار
ہی صورت دل بیتاب نعل در آتش | کسی جگہہ کسی پہلو نہین ہے اوسکو قرار
وہ منہہ مین لیکے دہانیکو یون چباتا ہے | کہ جیسے ہونٹھ چباتے ہین غصے مین جرار
زمین چڑہا ہوا گھوڑا اسی کو کہتے ہین | فلک کی طرح زمین گرد سب اسیکا غبار
سوار ہو جو اسی پر کوئی تو پاے اسے | غرض ثبوت ہوا لاجواب سے رہوار
وہ راہوار جو کاوے مین گردش تقدیر | سوار وہ مری قسمت کا جیسے ادبار

مطلع

وہ زلف و رخ کہ جو وہ رخ کرے ادہر اکبار
ابھی تو لیتا ہے کروٹ ہمارا لیل و نہار

کیا ہے اوسنے بڑے سرکشونکو یون سیدہا
کہ جنتری سے کوئی جسطرح نکالے تار

کلا وسکے ہاتھہ مین ہی پھیر دے جدہر چاہے
ہے اختیار مین اوسکے ہر ایک خودمختار

ملائے آنکھہ کہ طاری ہو خواب مقناطیس
دکھائے آنکھہ کہ اوگلے عدو دلی اسرار

رموز خلق کھلے دفتر اوسنے جب کھولا
بنا ہے اوس سے سکندر کا آئینہ دربار

ہوا عروج تو اور اوسکو انکسار ہوا
یہ چڑھا جو نشا تو وہ اور ہوگیا ہشیار

کبھی جو خواب بہی دیکھے تو ہو اوسے معراج
کبھی جو نیند بھی آئے تو بخت ہون بیدار

جو بارگاہ مین بیٹھے وہ آفتاب عروج
تو سایہ تک بہی نہ اوترے کبھی تہ دیوار

جو اوسکے باغ کے انگور کی بنائین شراب
عروج بخت سے نشا سے کا ہو کبہی نہ اوتار

قمر کو روز پونہچتی ہے کہیر کی قفلی
جو سر پہ خوان اوٹھاتے ہین اوسکی خوانسالار

مگر یہ کیا کہ مجھے اب تلک نہ یاد کیا
غضب ہے نام تو **قدر** اور یہ ذلیل و خوار

کھٹکتے رہتے ہین مجھسے حضور کے خادم
وہ جانتے ہین یہ ہی ہوشیار خدمتگار

مری جبین ترا آستان یا قسمت
مثل ہے خاک ہم از تودہ کلان بردار

فلک پہ مہر منور زمین پہ ذرات
اودہر طلوع ہوا اسطرف پڑے انوار

قمر کجا و کجا خوشہا ہے بے دانہ
اودہر جو کھیت کیا مین ادہر یہ دانہ دار

حضور قبلۂ عالم مین مرغ قبلہ نما
جدہر حضور اودہر مین ہزار دل سے نثار

غرض کہ آپسے مین آپ ہی کو چاہتا ہون
یہی ہے حسن طلب ہے مجھے حسن درکار

نگاہ رو بروا سے قدر ان اہل کمال
دعا وہ دو دن کہ بھڑک جائین سب اولی الابصار

وہ خاک ہون جو اوڑا کے ہوا ئی دہر مجھے ۔ مین آسمان پہ چڑھ جاؤن و ٹھکے مثل غبار

غبار چہرۂ گردون وسیل باران است ۔ برس پڑون ترے گلشن پہ بنکے ابر بہار

تو اوس سے خلق ہو سبزہ زبان کی صورت ۔ خضر کا رنگ ہو پیدا مسیح کی گفتار

دعائین دیتا ہوا خاک سے اوٹھائے سر ۔ کہ اے بہار و خزان آفرین ہر گلزار

جہان تلک رہے زینت فلک کی انجم سے ۔ جہان تلک یہ مصابیح دینوی ہون بکار

رہے وہ نجم سعادت ہمیشہ روز افزون ۔ رہے وہ شمع عبادت تمام شب بیدار

جہان تلک رہے بئس المہاد مہد آرا ۔ جہان تلک رہے ہل من مزید کی تکرار

ہمیشہ مہد خرابی مین تکیے نہ ن ہون عدو ۔ ہمیشہ ہیمۂ نار غضب رہین اشرار

جہان تلک رہے گردون کا تخت طاؤسی ۔ جہان تلک رہے فوج ثوابت و سیار

جہان تلک رہے اس فوج مین قمر سلطان ۔ جہان تلک شہ خاور ہو اوسکا باجگزار

خدا کرے کہ رہین شاد اوسکے درباری ۔ خدا کرے کہ رہے اوس سے سرخرو دربار

جہان تلک رہے دار القصاص سلطانی ۔ جہان تلک رہے دار القضاے درۂ ودار

جو سر اوٹھائین عدو اوسکے خاک مین ملجائین ۔ ہر ایک حال مین پائین وہ کیفر کردار

اوٹھین تو گردش افلاک پیس ہی ڈالے ۔ گرین تو خاک مین ملتے ہی دے زمین فشار

جہان تلک شہ خاور سے سنے قصیدۂ صبح ۔ جہان تلک گہر انجم کے ہون صلے مین نثار

جہان تلک رہے گردون کے سر پہ کشتی مہر ۔ جہان تلک رہے اس جا پڑے کا دار و مدار

خدا کرے یہ قصیدہ رہے امیر پسند ۔ کہ نام دار الامارۃ ہوا ہے اسکا قرار

تمت

نقش فرنگ

درمدح ولیم ہنیڈ فورڈ صاحب بہادر ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم اودہ

المعروف بہ گلدستۂ اول

یہ ہوا مین ہے برودت کا اثر
ایسی ٹہنڈی ہوگئی لالے کی آگ
جو بخار اوٹھا زمین باغ سے
سوسنون کے ہونٹھ نیلے ہوگئے
رونگٹے سردی سے ہین اوسکی کہڑے
عندلیبون کے گلے پڑ پڑ گئے
اُف رے سردی کانپتی ہی فاختہ
قمریون مین جاڑی سے ہوتی مچی
اسقدر سردی سے دم رُکنے لگا
خوف سردی سے چھپے ہین پہل مین تخم
اسقدر بارد ہے گلشن کی ہوا

بادلون کو ہے زکام آٹھون پہر
کوئلا بجھکر ہوا داغ جگر
ہوگیا سنبل وہ ٹھٹھرا اسقدر
سروا کڑے کھا کے جاڑا رات بہر
کب زمین سے سبزہ آیا ہی ادہر
ٹہنڈہی ٹہنڈہی جو چلی باد سحر
کرتی ہے کسدرجہ ہو ہو سر و پر
گو قبا سنجاب کی ہے زیب بر
پتھرون مین چھپتے پہرتے ہین شرر
آڑ مین پتون کے چھپتے ہین ثمر
پیر ہو کوئی جوان جائے اگر

باغ مین سردی سے کلیان کیا کھلین
گل کو پیدا ہوگیا لقوے کا ڈر

شمع انگشت حنائی ہوگئی
بزم تک پھیلی ہے سردی اسقدر

ہے برودت سے زر گل زعفران
خطۂ کشمیر گلشن ہے مگر

بلبلون کا آشیان خسخانہ ہے
کر دیا ہے اسقدر شبنم نے تر

اب کنول کا پھول ہی سورج مکھی
باغ مین پالا پڑا وہ رات بھر

بھینی بھینی بو سے کیا بھیگی ہے رات
عطر مین ڈوبی ہے لیلے سر بسر

لاکھہ گل بوٹے جما مین باغبان
برف جم جائیگی نا ندون مین مگر

قفلیان ہین برف کی غنچے تمام
ہین پیالے برف کے گلہائے تر

زخم گل پر جمگیا پالا تمام
مرہم کافور ہوکر سر بسر

جمگئے سب پتے زمرد بنگئے
قطرۂ شبنم بنے جمکر گہر

باغ مین جمکر بنے گیندے کا پہول
ہوگیا فصل خزان کا جب گذر

آتے آتے ہونٹھ تک ایسی جمی
بات دانتون سے بہی کچہہ ہی سخت تر

برق گر کر تار برقی بنگئی
اچھی لینے آئی سردی کی خبر

برف سے انگور اولے بنگئے
ابر کی رگ بیل آتی ہے نظر

جمگئی منقار بلبل کیا کھلے
ٹھنڈی ہی سانسین کیون بھرنی دوپہر

ہوگئی ہے سنگ مرمر کی روش
نہر گلشن بنگئی جمکر حجر

ہوگیا سردی سے بحر منجمد
اسقدر پالا پڑا ہے حوض پر

سخت ہوکر نخل مرجان ہوگئے
جم جما کر ساونی کی سب شجر

پل سکے چرسے ہین پٹاری برف کے
برف کے کھتے کنوئین ہین سر بسر

برف ہے یا باغ پر برسا ہے نور — جھاڑ شیشے کا ہوا ہے ہر شجر
ٹٹیان مہندی کی یخ بستہ ہوئین — ٹٹیان ابرک کی آتی ہین نظر
کر دیا ہے برف نے ایسا سفید — آئینے ہین باغ کی دیوار و در
نخل گل ہین برف سے گویا کپاس — غوزۂ پنبہ ہین غنچے سربسر
مالیون کے بیلچے سیمین ہوئے — برف تہالون مین جمی تھی تا کمر
باغ بہر جاڑے مین یخ بستہ جو تھا — تھے بہت اطفال غنچہ تنگ تر
یا بگل تھے سب جوانان چمن — دل بہر آیا نہر کا یہ دیکھکر
نہر نے چھینٹے دئے ہر سرو کو — سرو نے نرگس کو رکھا بارہ پر
نرگسون نے باد کو بہر آنکھ دی — باد نے بادل کو سنکایا ادہر
ابر نے شانہ لگایا مہر کو — مہر نے سر سے اوتارا تاج زر
اور پھیلا کر کرن کے ہاتھ کو — کی دعا اے خالق ہر خشک و تر
بہیجدے گلشن مین ایسا آفتاب — سرد مہری جس سے کرجائے سفر
برق کانپ اوٹھی رخ شفاف سے — اوڑ کے سب پالا پکارے الحذر
فیض وہ ہو اوس شبنم پہ پڑے — نام وہ بلبل رٹے آٹھون پہر
کون وہ خورشید برج برتری — کون وہ درج شرافت کا گہر
دستگیر خلق **ولیم ہینڈفورڈ** — ڈاکٹر علم و فن کا راہبر
عاقل و صاحب تمیز و ہوشیار — عالم و دانا سخی و نامور
مین اوسے کیونکر نہ سیارہ کہون — دورے مین رہتا ہے وہ رشک قمر
ہندسے مین اسقدر باریک بین — مردمک نقطہ ہے خط تار نظر

سنگ ہے خفیف اوس سے بہت جرم ثقیل
سر پہ با قسمت خدام در

گردش قسمت سے ہیری اوسکے ہاتھ
رمز دان علم ہیئات اسقدر

اوسنے بویا جس جگہہ تخم ریاض
ہو گیا نخل ریاضی بارور

واقف اسرار علم کیمیا
پتی پتی بوٹی بوٹی سے خبر

خاکسارون کو ترقی بخشدے
خاک کو چاندی کرے چاندی کو زر

چھپگیا خُم مین فلاطون شرم سے
جب سے لب کھل گیا حکمت کا در

لعل دیا قوت اوسکے ہونٹھون پر نثار
گوہر دندان پہ صدقے ہین گہر

مطلع اک وصف سخاوت مین پڑہو ن
جس سے مالا مال ہون اہل ہنر

مطلع

اسقدر اوسنے لٹایا سیم و زر
کاسے بھر بھر لیگئے شمس و قمر

جب جہان بدال اوس سے مانگا تھین
بانٹ دی قارون کے چالیس گھر

گنج باد آورد بھی کچھ ٹال سے ہے
وہ اوڑا دے چٹکیون ہین بات پر

جوش زن اوسکا ہو جب دریائے فیض
کشتی درویش ڈوبے سربسر

کیسے تارے اوسکے بحر فیض سے
لیگیا موتی فلک بھر کر سپر

مہر سے کہدو کہ اوسکے دور مین
ہاتھہ پر سونا او چھالے بے خطر

وہ سمندر مین جو دہوئے اپنے ہاتھہ
موج ہمیان اور بدرے ہون بھنور

کیا مرے مضمون سے وہ مضمون لڑائین
عدل اوسکا سنگئے اہل ہنر

منطقی مین شیر بکری ایک ہین
ایک ہی پٹکے مین باندہی ہی کمر

ہو خدا ناکردہ وہ غصے مین آگ
مرغ آتش زن بنے مرغ سحر

✣

شعر ہو دیپک کا صفت عندلیب / یہ مرا مطلع رٹے آٹھون پہر

مطلع

آتش گل مین ہے گرمی اسقدر / پھول مین زیرہ ہے یا گھریا مین زر

باغ بھر گلزار ابراہیم ہو / دیکھے چشم گرم سے جب اک نظر

شاخ گل بنجائے اک سیخ کباب / دم مین سلوی بھنکے ہو ہر جانور

ہر شجر گلشن مین نخل طور ہو / پھول شمع طور کے گلہائے تر

دیکھلے دم بھر جو چشم قہر سے / شعلۂ جوالہ حوض آئے نظر

گو ندہی پیڑون کا سلگے مثل عود / پھول کی رگ جلکے بنجائے اگر

جلکے ہو سرو چراغان نخل سرو / سرو در دشت اوسکو سمجھین سب بشر

شعلۂ اژدر بنے ہر ایک شاخ / ہو وہ گرمی صحن گلشن ہو سقر

لال بنجائینگے طوطے باغ مین / آتش قہر اونکی دیکھینگے اگر

لو کی صورت گرم ہو باد صبا / اوسکے غصے کی اوڑائے جب خبر

قمریون کی ہے قبا خاکستری / ہے یہ تھوڑا ابچگئے جو بال و پر

جب کلی چٹکی تو نکلی یہ صدا / الحفیظ والامان والحذر

جب صدا صاحب کے کانون مین پڑی / ہو گیا رحم اوس سے دونا جلوہ گر

باغبان گلشن سے ڈالی کے عوض / نذر لایا یہ ہمارا شعر تر

مطلع

ابر بجلی سے کہین ہے بیشتر / جو گنا ہے رحم غصہ جسقدر

دہوپ مین جیسے درخت سایہ دار / وقت مشکل پر غریبون کی سپر

آنکھہ مجرم پر کبہی اوٹھتی نہین | ہے مروت آنکھہ مین مثل نظر
جب کلی چٹکی تو دل اوسکا دکہا | رنگ اوڑا کمہلاے جب گلہای تر
پاؤنمین مالی کے جب کانٹا چبھا | لگ گئی پھانس اوسکے دلمین کھٹکر
پھڑپھڑا کر طائر دل رہ گیا | دام مین دیکھا جو کوئی جانور
بوے گل کو کیون پریشانی ہوئی | ہے دماغ اوسکا پریشان سربسر
فیض سے اوسکے چمن سیراب ہے | جو بخار اوٹھا بنا وہ ابر تر
ابر نیسان باغ پر گھر آیا ہے | بوند کے بدلے برستے ہین گہر
رات دن بادل ذرا کھلتا نہین | باغ مین یکسان ہین آٹھون پہر
رُت ہے ہتھیا کی کہ کجلی بن ہے باغ | پیل مست آئے کہ بادل جھوم کر
بادلونکی وہ گرج وہ زور شور | شق ہوا ہے طفل غنچہ کا جگر
کوکتے ہین مور سن پڑتا نہین | کان اوڑے جاتے ہین ہونگی مگر
ہین یہی دہومین تو سن لینا کبہی | گر پڑے گا حمل نخل باروَر
بادل اکثر اسقدر جھک جھک پڑے | سرو سے ٹکرا گئے ہین بیشتر
لاکھہ پتون نے سنبھالین چھتریان | پر ہوا رخت نہال باغ تر
بجلیان کوندین تو آنکھین بند کین | ہوگئی خیرہ یہ نرگس کی نظر
پگڑی مالی کی سنبھلتی ہی نہین | زور سے پڑتی ہے بوچھار اسقدر
جب صبا کا پاؤن پھسلا باغ مین | تالیان دینے لگے برگ شجر
بجلیان کوندین تو دکھلائی دیا | طفل غنچہ کے بھی ہے مٹھی مین زر
موج شاخین گل ہوئے ہین بلبلے | ہوگیا اب تو سمندر باغ بھر

بیلچہ مالی کا ہے کشتی کی ڈانڈ
ناو کا تختہ ہے ہر تختہ مگر

حبذا اے جوش دریاے کرم
مرحبا اے بحر بخشش کے گہر

شمع کی صورت سے میرا حال زار
چپ جو رہتا ہون تو پھنکتا ہی جگر

شعر سے بازار میرا گرم تھا
کھوٹے دامون اب بکا میرا ہنر

شعر سے تھا عرش پر میرا دماغ
بخت واژون نے بٹھایا خاک پر

شعر سے سکے تھے میرے ہر جگہہ
اب وہی سکے ہوے داغ جگر

شعر سے میرے منور تھا جہان
اب یہ کمبخت اور مین آٹھون پہر

شعر سے آنکھون پہ تھی میری جگہہ
اب گرا آنکھون سے ہوکر در بدر

شعر سے مشہور تھا مین دور دور
دور دور اب مجھسے رہتے ہین بشر

بار رہوکر ہوا مین سب پہ بار
کیا یہی تھا اس ریاضت کا ثمر

تجھ سا ممدوح اور مجھ سا مادح گو
تھر سے جس پہ پریشان اسقدر

چاک کی صورت نہین دم بھر قرار
گردشین سہی گردشین ہین الحذر

ہون یہان بے خانمان وبیدیار
تیرے در کو چھوڑ کر جاؤن کدھر

دیکھ لے تلوار چلتی ہے تو کیا
قبضۂ مالک مین رہتی ہی مگر

باڑہ کاٹے نام ہو تلوار کا
تو ہی تو ہے سرخرو مین ہون اگر

مانگتا ہون یہ قصیدے کا صلہ
دوسرے سے کچھ نہ مانگون عمر بھر

نام اسکا رکھدیا نقش فرنگ
تا جمے نقش مراد آٹھون پہر

ہان ادب اے قدر یہ گستاخیان
دیکھکر فیاض پھیلے کسقدر

ہاتھ پھیلائے تو مانگو یہ دعا
یا الٰہی یا خدائے بحر و بر

جب تلک پانی پہ قایم ہو زمین
باغ مین جتبک ہی پھولون کی بہار
بوئے گل جب تک صبا کی ساتھ ہے
شاد ہو آباد ہو سرسبز ہو
یاالٰہی جب تلک گل مین ہی خار

ہے زمین پر باغ جب تک جلوہ گر
پھول سے ہی جب تلک بو کا گزر
ہے صبا جب تک جہان مین مشتہر
جس سے ہین سرسبز سب اہل ہنر
خار کی ہے نوک جب تک نیشتر

اوسکے حاسد کی رگ جان مین چبھے
نوک خار رنج و غم آٹھون پہر

شام اودہ

درمدح سر مہاراجا مان سنگہ صاحب بہادر قایم جنگ

اسٹار آف انڈیا المعروف بہ گلدستہ دوم

آئی بہار سبز ہوا چرخ اخضری
کیا لالہ زار ہے شفق چرخ چنبری

ہے کہکشان بہی صورت شاخ چمن ہری
سورج مکہی ہوا گل خورشید خاوری

ابکی بہار آئی ہے کیسی ہری بہری

ہر سمت دہوم دہام ہے فصل بہار ہے
ساقی کا اہتمام ہے فصل بہار ہے

رندون کا ازدحام ہے فصل بہار ہے
خم ہے سبو ہے جام ہے فصل بہار ہے

کرتا ہے ابر تاک عجب فیض گستری

طاؤس پھر رہے ہین خرامان چمن چمن
ہین یاسمین و سنبل و ریحان چمن چمن
کیسا کھلا ہوا ہے گلستان چمن چمن
اب تو ہوا ہے تخت سلیمان چمن چمن
بوٹے اوگے ہین باغ مین امسال کیاری

گل ڈال ڈال ہے تو صبا پات پات ہے
یہ باغ بھر کی روح ہی کیا اسکی بات ہے
سبزہ اوگا ہے وہ کہ خضر جس سے مات ہے
گلزار مین ہے حوض کہ آب حیات ہے
دیوار بوستان ہے کہ سد سکندری

باندھے ہوے ہی اپنی ہوا کیا گلونکی بو
اک شور قرقرونکا ہے بالاے آبجو
مدہ مین پپیہے کوئلین ہین کیسی جابجو
آفت وہ پی کہان وہ قیامت کہو کہو
طوطے چمن کا بولتا ہے وہ ہوا بھری

مہندی کا رنگ اوڑا تو یہ نقشا دکھا دیا
بن بنکے لال آیہ صنم سنا دیا
گل ہنس پڑا کلی نے الگ مسکرا دیا
لیکن صبا نے دونون کو بتا بتا دیا
گل سے صبا سے ہونے لگی جنگ زرگری

سب صحن باغ ہو گیا میدان کارزار
لالے کی پلٹنون نے جمائی الگ قطار
ہر شاخ گل کمان ہوئی خم کہا کے ایکبار
پتون کی نوکین ہو گئین پیکان آبدار
بن بنگئی ہر اک رگ گل تیر کی سری

ہے آبرو بہار کی اب تو خدا کے ہاتھ
پھیرے ہین باغبان نے کس کس بلا کے ہاتھ
رہ رہ گیا چنار بھی اپنے جڑا کے ہاتھ
پھیلے ہوئے ہین باغ مین موج صبا کے ہاتھ
پیڑون کے تھالے ہو گئے ہو لونکی ٹوکری

طارم کھنچا تو عرش معلی سے بڑھ گیا ۔ شمشاد اوٹھا تو سدرہ وطوبی سے بڑھ گیا
سبزہ چلا تو خضر ومسیحا سے بڑھ گیا ۔ سنبل بڑھا تو زلف چلیپا سے بڑھ گیا
ایک اک کو صحن باغ مین ہے کسقدر چری

اللہ کیا ہواے گلستان ہی دلپسند ۔ ایسی خنک کہ ہوتی ہے نرگس کی آنکھہ بند
کشمیر ہر زمین چمن کو ہے رشکخند ۔ موج صبا سے ابر بھی رہتا ہی بہرہ مند
اللہ اکبر ایسی ہے گلزار مین تری

پھرے یہ سرو ہی در گلشن سے ہوشیار ۔ سقای ابر چھوڑتا ہے ہر طرف پھہار
سبزہ اگر ہی فرش تو فراش ہے بہار ۔ بلبل جو ہے نقیب تو شمشاد چوبدار
اکا صبا کا بانٹتا پھرتا ہے نوکری

دیکھو تو منتظر گل ونرگس ہین کسقدر ۔ آہٹ یہ کان ہین تو در باغ پر نظر
مجرے کو جھک رہے ہین درختان بارور ۔ لاتا ہے ایلچی صبا ہر گھڑی خبر
آتا ہے نونہال گلستان برتری

کیا مرحبا قدوم سعادت لزوم ہی ۔ ہر چار سمت مجمع اہل علوم ہی
دھوم مین ہٹو بچو کی ہین اوس پر ہجوم ہی ۔ مہراج **مان سنگھ** بہادر کی دھوم ہی
اللہ رے عادل وسخی وعاقل وجری

شبدیز اوسکا برق جہندہ ہے یا ہوا ۔ دوڑ گیا اوسکے آگے سمند خیال کیا
چلنے مین دیکھیے تو ابھی تہا ابھی نہ تہا ۔ پوچھے صبا نے پاؤن وہ جادو کا بادپا
گھوڑا ہے یا چھلاوا ہے یا سحر سامری

سرعت مین ماہ سے ہی مثل اوسکا راہوار ۔ کرتا ہی چارون نعلون سے پیدا ہلال چار

باره ہلال تین طرارون مین ہین شمار ۔ یکساله راه جاے جو اوڑجاے تین بار

پوہنچے اوسے خیال ہلالی نه انوری

بجلی ہے بوے گل ہی عجب با ہوا ہے ۔ سب تیلیون پہ آنکھه کی پتلی نثار ہے

گاہے زمین پہ گاه فلک پر مدار ہے ۔ گویا ہوا کے گھوڑے پہ گھوڑا سوار ہے

اوسکی کنوتیون مین ہے بہرتی غضب بہری

تعریف پیل مست جو تحریر ہو ابھی ۔ فکر بلند عرش پہ شبگیر ہو ابھی

آه قلم مین کچھه بہی جو تاثیر ہو ابھی ۔ خرطوم فیل عرش کی زنجیر ہو ابھی

چلنے سے اوسکے گاو زمین کو ہو تھرتھری

رنگ سیاه اور وه قد بلند تر ۔ پہلے فلک پہ خود شب یلدا ہے جلوه گر

وه لانبے دانت عرش کی ساقین ہین الحذر ۔ ہودج نہین ہے تخت سلیمان ہی پیٹھ پر

بیشک لباس دیو مین آئی سیه پری

حلقے مین پیل مست ہین یون جہومتے کہڑے ۔ جیسے گہٹائین آتی ہون ساونمین جھوم کے

چنگھاڑین ہاتھیونکی وه مستی وه ولولے ۔ بادل گرج رہے ہین بڑے زور شور سے

الله رے رعب کانپتا ہے چرخ چنبری

رکھتا ہی تیغ کو وه جری اپنے جی کے ساتھه ۔ دم بہر رہی ہی تیغ بہی اوسکا خوشی کے ساتھه

رکتی نہین ہے پر لگی لپٹی کسی کے ساتھه ۔ دو ٹکڑے بات کہتی ہی کس منصفی کے ساتھه

رستم بھی ہو تو کہتی ہی منہه پر کھری کھری

تلوار وه کٹا نکرے پر کٹا کرے ۔ بندوق وه دغا نکرے پر دغا کرے

وه پیش قبض قبض جو روحین کیا کرے ۔ دشمن کو ڈہال نیل کا ٹیکا دیا کرے

ساری سپہ ہے مردم چشم دلاوری

سر کاٹ کر کسیکا کیا خاک سر بسر — دو کر دیا کسیکو کمر سے ادہر ادہر
طوفان آب تیغ یہ رہتا ہے باڑہ پر — دم بہر گلے گلے ہے جو دم بہر کمر کمر
کیا جزر و مد دکہاتی ہے اوسکی سپہگری

بخشی گری فوج عطارد کو بخشدی — مریخ نے سپاہ مین کی اوسکی نوکری
خدمت ملی ہے شمس کو آئینہ دار کی — زہرہ رہی وہ بزم طرب کی ہے مجرئی
دُوا کِّے اوسکی بزم مین ہین ماہ و مشتری

یہ مہر کی نگاہ کہان یہ ادا کہان — یہ خوش مزاجیان یہ نفاست بہلا کہان
وہ اسطرح جہان کا حاجت روا کہان — باتین کہان یہ رمز کہان قہقہا کہان
آئینہ کرسکے گا نہ اوسکی برابری

سب پر نظر ہے عین عنایت ہے آنکہہ مین — سرمے کے بدلے کحل مروت ہے آنکہہ مین
پُتلی سیاہ مہر محبت ہے آنکہہ مین — تار نگاہ رشتۂ الفت ہے آنکہہ مین
مد نظر ہے مردم دنیا کی بہتری

نظرون سے مین گر دن یہ مجھے کب ہراس ہے — ہر آنکہہ اوسکی پلۂ سنگ قیاس ہے
کیا مردم سیہ کی محک اوسکے پاس ہے — نظرون مین جانچ لیتا ہے مردم شناس ہے
جسطرح سے پرکھلے جواہر کو جوہری

گو لاکہہ فکر لاکہہ سے ہے غور قدر کو — ایسا نظر نہ آئیگا اب اور قدر کو
کر دیگا کامیاب وہ فی الفور قدر کو — عادت ہے بندگی کی اسیطور قدر کو
جسطور اوسکی ذات مین ہے بندہ پروری

مرد خدا جہان مین جب تک صبور ہو | جب تک رخ عبادت نے اہد پہ نور ہو
شہرہ خدا کرے کہ بہت دور دور ہو | نیکی کا اوسکے ہاتہ سے ہو جب ظہور ہو

بخت سعید کے لئے جب تک ہے مشتری

کالی بلا جہان مین جب تک ہے یا خدا | جب تک جہان مین ہے شب یلدا کا سا منا
جب تک سیاہ کار ہین بدنام جا بجا | مشہور جب تلک ہے ٹیکا کلنک کا

اوسکے عدو کا بخت ہو کا جل کی کوٹھری

عیسیٰ کے معجزون کا بیان کیا شمار ہے | میرا قصیدہ قدرت پروردگار ہے
رکھا جو نام شام اودہ یادگار ہے | شام اودہ پہ صبح بنارس نثار ہے

آنکہین کھلین جو ایک نظر دیکھے انوری

تمت

گُلِ عبّاس

در مدح ڈپٹی میرزا محمد عباس بیگ خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لکھنو المعروف بہ گلدستہ سوم

مصیبت وہ پڑی ہم پر کلیجا ہو گیا پانی
بنا جو اشک کا قطرہ ہوا لعل بدخشانی

پلک پر جب تلک تھا بس جبھی تک قدر و قیمت تھی
کسی نے گرتے گرتے آنکھ سے صورت نہ پہچانی

جگر کی کاوشون نے ایک یہ بھی گل کھلایا تھا
سو دبکر خاک مین اب بنگیا وہ جوہر کانی

مگر یان انقلاب دہر و گردشہاے دوران سے
کبھی جب خاک پر بادل کرے گا قطرہ افشانی

تو ہوگا نامیہ سے کچھ عجب عالم زمانے کا
بنے گا تختۂ صحن چمن اک تختۂ مانی

بنے گا کوئی تختہ لاجوردی کوئی زنگاری
بنے گا پستئی کوئی کوئی کاہی کوئی دہانی

ہجوم خار ہوگا جا بجا صحرا کی راہون مین
نئی شاخین نکالیگی ہر اک شاخ مغیلانی

لٹک کر خاک پر گر جائینگے شمشاد کے طرّے
کہ جس سے زلف سنبل کو بھی ہوگی اک پریشانی

چمن مین پتیان مہندی کی وہ شکلین نکالینگی
کہ راے باغبان پر ختم ہوگی ہندسہ دانی

ہرے ہونگے درخت تاک طارم پھیلجاے گا
پھلین گے خوشۂ انگور صحرائی و بستانی

نشیمن سرو پر رکھے گا اپنا طائر سدرہ
کہین طوبی سے بھی ہوگی زیادہ اوسکی طولانی

بنے گا سبزۂ نوخیز ریش خضر صحرا مین ۔ بنے گی عشق پیچان موے درویشان ساسانی

زمین باغ دکھلائیگی باغ سبز گردون کو ۔ دہنک کیطرح ساری کہکشان ہوجائیگی دہانی

نظر آئینگی سب پھولی ہوئین شہرونکی دیوارین ۔ بہارانکے مزے لوٹینگے سب آزاد و زندانی

یہ عالم دیکھکر مجنون کے زخم دل ہری ہونگے ۔ یہ موسم دیکھکر لیلی بھی ہوجائیگی دیوانی

کہین سبزے پر آکر سانپ شب بہر اوس چاٹین گے ۔ کسی میدان مین کوک اوٹھینگے طاؤس بیابانی

اندہیرا دشت مین کردینگے گہر کر بانس کے کوٹھے ۔ کٹہرے مین پڑینگے خود بخود شیر نیستانی

زمین پر سبزہ وہ پھیلیگا مٹجائینگے سب جادے ۔ بھٹک کر خضر کو بھی ہونگی لاکھون ٹھوکرین کھانی

پہاڑون پر دکھائی دے گا ایسا ایلون سبزہ ۔ کہ گویا جڑدئے ہین سنگ پر فیروزۂ کانی

نہ ٹھہرے گا کبھی نظرون مین سبزہ دشت ایمن کا ۔ کریگی چاندنی جب کھیت جنگل ہوگا نورانی

کرن پھوٹے گی جب خورشید تابان کی پہاڑون پر ۔ تو نخل طور کی ہر نخل پر ہوگی چراغانی

خمیدہ ہوگا یکسو بید مجنون سبز ہو ہوکر ۔ ہرا ہوجائیگا اک سمت انجیر کہستانی

کسی جنگل مین ہونگی بوٹیان اکسیر کی پیدا ۔ کہین چاندی کے پیڑ اپنی بھی دکھلائینگے طولانی

جمیگی اسقدر کائی کہ سب پتھر ہرے ہونگے ۔ پہاڑون پر چڑہے گا ہوگا ایسا جوش مین پانی

پڑے گا عکس سبزہ اسقدر انسان کی آنکھون مین ۔ ہرا ہوجائے گا تار نگاہ چشم انسانی

بشر کو یہ گمان ہوگا ہری عینک چڑہالی ہے ۔ نظر دوڑائینگے جس سمت بڑہ جائیگی حیرانی

زمین سبز آسمان سبز اسطرف سبزہ ادہر سبزہ ۔ ہری پٹ پر دکھائی دے گی آبادی و ویرانی

گل سرخ اودی لون مالی کہین ڈہونڈے نہ پائیگا ۔ جو گلدستے مین ہوگی حاجت گلہاے بستانی

وہ جب میدان باغ و راغ بالکل چھان ماریگا ۔ سمند فکر کو جب دے چکے گا خوب جولانی

مطلع

اودھر بہتا پہرتا آئے گا وہ ظلم کا بانی
مرا آنسو گرا تھا جس جگہہ ہوکر لہو پانی

دہان وہ خون گرفتہ آتے آتے دیکھتا کیا ہے
زمین سے پہوٹ کر نکلا ہے اک نخل بیابانی

درخت ارغوان یا ساؤنی یا نخل لالہ ہے
وہ یکا نور کا بالکل ہے نخل طور کا ثانی

بہبوکے خونمین ڈوبے ہوے بس لال انگارے
لگے ہین تین گل رشک گل مہر درخشانی

کہ جن پر اثر مرے دلکی تمنا اور نومیدی
کہ جن پر کٹ مرے روح بناتی روح حیوانی

جگر کی تاب طاقت قدر آنکہونکی بینائی
فراغ خانہ ویرانی فروغ سوخت جانی

جو بو ہے خون کی بوہی جو رنگت خون کی نگت
صدا جنکے چٹکنے کی صدائے مرثیہ خوانی

غرض وہ سفت بر ہوا اور گل جوینده یا بنده
بڑہا کر ہاتہہ توڑے اونکو با صد خنده پیشانی

پہراونکے تین گلدستے بنائے واہ ری قسمت
وہ گلدستے ہون یا گنج طلسم عالم فانی

جہان کوئی اونہین دیکھے اونہین کا ہورہے آخر
پہراسمین خواہ مومن خواہ ہندو خواہ نصرانی

وہ خود مختار بے پوچھے بجھے لیجا کے گلدستہ
حضور ڈائرکٹر نذر رکہدے اپنی من مانی

وہان سی پائے سٹر بایکٹ کے نام اک چٹھی
مگر ناکام پہر آئے نرے ہے تقدیر ربانی

پہراوسکو لاکہہ مین ردکا کرون سنتا ہے کب میری
کرے مہاراج قایم جنگ کے ڈیوڑہی کی دربانی

سلے دربان و خدام و رفیقان مصاحب سے
بہر صورت مہاراجا کو دے گلدستۂ ثانی

وہان سے بہی دہی ہو پہر تو یا تقدیر یا قسمت
سر بازار پڑہوا تا پہرے تحریر پیشانی

مجھے جسدم ملے مین یہ کہون کیون مین جو کہتا تہا
چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

سنا ہو تو نے بہی ثالث بخیر آگے تری قسمت
چلا چل ساتہہ میرے دیکہہ پہر اسرار یزدانی

نیا ارض و سما پائے نیا صحن فضا پائے
نئی آب و ہوا پائے نیا دانہ نیا پانی

زمین جسکی فلک سے ہے آسمان عرش معلی ہے — عجب صحن کشادہ جسطرح حاتم کی پیشانی

عجب آب و ہوا جس سے دم عیسی ہو شرمندہ — جہان کی سرزمین کا آب دانہ قوت روحانی

کہین نہرین کہین گلشن بہر آگے ہی وہی کوٹھی — جو ہے جنات تجری تحتہا الانہار کے ثانی

رفیع اسدرجہ رفعت پست جس سے ہمت حاتم — وسیع اسدرجہ وسعت تنگ جس سے عزم سلطانی

سر گردنکشان سہی پگڑیان جسنے گرائین ہین — بلندی وہ مہ گردون گھسے چوکھٹ پہ پیشانی

سبھی اتنی دولہن ہی منہہ چھپائی جسسے گھونٹ مین — ہزارون کرسیان میزین جلو قصہ ہی طولانی

یہ راز کبریا میرے چھپائے چھپ نہین سکتا — کہ ہی اون کرسیون مین ایک کرسی سب سے نورانی

اوسی کرسی پر اک اللہ اکبر عرش کا تارا — کہ جسکے نور سے برق طبیعت کو ہو جولانی

قطعہ

جو یا عباس کہکر مین اوٹھالون نیزۂ خامہ — جو کہکر یا علی مین کھینچ لون تیغ ثنا خوانی

ابھی تو مدح کے میدان مین گرتا ہے مرا جھنڈا — ابھی تو جھولتی ہے عرش سے تیغ زباندانی

ابھی احسنت گویان روح سودا چونک اوٹھتی ہے — ابھی شاباش خوانان دوڑتا آتا ہے خاقانی

ابھی منہہ چومتے ہین آکے جبرئیل امین میرا — کہ ہان اس منہہ سے نکلے نام عبد خاص یزدانی

امیر وقت ڈپٹی میرزا عباس خانصاحب — کہ جسکی ذات سے ہے عزت نوابی و خانی

نمازی متقی پرہیزگار و مومن و صالح — کہ جسکے آب و گل مین ہے قیام رکن ایمانی

قطعہ

سخی ایسا کبھی رہنے نہ پائے گانٹھ مین پیسا — جو کچھ پائے بہا لیجائے اوسکا جوش فیضانی

سبب یہ ہی علو مرتبت پر خاکساری ہی — بہلا اونچی زمین مین جمع ہوتا ہے کہین پانی

بخیر انجام ہوگا اوسکا ہے نیت بخیر اوسکی — کہ الاعمال بالنیات دینی ایک س پانی

یہ فکرین ہین دسیقے اور پنشن سب کی جاری ہین — گدا ہو گئے خدام و حقداران سلطانی

کہ سر رکہتے ہین لیکن سر کا کچھ سامان نہین رکھتے — براے نام باقی رہ گئی ہے نوابی و خانی

دیا دلوادیا دینے کی راہین اوسنے تبلادین
کمیٹی کی کہ ہو محتاج لوگونکی تن آسانی

چھپا کر پردہ دارونکو دیا کیا پردہ پوشی ہے
خبر پونہچی نہ کانون کان دیکھو فیض پنہانی

زبان و چشم و عقل و دل پراوسکے ختم ہے چارون
خدا گوئی خدا بینی خدا فہمی خدادانی

شب معراج موے سر ہین سر عرش الٰہی ہے
رخ پُر نور قرآن لوح قرآن اوسکی پیشانی

عجب نام خدا ہے مد بسم اللہ ہر ابرو
وہ آنکھین چہرے پر قرآن مین ہین آیات قرآنی

کتاب شرع کہنا اوسکے رخسارے کو احسن ہے
کہ ہے ریش مبارک رحل قرآن مسلمانی

صراحی ہے مے حب علی کی گردن نازک
چھلکتی رہتی ہے جسمین شراب منقبت خوانی

غدیر خُم کا میخانہ ہے سینہ خُم ہے دل اوسکا
کہ ہے مہر علی مے جوش مے ہے جوش عرفانی

جو آتش چاہیے ہو دین کی وسکو حرارت ہے
رگون کی نل سے کہنچتی ہی شراب مہر عمرانی

وہی مے ہے کہ کہنچکر جمع ہوتی ہے پیالونمین
محرم مین جبھی ہوتی ہین آنکھین اوسکی طوفانی

غم شبیر کی نشاے مین یہ مدہوش ہوتا ہے
نہ آئے ہوش مین آنکھین نہ ٹہیرکین جب تلک پانی

کہلا ہے یہ کہ وہ بغض و حسد کینہ نہین رکہتا
ہے اتنا صاف سینہ دیکھہ لو اسرار پنہانی

ہلائے لب تو پہر اک سنگدل کو موم کر ڈالا
ہے اعجاز کلیم ایسا کہ پتھر ہو گیا پانی

وہ موتی رولتا ہے اور کیا کیا لعل اوگلتا ہے
جو باتین ہین در غلطان تو لب ہین لعل رمّانی

جہان جس سے ملائی آنکھہ اوسنے دم نہ مارا پہر
نگاہ قہر اوسکی سرمۂ و تیغ صفاہانی

عدو روباہ بازی کرکے اوس سے پیش کب پائے
کہ ہے پنجے مین دامان وفای شیر یزدانی

ہلال آسمان ہنجاے نعل اشہب خامہ
ملادے عرش سے ڈانڈا مراز و رسخندانی

سواری کی صفت مین اسقدر میدان باندھو نمین
فضاے لامکان ہو صفحہ کاغذ کی طولانی

وہ گھوڑے اوسکی ہین چالاک کچھہ ٹھہرین تو کچھہ ٹھہرے
کسی شاعر سے بندہ سکتے نہین اتنی ہی جولانی

وہ گھوڑے ہین کہ جنسے نقرۂ مہتاب داغی ہو — مثال ابلق ایام صورت اون کی نورانی
قدم کا دا ایڑین میٹھی پوئی دوڑنا جمنا — ہین سب ابراہون مین ترکی اور تازی اوسکےلا ثانی
کشادہ سینہ وسم پیش و پس بھاری کمر نازک — ذراسی تھوتنی چھوٹی کنوتی چوڑی پیشانی
بلا کا کھچنا ہے آفت کا کنڈا کرنا ہے اونکا — کرین خود اپنی دم سے اپنے چہرہ کی مگسرانی
وہ چوکنے اونہین ہے تازیانہ دُم کا چھوجانا — کھٹرک پتّے کی ہی اونکو کنوتی اونکی ہلجانی
قدم بازا یسے گویا زیر پا امواج دریائی — سبک خیز اسقدر ہلنے نہ پاے پیٹ کا پانی
اشارون پر چلا کرتے ہین وہ شایستہ گھوڑے ہین — کہ صورت اونکی حیوانی ہے سیرت اونکی انسانی
طرارا بھر کے مار آئے ہین ٹاپین شیر گردون کو — نشان ہین اونکے سم کے یہ مہ و مہر درخشانی

مطلع

انہین آتش کے پرکالون مین ہی بجلی کی جولانی — ہوا چھوتی نہین ممکن ہی اونپر کب ہوا کہانی
سمجھکر موقلم کو تازیانہ صاف اوڑ جائین — مرقع مین اگر کھینچے اونہین بہزاد یا مانی
لآلی سخن بنجائین ہونٹھون پر دُرِ غلطان — کرین آقاے نعمت پیٹھ پر اونکی جو لسانی
کہین شیرین ادا ایسے میٹھے پوئی ہین جو کڑدی ہون — یہ سب نقل کواکب سیکھے ہون ریگ بیابانی
اشارون مین اوڑین اوڑکر کئی برچھیون پہ جا اوترین — معاذ اللہ براق اونکو نہ سمجھے کوئی دہقانی
یہی ثابت ہو جاتا ہے ہوا پر ابر کا لکہ — چڑھے ہے اونپر جو کوئی اوڑ کر بارش مین بارانی
جو نکلے جیم منہ سے چین مین تو لام لندن مین — سوارون سے ذرا چل کہکے دیکھے اونکی جولانی
خبر پیچھے پڑی رہتی ہی وہ آگے پونہچتے ہین — بنی ہے تار برقی سے دم اونکی مین پہچانی
ہوا جسطور بادل کو اوڑا لیجاتی ہے کوسون — وہ یونہین بگھیونکو کھینچ لیجائین بآسانی
کلین ہین یا کہ گھوڑے ریل ہی یا سیج گاڑی ہے — پری ہر باد پا ہے بگھیان تخت سلیمانی

خداوندا یہ گھوڑے ہین زمین پر یا فرشتے ہین | الٰہی بگہیان ہین یا سڑک پر رفرف ثانی
سڑک پر نعل سے رہتے ہین آتش زیر پا گھوڑے | دخانی کشتیون کا بھیون سے ہی جگر پانی
سوار اون پر وہ بحر فیض وہ سرچشمہ ہمت | کہ جسکی موج آب تیغ سے عالم ہو طوفانی

مطلع

گلے مل ملکے ہو اوسکے عدو کی دشمن جانی | کہ سر سہلاے بہیجا کہاے وہ تیغ صفاہانی
خم و خم صورت شاخ خمیدہ کیون نہو اوسمین | کہ اوسپر اوڑ کے بیٹھا ہے عدو کا مرغ روحانی
لہو پیتی ہے لیکن پیٹ پہر خالی کا خالی ہے | مگر شیطان کی ہے آنت گویا اوسکی طولانی
وہ زخمی بھی اگر چھوڑے تو ہی اُسکی چمک قاتل | کہ جیسے چاندنی کھایں پہ پڑتی اوسکی تابانی
کبھی وہ سان پر چڑہتی نہین کیا آبداری ہے | ہلال آسا نہ سیکھے آسمان پر گردشین کھانی
جہان گردن کشی دیکھی وہین طوق گریبان ہے | کیا جب سامنا جھکے وہین ہی جبین پیشانی
صراط حشر کا پل جو سنا ہوگا خم اوسکا ہے | بُری ہے آنچ ہے نار جحیم اوس تیغ کا پانی
وہ جھنکارین کہ طوطی بولتا ہے جنگ مین اوسکا | چمک ایسی چمک جا آئینے کو جس سے حیرانی
بڑی رنگین بیان ہی کیا ہی چلتی ہی زبان اُسکی | دہان زخم سے اکثر کیا کرتی ہے لسّانی
بڑی آتش زبان ہی منہہ سے اوسکے پہول جھڑتے دیکھا | لگائے آگ پانی مین وہ اوسکی شعلہ افشانی
برابر نصف کرآتی ہے انصاف اسکو کہتے ہین | پھر اسکو ایک منصف کی بغل مین پرورش پائی
وہ منصف ہے کہ جسکے سامنے شرمندہ ہین عادل | مثال طاق کسریٰ جھک گئے انصاف کے بانی
نہ وہ بخشش کہ جس سے فسق کی بازار کو گرمی | نہ بخل ایسا کہ جس سے زہد کا رخسار نورانی
نہ اتنا رحم جس سے بے ادب ہوجائین سب لوگ کر | نہ اتنا غصہ جس سے خادمون کا ہو لہو پانی
نہ تار دنکی طرح آنسو نکلنے بس نکلنے جب | نہ مثل صبح صادق اوسکو جب آئی ہنسی آئی

نہ وہ کوتاہ قدی جس سے اوٹھے فتنۂ محشر — نہ وہ بالا بلندی ہو جو سرو باغ نادانی
نہ وہ کثرت کہ پیدا اک غلو مذہبی جس سے — نہ وہ قلت نمایان جس سے کچھہ بھی سست ایمانی
غرض خیر الامور اوسط یہ ہے دار و مدار اوسکا — عدالت اسکو کہتے ہین پھر آگے قصہ طولانی
عجائب فیض ہے اوسکا کہ ہین فیاض ابر کے تک — سمندر کیطرح نہرون پہ بھی ہے فرض لہرانی
ہم اوسکے فیض مین ڈوبے ہین کچھہ کہیے تو کیا کہیے — مگر امڈا ہے غم اتنا کہ ہم پر پھر گیا پانی
رخ و گیسو کے اب مضمون تلک ہمسے نہین بندھتے — کہ ہے آفت کی حیرانی قیامت کی پریشانی
یہ اوسکے بار منت مین دبے ہین ایک مدت سے — کہ سر اوٹھنا ہی مشکل ہے پھر آنکھین چار ہو جانی

مطلع

گھٹا اوٹھی ہے کعبہ کیطرف سے ایسی نورانی — کہ پی آئی ہو زمزم کے کنوئین کا جسطرح پانی
اوٹھی کالی گھٹا یارب کہ کعبے کا اوٹھا پردہ — گنہ دہو جائینگے اس ابر رحمت سے باسانی
نہ کچھہ قاضی کا خطرہ ہے نہ کچھہ مفتی کا دہڑکا ہے — برسنے مین نہ گھر سے نکلینگے وہ ظلم کے بانی
مچے ہر بونگ میخانے مین پگڑی اچھلے شیشے کی — اسی تمورت سے اکبارگی محفل ہو طوفانی
لگا دے تاک جہانتک اسدرجہ ہر بدمست شیشے مین — نہ ہو پیر مغان سے دختر رز کی نگہبانی
کدہر ہے ساقی رنگین کدہر ہے مطرب سیمین — کہان ہے قوت جانی کہان ہے قوت روحانی
سنا دے قلقل مے چھیڑ دے طنبور کے پردے — کدہر ہے غیرت جم کسطرف ہے خسرو ثانی
قرابہ کہولدے مے کا سمان اکباندہ دیگا — بہے اک فیض کا دریا رکے بہتا ہوا پانی
چڑہا دے آتشی عینک کہ مجھکو دور کی سوجھے — سنادے راگ بیک کا گلا ہو شمع نورانی
چڑہے ہے وہ **قدر** کو نشا کہ اوسکو حال آجائے — بڑا اللہ والا ہے بڑا مجذوب حقانی
جسے جو کہدیا منہہ سے پہر اوسمین بل نہین پڑتا — کیا کرتا ہے لیکن اپنے آقا کی ثنا خوانی

کہ یارب جب تلک پانی پہ ہو فرش زمین قایم
زمین پر جب تلک موج ہوا کو ہو ہوا کھانی

ہواے نامیہ ہو نامیے سے رنگ و بو پیدا
جہانتک رنگ و بو ہو آب و رنگ روے بستانی

جہانتک بوے گل ہووے مشام فکر عطرافشان
جہانتک فکر سے گرماے بازار سخندانی

الٰہی ہو مرا ممدوح ممدوح جہان ہردم
کرے ہر ایک شاعر اوسکی مدحت مین سخن رانی

شگفتہ ہو گل خورشید کی صورت رخ انور
برنگ صبح صادق ہو ہمیشہ خندہ پیشانی

سکندر کی طرح نام اوسکا روشن ہو زمانے مین
الٰہی مثل عمر خضر عمر اوسکی ہو طولانی

خداوندا جہانتک ہون بخارات زمین پیدا
بخارات زمین سے ابر ہوا اور ابر سے پانی

رہے پانی سے جب تک ہر سمندر موجزن یارب
رہے موجون سے جب تک روے سطح خاک طوفانی

رہے طوفان سے جب تک تلاطم بحر ہستی مین
تلاطم سے رہے جب تک بشر کو وحشت جانی

الٰہی اوسکے دشمن پر رہے بوچھار لعنت کی
رہے طوفان غم کی اسقدر اوسپر فراوانی

جو اوبھرے وہ تو اوسپر گر پڑے برق غضب یارب
جو ڈوبے پھر نہ اوبھرے اسقدر اوسپر پھرے پانی

گل عباس رکھا نام ہمنے اس قصیدے کا
کرین تا میرزا عباس سن سنکر زرافشانی

تمت



قصیدہ کشت زعفران

در مدح جناب پنڈت شیو نراین صاحب بہادر ڈپٹی انسپکٹر ضلع لکھنؤ

اِک منجم نے کہا اونتیسوین کو نا گہان
عید کا چاند آج ہوگا عید کل ہوگی یہان

خیر یہ مژدہ سنا جدم تو سنکر وقت شام
دوڑے کوٹھے کی طرف ہم سب اٹھا کر زردبان

کوئی آگے کوئی پیچھے جیسے مالے مین گہر
تارے سب اجباب تھے زینہ تھا خط کہکشان

ایک سطرِ شرح سے جیسے بھرے بین السطور
اسطرح اوس نردبان مین جمع تھے خرد و کلان

یا فلک نے پاؤن لٹکائے اوترنے کے لئے
یا زمین نے ہاتھ پہیلائے بسوے آسمان

یا اوٹھے گاؤ زمین کے سینگ دونون الحفیظ
یا جھکی ہین شاخہاے نور گردون الامان

یا منڈھے بیلین چڑہین نوشاہ روز عیش کی
یا عروس شب نے زلفین اپنی چھوڑین تا میان

یا زمین پر جھک پڑے بیت المقدس کی منار
یا اوٹھے کعبے سے دو گلدستہ بانگ اذان

یا چمن سے بڑہ چلے افلاک کو شمشاد و سرو
یا جھکی ہین سدرہ و طوبیٰ کی نیچی ڈالیان

یا فلک نے شست ڈالی ہو سوے ماہی زمین
یا زمین نے ماہ پر پھینکی کمند امتحان

یا شکنجے مین کبھی تکلیف ماہ صوم کی
اک مہینے سے کیا تہا بند اسنے آب و نان

الغرض جب چڑہ گئے کوٹھے پہ ہم سب روزہ دار
اور اکٹھا ہو گئے اُس چھت پہ سب پیر و جوان

کوئی عینک سے سوے مغرب لڑاتا تھا نظر
دوربین خادم سے اوٹھواتا تھا کوئی ناتوان

کوئی یونہین ٹکٹکی مغرب کی جانب باندھتا
کوئی مٹھی آنکھہ پر رکھکر بناتا دیدبان

کوئی کہتا تھا وہ کیا مینار پر نکلا ہلال
کوئی سر سے سر ملاکر ہنسکے کہتا تھا کہان

کوئی مہتابی سے چلاتا تھا حضرت بندگی
کوئی کہتا تھا مبارک عید تمکو چاندخان

کوئی تارا دیکھکر اونگلی سے بتلاتا تھا چاند
کوئی بے دیکھے ملا دیتا تھا فوراً ہان مین ہان

آنکھہ ملکر کوئی کہتا تھا چکاچوند آگئی
میری آنکھون کے تلے اڑنے لگی ہین تتلیان

تھک تھکا کر لوگ جا بیٹھے منڈیرون پر الگ
اور کچھہ ٹہلا کئے ہر سمت بالاے مکان

کوئی پورب کی طرف جاتا کوئی دکھن طرف
کوئی پچھم مین شفق کا دیکھتا پھرتا سمان

میرے خادم کی نظر اوتر کی جانب جا پڑی
آسمان پر دیکھتا کیا ہے طلسمات جہان

ابر سا پھیلا تا چلا آتا ہے اک خط سیاہ
جیسے لنڈہ کر نیلے کاغذ پر سیاہی ہو روان

یا ہوا ہے موجزن دریاے نیل زنگبار
یا بخار بحر اسود چھا گیا تا آسمان

یا اترتا ہے ہما روے ہوا سے قاف پر
یا ہوا ہے قاف سے سیمرغ کوہی پرفشان

یا ہوا ہے کوہ تبت مشک افشان ہند پر
یا ہمالہ کے کسی چوٹی سے اوٹھا ہی دہوان

یا فلک مین لگ چلا ہے چاند کی صورت گہن
یا زحل کے مثل کالا ہو چلا ہے آسمان

دیکھکر یہ حال مجھسے میرے خادم نے کہا
کالی آندھی اوٹھی ہے کب تک ٹھہرنگا یہان

ڈانٹ کر مین نے کہا اوس سے تجھے کچھہ عقل ہے
خیر ہی اندھیر ہے کرتا ہے کیون شور و فغان

نادمین کیون خاک اوڑاتا ہی یہ کیا سوجھی تجھے
آج کل جاڑے ہین جاڑون مین بھلا آندھی کہان

بڑھتے بڑھتے جب وہ خط وسط السما پر آگیا
سن سناہٹ پھر تو اک ہونے لگی اوس سے عیان

رفتہ رفتہ اک عجیب آواز پیدا ہوگئی
شور تھا ہنگامہ تھا ہر اک طرف تھی قیل قان

غور سے دیکھا نہ وہ خط تھا نہ وہ آندھی نہ ابر
آرہی تھین اک پرا باندھے ہوئے مرغابیان

بوسے سب احباب کیا جاڑا پڑا کشمیر مین — مات سے جاڑے کے یہ اوڑا آئین سو ہندوستان

سنکے یہ مرغابیون نے صورت کبک دری — مار کر اک قہقہہ اس رنگ سے کھولی زبان

آتے ہین کشمیر سے آقا سے نعمت ریل پہ — ہم یہ سوچے سبکو دین چلکر مبارکبادیان

ذات عالی کیا ہے ابر فیض و فیض بیشمار — ریل کیا ہے اک نہنگ بحر بحر بیکران

ریل ہے تخت روان وہ شاہ تخت علم و فضل — ریل ہے تخت سلیمان وہ سلیمان جہان

ریل ہے یا کوہ آدم یا کہ سنگلدیپ سے — ریل ہے یا اژدہا ہے یا کہ طاؤس جنان

بھاگتی چلتی ہے رم پیدا ہوئی ہی اسکے ساتھ — ریل سے رم ہمعدم ہے جوڑ لین تاریخدان

کیا تماشا ہے کہ گھر بیٹھے کرو عالم کی سیر — کیا تماشا ہے مسافر ساکن و منزل روان

ایک انجن کھینچ لے سب گاڑیون کو واہ واہ — ایک رستم فتح کر لے ہفتخوان کا ہفتخوان

مرغ کہہ سکتے ہین لیکن مرغ آتشخوار ہے — کوہ کہہ سکتے ہین اسکو ہم مگر آتش فشان

ریل برج آتشی راکب ہے مہر برج عقل — ریل ہے خم فلاطون وہ فلاطون زمان

ریل اک حکم روان ہے وہ شہ رنگین ادا — ریل اک سرو خرامان ہے وہ رشک بوستان

ریل تو ہے لکۂ ابر اور وہ ہے برق حسن — ریل تو گردون گردان ہے وہ ماہ آسمان

ریل ہے دیو پری پوش وہ پریخوان کمال — ریل سیمرغ دخانی ہے وہ رستم پہلوان

ریل ہے یا اک شب قدر اوترے ہی افلاک سے — اسکا راکب ہے کہ یا رب **قدر** کا ہی قدردان

قدردان اہل معنی معنی اسرار علم — علم آموز فصاحت افصح ہندوستان

نام ڈپٹی **شیونراین** کام ہی نام آوری — نامدار و نامور نام آور و نام آوران ◆

حاتم بزم سخاوت رستم میدان عزم — کاہ وقت انکسار و کوہ وقت امتحان

مطلع پرنور ایک ایسا پڑھون با آب و تاب — جس سے چمکے خود مثال کہکشان میری بیان

مطلع

ہونٹھ سی گوہرفشان ہے ہاتھ سے وہ زرفشان
اک سخن سے ایک فیاضی ہی دونون بحر وکان

یہ در دندان کی اوسکی دُرفشانی دیکھئے
گرتے گرتے ہون زمین پر آب گوہر گلیان

فیض اوسکا اتنا جاری ہی جو دے سائل کو بہیک
کشتی درویش ہو سائل کے ہاتہونمین رواں

کیون نہ چمکے اشرفی ہے میل اوسکی ہاتھ کا
کیون نہو سکہ رواں ہے اوسکے قدمونکا نشان

کوئی کیا جانے لب نازک ہین اوسکی سرخ کیون
تھا وہ بچپن سے زمانے مین غضب رنگین بیان

لب کے شیرینی سے تھا مشہور وہ شیرین سخن
جب سے خط نکلا ہوا وہ طوطی ہندوستان

خاک پر اوسکا طلائی رخ جو ہو سایہ فگن
بیٹر چاندی کے اوگین یا کیمیا کی بوٹیان

عقل کی رو سے جو پوچھو عاقل ہفتاد سال
عمر کی رو سے جو دیکھو سخت کوش نوجوان

دنکو دور سے مین رہا کرتا ہے مثل آفتاب
شہرہ مشرق سے ہی مغرب تک جہان دیکھو وہان

شبکو رہتا ہے کتب بینی کا اوسکو شغلہ
بال بنکر سے نکلا ہے چراغون کا دہوان

صبح سے چلتا ہے خامہ جسطرح خود اشعاع
شام سے پھرتا ہے خامہ جیسے خط کہکشان

ابتدا و انتہا سے نثر ہے خامے کے ہاتھ
جیسے سبزے کے کنارے پر اوگی سرحیان

صورت تحریر ہے تقریر اوسکی دلپذیر
آپ اپنا ہے وہ ثانی آپ اپنا ترجمان

ہے زبان اک برگ لیکن گفتگو مین باغ باغ
ہے دہن اک غنچہ پر بلبل کی صورت خوش بیان

یہ بیان اللہ اکبر اِس دہان تنگ پر
کیا تماشا ہے کہ اک کوزے مین ہے دریا روان

اوسکے دریاے مروت کا جو اک شمہ لکھون
موج کی مانند میرا خامہ ہو رطب اللسان

رشتۂ الفت لپٹ کر بنگیا تار نگاہ
آدمیت آنکھ مین آئی ہے بنکر پتلیان

مثل مژگان کوئی کیا استادگی اوس سے کرے
صورت ابرو جھکا رہتا ہے ہر دم ہر زمان

کوئی سرکش ہو تو ہو لیکن وہ خود ہے منکسر — تیر کوئی ہو تو ہو لیکن وہ خود ہے اک کمان

گو کرے کوئی درشتی اوسکو ہے نرمی سے کام — یون ہے سب مین جسطرح بتیس دانتون مین زبان

سر سے لیکر پاؤن تک ہرگز نہین سختی کہین — یا الٰہی کیا گرے پڑی ہین بجا سے استخوان

اوسکا رتبہ ہے بلند اوسپہ تواضع دیکھنا — ہر جگہہ سے وہ خمیدہ ہے مثال آسمان

جھک کے وہ تعظیم سے اوٹھتا ہی اے شان خدا — ایک ہے شخص آن واحد مین بنے پیر و جوان

قد بالا ہے الف جبدم جھکا نون ہو گیا — یہ اشارہ ہے کہ بس یہ آن ہے اپنی ہر آن

اس تواضع پر وہ رعب اوسکا جما ہے خلق مین — کوئی طرار اوسکے آگے جب دکھائے شوخیان

مثل شعلہ کانپ اوٹھے زبان آتشین — شمع سرکش کیطرح گو منہہ سے نکلی ہو زبان

دس زبانین مثل سوسن بھی اگر بالفرض ہون — غنچہ سربستہ کیصورت ہون تالو مین نہان

نبض سے جنبش اوڑی بالکل رگ گل کیطرح — لالہ سان اکدم نہو تن مین لہو ہرگز روان

پتلیان پتھرا کر آنکھون مین بنین کاجل کے داغ — رعب سے تار نظر جلکر اوڑے مثل دخان

آدمی تصویر بنجائے تو تصویر آئینہ — آئینہ پتھر ہو پتھر سے بسر سکتہ ہو خاک سان

ہو سکوت اسمین تو اوسمین صاف حیرانی نمود — اسکی قفلی کھولدے کھودے سب اسکی سختیان

مطلع

مرحبا اے تاب روح ناتوان غنجان — حبذا اے عیسی درد درون ناتوان

فکر روشن میری تیری بام شہرت کا قمر — ذکر عالی تیرا میرے مہر دل کا آسمان

ہاتھہ تیرے دونون میرے قفل معنی کے کلید — کان تیرے دونون میری جوہراتی کی کان

طرۂ گیسو ترا طرہ مری دستار کا — گلشن رخسار تیرا میری سر پر گلفشان

تیرے دندان اس دل بیمار کو حب الشفا — تیرے لب اس ناتوان و زار کو یاقوتیان

تیری پیشانی کی چینین موج دریاے سخا — تیرے ابرو کشتی بحر نجات بیکران
تیری پتلی وقت مشکل پر غریبون کی سپر — تیری پلکین میرے دشمن کیلئے تیر و سنان
تیری آنکھین میری خاطر آہوے دشت مراد — تیری نظرین میرے حق مین دو کمند امتنان
یک نظر فرما کہ مستغنی شوم زابناے جنس — ہاتھ پھیلانا پڑے مجھکو نہ پیش ناکسان
بلکہ وہ خود ہاتھ پھیلائین تو دون نقد صلہ — بلکہ وہ خود آکے چلائین تو دون داد فغان
روشنی پھیلے یہ میری وہ کرین کسب ضیا — مہر گردون مین بنون وہ لوگ ماہ آسمان
تیرے مداحون مین جب سے نام میرا درج ہے — شکرستان تو بنا مین طوطی ہندوستان
تو گلون کا رشک ہے مین بلبلون کا رشک ہون — تو جو ہے فخر ایران مین ہون فخر شاعران
تو ہے عادل کا عدیل اب مین ظہوری کا ظہور — تو اویس عہد ہے اب مین ہون سلمان زمان
جب برس پڑتا ہے تو اوسدم چمک اوٹھتا ہون مین — تو ہے ابر سخاوت مین ہون اک برق دمان
جس جگہہ تو گلفشان ہے اوس جگہہ گلچین ہون مین — تو جہان ہے باغ نزہت مین وہان ہون باغبان
تیرا دست فیض میرا خامہ رک سکتا نہین — جو تری طبع روان ہے وہ مری طبع روان
تیرا رخ پر نور ہے میرا سخن مشہور ہے — تجھپر آنکھین پڑتی ہین اوٹھتی ہین مجھپر انگلیان
فیض ہین تیرے نہان سب آب گوہر کی طرح — سائلون کی شکل سے ہوجاتے ہین لیکن عیان
عیب ہین میرے گران سب کاغذ زر کی طرح — قافیے ہین شایگان لیکن ہین گنج شایگان
جب تلک فیضون سے ہون ارباب حاجت فیضیاب — جب تلک عیبون سے ہون اہل معانی سرگران
جتنے تیرے دوست ہین حاجت رہے اونکی روا — جتنے تیرے ہین عدو پائین نہ عیبون سے امان
جتنے ہین احباب مین تجھکو دعائین رات دن — جتنے ہین اعدا وہ سنکر جل مرین ہر ہر زمان
بلکہ خود ہو دوستون کا فیض جاری اسقدر — بلکہ خود ہو دشمنون کا عیب اسدرجہ عیان

دوستونکی جو جو دشمن ہین وہ سب ہو جائین دوست
دشمنون کے دوست جو جو ہین وہ ہون سب خصم جان
دوست دشمن کا جو قصہ قدرسن پائی ذرا
دو ہی لفظونین کرے بس ختم ساری داستان
زرد رو اعدا کو کردے خندہ رو احباب کو
نام رکھکر اس قصیدے کا وہ کشت زعفران

تمت

قطعہ

جناب منشی عالی گہر جواہر لال
مین جس بکا نمین ہتا ہون سنئے اسکا حال
جو دنکو دہوپ سے ہے سر پہ تو رات کو شبنم
یہ خشک و تر ہے مری جان کیلیے جنجال
بہت ستایا ہی حبی مین سے اوسیہ بانس پڑے ہین
یقین ہے اوسے ماریگا آپکا اقبال
تمام بانسونکی خاطر کنوون مین بانس پڑے
مگر کسی نے نہ اک بانس کا کیا اقبال
سنا ہی آپکی تحصیل مین ہین بانس بہت
جہان سے گنج مین آئی وہان ہے ٹال کی ٹال
مجھے بھی دیجیے اونمین سے اسی نو بانس
جو حکم ہو ابھی کٹ آئین کچہ نہین ہے محال
جو کچہ پڑیگی کٹائی ڈہلائی مین حاضر
قرار بر کف آزاد گان نگیرد مال
برا جو مانو برا ماننے کی بات نہین
نہ آپ ہونگے امیر اسین اور نہ مین کنگال
جواب دوگے نہ جبتک نہین ہے قدر کو چین
نہ صبر درد دل عاشق نہ آب غربال

قطعہ

تو ہے وہ نخل سخا دوحۂ باغ رحمت
تو ہے وہ میری دوا مرہم زخم دل ریش
کہ جو کانٹا ہی لگے میری تو ہو تجھکو کھٹک
کہ جو پوچھے مجھے کچھ دکھ بھی تو ہو تجھکو کلیش
تو موافق ہو تو کیا مجھسے مخالف کی چلے
تو جو سیدھا ہو تو کیا کرسکے چرخ بدکیش
دیکھی عزت مجھے اسطرح کی ذلت مین نہ ڈال
نوش دیکر نہ لگا قہر کی زنبور کی نیش

میرے احوال سی کچھ بڑہکی اینٹھی ہے تباہ | دو تباہ ہونگا جو ہو ساتھہ تباہی ہو پیش
میرے دانتون تو نہ ٹوٹین گے یہ لوہے کی چنے | یہ سنا ہی کہ کہین جوڑ دے لوہی کو سریش
گو ترقی ہوئی پر ایسی ترقی کو سلام | ہو نہین افلاس مین خوش تیری تصدق سی ہمیش
جو کہ مفلس نہین ہرگز نہین پورا شاعر | جو کہ قانع نہین ہرگز نہین کامل درویش

رقعۂ نکاح

عروسِ حمد کی برقع کشائے | ہے معشوق ازل کی رونمائی
کجا خامہ کجا وہ روے نیکو | براتِ عاشقان بر شاخ آہو
نقابِ نعت اولٹ کر دیکھیے خوب | کہ محبوبِ حقیقی کا ہے محبوب
دل از عشقِ محمد ریش دارم | رقابت با خدائے خویش دارم
پہر اوسکے خویش کا مدحت سرا ہون | علی نفسِ نبی ہے کیون بچا ہون
ملا ان دونون نے وہ غازہ دین | ہے روے فاتحوا ماطاب رنگین
ادہر اے ساقیٔ رنگین ادا دیکھہ | کنکھیون ہی سے اے ظالم ذرا دیکھہ
نئی مستی ہے اک طرفہ رقم ہے | قلم اپنا برانڈی کی قلم ہے
مرادین آج منھہ مانگی ملی ہین | تراشِ خامہ کی باچھین کھلی ہین
مری آنکھون کا تارا راحتِ جان | مرا نورِ نظر واجد علی خان
اوسیکی دہوم یہ ساری مچی ہے | مہ ذیقعدہ مین شادی رچی ہے
سنوارے گی جو گیسو گیارہوین شب | کرینگے رسم ساچق کا ادا سب
اوسی شب کو حنابندی کرینگے | نئی چالون کی پابندی کرینگے
جو چمکے بارہوین شب کا ستارا | تو ہر اک مہربان ہو محفل آرا

که خدمت سے ہوگی خاطر خواہ احباب — مری آنکھین ہین فرش راہ احباب
برات اوس رات کو ہے چشم بد دور — پہر اوسپر روشنی نور اعلی نور
رہیگا ایسا ہر شب ناچ گانا + — کہ گردش اپنی بہولے گا زمانا
ہوا ہے وہ کریگی چرخ سائی — فلک کے منھہ پہ چہوٹےگی ہوائی
مہ شوال سے ہے احباب کی دید — جو سب آجائین ہو گہر مین مرے عید
مرا یہ آپ کو لانا مبارک — مجھے یہ آپ کا آنا مبارک
مرے واجد علی کو یا الہی — مبارک تین دن کی بادشاہی
کہین روح الامین سدرہ سے آمین — بحق نون و صاد و قاف و یسین

رقعہ نکاح

عروس حمد یزدان جلوہ آراست — که نقد نعت احمد رونما خواست
بزلف نعت واندازر سایش — علی شد بستہ دام ہوایش
تبارنفس او دنیش نوا گر — بعقد رشتہ اش پیوند حیدر
بیا ساقی بیا جوش نشاط است — بہاران فرش بزم انبساط است
بدہ جامی کہ بار آرد شگفتن + — بود ہر غنچہ دل صحن گلشن
چو موج قلقل از مینات خیزد — صفیر عندلیب از برگ ریزد
صدای خندہای غنچہ دل — مبارک باد گویدبا عنادل
کہ ایدون از فروغ بخت بیدار — فلک را شد سنور چشم دیدار
درنزہت بروی خلق واکرد — بلفظ بزم طوبی اسمش اداکرد
بزہرہ از زمین آواز دادند — کہ بزم کدخدائی ساز دادند

چہ طوبی است اختر رونق فزائی	فروغ شمع زینا السمائی
فلک را زینت وہفت این نہ	محمد رضا من اکبر طال عمرہ
ربیع الاخر وہم روز شنبہ	برائے انجمن بست وششم بہ
چو روئے روز بند د برقع شام	نماید بست وہفتم چہرہ از بام
شب بزم مہ و پروین ہمین است	ہمین است وشب تزئین ہمین است
تعالی اللہ چو انجم دوستانند	باوج فرقدان فرقم رسانند
بدنیا میرسد آدم بہ آدم	من واحباب دستور خیر مقدم

مصرع اول از رمل مضاعف الارکان کہ ہر مصرع دوصد وپنجاہ وشش رکن دارد

المشہور بہ بحر طویل

سال نوکی ہے زبانی سنو اک رام کہانی یہ کتھا سب سے پرانی مگر آزاد کی بانی نیا انبار ہے یہ بھی یار ونکی زٹل ہے یہ بھی اک اپنی چہل ہے نہ کہین جنگ وجدل ہے نہ کہین کوئی لڑائی وہ بکر کو دمچائی ذری شستکار بتائی ہوئی گلے کی صفائی کہین رستم کا ہے دنگل کہین فوجون کی بند ہے دل کہین انسان کا جنگل کہین جنگل ہین ہے منگل بھی رن بول رہا تھا وہ کھول رہا تھا وہ اسی رول رہا تھا یہ ادسے تول رہا تھا کیا سرکار نے داوا دیا گھوڑون کو جو کاوا ہوا پریون کا چھلاوا ہوا وحشت کا مداوا چلے بجلی سے جو لشکر وہین بورایا مچھندر وہ گری سیب ٹپک کر ہوا کابل کا جو مردہ جو بھیڑون کے نگہبان تھے میان شیر علی خان نرہا جب سروسامان ہوئے بے دُم ہی گریزان جو مزار آئے وہان سے تو دسنگر نے جھانسہ کہ دبے پاون جہان سے وگزر ہی گئے جان سے رہی یعقوب علیخان صفت یوسف کنعان وہین تھے قیدی زندان ہوی چھٹکارے سے شادان گئی خود گندمک آخر

ہوے سرکار مین حاضر یہ بھی خیر اونکی تھی خاطر کہ وہین صلح ہوئی پہر ہوئی کابل کی امارت گئی کابل کو
سفارت ہوئی پہر تازہ شرارت وہی ڈاکا وہی غارت وہی ہنگامہ وہی غل نہ کیا غور و تامل جو سفیر آیا تھا
کابل اوسے قیمہ کیا بالکل جو اوسے مار ہی ڈالا تو حصار ایک تہا بالا اوسے کر کے تہ و بالا لیا مرنے
کا سنبھالا ہوئی سرکار بھی برہم چلی اک فوج صبا دم وہ سوارونکی جہاجہم وہ پیادون کی چماچم وہ پہاڑونکا
بیابان کہین جہاڑی کہین میدان کہین وہ سبز نیستان کہین وہ خار مغیلان کہین نالا کہین حقیر
کہین بیہڑ کہین بنجر کہین روڑے کہین پتہر کہین ریتی کہین ٹھیکر کہین گھوڑون کی وہ پڑپڑ کہین سازونکی
وہ کھڑکھڑ کہین توپونکی وہ گڑگڑ کہین بندوقونکی تڑتڑ کہین برچہونکا وہ خم دم کہین سنگین کی چم چم
کہین وردی کا وہ عالم کہین فوجونکی ہماہم جو چلین توپین دنادن جو کہچین تیغین زنازن ملی دندن
سے وہ سن سن کہ ہلی قبر تہمتن رہا گولی کا جو بلا کیا شیر دن نے وہ ہلا چہٹا روباہون کا گلا ہوا میدان
مجلا وہ بجی فتح کی نوبت وہ کہلی بیرق نصرت وہ بہنکی نائے حکومت وہ پڑا سکہ دولت جو چمن ہوگیا
داغی تو ہوے خار وہ باغی چڑہے پہانسی پہ وہ طاغی چڑہے سولی کے چراغی پہر امیر آکے ٹھٹک کر
گرے قدمون پہ لپک کر بجھی تقدیر چمک کر یہی قسمت کا ہے چکر کہ ادہر سے ہی شکایت تو ادہر سے
ہے ندامت جو کہلی چشم بصیرت تو نظر آتی ہے عبرت کہ ابہی راے زنی تہی ابہی دونون مین بنی تہی
ابہی تو صلح ٹہنی تہی ابہی تو گاڑہی چہنی تہی بہی الفت کی تہی چوسر کہ ہوا گنجفہ ابتر ابہی تو تاج تہا سر پہ
ابہی شمشیر ہے بر سر یہ فلک کے ہین سر و بن یہی استاد کے ہین گن یہی اس چکّی کی ہے دہن کہ پسے گیہون مین
گہن گئے کابل سے نکالے ہوئے گردش کے حوالے بنے وہ زخم دل آلے کہ پڑے جان کے لالے
جو بڑے شیر دغا تہے جو بڑے مرد وغا تہے جو پٹھانون کے چچا تہے وہ گئے ہند کے ماتہے یہ ہے
حکمت کی شجاعت یہ ہے حکمت کی عدالت یہ ہے حکمت کی سخاوت یہ ہے حکمت کی امارت یہ ہے
حکمت کی سفارت یہ ہے حکمت کی لیاقت یہ ہے حکمت کی حکومت کہو جی لارڈ لٹن کیسے

مصرع دوم

اسطرف تو تہا یہ ڈنگا اودہر اک کالا بہجنگا وہ شرارت کا پتنگا وہی جنگلی بہلا چنگا وہی رہزن وہی ڈاکو
وہی یعنی شہ زولو وہی یعنی سیٹوایو وہ اوٹہا لو لوہے لولو تو ہوا کیپ مین اک غل کہ ہے
سیمرغ کا جنگل وہ دبا رستم زابل وہ مٹا شہرۂ کابل نہ پٹہانونکی پٹہانی نہ جوانون کی جوانی جو کمانین ہون
کیانی جو ہون تیغین صفہانی ابہی سر جوڑ دے سبکا ابہی سر پہوڑ دے سبکا ابہی منہہ موڑ دے سبکا
ابہی دم توڑ دے سبکا ہی بڑا قاتل خونخوار بڑا رہزن غدار بڑا دیو سیہ کار بڑی اسکی ہے جہنکار بڑا اتہرکا
قلزم ہے بڑی سونڈ بڑی دم ہین بڑے سینگ بڑے سم کہین گینڈے سے بہی دوم سم یہ جو میدان مین
آئے تو بڑی ڈونڈ مچا لے ابہی رن سر پہ اوٹہا لے ابہی دہنکار سے چہا لے یہ خبر تار پہ آئی ہوئی لندن
سے چڑہائی ٹہنی اک بہاری لڑائی لہو کی ندی بہائی چہٹے تیر دن کے سینو لے بڑے بس فوج مین گہولے
چلے توپون کے وہ گولے کہ پڑے کہیت مین اولے جو پرنس آف فرانس آئی بڑے زولو بدرائی غضب
چار و نطرف چہائی یہ شہزادے پہ رخ لاسے کہ دنیا سے سدہارے وہ گئے کیپ مین مارے ہوے
مغرور پنڈارے لگے بہرنے وہ طرارے گئے اون زولوون نے وار چلے جب وہ جفا کار بڑے ہے یہان سے
بہی جرار چلے خوب ہی تلوار کمانون کا کڑکنا وہ جوانون کا پہڑکنا وہ فتیلون کا بہڑکنا وہ ذبیحون کا سسکنا
ہوا ہنگامۂ محشر جو تلا جلے پہ لشکر دو چلی قہر کی صرصر وہ اوٹہی آندہی برابر کہ وہ دن ہو گیا کالا ہوا میدان
تہ و بالا جو کابڑہ کے رسالا ہوا کبا را وجالا تو عجب رنگ دکہایا کہ ہے میدان صفایا سیٹوایو پکڑ آیا
اوسے محبوس بنایا تو گرجنے لگے طنبور ہوے کیپ پہ منصور وہی عیش کا مذکور وہی جیش بدستور
ہوا صاف وہ میدان زہی اقبال زہے شان کہ ہوئی فتح نمایان ہوا مجمع وہ پریشان جو ذرا راست کیا
دم تو اوٹہا غلغلہ پیہم مچی برہما مین بہی گہم گہم کہ وہانکا شہ اظلم بہی لگا مر ہے اوٹہانے وہ لگا سونڈ

ہلانے جو ہین خویش اور یگانے وہ لگائے ہین ٹھکانے یہ خبر سُنکے ستم کی کہ گھٹا چھائی ہی غم کی ادہر
اک برق بہی چمکی ہوئی سرکار سے دہمکی یونہین وہ مصر کا پاشا ہوا پانی کا بتاشا یونہین ہنجوف تماشا ہوا
ناگونکا تماشا یونہین پونا کی بغاوت یونہین سیاکی شکایت یونہین کشمیر کی بدعت کہ ہوئی قحط کی شدت چلو بہنے
کی بن آئی جو ٹکے سیر مٹھائی تو ٹکے سیر گھٹائی یہ سب اک ہوا ہوا لگائی کہین **کشمیری** ٹرہی ہے
کہین تل چار دھڑی ہے ابھی ٹکسونکی پڑی ہے کہ نئی دہول جڑی اُدہر ہین میان ٹکس غضب کے
بڑے مخبر ہین یہ سب کے بڑے ہے چوہے نئے ڈہب کے یہ لگائے گئے دبکے ہمین کیا دکا دبائے
ہمین کیا ٹکس دہرائے کہ ادہر چار کمائے تو ادہر آٹھ اڑائے ہمین کیونکر ہو اداسی نہ رباعی نہ خماسی
کہ حقیقت ہے ذرا سی کبھی بجتی نہین باسی نہ کبھی رنج و محن ہے نہ تو ماتھے پہ شکن ہے وہی دل
اپنا مگن ہے وہی آزادہ چلن ہے وہی ہنسنے کی رتین ہین وہی پہر اوڑتی چھتین ہین وہی چکھنے کی
دہتین ہین وہی پینے کی لتین ہین وہی پہر کیفیتین ہین وہی رندونکی گتین ہین وہی پہر تہنیتین ہین کہ خوشی
ہے بڑے دن کی +

ترپھنگی چھند

١
ہے ابر یہ جو بن نکھر اگلشن اتر دکھن کبجلی بن
مورونکی وہ کوکین نہ نہ پہ چوکین خنجن تہوکین دل ہو مگن
بجلی کی چمک ہے گل کی مہک ہے دلکی لپک ہے یہ ساون
پہولو نپہ وہ بلبل سرو پہ صلصل عشقہ و سنبل وہ لہلہادن

کوئل کی صدائین ٹھنڈی ہوائین اودی گھٹائین من بہائین
بجلی کے جگر کو نور قمر کو موج گہر کو تڑپائین
وہ نور کی نہرین نہر فرنگی لہرین نظم ہین ٹھہرین بہجائین
سبزیکی لہک پہ گل کی مہک پہ حورین فلک پہ ترسائین

٢
حیران ہین مالی جا نہین خالی ایسی جمالی ہریالی
تاکونکا خم و چم مستونکا عالم شاخ ہے پیہم متوالی
گو چھنٹ بہی چکی ہے ٹپ رہی ہے کی ہے ایسی جھکی ہے ہر ڈالی
سب پہول جو کہل کر گر پڑے ہیں کر پتون نے ملکر دی تالی

٣
وہ رندونکی میلے مستونکی ریلے میلے ٹھیلے البیلے
وہ اونچی دکانین نیچی تانین کہتی ہین جانین دل لیلے

وہ ناز کا لہنا گرد ہی رہنا بنکے یہ کہنا غم جھیلے
وہ گال گل تو صدقے ہو جن پر لب کے مکر ہو رہے

آباد دکان ہی پیر مغان ہی ایکسان ہی سامان ہے
مستونکی وہ ہو حق غم نہین مطلق جان سی مشفق جانان ہے
رندونکا چلن ہے شیشہ مگن ہے قہقہہ زن ہی خندان ہے
گو مے نہین باقی یہ مشتاقی کہتا ہی ساقی ہان ہان ہے

ساقی ہی نرالا بہولا بہالا آنکھہ پیالا متوالا
ساقی سے ہے بلا کا دل ہی کوتا کا مارا ادا کا اک بہالا
ساقی ہی ہمارا پیارا پیارا مے سے ہے سارا رخ لالا
ساقی ہی غضب کا پیار کے ڈہب کا وعدہ تہا کب کا کیا ٹالا

رفتار بلا ہی فتنہ بپا ہے غل یہ مچا ہے لینا ہے
پگڑی جو سنبھالی ٹرکے دہیالی بجتی ہی تالی بہاگا ہے
واعظ کی خرابی ملکے کبابی آئے شرابی دنگا ہے
ہتھہ پہیری ہور ندو جو ہو وہ ہو شیخ کا اب تو دورا ہے

ہی شیخ ہمارا آنکھون کا تارا سب کا پیارا دل آرا
شاعر ہی ستم کا لاکھو نپہ چمکا اسکا ڈہنکا دل ہارا
پرکالۂ آفت برج لطافت نور ظرافت سیارا
منشی ہی بلا کا پتلا ادا کا اوسنے پتا کا وہ ملا

جوبن وہ قلم کے داہن ہمکی فقرے ستم کے کیا چمکے
حب نازک ادائین باندہین ہوائین بر بین گہٹائین تہم تہمکے
رنگین وہ فقرے نازک ایسے گل یہ ہین قطرے شبنم کے
ہونٹھہ اپنے جو کہولے طوطی بولے موتی رولے عالم کے

عالم یہ ہی جوبن بدلی ہی چتون گلشن گلشن سرو و سمن
پہر سال نو آیا مژدہ لایا اپنا پرایا دل ہی مگن
لو تیرہ صدی کا ختم ہی دور ادورے نے بدلا تازہ چلن
یہ حال ہی انکا عہد ہی کن کا نام ہی جن کالارڈ رپن

کسریٰ کی نشانی عدل کی بانی فیض رسانی لاثانی
ہین امر انکے جو نائب لائق صاحب خاص مصاحب یکجانی
بخشش ہین ہر جا تم ہاک ہین ستم مشکل عالم ہی پانی
راضی ہی رعیت وہ اہ ری حکمت نبض حکومت پہچانی

قانون بنایا خوش ہو ہرایا دخل رعایا فرمایا
اخبارون کو شادی دی آزادی سب نے دعا دی وہ پایا
بیدخلی کیسی کہیت رہیگی سب کو یعنی چمکایا
کہتا ہے یہ عالم شاکر ہے ہر دم حاکم محکم اب آیا

شادی ہی نمایان خوش ہین سب انسان شکر یزدان ہے ہر آن
وہ دونون داور مہر منور ماہ انور تازہ روان
پہر ملکہ وہ کا بخت ہی چمکا کیسا ستارہ ہی تابان
دربار مین بیٹہے ملکہ ایسے سب کے نصیبے چمکے یہان

جو پیر و جوان ہے تازہ روان ہی طرفہ سمان ہے نازان ہے
آباد ہی عالم خلق ہی بے غم عیش کا ہر دم سامان ہے

حاکم کی مدد ہی لطف صمد ہے کچھ بھی حد ہے پایان ہے
کب فیض قدم کا ایسا دیکھا ہر اک صحرا بستان ہے

جے جے یہ دل آرا سب کا سہارا آنکھوں کا تارا ہی پیارا
جے جے ہی یہ عادل حاکم کامل اسکا مقابل کیا یارا

جے جے ہی یہ داور اسکے برابر کب ہے سکندر یا دارا
جے جے یہ تماشا دیکھو دورا تا بت نکلا سیارا

قطعہ در رفع اعتراض شعر حافظ شیراز

نوشت مطلع پرنور خواجہ شمس الدین
بدین فروغ گہربار دار سحاب کجا

صلاح کار کجا و من خراب کجا
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

فتادہ عقدہ در اندیشہ خردہ گیرا نرا
ز لفظ تا بکجا و دگر خراب کجا

کہ یک بسوے متحرک دگر روے ساکن
خطاست بہر خطا حکم ارتکاب کجا

غلو اگرچہ بود عیب مرقوا فے را
تراست پایہ این مایہ احتساب کجا

مباش غرہ بدین یک دو نکتہ دانستن
نظر بود ہمہ کس را بہر کتاب کجا

بسوے عیب چو شاعر کند اشارۂ نغز
بنزد عقل بود در خور عتاب کجا

نخست گفت کہ اے صاحبان دانش و داد
صلاح کار کجا و من خراب کجا

سپس ز نغص خطا تازہ کرد عذر خطا
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اشارہ چیست و عبارت بلیغ و عذر لطیف
اگر خطا بود اینہا دگر صواب کجا

مباش رنجہ ز غوغاے مدعی اے قدر
سخن یکے است جواب ترا جواب کجا



مثنوی کلیلہ دمنہ ناتمام

نقل ہے ہادی خدا نبی — واعظ دین رفیع قزوینی
وعظ مین اک کتاب کہہ جو چکا — جا بجا اوسکا ہوگیا شہرا
گرم بازار پند ہوتا تھا — جو اوسی سنتا تھا وہ روتا تھا
ہو رہے تھے بلند آوازے — کھل گئے تھے جنان کے دروازے
تھے خریدار سب امیر وفقیر — جان دیتے تھے بادشاہ ووزیر
آخر اک پادشہ نے لیکے کتاب — غور سے دیکھے اوسکے سب ابواب
ہوگیا صاف تارک الدنیا — بند کی آنکھہ کھل گیا پردا
کُنجی ہاتھہ آگئی خموشی کی — گنج وثروت سے چشم پوشی کی
ہوا صحرا نشین وہ فرزانہ — گنج پونہچا بسوے ویرانہ
ایک دن اوسکے دل مین آیا خیال — چلکے دیکھہ آئے رفیع کا حال
کہ مصنف پہ بھی اثر کچھہ ہے — لون خبر مین وہ باخبر کچھہ ہے
آیا قزوین مین جب رفیع کے گھر — دیکھتا کیا ہے شاہ بے لشکر
دہوم ہے اوسکے گھر امیری کی — کہین بو تک نہین فقیری کی
گھوڑے باندہے ہین میخ زرین مین — خود ہے بزم بہشت آئین مین
دیکھکر اوسکا روپ چکرایا — جا کے واعظ کے پاس فرمایا
خوب دہوکا دیا قصور معاف — اب کھلے آپکے تمام اوصاف
چاندی سونے کی سینچین واہ جی واہ — مرحبا مرحبا جزاک اللہ

کوئی باتون مین سلطنت چھوڑے
کوئی سونے مین لادلی گھوڑے

سنکے واعظ فریب تاڑ گیا
بولا اے تاجدار ملک حیا

ہیچ زرین بگل زدم نہ بدل
ساری دولت گئی ہی خاک مین مل

کہکے کرتا اوٹھایا ململ کا
ٹاٹ کا انگرکھا نکل آیا

آئے گھر مین جو وہ خدا کے شیر
ایک بدھنا تھا یا کتب کا ڈھیر

بولا اتنا ہمارے واسطے ہے
اور جو ہے تمہارے واسطے ہے

نہ مرے فعل مین خلل کرو تم
میرے اقوال پر عمل کرو تم

پھر یہ واعظ نے پند فرمائی
کہ یہ لو اک مثال یاد آئی

اک مسافر بہٹک گیا رستہ
کوہ و صحرا مین ہوگیا خستہ

ایک انسان اور ویرانہ
جس سے سبزہ تلک تھا بیگانہ

جہاڑی جھوڑی ہوئین چٹانین صاف
سنگ مرمر کے طور سے شفاف

کہین جادے کا تھا نہ نام و نشان
جسطرح چاندنی مین کاہکشان

نقش پا کے نشان زمین سی گم
جسطرح دہوپ مین نمون انجم

کہین پتا جہان کہٹکتا تھا
یہ اودہر کی طرف لپکتا تھا

اوس سے وحش و طیور بہاگتے تھے
خضر بہی دور دور بہاگتے تھے

جس طرف سے ذرا غبار اوٹھا
اوسطرف دوڑ کر پکار اوٹھا

گاہ ادھر دوڑا گاہ اودھر دوڑا
جان پر کھیلا کوہ پر دوڑا

جا کے پونہچا جو بر سرالوند
ہوگیا ساز نارجنت بلند

کی صبا نے جو بادپیمائی
اک طرف سے صدائے سگ آئی

اوسی آواز پر چلا درویش — پیچھے یہ تہا صدا تھی پیشا پیش
کوہ سے صورت صدا نکلا — دشت سے صورت ہوا نکلا
تیز جاتا تھا اسطرح دلگیر — جیسے چہوٹے کڑی کمان سی تیر
جاتے جاتے یہ گاؤن مین پونہچا — بھونکتا تہا جہان وہی کتا
ہوا کتے سے جبکہ گاؤن نمود — گاؤن سے پائی منزل مقصود
دیکھہ اے شاہ جائے عبرت ہے — ارے بدراہ جائے عبرت ہے
ایک کتے نے دیکھہ آخر کو — کیسا پونہچا دیا مسافر کو
نہوا پاک وہ سگ ناپاک — لیکن اسکا ہوا بھیڑا پاک
تو بہی سنکر مری صدا پونہچا — ٹھیک منزل پہ اپنی جا پونہچا
تجھکو کیا مین کوئی ہون کس ناکس — بر رسولان بلاغ باشد و بس
دیکھہ اے **قدر** اب تو آنکھین کہول — سر سے کھیل اور اپنے منہہ سی بول
صاف ظاہر پرست دنیا ہے — کیون ہے درپے تجھے ہوا کیا ہے
دل کا احوال تجھکو کیا معلوم — کسکا کیا رنگ ہے خدا معلوم
کیون کسی کو برا بھلا جانے — کون کس دہن مین ہے خدا جانے
حال دل کا سمجھنا ہے دشوار — محتسب را درون خانہ چہ کار

قطعہ درسپارش محمد یسین بخدمت مہاراج نراین تحصیلدار ہردوی

اے قبلۂ حاجت مرے مہاراج نراین — اس دہر مین رکھے تجھے اللہ سلامت
دیدار ترا جلوۂ گل چال بہار سے — رخ پہول سے ہے لب غنچہ ہی شمشاد ہی قامت

محراب ہے ابرو تو جماعت صف مژگان
پتلی تری کرتی ہے اسی صف کی امامت

اونچا سا ترا ماتھا ہے اقبال کی پہچان
بوٹا سا ترا قد ہے فراست کی علامت

باتون سے کرین زندہ اشارون سے جلائین
ہے تیرے لب و چشم مین اعجاز و کرامت

سیراب ہین فیضون سے ترے خضر و مسیحا
یہ دونون مرینگے نہ کبھی تا بہ قیامت

انصاف ہے اس فیض پہ بدنام رہون مین
یٰسین سے تا مرگ رہے مجھکو ندامت

اب تک نہ یہ بیچارہ ملکے کا ہوا نوکر
کھو دیجیے اب سکے نصیبونکی بھی شامت

سب ہنستے ہین مجھپر کہ عجب کی تھی سفارش
مین آپکا کملا کے سہون ایسی ملامت

اے **قدر** یہ کیا بکتا ہے بکنے بھی دے سکو
لاحول ولا کھوئی گئی تیری بھی کیا مت

کردیگا اگر عین عنایت سے اشارہ
یٰسین کو ہوگی کسی عہدے پہ اقامت

دیتا ہون دعا تمکو یہ ہے میرا طریقہ
محسن کی پرستش ہے شب و روز مرامت

جب تک کہ ہے عالم رہے اقبال پہ عالم
جب تک کہ رہے دنیا رہو دنیا مین سلامت

مثنوی ناتمام ترجمۂ کلیلہ دمنہ

اصلیت کتاب مع نقل و انقلاب

ہان فلاطون خامہ آئے وہ جوش
اودھر سے خم دوات کا سرپوش

جوش او ٹھے سیاہ مستی کا
بادہ اوبلے سخن پرستی کا

صفحہ ساغر ہو سطر موج شراب
نقل ہون نقطے میکدہ ہو کتاب

جو سنے سنکے مست ہو جائے
پست ہر خود پرست ہو جائے

چوب چینی بنے نہال سخن
مے کہنہ ہو داستان کہن

ایسی اک شاخ داستان پہوٹے
بے زبانون کی بہی زبان پہوٹے

شوق دلواکے سبکو القصّہ
اب سناتا ہون برمحل قصّہ

پاس کسریٰ کے اک برہمن تہا
جسکا ہندوستان ہین مسکن تہا

بزم افروز و بذلہ گوسے و ندیم
حکمت اندوز و نیکخوے و حکیم

ایک دن آیا جب وہ فرزانا
پوچہا نوشیروان نے اے دانا

لوگ یونان مین کرتے ہین مذکور
ہند مین چند کوہ ہین مشہور

اونمین ایسی دوائین ہوتے ہین
جس سے مردے بہی زندہ ہوتے ہین

اے برہمن تو ایسی چالین چل
ہاتہہ آئین مری وہ امرت پہل

ہنسکے بولا وہ اے شہ عالی
لوگ بٹتے ہین ہول کی رسّی

نہ کہین کوہ ہے نہ اوسمین دوا
نہ کوئی مردہ ہے نہ اوسکو شفا

ہندیون کا یہ زہر بونا ہے
اسمین اک تہ کی بات گویا ہے

اصل مطلب ہے اسکا یعنی اور
لفظ بیشک یہی ہین معنی اور

کوہ سمجھے ہین جنکو لوگ وہان
ہین وہ فرزانگان ہندوستان

اونکی باتین ہین ساری کام روا
لوگ سمجھے ہین جنکا نام دوا

جو کہ ہین بیوقوف و جاہل لوگ
کہتے ہین مردہ اونکو کامل لوگ

باتین سن سنکے جب وہ ہوش مین آئے
نوشدارو سے مردہ ہوش مین آئے

سبکے سب وہ پڑے تہی فانی سے
جی اوٹہے آب زندگانی سے

یہی باتین اونہین دوا ٹہہرین
موج سرچشمۂ بقا ٹہہرین

الغرض ملکے کاردانون نے
عقلمندون نے خوش بیانون نے

الیسی چن چنکے چیدہ باتین تمام | رکھدیا ہے کلیلہ دمنہ نام
سہے وہ زیب خزینہ شاہان | ہوا و نہین سے اگر کوئی خواہان
تو وہ مخفی خزینہ ہاتھہ لگے | حکمتون کا سفینہ ہاتھہ لگے
جب یہ نوشیروان کے کان پڑے | جان مین اوسکی تازہ جان پڑے
ایک برزویہ تہا طبیب وہان | تہا جہان گرد اور چیدہ جوان
وسے اوسکو ہزار ہا توڑے | تاکہ وہ رشتۂ وطن توڑے
سوے ہندوستان چلا جائے | جانب بوستان صبا جائے
چلتا پہرتا ابھی نظر آئے | اور لیکر کتاب گہر آئے
بس چلا سوے ہند وہ رہگیر | جیسے چہوٹے کڑی کمان سے تیر
نظر و برق و تیر و آہ بنا | صرصر و فکر و موج و ماہ بنا
ملک ایران کجا کجا پونہچا | ملک ہندوستان مین آ پونہچا
آیا وہ شوق کامرانی مین | راے رایان کی راجدہانی مین
راے پرتاب چند صاحب فوج | راے رایان شہنشہ قنوج
اوسکی بستی مین آکے برزویہ | شہر مین پہرا کے برزویہ
اک برہمن سے گٹھہ گیا فی الحال | راے ہندی کے تہا جو ناک کا بال
دیکھا برزویہ کا جو علم و ہنر | برہمن نے بٹھایا آنکھون پر
گو برہمن نے گرمجوشی کی | پر بہت اسنے رازپوشی کی
خوب نظرون مین جب وسے تولا | ایک دن ہنستے ہنستے یون بولا
بے زبانون سے جب زبان لڑی | سر مخفی سے میرا دہیان لڑی

اوسکی مجھکو تلاش وافی ہے — عاقلون کو اشارہ کافی ہے

وہ برہمن اوچھل پڑا فی الفور — ہنسکے بولا ادھر بھی کرنا غور

ہمسے اوڑتے ہو تا اوڑاؤ مال — گنج حکمت کو تم کرو پامال

سلطنت کا چراغ لیجاؤ — مفت مین سبکو داغ دیجاؤ

ہمکو یون سبز باغ دکھلا کر — اپنے سنہ سے ہو سرخرو جا کر

تم بڑے پختہ کار ہو صاحب — تم بڑے ہوشیار ہو صاحب

اُف رے دانا یہ تیری دانائی — بل بے یہ عقل کی توانائی

جو کہ ہو عقلمند پہچانے — مرد دانا کو آٹھ باتون سے

بردباری و خویشتن داری + — اور فرمان بری سلاطین کی

اور تشخیص محرم اسرار — پوشش راز ہاے ہر کردار

اہل دربار کی رضا جوئی — بیٹھکر محفلون مین کم گوئی

کچھ نہ کہنا بغیر پرسش کے — یہی آٹھون ہین تمغے دانش کے

خصلتین یہ عجب ہین برزویہ — تجھ مین آٹھون یہ سب ہین برزویہ

ایسے انسان کو کوئی کیا ٹالے — دل و دین جان و جسم دے ڈالے

اسلئے مجھکو تیرا فرمانا — چاہیئے آنکھون سے بجا لانا

کسطرح صاف دون جواب تجھے — بیچ کر جان دون کتاب تجھے

بولا برزویہ تجھپہ جان فدا — شکر تیرا نہ مجھ سے ہوگا ادا

سچ ہے جھوٹا نہین ہے قول کبار — خاک از تودہ کلان بردار

الغرض وہ کتاب لاثانی — دی برہمن نے اوسکو پنہانی

+

لیکے برزویہ نے لکھی وہ کتاب
نقل کرکے گیا وطن کو شتاب

جو مین بہر آب رفتہ آپونہچا
بحر الفت کا آشنا پونہچا

عقل آئی دماغ ایران مین
نور آیا چراغ ایران مین

آئی کنعان مین بوے پیراہن
پھر بہار آئی جانب گلشن

ہوئی سرسبز کشت ایرانی
سوکھے دہانون پہ پڑگیا پانی

ہوا انبوہ خاص و عام سے جشن
کیا کسری نے دہوم دہام سے جشن

لیکے اوٹھا کتاب برزویہ
پڑہ گیا سارے باب برزویہ

اوٹھی اک واہ واہ تا بفلک
اوڑ گئی آسمان کی چہت تک

لیگیا شاہ اوسے خزانے مین
کہ کمی اب نہ کر اوٹھانے مین

بولا برزویہ مال ہے کیا مال
مین جو مانگون نہ رد ہو میرا سوال

ذکر میرا بھی اس کتاب مین ہو
تا رہون یاد اہل عالم کو

کہا شہ نے کردن مین شاد تجھے
تیری منہہ مانگی دون مراد تجھے

پھر بحکم شہ سخی و کریم
لکھنے بیٹھا بزرجمہر حکیم

پہلوی مین لکھی تمام کتاب
اوسمین ٹھہرائے اوسنے سولہ باب

ق

سولھون اس حساب سے لکھے
دس تو اصلی کتاب سے لکھے

اور چہہ خود بڑہا دئے اوسنے
دو اوائل کے چار اواخر کے

عہد نوشیروان سے ایران مین
اسکو رکھتے تھے گنج پنہان مین

سب ملوک عجم نے حرمت کی
یعنی اسکی بہت حفاظت کی

یہ سفینہ عجب سفینہ تھا
بادشاہون کا علم سینہ تھا

جب خلیفہ ہوا ابو المنصور — سب مین تہا جو دوانقی مشہور

اوسنے اک بار اوسکو حکم دیا — بوالحسن جو بن المقفع تہا

کہ لکھے پہلوی سے تازی مین — ہو وہ مصروف سحر سازی مین

عربی کا جو چل گیا پہلو — پہلوی کا بدل گیا پہلو

پھر بحکم نصیر سامانی — فارسی ہو گئی بہ آسانی

رودکی نے بھی ڈالی اپنی دہوم — فارسی مین کیا اوسے منظوم

ہوا بہرام غزنوی پیدا — جو کہ مسعود شہ کا لڑکا تہا

اوسکا دیوان تہا ایک صاحب جاہ — بوالمعالی و نام نصراللہ

اوسکو بہرام نے بلا کے کہا — اپنے جوہر دکہا دے اے دانا

عربی کی کلیلہ دمنہ سے — جو لکھی ہے بن المقفع نے

ترجمہ کرکے فارسی مین دکہا — ماہ نخشب اس آرسی مین دکہا

الغرض حکم وہ بجا لایا — فارسی مین اوسے بنا لایا

عربی شعر اوسمین داخل تہے — اور الفاظ سخت و مشکل تہے

پس بحکم امیر شیخم سہیل — تہا سہولت سے جسکے طبع کو میل

نسخہ پورا حسین واعظ نے — چہانٹا ملا حسین واعظ نے

کیا ہی لکہی عبارت اوسکی سلیس — نظم عمدہ تمام نثر نفیس +

کم کئے اوسنے اولین دو باب — چمکے انوار نجم بخت کتاب

پھر بحکم جلال دین اکبر — شاہ دہلی و معدلت گستر

لکہہ کے لایا ز روے استادی — شیخ ابوالفضل اکبرآبادی

سولھون باب اوسین سے لکھے تمام | اور رکھا عیار دانش نام
اب اوسے نظم کر کے آردو مین | کیا مچائین ہین قدر زدہو مین
سولھون باب اس مین ہین منظوم | رہے قایم جہان مین یا قیوم

فتح الابواب

باب اوّل مین ہوگئی ترقیم | گفتگوے بزرجمہر حکیم
باب ثانی مین حال برزویہ | اور سب قیل و قال برزویہ
باب ثالث لکھا اس آئین کا | کہ نہ سنئے سخن سخن چین کا +
باب چارم سزاے بدکاران | ہے مناسب براے بدکاران
باب پنجم مین فایدہ وہ لکھے | دوستون کے جو یکدلی مین تھے
اور باب ششم مین دی یہ خبر | نہ فریب عدو سے رہیئے نڈر
باب ہفتم مین ذکر بےخبران | پھر ہے مقصد طلب کا کسل بیان
باب ہشتم مین شر شتابی کا | اور انجام اس خرابی کا
ہے نوین باب مین کہ دوراندیش | کسطرح دشمنون سے پائی پیش
باب دسوان ہے کینہ ور کا ذکر | نہ خوشامد پر انکی ہو بے فکر
گیارہوان باب عفو عصیان مین | کہ جو داخل ہے رسم شاہان مین
بارہوین باب مین یہ ہی مذکور | ہے خبر او سزاے کار ضرور
تیرہوان باب حرص آز مین ہے | اور افزون طلب کے راز مین ہے
چودہوان باب حلم شاہان مین | ہے گرانباری نمایان مین
باب پندرہوان بیوفاسی گریز | ان سے اور انکی باتون سے پرہیز

سولهوین باب مین یهی هے خبر
دور گردون پہ التفات نکر

باب اوّل سخنان بزرگ مهر بزبان بزرگ مهر

درج دانا دلے کا دریتیم
کون یعنی بزرجمهر حکیم

یون پروتا هے دُر سلک سخن
یون روان کر رہا ہے کلک سخن

کہ زبانون مین سب زبانون کی
هندیون نے کتاب ایک لکهی

نام جسکا هے کرنک دمنک
اوسمین دس باب سب هین آخر تک

دل لگی مین ملائی حکمت و پند
تلخ دارو مین جیسے شکر و قند

خردسالون کو تا گوارا هو
کهیل مین یاد نسخه سارا هو

اور جب اونکو فهم کامل هو
تجربه پهلے هی سے حاصل هو

جیسے کوئی خزانه دفن کرے
اور پهر بعد ایک مدت کے

اوسکے لڑکے کے هاتهه مین پڑ جاے
مدة العمر مفت چین اوڑاے

هے غرض یه کتاب اعجوبه
طالبان سخن کے مطلوبه

پر هے اسکے مطالعے مین شرط
کرے معنی مین اسکے غور بفرط

بحر دانش مین خوب هو غواص
تا ملے گوهر معانی خاص

نه که سب چاٹتا چلا جاے
گهانس سی کاٹتا چلا جاے

پڑهے جاے نه سمجهے یا سمجهے
ایسا سمجهے تو کوئی کیا سمجهے

پڑهے بے سمجهے اوسکو جو بیعقل
اصل هے اوسکے واسطے یه نقل

حکایت

قول سعدی سے ایکدن بے رنج
ابله اندر خرابه یافته گنج

دل مین سوچا جو آپ اوٹھاؤن مین — عمر اتنی کہان سے پاؤن مین
شہر سے لاکے باربرداری — لیچلون دولت اپنے گھر ساری
نہین بہتر جو بار بار لیجاؤن — دفعتہً سب کے سب اوٹھا لیجاؤن
چند حمال ایسے لے آیا — جنکا گھر کھوج جانتا ہی نہ تہا
سب خزانہ لدا دیا اون پر — تاکہ پونہچائین جاکے میرے گھر
آپ پیچھے ٹھٹک رہا احمق — تاکہ تہمت لگے نہ حق ناحق
اوسکی نظرون سے ہوگئے جب دور — لے اوڑے اپنے اپنے گھر مزدور
دیر کے بعد وہ بھی گھر آیا — اوسکو گھر مین نہ زر نظر آیا
کف افسوس ملکے کہتا تہا — اوڑگئی ہاے سونے کی چڑیا
اوسنے عجلت جو کے بنادانی — رہگئی مفت کی پشیمانی
اصل ہر چیز کا سمجہنا ہے — ورنہ رٹنے مین فایدہ کیا ہے
ایسا رٹنا حمق نہایت ہے — سنیے اسکی عجب حکایت ہے

حکایت

ایک جاہل کو یہ سمائی ذہن — کہ کرے فارسی مین طرز سخن
ایک فاضل سے اوس سے الفت تھی — ایک تختی اوسے سنہری دی
کہ مجھے فارسی زبان لکھدے — لکھدے اے میرے مہربان لکھدے
جب کہ تختی پہ لکھ چکا فاضل — گھر اوٹھالایا اپنے وہ جاہل
دیکھا کرتا تہا جب نہ تب تختی + — سوچا مین پڑہ گیا یہ سب تختی +
چاہیے مجھکو مرحبا کہنا — اب مری فارسی کا کیا کہنا

ایکدن فارسی مین منھہ کھولا　　منھہ تو کھولا مگر غلط بولا

اوس سے اک شخص نے کیا یہ بیان　　تیری یہ فارسی غلط ہے زبان

قہقہہ مار کر کہا کیا خوب　　یہی منہہ جو مرے نکالو عیوب

کچھہ تمیز آپ کو بھی ہے کہ نہین　　ہے مرے پاس تختۂ زرین

اوس پہ لکھی ہے فارسی کی زبان　　پھر مین بولون غلط خدا کی شان

اور تو کیا کہون تمہین بررو　　ہے مثل اپنے منھہ میان مٹھو

پس مناسب کہ صاحبان وقوف　　کسب دانش مین دل سی ہون مصروف

علم کا گو جہان ہے محتاج　　فہم لیکن ہے علم کی سرتاج

بے سمجھہ آدمی نہین ہوتا　　یون نہی جی رٹا کرے توتا

فہم سے تجربہ بھی ہو حاصل　　لوگ ہون تجربے سی دانادل

سیکھین دانا دلی سے طرز ادب　　باادب بانصیب ہوتے ہین سب

مرد دانش سے ہو خجستہ شعار　　ہو کم آزار اور نیکوکار

جو سمجھہ بوجھہ کر ہو وارستہ　　ہو وہ دام بلا مین پابستہ

جیسے کوئی مسافر بدراہ　　کہ رہ پرخطر سے ہو آگاہ

اور اوسی راہ پر چلا جائے　　خود لٹے وہ کسیکا کیا جائے

یا ہو بیمار جیسے کوئی بشر　　اور خود جانے اک غذا کا ضرر

جانکر اوس غذا کو کھائے وہ　　شاذ ہے یہ کہ مر نہ جائے وہ

مثلاً دو بشر کنوئین مین گرین　　نہ قضا آئے دونون جیتے پھرین

لیکن اون مین عجب تماشا ہو　　ایک انکھیارا ایک اندھا ہو

گو وہ دونون چلے تھے موت کی راہ — تھا وہان لحد یا نہ چاہ

مگر اندہا تو اونمین ہو معذور — عذر بینا نہ ہو کبھی منظور

منھ پہ دو آنکہین اونمین تیز نظر — پھر گرا دیکھہ بہال کر کیونکر

سنکے یہ سامنے وہ منہہ نکرے — کیا عجب ہے کنوئین مین ڈوب مرے

چشم سان لاجواب ہو بینا — چشم سان آپ آپ ہو بینا

نخل دانشوری کا ہے یہ ثمر — کہ شریف النفس ہو اصل بشر

وہ شریفون مین سب سے اولی ہے — جسکو حاصل رضاے مولی ہے

جب کہ دانش سے ہو اوسے بہرہ — پہر نہ اورون کو رکہے بے بہرہ

پہلے خود سیکھہ لے تو سکھلائے — پہلے خود دیکھہ لے تو دکھلائے

پہلے خود اپنے گہر جلائے چراغ — پیچھے مسجد مین لیکے جائے چراغ

پہلے خود آپ کو غیور کرے — پیچھے لوگون کا فقر دور کرے

پہلے خود خلق کا بنے مشاق — پیچھے سکھلائے خلق کو اخلاق

نہ کرے آپ کو جو پہلے درست — اور تعلیم غیر پر ہو چست

اوس سے بڑہ کر نہین ہے کوئی ذلیل — ہے وہ گویا کہ اک طبیب علیل

کہ خود اک عارضے مین مرتا ہے — دوسرون کا علاج کرتا ہے

جسکو دنیا سے جتنی الفت ہو — اوسکو کہونے پر اوتنی کلفت ہو

مال دنیا رہا رہا نہ رہا — مفت کا رنج جاودانہ رہا

حال دنیا اسی طرح ہے مگر — تین امرون مین سعی ہے بہتر

اول اسباب زندگی کی تلاش — کہ رہے جس سے بین بین معاش

دوسرے خوش معاملہ رہنا — راست بازون کا واہ کیا کہنا
تیسرے زاد راہ ملک عدم — ہے کمر مین تو پھر اوسی کیا غم
جسمین دیکھے صلاح عقل و شعور — کرے پرہیزگاری اوسمین ضرور
ہے مناسب کہ کسب مال کرے — پر وہ کسب از رہ حلال کرے
گو خدا رحمت انتہا کی کرے — گو زمانہ کسیکا دم بھی بھرے
پھر بھی کوشش کرے تو کیا نقصان — پھر بھی بھولا نہو تو کون زیان
دوڑ دہوپ آدمی کی شام و پگاہ — بخدا ہے خدا کے دین کی راہ
(بیاے مجہول)
اوسپہ جینا یہی ہے ہشیاری — چشم پوشی ہے عین بیداری
یا تو غفلت کو چٹکیون پر اوڑائے — یا توکل کے چھینٹے منہہ پر کہائے
اگلون کو اپنا اوستاد کرے — حسن اخلاق اونکے یاد کرے
اونکی سیر پہ کرکے خوب نگاہ — کرے کامون مین اون سے بسم اللہ
اونکے جو تجربے ہوئے ہون بہم — بس اونہین پر چلے قدم بقدم
اوسی ڈہرّے ہی پر چلا جائے — اوسی چھاپے پہ کاڑہتا جائے
رکھے اس پیروی پہ سب بنیاد — کہ یہ تقلید ہے بہ از ایجاد
بات کوئی اگر نہ یہ مانے — معتبر اپنا تجربہ جانے
عمر اتنی کہان سے لائے وہ — کہ ہر اک بات آزمائے وہ
ہمنے مانا کہ وہ بفرض محال — تجربے خود کرے ہزارون سال
محنتین سیکڑون اوٹھائے گا — جب کوئی نکتہ آزمائے گا
اوسپہ کھٹکا لگا ہے ہو کہ نہو — نسخۂ کیمیا ہے ہو کہ نہو

پکا کھانا نہین وہ کہاتا ہے | آنچ کہا کہا کے خود پکاتا ہے

گو کہ اک سود ہر زیان مین ہے | اک نتیجہ ہر امتحان مین ہے

کیون نہین سود بے زیان لیتا | کیون زیان کا ہے امتحان لیتا

ان نصایح سے ہو جو روگردان | رہے وہ شکل آئینہ حیران

نہین سنتا نہ سن ہماری بات | نہین پیتا نہ پی تو آب حیات

فوج غم جب کرے کسیکو تباہ | قلعۂ راستی مین لے وہ پناہ

استقامت نہ پھیر خطا پہ کرے | ہر جگہہ اپنی بات پر نہ مرے

جرم کرکے کرے نہ ہٹ دہرمی | نہین بہتر خطا مین سرگرمی

نام اسکا ثبات عزم نہین | نہین ہرگز یہ عزم جزم نہین

ہے سراب اور آب شیرین اور | آب اور آب خنجر کین اور

کرے بالغرض پر جو استقلال | ایسے بدراہ کی یہی ہے مثال

جیسے بے سمجھے اور بے بوجھے | کوئی اک سمت چل جائے بے پوچھے

ق

اور وہ راہ مین بھٹک جائے | چلتے چلتے ہزار تھک جائے

کبھی پائے نہ منزل مقصود | اوسکی کوشش تمام ہو بے سود

بلکہ جتنا بڑھے وہ ناآگاہ | ہوتا جائے اوسیقدر گمراہ

یا پڑے جسکے خار آنکھون مین | درد ہو بے شمار آنکھون مین

نہ نکالے وہ درد غفلت سے | ہاتھہ دھو لے کہو بصارت سے

ہے وہی مرد اور دانشمند | جو خدا کی خوشی پہ ہو خرسند

منہہ نہ موڑے کڑی اوٹھانے سے | جی نہ ہارے بلائین آنے سے

پھر بھی تدبیر سے نہ باز رہے
در بہشت ہمیشہ باز رہے

جو پڑے کوئی عقدۂ تقدیر
صاف چل جاوے ناخن تدبیر

جو کہ اپنے لئے کرے نہ پسند
دوسرے کے لئے کرے نہ پسند

کیونکہ ہر کام کا ہے بدلہ ایک
بد کو ملتا ہے بد تو نیک کو نیک

ہے نتیجہ ترے عمل کے ساتھ
دے تو اس ہاتھ اور لے اوس ہاتھ

پس مناسب ہے جو پڑھے یہ کتاب
چاہیئے ہو بغور معنے یاب

دیکھتا اور بھالتا جائے
اپنا مطلب نکالتا جائے

جب کہ مطلب سمجھ لے اپنا تمام
اوسکے موجب کیا کرے ہر کام

اسکے آگے ہین سب کتب بیکار
یہ نمونہ ہے بہتر از خروار

باب دوم برزویہ کی کہانی اوسیکی زبانی

میرے ساقی ذرا شراب مجھے
تب غم نے کیا کباب مجھے

ایک بوند ایک گھونٹ ایک چلو
ایک جام ایک شیشہ ایک سبو

جب تلک مانگے جاؤن لائی جا
جسقدر رہین پیون پلائے جا

کرے دریا سے جو طغیانی
پھیرے میرے خمار پر پانی

فکر کو کردے جوش بادہ صاف
کف دریا سے ہو زیادہ صاف

سنج ہو سب پھٹک کے یکسو یہ
بک اٹھون داستان برزویہ

یون لنڈھاتا تھا وہ شراب سخن
یون دکھاتا ہے آب و تاب سخن

کہ مرا باپ اک سپاہی تھا
مرد میدان کجکلاہی تھا

حال مادر ہے سب یہ روشن تر
گبر و آتش پرست تھی مادر

دختر عالمان زردشتی
لمعۂ دودمان زردشتی

جب مری عمر کے ستارے کا
ہفتمین چرخ پر دماغ گیا

ساتوین سال مین قدم رکھا
دوش پہ ہوش کا علم رکھا

باپ مان پڑہنے کو بٹھانے لگے
مجھکو مکتب مین طب پڑہانے لگے

جیسا سن میرا بڑہتا جاتا تھا
ویسا دل دیکے پڑہتا جاتا تھا

پڑہتے پڑہتے مجھے ہوا یہ شعور
مین طبابت مین ہوگیا مشہور

ہوکے آگاہ اصل و نقل سے پھر
راے لی مین نے پیر عقل سے پھر

کہ ہین اس علم کے نتیجے چار
کس پہ رکھون مین اپنا دار و مدار

ایک یہ تو جمع کرکے کچھ زر و مال
باغ عالم مین مثل گل ہون نہال

یا کرون ایسا کار دنیا مین
کہ رہے یادگار دنیا مین

یا کرون وہ نباہ عالم مین
کہ مچے واہ واہ عالم مین

یا کہ ڈر پردہ سب سے ہوکے جدا
رہون مین طالب رضاے خدا

مین تو پہلے سے جانتا تھا یہ بات
کہ وہی ہے طبیب نیک صفات

جو کرے جس جگہہ علاج علیل
سمجھے اسمین رضاے رب جلیل

اسمین دنیا کا فایدہ اک سمت
اور خوشنودی خدا اک سمت

ہے مفاد اسمین دین و دنیا کا
وہ مثل ہم ثواب و ہم خرما

کھیت بوتے ہین جسطرح سے کسان
پک کے طیار ہوتے ہین جب آن

منون غلہ وکاٹ لاتے ہین
چارا بیلون کا مفت پاتے ہین

الغرض مین نے بعد رد و قبول
راے چارم کو کر لیا مقبول

کہ کمر باندھکر خدا اوپر
ہوا راضی رضاے مولا پر

یون ہین چندے بسر ہوئی میری
پھر طمع پر نظر ہوئی میری

مین نے دیکھا کہ اور مجھسے طبیب
کامیابی مین ہین بلند نصیب

مجھپہ سختی سے دن گذرتے ہین
اور وہ لوگ چین کرتے ہین

تھا یہ نزدیک سوچکر یہ راے
راہ تسلیم سے قدم ڈگ جاے

کہ یکایک ثبات کا لشکر
دشمن نفس پہ گرا آکر

نفس سرکش کو پایمال کیا
خنجر صبر سے حلال کیا

دیکھکر مین نے دل کے یہ انداز
اسطرح کین نصیحتین آغاز

غزل

تجھکو حاسد وہ جوش سودا ہے
کہ حسد ایک خار صحرا ہے

تیرے افلاس پر حسد ہی کسے
پھر حسد منعمون پہ بیجا ہے

نام روشن کسیکا ہو تجھے کیا
صفت ناری جلاہی مرتا ہے

اونکی قسمت مین ہے وہ پاتے ہین
تجھکو کیا کچھ ترا اجارا ہے

اس حسد سے تو خون تھوکے گا
یہی سوہان روح فرسا ہے

جاے عالی ہے عالم علوی
جو دنی ہے اوسی کی دنیا ہے

لوٹ ہو دیکھکر نہ سرخ و سفید
ارے بیچون کا یہ گھرندا ہے

بندۂ حرص و آز ہی کیون قدر
کچھ بھی تجھکو خیال مولا ہے

تجھکو درپیش ہے وہ سخت سفر
ہر قدم پر ہین جسمین لاکھہ خطر

نہ کوئی ہمسفر کاروان طریق
نہ کوئی آشنا نہ کوئی رفیق

جا بجا ٹھگ ہین جا بجا قزاق
ہین جو ساتھی وہ سب ہین اہل نفاق

کوچ نزدیک اوس پہ غم کا ہجوم
وقت رخصت مگر نہین معلوم

دیکھئے آدمی کی یہ ہیکل
ایک خاکی و قدرتی ہے کل

جسکا ہے مینخ زندگی پہ مدار
چار پرزے ہین اوسمین عنصر چار

گر یکے زین چہار شد غالب
جان شیرین بر آمد از قالب

جیسے ڈہانچا بناؤ مورت کا
عضو عضو اوسکا ایک ایک ہو جدا

بیچ مین سب کے ایک کیل لگاؤ
کہ ہر اک جزو کا ہو اوس سے لگاؤ

کیل دم بھر جدا اگر ہو جائے
ساری مورت تتر بتر ہو جائے

تن سے یون ہین جو دم نکل جائے
ساری ہیکل ابھی بدل جائے

جسم ٹھنڈا ہو رنگ پیلا ہو
جسم کا بند بند ڈھیلا ہو

سب یہ مٹی کا کام مٹی ہو
اینٹ کا گھر تمام مٹی ہو

پدر و مادر و زن و فرزند
دوست احباب اور بھائی بند

جیتے جی کے یہ ساری رشتے ہین
سب ترے موت کے فرشتے ہین

اِسی شادی نہ جان یہ غم ہے
بلکہ غم سے بھی مرتبہ کم ہے

کان دھر اپنی سانس پر تو ذرا
الفراق الفراق کی ہی صدا

اونکی خاطر کما رہا ہے تو
جان اپنی کھپا رہا ہے تو

دھیان اونہین کا ہی جاگتے سوتے
اوڑ گئے تیری عقل کے توتے

جمع کرتا ہے مال اونکے لئے
مجھسے سن یہ مثال اونکے لئے

جیسے سلگاؤ عود دان مین عود — کرے سبکو معطر اوسکا دود

عود ہو آپ جلکے خاک سیاہ — ہو نہ اپنے شمیم سے آگاہ

کون سمجھے کہ عود جلتا ہے — کون سمجھے کہ تو پگھلتا ہے

یا کوئی جسطرح جلائے شمع — ساری مجلس کو جگمگائی شمع

شمع کو سوخت ہے تو بزم کو نور — شمع روتی ہے بزم ہے مسرور

بزم کو کیا جلے تو شمع جلے — لوگون کو کیا کہلے تو تجھکو کہلے

الغرض سب مین ہی یہی آسان — کہ ہو شغل علاج بیماران

لیکن اوسمین یہ التفات نکر — کہ مجھے سب بٹھائین انکھون پر

ہر طرف شور اوٹھے حکیم حکیم — دین سب اوٹھہ اوٹھکے سرو قد تعظیم

بلکہ ہر دم یہ تیری نیت ہو — جس پہ ڈالون مین ہاتھہ صحت ہو

حق نما ہو ترا دل صافی — دل سے نسخے پہ لکھہ ہو الشافی

تاکہ دست شفا عطا ہو جائے — ہاتھہ جسپر پڑے شفا ہو جائے

راہ حق پر علاج کر کامل — غرض دنیوی نکر شامل

لوث دنیا سے جو کہ پاک نہو — دے وہ اکسیر بھی تو خاک نہو

ہو مداوا مین جو کوئی طامع — کرے اوسکا ثواب بہی ضایع

دل مین سوچے کہ کون ٹہوکرین کہائے — کون لیبیے پہ اپنا نقد گنوائے

کون جانے کہ حشر مین کیا ہو — یہین ملجائے جو کہ ملنا ہو

یون ہے وہ جیسے کوئی سوداگر — مال کو رکھے رکھے گھبرا کر

اوسے پڑجائین دامون کی لالے — اونے پونے وہ بیچ ہی ڈالے

کرکے ایسی نصیحتین کاری — جب کیا مین نے نفس کو عاری

دوحۂ علم لہلہانے لگا + — گل امید رنگ لانے لگا +

خوشہ ہاے عمل اُترنے لگے — پختہ کاری کے پہل اُترنے لگے

راست بازی سے بہر گئے دامن — بیریائی کے لگ گئے خرمن

ہوکے بے لوث وبیریا اکبار — لگا کرنے علاج ہر بیمار

رفتہ رفتہ جو میرا رنگ جما — وسعت رزق کا بہی ڈہنگ جما

مہربانون نے مہربانی کی — قدردانون نے قدردانی کی

جوش پر آیا فضل ربانی — ہوا منظور چشم سلطانی

ہوئے طالع بلند چمکا نام — کبہی خلعت ملا کبہی انعام

جب میرا ایسا دور دورہ ہوا — اثر علم طب مین غور ہوا

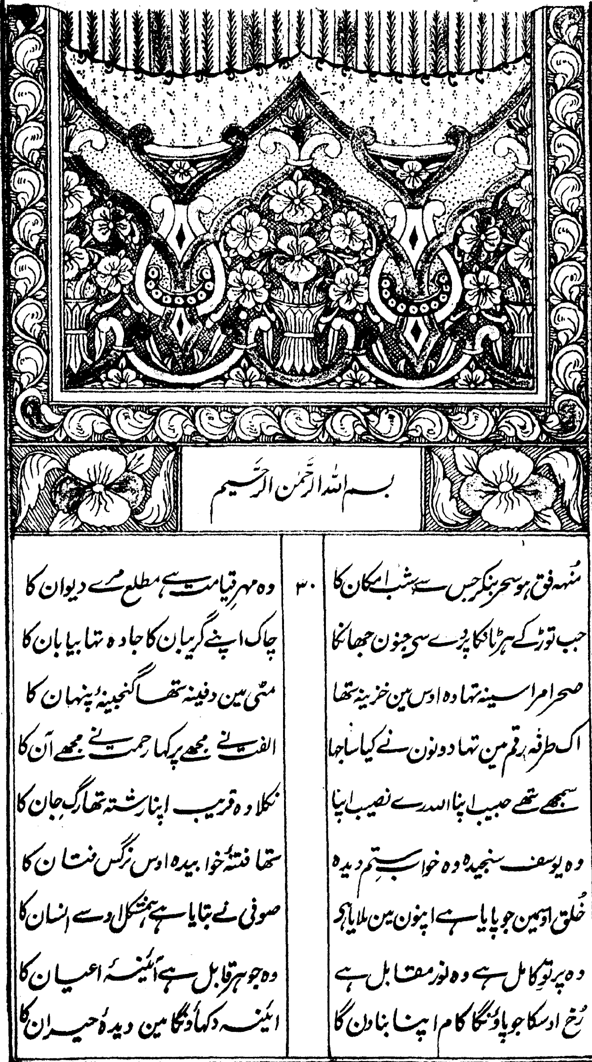
کوئی سوجہا نہ مجہکو ایسا علاج — اصل صحت پہ آئے جس سے مزاج

امن کلی ہو جس سے اکباری — نہ کرے عود پہر وہ بیماری

در علت مین قفل پڑجائے — عارضہ کیا کہ اوسکی جڑ جائے

جب یہ کیفیت مزاج رہے — پہر عبث ظاہری علاج رہے





بسم اللہ الرحمن الرحیم

۳۰

منہہ فق ہو سحر بنکر جس سے شب امکان کا
وہ مہر قیامت ہے مطلع مرے دیوان کا

جب توڑ کے ہر ٹانکا پردے سی جنون جھانکا
چاک اپنے گریبان کا جادہ تھا بیابان کا

صحرا مرا سینہ تھا وہ اوس مین خزینہ تھا
مٹّی مین دفینہ تھا گنجینۂ پنہان کا

اک طرفہ رقم مین تھا دونون نے کیا ساجھا
الفت نے مجھے پرکھا رحمت نے مجھے آنکا

سمجھے تھے حبیب اپنا اللہ رے نصیب اپنا
نکلا وہ قریب اپنا رشتہ تھا رگ جان کا

وہ یوسف سنجیدہ وہ خواب ستم دیدہ
تھا فتنۂ خوابیدہ اوس نرگس فتان کا

خُلق اوسمین جو پایا ہے اپنون مین ملایا ہے
صوفی نے بتایا ہے ہمشکل وسے انسان کا

وہ پرتو کامل ہے وہ نور مقابل ہے
وہ جوہر قابل ہے آئینۂ اعیان کا

رُخ اوسکا جو پاؤنگا کام اپنا بناؤن گا
آئینہ دکھاؤنگا مین دیدۂ حیران کا

گو ذرۂ عالم ہون پر وصل سے محرم ہون
مین قطرۂ شبنم ہون اوس مہر درخشان کا

سینہ مرا روشن ہے یا طور کا دامن ہے
یا وادیٔ ایمن ہے یہ موسیِ عرفان کا

وہ پاک محبت ہے اک نور کی وحشت ہے
دروازۂ جنت ہے چاک اپنے گریبان کا

کیا حشر کا دھڑکا ہے خورشید جو بھڑکا ہے
اک نور کا تڑکا ہے میری شب ہجران کا

لاحول ولاقوۃ انسان کی کیا قدرت
خم کر نہ سر خدمت شاگرد ہو شیطان کا

قاصر ہو نہ ہمت مین کرسی طریقت مین
معراج حقیقت مین دل عرش ہے یزدان کا

گو دل مرا زندہ ہے پر نفس کشندہ ہے
یہ گرگ درندہ ہے اوس یوسف کنعان کا

ہشیار دل آگہ مانند خلیل اللہ
پایان مین نکرتا رہ جو کام ہو عنوان کا

پھانسے ہین دل پر غم ہر حلقے مین ہی ماتم
اون گیسون پر عالم ہے شام کے زندان کا

اس دشت مین ہین اکثر پامال بلا رہبر
دستار خضر گر کر جادہ ہے بیابان کا

دل تنگ ہے دنیا مین یا آگ ہے خارا مین
یا دست زلیخا مین دامن مہ کنعان کا

خود بوجہہ خودی کا ہے خود نفس اوبھتا ہے
خود میرے کر تہ پا ہے گوشہ مرے دامان کا

جو عمر مقرر ہی سانسون سے ہوا پر ہے
وقف رہ صرصر ہی خرمن مرے دہقان کا

تعویذ لحد پایا جب دھر سے چین آیا
تعویذ یہ لکھوایا اس خواب پریشان کا

سبحان تری قدرت آسودہ ہی سب خلقت
مچھلی کی کرین دعوت یہ منہ ہی سلیمان کا

تھا حق نمک تیرا آفت سے نہ منہ پھیرا
ہے زخم جگر میرا احسان نمکدان کا

قربت مین جو دم ٹوٹے فرقت کا تو غم چھوٹے
خنجر کے مزے لوٹے زخمی ترے پیکان کا

جب اسم ترا دم ہو گرتے ہی یہ عالم ہو
ہر ورک جہنم ہو اک تختہ گلستان کا

جس وقت ذرا تیری رحمت کی چڑھی ندی
بس ناؤ ہے کاغذ کی بیڑا مرے عصیان کا

ممنون ہے ہر عنوان مشکور ہے ہر پایان | مستے ہے ہر ورقِ دیوان دفتر ترے احسان کا

ہر نقطہ مین معنی کا اک شور ہے شوخی کا
اے **قدر** ہے رخ پھیکا سعدی کے نمکدان کا

مراہ نجات وصف ہے رب جلیل کا | پل بن گیا عصا سے قلم رود نیل کا
طوطی حرف زن ہو جو باغ جلیل کا | خامے کو مرتبہ ہو پر جبرئیل کا
سیراب اوسکے فیض سے ہین جملۂ ذی حیات | پانی پیئے ہوئے ہین یہ سب ایک سبیل کا
مانند مردمک نرہی طاقت کلام | بیمار جو ہوا تری چشم کحیل کا
فرعون اور تجھسے ہو دعوی ہمسری | شاید بگڑ گیا ہے کہین ماٹ نیل کا
واعظ نہ توڑ کعبہ دل کو خدا سے ڈر | احوال کیا سنا نہین اصحاب فیل کا
سالک رہ فنا مین نہ بھٹکا کسی جگہہ | سنگ لحد سے کام لیا سنگ میل کا
ممکن نہین کہ تیری کہانی تمام ہو | دفتر ہزار بار کھلے قال و قیل کا
بقراط کیا مسیح سے ممکن نہین علاج | ملتا نہین مزاج بھی تیرے علیل کا
کیون اسقدر اوٹھائے ہوئے سر ہے آسمان | اک کنگرہ ہے یار کی قصر جلیل کا
شیرین ہے جس کی کام انا املح العرب | شوریدہ و فریفتہ ہون اوس جمیل کا
یہ آپ ہی کا دل ہے وہان بخطر گئے | جس جا کہ کانپتا ہے جگر جبرئیل کا
پیری مین بھی فلک سے کرونگا نہ التجا | منھ صبح کو خدا نہ دکھائے بخیل کا
اک پانون ہے رکاب مین اک ہاتھ باگ پر | یون منتظر کھڑا ہون مین کوس رحیل کا

دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست
اے **قدر** تمنے حال سنا ہو خلیل کا

معلوم ہے آغاز نہ انجام خدا کا	۱۶	آگے جو بڑھے کوئی تو پھر نام خدا کا	
پایا جو کرم ٹوٹ پڑے ساری خدائی		اللہ غنی فیض ہے کیا عام خدا کا	
خالی نہین حکمت سے کبھی فعل حکیمان		ہے مصلحت آمیز ہر اک کام خدا کا	
ہو خاک وہ دل جو نکرے یاد الٰہی		پھنس جائے وہ طائر جو نہ لے نام خدا کا	
ہر فصل مین ہو جاتی ہین دس فصل کی چیزین		بٹجاتا ہے ہر قسم کا انعام خدا کا	
ہے خانۂ تن مظہر انوار الٰہی		یہ دیدۂ و دل ہے کہ در و بام خدا کا	
یہ مادمنی چھوڑ یہ سودا نہین اچھا		کیون ہوتا ہے تو مورد الزام خدا کا	
جب نام سنو اوسکا کہو جلّ جلالہ		تعظیم کرو فرض ہے اکرام خدا کا	
سب ذکر کیا کرتے ہین جن و ملک و انس		وحش و حشرات اور دد و دام خدا کا	
ہر بار گزر جائے فرشتونکی گواہی		تو نام رٹا کر سحر و شام خدا کا	
بالفرض جو سیکھین پر جبریل کی پروازٗ		پائین نہ پتا طائر اوہام خدا کا	
خالق کی عنایت ہے خلایق کی شفاعت		دیتے تھے محمد یونہین پیغام خدا کا	
اکملت لکم دینکم اتممت علیکم		تقسیم ہوا خلق مین انعام خدا کا	
ہین آل نبی نوح پیمبر کا سفینہ		ناجی ہے ہر اک بندۂ اسلام خدا کا	
حیدر کا عدو دشمن احمد ہے مقرر		احمد کا عدو دشمن ناکام خدا کا	

ہے بعد ولایت کے یہ رتبہ عجب اے قدر
شاعر کو ہوا کرتا ہے الہام خدا کا

لکھتا ہے وصف غازی دلدل سوار کا	۱۶	نیزہ بلند ہے قلم حق نگار کا	
کیا خوف مجھکو ابلق لیل و نہار کا		دامان زین ہے ہاتھ مین دلدل سوار کا	

ساقی سے غدیر کا ساغر بھرا رہے | ہنگام نزع وقت ہے میرے خمار کا
سو بار مر کے جان نصیری مین آگئی | پانی تھا شاید آب بقا ذوالفقار کا
مرتے ہین ہم فقیر جناب امیر پر | در نجف ہو سنگ ہمارے مزار کا
کرنا مدد صراط پہ یا شاہ ذوالفقار | کیونکر کٹے گا راستہ خنجر کی دہار کا
لکھا جو وصف آپ کا معراج ہوگئی | پہونچا دماغ عرش پہ اس خاکسار کا
جا کر مرے نجف مین جسے خوف قبر ہو | دھڑکا سوال کا ہے نہ کھٹکا فشار کا
حب علی جہان مین باغ مراد ہے | یہ راستہ ہے خلد ہمیشہ بہار کا
کس سبز پوش کے لئے رویا ہون مین لہو | یاقوت سنگ ہے مرے لوح مزار کا
اپنا ہر ایک مصرع تر تیغ تیز ہو | جاری زبان پہ وصف رہے ذوالفقار کا
کیا کیا کوئین جھکاتے ہین دنیا مین آشنا | کیا کوئی اعتبار کرے یار غار کا
سلمان و ابن یاسر و مقداد و بوذر ایک | مین ہون جو معتقد تو نہین چار یار کا
شیعی مرا طریق ہے آگے خدا کا نام | بیشک علی بھی نام ہے پروردگار کا
تاریکی لحد کا نہین دل مین وسوسہ | حب علی چراغ ہے اپنے مزار کا

دن پھیر دو مثل رجعت خورشید یا علی
شاکی ہے قدر گردش لیل و نہار کا

۸

خم سے جام شراب نکلا | کہسار سے آفتاب نکلا
ہم خواب مین جانتے تھے ہے وصل | آخر وہ خیال خواب نکلا
دوڑو دوڑو کلیم دوڑو | وہ بام پہ بے نقاب نکلا
آنکھون مین چھپا تھا وہ گل تر | اشکون کے عوض گلاب نکلا

فصدون سے گیا نہ اپنا سودا
گو خون بلا حساب نکلا

لاکھون مین چنا تھا اک وفادار
دل کو وہ بھی خراب نکلا

خط بنگیا صاف ہو گیا منہہ
پو پھٹ گئی آفتاب نکلا

دیکھو غم عشق چشم مخمور
ہر اشک شراب ناب نکلا

چیرا جب داغدار دل کو
اک مطلع آفتاب نکلا

آج آپ سے ملے نصیب جاگے
سچا مرا شب کا خواب نکلا

دل مین ہوا آبلہ نمودار
یا آیئنے مین حباب نکلا

غش کھا کے گرا مین شعلۂ طور
بارے تیرا حجاب نکلا

کیون رک نہ سکے امنگ دل کی
پستان بنکر شباب نکلا

سمجھا تھا مین جنکو آنکھ مین اشک
ایک ایک دُر خوش آب نکلا

رسی تو جلی مگر رہا بل
کاکل سے نہ پیچ و تاب نکلا

سو کر شب وصل مین کب اٹھے
مغرب سے جب آفتاب نکلا

اچھا ہوا اور آئینہ دیکھے
لے گھر مین ترا جواب نکلا

اے **قدر** زمین نے جب دبایا
منہہ سے یا بو تراب نکلا

۲۲

ہو گیا ابرو کی سفاکی سے شہرہ یار کا
کام کر جائے سپاہی نام ہو سردار کا

لال ڈورے کالی آنکھین گورا مکھڑا یار کا
ملکے گلدستہ بنا ہے حسن کے گلزار کا

ہون وہ طالب شوق ہو مجھکو اگر دیدار کا
جا سے مردم آنکھ مین پیدا ہو چہرہ یار کا

تمسے کل محبوب بلبل بند شرمندہ تذرو
شہرہ ہے دستار کا گفتار کا رفتار کا

بھر نہین سکتے سلیمان بھی ترے سائل کا منہہ
کیا رفو آسان ہے اس زخم دامندار کا

واقعی اسلام کا پلہ گران ہے کفر سے
بوجھہ ہلکا ہے کہین تسبیح سے زنار کا

کوچہ پر شہر سے کیا تیرا محل نزدیک ہے
دم گلے مین آکے اٹکا ہے ترے بیمار کا

مثل عیسی اونکی خدمت مین رسائی ہوگئی
چڑھ گئے کوٹھے پہ ہم زینہ لگا گردار کا

زلف و مژگان دیکھکر یاد آگیا دشت جنون
وہ اندھیری رات وہ تلوونمین چبھنا خار کا

آتش غیرت سے مین ققنس بنگیا کبک دری
شہرہ سن سنکر تمہاری گرمی رفتار کا

جانے والے خلد مین جائینگے ہمت چاہیے
پھاندنا مشکل نہین کچھہ یار کی دیوار کا

عید کو میخانے مین ہم رند یون ٹوٹے اسطرح
جسطرح پرہیز ٹوٹے مردم بیمار کا

ہون مین شاگرد خدا قرآن کو کرتا ہون نظم
وصف لکھتا ہون تمہارے مصحف رخسار کا

رات کو آنکھون کے نیچے پھر گئی تصویر یار
واہ کیا چمکا ستارہ دیدۂ بیدار کا

داغ سوزان پھول ہین تیری محبت مین مجھے
پورا چربا ہون مین ابراہیم کی گلزار کا

سر جھکا ہے مثل ساجد ہر قتیل عشق کا
بنگیا محراب کعبہ خم تری تلوار کا

گالیان دیتا ہے جب مجھکو بت رنگین مزاج
نخل گل مین یاد آتا ہے نکلنا خار کا

آتی ہے جب فصل گل پڑجاتی ہین سینہ مین داغ
دیکھہ پایا گھر فرشتون نے دل بیمار کا

قالب خاکی کی آبادی ہے اوسکی ذات سے
آمد و رفت نفس ہے آنا جانا یار کا

غول کی آنکھون سے روشن ہین مرے صحرا کی بہول
اور مژگان پری سایہ ہے ہر اک خار کا

دل وہی دل ہے جو رہتا ہو ترے سر پر نثار
گل وہی گل ہے جو طرہ ہو تری دستار کا

قدر کیا اصلاح غالب سے مری شہرت ہوئی
وہ مثل ہے باڑہ کاٹے نام ہو تلوار کا

٢٥

عدم سے لائے ہین مضمون تری دہانے کا
پتا لگایا ہے عنقا کے آشیانے کا

شرف بڑہا گیا قاصد غریب خانے کا
قدم رسول ہوا پتہر آستانے کا

تڑپ کے دل نے وہ پہینکا گنہ کا پشتارہ
کہ چار شانے گرا چت فرشتہ شانے کا

جلا نہ دے کہین جو ہو کے مین باغبان مجہکو
یہ لاغری ہے کہ تنکا ہون آشیانے کا

ابہی تو عاشقون سے دور دور بہاگتے ہو
گلے پڑو جو مزہ ہو گلے لگانے کا

گرینگے جہوم کے خواب اجل مین کروبی
جو کہل گیا کہین دفتر مرے فسانے کا

ہمارے اشک سے ملتی ہی کوے یار کی راہ
بنا بہشت کا دروازہ ایک دانے کا

کبہی ہی روز کبہی شب کبہی سحر کبہی شام
یہ روز رنگ بدلتا ہے ہر زمانے کا

یہان بہی شامت اعمال نے نچہوڑا ساتہ
سیاہ رنگ ہے تربت پہ شامیانے کا

ہوا بند ہی ہے بیابان نجد کی مجہسے
یہ مختصر سا ہے میدان مرے فسانے کا

ہمارا سینۂ پرسوز دل سے روشن ہے
نشان ملا ہے سمندر کے آشیانے کا

بہٹکتا پہرتا ہے مسجد کی راہ مین واعظ
بتا دے راستہ کوئی شرابخانے کا

جو یہ تیرے در پہ ملین آنکہین دیدہ بازون نے
کہ سنگ سرمہ ہوا پتہر آستانے کا

کوئی جہان مین آکر ٹہہر نہین سکتا
مثال چرخ ہے اوندہا چلن زمانے کا

اسی بہانے یکشتہ رہی قدم کے تلے
جڑو مزار پہ سنگ اپنے آستانے کا

تمہاری آنکہہ پہ آیا مرا دل روشن
چمک رہا ہے کلس یہ شرابخانے کا

تمہارے ابرو و خال جبین سے مجہہ پہ کہلا
کہ وہ کلید تو یہ قفل ہی خزانے کا

نہ میری آنکہہ سے چہپو نہ ٹہوکرین کہاؤ
یہی تو راستہ ہی دلمین آنے جانے کا

ہوئے ہین ہر بن مو سے مژہ سی جاری اشک
کہ بند کہول دیا مشک کے دہانے کا

بدل کے بیتر سے انیان تہا ئین ہین ایسی
کہ اوس نگاہ سے منہہ پہر گیا ہی بانے کا

لکہا ہوا ہے ہر اک کیمیا کی بوٹی پر
کہ یہ نشان ہے قارون کے خزانے کا

تمہارے خال کے سودے سے جسنے منہہ پہیرا
ہوا وہ خلق مین محتاج دانے دانے کا

یہ پہلے کیا کسی بیتاب کا کلیجا تہا
چہنا ہوا ہے جگر کیون تمام شانے کا

قفس مین بلبل تصویر ہون مین اے صیاد
کہ تجہپہ بار نہ پانی کا ہو نہ دانے کا

گریگا آپ عدو ٹال جائیے اے **قدر**
کہ منہہ کی کہاتا ہے چوکا ہوا نشانے کا

۲۰

تری ہٹی جو سر کی خال ماتہے کا نکل آیا
سماے حسن سے بادل ہٹا تارا نکل آیا

شباب اپنا جو گزرا کلیجا چہرا نکل آیا
ملمع تہا کہ سونا اوڑ گیا تانبا نکل آیا

ازل مین ربط تہا روحون سے کیا رشتا نکل آیا
گئے جس انجمن مین اک نہ اک اپنا نکل آیا

خدایا کیا مرا رونا مرے پر بہی نہ جائیگا
جہان میری لحد کہودی وہان سوتا نکل آیا

جواب صاف بہیجا اوسنے درپردہ شرارت سے
لفافہ کہولتے ہی اک ورق سادا نکل آیا

معاذ اللہ تعزیرات عصیان مجہپہ لگتی ہے
خدا نے خیر کی تقدیر کا لکہا نکل آیا

دکہا کر وصل مین جگتی گلے کی یار کہتا ہی
ہٹو گہر جانے دو لو صبح کا تارا نکل آیا

یہ جذب عشق دیکہو خاک اڑتا جب چلا مجنون
جہان کچہہ گرد بیٹہی ناقہ لیلا نکل آیا

سراپا آبلہ مین بنگیا ہون دشت وحشت مین
چہا جب پاؤن مین سر سے مری کانٹا نکل آیا

ہوئے طیار بازو واہ کیا شانی بہری تیرے
غضب جوبن نکل آئے عجب سینا نکل آیا

مجہے ہوش آگیا جب غوطے کہائے عشق بازی مین
خدا کے فضل سے مین جس جگہہ ڈوبا نکل آیا

بتا دل کا لگا ہے یار کو میری مٹانے سے
گریدی جب مری مٹی اک آئینا نکل آیا

کہا مین نے تم آؤ گے تم آؤ گے
جرس ہون درد دل سے ہلکے بیٹھو ہو مجھے
وصال یار ہوگا قبر مین آخر یہی ٹھہری
مین وجہ اللہ رٹتا تھا تو زاہد مجھپہ ہنستا تھا
دہان یار کی الفت نے مجھکو مار رکھا ہے
سما کر یار کی آنکھون مین تو کیونکر بچا آئے دل
مری بیتا بیان میری چھپائے چھپ نہین سکتین

یہ سنکر منہ سے گھبراہٹ مین صاف انکل آیا
جہان جنبش ہوی منہ سے مرے نالا نکل آیا
مرے پرخیر بار سے کچھ نہ کچھ رستا نکل آیا
اجی جوئیندہ یابندہ جہان ڈہونڈا نکل آیا
لحد پر بیضۂ فولاد سے عنقا نکل آیا
ارے یہ کوٹھری کاجل کی تہی کورا نکل آیا
یہ دل تڑپا بغل مین اک طرف پہوڑا نکل آیا

بتا اے قادر کس خوشرو پہ تیری آنکھ پڑتی ہے
گڑھے ہے پڑ پڑ گئے آنکھو نمین منہ تیرا نکل آیا

۱۹

ابرو موے بتان کا عشق جو چمکا
فکر سے عقدہ کھلا دہان صنم کا
واعظ بیچارہ کیا گناہ کرے گا
سینہ زنی ہجر مین ہی آہ کی ہمراہ
خوب پھنسے آج آپ جانے نہ دونگا
قہر ہوا کو ٹھے پر نقاب الٹنا
چہرے پہ آنکھین ہین اور آنکھو نمین کاجل
جیسے نہین اے فلک ستارونکی گنتی
ایک پیالہ ادہر ہی ساقی محفل
خاک نشینان عشق ہو گئے برباد

دور ہوا اہل سیف واہل قلم کا
غنچہ کھلا اس صبا سے باغ عدم کا
اوسکو بھروسا نہین خدا کے کرم کا
عشق مین ڈنکا ہے اپنی طبل وعلم کا
مجھکو نہین اعتبار قول وقسم کا +
صبح کا تارا فلک پہ شام سے چمکا
مشک ہے کیا نافہ آہوان حرم کا
یونہین نہین ہے شمار تیرے ستم کا
ایک اشارہ ادہر ہی چشم کرم کا
اوڑنے لگا یہ غبار نقش قدم کا

آس سے کچھ پاس ہے نہ یاس سے کچھ یاس | ہمکو خوشی کی خوشی ہے غم ہے نہ غم کا
دم یہ مجھے بتاتے ہین آپ غضب ہے | ابتو بھروسا نہین ہے ایک بھی دم کا
ہوگیا طیار میرے روضے کا گنبد | تودہ بنا یہ تمہارے تیر ستم کا
دل کی تمناؤن کو مٹاؤ نہ صاحب | چاہیے کب صید آہوان حرم کا
تیز زبانی پر ایسی تنگ دہانی | حل نہوا مسئلہ وجود و عدم کا
گات یہ رکھتی ہے ہاتھ ہو گیا ثابت | کیون نہو تہر کہ ہے یہ سینہ صنم کا
گھل کے بنونگا مین تیرا خط کف پا | مٹکے مین ہونگا غبار تیرے قدم کا
عرش نشینان صلح سیر کنان ہین | کوٹھے سے کوٹھا ملا ہے دیر و حرم کا

غمزہ و ناز و ادا کنایہ اشارہ
سب یہ کرشمہ ہے یار **قدر** کے دم کا

۱۳

یاد آنکھون کی ہوئی ابروؤنکا دہیان ہوا | دیدہ و دل مین مرے قہر کا گھمسان ہوا
پہلے وحشت ہوئی پھر دلکو ترا دہیان ہوا | ہوکے ویران مرا باغ پرستان ہوا
منتین کرکے بتو آپ سے حیران ہوا | اب بولوگے تو لو **قدر** مسلمان ہوا
اک کف خاک سے دیکھی تری صنعت کیا کیا | مورچہ کوئی بنا کوئی سلیمان ہوا
جب کہا چشمہ حیوان ہے دہن کہنے لگے | لیجیے اور نیا مجھپہ یہ طوفان ہوا
ہجر نے موت نے یا ناز و ادا نے مارا | انہین دو چار مین ایک ادہ کا احسان ہوا
میرے دل کو تری آنکھون نے اڑایا ہوتا | اپنے قرآن کا اللہ نگھبان ہوا
آیتین آنکھین ہین خط سبزہ ہے مد ابرو ہین | یہی مل جل کے تو رخسار کا قرآن ہوا
مرقد غیر کو کیون تمنے لگائی ٹھوکر | کوئی مرجائیگا اتنا نہ تمہین دہیان ہوا

مردم چشم کے پالے تہ اشارے لب نے — لاکھ توتا یہ رٹا پہ بھی نہ انسان ہوا

نیک و بد مین نہین رونق وہ زمانہ آیا — مسجدین سونی ہوئین بتکدہ سنسان ہوا

آمد و رفت نفس تھا مرا آنا جانا — ملک الموت مجھے یار کا دربان ہوا

خاکساری مین فقط ہوش سنبھالی مینے
قدر سے خاک ہوا خاک سے انسان ہوا

٢١

مرنے پہ کھل گیا مرا پینا شراب کا — گنبد مزار کا ہے کہ پیپا شراب کا

اوس آنکھ سے اوبلتا ہی نشا شراب کا — کشتی می سے بہتا ہے دریا شراب کا

مکھڑا غضب کا رنگ ستم کا بلا کی آنکھ — نشا ہے تمکو حسن کا زر کا شراب کا

اونکے گلے سے پان کی سرخی ہوئی ہے — بوتل سے رنگ چھوٹ کے نکلا شراب کا

عشق تکدہ تھا دل وہ مکدر ہی چرخ سے — بالو گھڑی ہوا مرا شیشہ شراب کا

اے محتسب دعائے قدح عہدنامہ ہے — ہی خط جام مین سرا چھلکا شراب کا

دریا مین تو بہا ہے جو اے مست جام ناز — بنجا ہے ہر حباب پیالہ شراب کا

واعظ یہ ہم سے وصف شراب طہور کا — تم اور ہمکو دیتے ہو چھینٹا شراب کا

وہ مری چشم تر سے لڑاتے ہین چشم مست — دریا پہ یہ چڑھاتے ہین بیڑا شراب کا

چھوتے ہی گال خار مژہ دلمین چبھ گئے — پیتے ہی پھول لگ گیا کانٹا شراب کا

لخت جگر کے ساتھ سلامت ہے چشم تر — کچھ قحط ہے گزک کا نہ توڑا شراب کا

دوڑی ہی مے رگون مین ہمارے بجائے خون — بالکل ہے گوشت پوست ہمارا شراب کا

اہل صفا سے اہل کدورت بین نہ کیون — جمتا ہے درد تہ مین مصفا شراب کا

ساقی نکھل گیا ہے رونے پہ اسقدر — دریا بہا دیا لب دریا شراب کا

ہے دُردِ مے کا سبحۂ انگور پر ملام — ہے ذکر شل قلقل مینا شراب کا

ساقی کی آنکھہ پر خمِ ابرو کو دیکھنا — کیا طاق مین دھرا ہے پیالہ شراب کا

اسپر کہین نماز مین گنبد نہ پھٹ پڑے — واعظ نے توڑ ڈالا ہے مٹکا شراب کا

ساقی نے آج آنکھہ چرائی ہے میکشو — دوڑاؤ میکدے مین کٹورا شراب کا

دل سے دکھائی دیتا ہے ایک ایک آبلہ — بوتل سے جسطرح کوئی قطرا شراب کا

آبِ حیات و چشمۂ خورشید گرد ہو — دیکھین جو رنگ خضر و مسیحا شراب کا

اے قدر بخشے جاتے ہین بد بھی طفیل نیک
کوثر پہ ڈھل گیا مرا دھبا شراب کا

۱۹

جب سے شبیہ نرگس مستانہ ہوگیا — چشم و چراغ میکدہ پیمانہ ہوگیا

ہمپر تمہارے عشق مین کیا کیا نہ ہوگیا — وہ کچھہ ہوا کہ شہر مین افسانہ ہوگیا

ساقی کی آنکھہ مین مجھے پتلی نظر پڑی — میخانہ کو تو دیکھیے بتخانہ ہوگیا

اوٹھی جو تیغ ناز تو محراب ہوگئی — سر گر پڑا تو سجدۂ شکرانہ ہوگیا

کھنچتے ہی خم مین لال پری ہوگئی شراب — کھلتے ہی میکدے کا پریخانہ ہوگیا

تم سے بچا جو نور ہوئی روشنی شمع — مجھسے بچے جو خاک تو پروانہ ہوگیا

چھوٹا نہ محتسب سے سر و سامان میکشی — توڑا جو تو نے شیشہ تو پیمانہ ہوگیا

شکل دوئی پسند نہین میری آنکھہ کو — ٹپکا جو اشک گوہر یکدانہ ہوگیا

کچھہ میری شمع داغ کی سوزش نہ پوچھیے — پھاہا لگا تو وہ پر پروانہ ہوگیا

ویرانگی عشق رہی حسن کو پسند — وہ گھر اُجڑ گیا جو پریخانہ ہوگیا

واعظ سیاہ کاروں کا رتبہ بلند ہے — سایہ ہما کا افسر شاہانہ ہوگیا

بلبل کی روح کیا مرے تن مین سمائی ہے
جب آگئی بہار مین دیوانہ ہوگیا

رخصت کے بعد حالت دل کچہ نہ پوچہئے
سونا ہوا اُجڑ گیا ویرانہ ہوگیا

کچہہ باغبان کو دخل نہ گلچین کو بار ہے
مین اس چمن مین سبزۂ بیگانہ ہوگیا

دل کو دہان و زلف و نگہہ نے بنا لیا
خبطی ہوا سڑی ہوا دیوانہ ہوگیا

دیکر دہ بوسۂ مہ رخسار کہتے ہین
بس لیجئے یہ آپکا ماہانہ ہوگیا

حسن ملیح یار نے سر کہ بنادیا
کان نمک شراب کا پیمانہ ہوگیا

پہلے ہمارا یہ دل حیران تہا آئینہ
جسدن سے چاک چاک ہوا شانہ ہوگیا

اوس زلف نے دماغ پریشان کردیا
تہوڑا سے قدر جو تجہے سودا نہ ہوگیا

۱۳۱

دل وارفتہ مین ہے دہیان اوس مہر دکی گالون کا
یہ سالک دیکہنے والا ہے ان صاحب کمالون کا

پڑے ہین جو ربر لیکا ہی ان ستانہ چالون کا
ہلیگا حشر تک بدفن تمہارے پایمالون کا

خیال آتا ہے ہر پہر کر غزالی آنکہہ والون کا
یہ دل ہے یا الٰہی یا کہ رمنا ہے غزالون کا

لحد مین لیچلے ہین داغ ہم اون گل سے گالون کا
ہمارے عرس مین میلا رہیگا پہول والون کا

یہ پہنسے ہشیار ہوکر دینوی فکرونکی غفلت مین
یہ ہمنے جاگتے مین خواب دیکہا ہی خیالون کا

سمک بہی یون خدایا زیر بار خاک کب ہوگی
دل بیتاب ذرا اوسپر غبار اتنا ملالون کا

ہوئے ہین طائر روح شہیدان یہ تری بس مین
ذرا پہر دیکہہ لے قاتل قفس منگواکے لالون کا

بڑے کام آئے اے آغوش حسرت تکیۂ پہلو
جدائی کی شبون مین بہی مزہ اوٹہا وصالون کا

غبار اوٹہکر چلا ہی سقف گردون کے ہلانیکو
ذرا تو حوصلہ تو دیکہہ اپنے پایمالون کا

دل نازک مین اپنی کہب گئین ہین نازنین کمرین
دماغ اس عرش پر رہتا ہے ان نازک خیالون کا

خلال اپنا قد لاغر دہان گور مین ہوگا
یہ مشت استخوان جو کہ ہے اسکے دو نوالون کا

گہیون مین گریہ و زاری مین مثل مردم دیدہ
بنا دے بار آلہا مجہکو تو پتلا ملالون کا

دل اپنا تختۂ گلشن بنا جسدم خیال آیا
ترے ان گل سے گالون کا ترے سنبل سے بالون کا

یہ سب کے نامۂ اعمال میرا ایک فقرہ ہے
صف محشر نہین اک بند ہے میرے سوالون کا

ہماری آنکہہ مین ہین صورتین یاران رفتہ کی
یہ اپنے سامنے رکہا ہے جام جم خیالون کا

عجب کیا صورت پیران ابہی سے سر ہلے اپنا
تصور جمگیا ہے خوب اسمین تیری چالون کا

بغیر از آہ و نالہ دل سمجہہ لے دلکی دل ہی مین
یہ گونگا آپ ہی دے لے جواب اپنے سوالون کا

بہرین ہین آرزوئین مردہ ماتم کا مرقع ہے
یہ دل ہے حسرتون کی پوٹ یا پتلا ملالون کا

ترے ہاتہون مین ایسا طائر رنگ حنا ٹہیرا
کہ مرغ دست پرور ہوگیا جوڑا یہ لالون کا

کیا مسمار ایسا الفت چشم غزالی نے
مرے روضے کا گنبد ہوگیا گنبد غزالون کا

تپش دلکی بڑہی جب یاد کین انکہیلیان تیری
ہمارا سر ہیرا جب دے ہیان باندہا تیری چالون کا

دہن سعدوم ہی تیرا تو نکلے کام اشارون سے
مین لون چشم سخنگو سے جواب اپنے سوالون کا

جب آسے طفل اشک آنکہونمین فوراً بیگیا اونکو
دل غمگین ہے یارب یا کہ مدفن خرد سالون کا

بنے سب دائرے کہینچے جو خط نقاش قدرت نے
لپٹا موبمو دیکہہ اپنے گہونگروالے بالون کا

مرا نخل تمنای شہادت وہ پہلا پہولا
کہ تلوارونکا پہل آیا جو پہولا پہول ڈہالون کا

کرو گلی تو ہوآب گہرتا ثیر دندان سے
بنے سلک گہر جب پہینک دو ڈورا خلالون کا

تصور اسمین جب آیا تری تشبیہہ کامل تہی
دل رنگین ہمارا ہوگیا دفتر مثالون کا

ہمارے خون مین ڈوبی ہوئین ہین سیکڑون تیغین
شفق پہولے تو اوسمین ہوگیا جہرمٹ ہلالون کا

ہماری خستگی کی حسرتون نے وہ کیا ماتم
کہ مدفن جا بجا عاشق ہوگیا ہم خستہ حالون کا

دل آزاری سے تیری دو شمن پر گیسو نکلتے ہیں
یونہین ضحاک کے شانون پر اک جوڑا تہا کالون کا

سوال بوسہ پر لب قدر کیا کہلتے لب شیرین
مری تقریر سے دم بند تہا شیرین مقالون کا

۱۹

بند گویو مین خرابات مین کل جاؤنگا
محتسبہ چیز نہین ہون کہ بدل جاؤنگا

لاکہہ وحشت ترے کوچے سے نکالی مجہکو
مین گریبان نہین ہون کہ نکل جاؤنگا

ہر گہڑی ناوک مژگان پہ دہرتے کیا ہو
کیا مین بزدل کا جگر ہون کہ دہل جاؤنگا

کاٹ چھانٹ آپ بہت مجہکو دکہایا نکرین
کیا مین ہون تیغ کہ ہر بات پہ چل جاؤنگا

ضعف مین بہی تری ہمراہ پہرونگا ای مہر
دوپہر مین نہین جو گشت مین ڈہل جاؤنگا

اشک ہون جب مین گرا پہر نہ اوٹہونگا ہرگز
طبع بیمار نہین ہون کہ سنبہل جاؤنگا

تو مجہے خانۂ دل سے کبہی باہر نکال
تیر ارمان نہین مین کہ نکل جاؤنگا

ایک عالم ہے مرا لاکہہ رہے گردش دہر
مین بہی کیا آب ہوا ہون کہ بدل جاؤنگا

برق حسن آپکی چمکی مرے سر آنکہون پہ
شجر طور نہین ہون کہ مین جل جاؤنگا

شیشے کو پہینک دے خم جاکے اوٹہا لا ساقی
کچہہ تنک ظرف نہین مین کہ اوبل جاؤنگا

چاندنی ہون کہ رہونگا مین تری کوٹہے پر
نہین سایہ کہ ترے زیر محل جاؤنگا

لاکہہ دنیا ہو دوالی کا گہروندا تو کیا
طبع طفلان تو نہین مین کہ بہل جاؤنگا

سرد مہری فلک سے مجہے اندیشہ نہین
نخل نازک ہون کہ پانی ہی مین جل جاؤنگا

گالیان دو مجہے پامال کرو سخت کہو
دل نازک نہین جو بات مین مل جاؤنگا

گرمیان لاکہہ کرو اب نہ پسیجونگا کبہی
مین کوئی شمع نہین ہون کہ پگہل جاؤنگا

ہون وہ بنیاد کہ پڑتے ہی مٹا نام و نشان
مین وہ افتاد نہین ہون کہ سنبہل جاؤنگا

آن بان اپنی رہگی ہی پیری مین بھی
تیرا جوبن تو نہین ہون کہ مین ڈھل جاؤنگا

گرم بازار ہو یارب مرے ہمچشمون کا
طبع حاسد تو نہین ہون کہ مین جل جاؤنگا

کیا رہون گردش ایام مین ثابت اے **قدر**
مین بھی کیا آج ہون جو آج نہ کل جاؤنگا

۱۸

عبادت تو سمجھتا ہے اگر بیداد کر لینا
وضو میرے لہو سے پہلے اے جلاد کر لینا

ہے ورد اپنا سحر کو نالہ و فریاد کر لینا
بہر صورت کسی پردے مین تجھکو یاد کر لینا

نہا دہو کر نکھر کر آپ کو جس دم فراغت ہو
مین ڈیوڑھی پر ہون حاضر مجھکو فوراً یاد کر لینا

چلا ہے ذبح کو آنکھون مین تو سرمہ لگا کر چل
فسان پر تیز خنجر چاہیے جلاد کر لینا

تڑپتا ہے شب فرقت مین اس پہلو سے اس پہلو
ادہر فریاد کر لینا ادہر فریاد کر لینا

نماز و روزہ و تسبیح و استغفار مشکل ہے
مگر ہان اک نہ اک صورت سے تجھکو یاد کر لینا

بہوؤن کو کیون چہپاتا ہا ہے یہ کیا بن پڑی مجھکو
یہ اپنے ہاتھ سے ہی آپ پر بیداد کر لینا

وہ معشوقون کا دشمن اور تو عشاق کا صیدی
ہمارا ذکر گلچین سے بھی اے صیاد کر لینا

بہت بڑہ بڑہ کے جب اغیار بولین آپ کے آگے
ذرا اوسوقت اے صاحب ہمین بھی یاد کر لینا

جو اے دل دونون آنکھین سبکی آنسو تجھپہ ٹپکائین
جگہہ پانا تو خیمہ آہ کا استاد کر لینا

یہ کیا سوجھی تجھے اوسکو بھی لیکر ڈوب جانا تھا
مقدم کام خسرو کا تھا اے فرہاد کر لینا

فرشتونکو جھنکاتے ہین کوئین یہ خاک کے پتلے
اجی آسان نہین ہے عشق آدم زاد کر لینا

کدھر ہے باغبان دیکھ اس چمن مین چند بولینگے
اجاڑا ہے مجھے اب باغ تو آباد کر لینا

جواب خط تو لانا اتنی قاصد اور سنتا جا
جو پیغام زبانی ہو وہ ازبر یاد کر لینا

جو ہو اے روح چلتے چلتے حسرت باغ عالم کی
کوئی دم جا کے سیر گلشن شداد کر لینا

وہ آئینگے مین لپٹونگا جو چوبکے پھر وہان کیا ہی
تڑپ سے میری تو واقف نہین سینے سی جب اوٹھنا

تصور کے یہ معنی ہین دل اپنا شاد کر لینا
مجھے جسوقت پورا ذبح اے جلاد کر لینا

نہ جادو ہے نہ حب کا نقش ہے ای قدر خدمتگر
یہ گُر تجھکو بتایا اسکو ازبر یاد کر لینا

۱۹

وصل کی رات کو مین بیاہ کی محفل سمجھا
جب بجی اونکی چھڑی شور جلاجل سمجھا

پیسے پیسے کو شگون منعم غافل سمجھا
ہان مگر دہنی ہتھیلی کا اسی تل سمجھا

ہاے بیتابیون سے دل کو نہ مین دل سمجھا
کبھی پارا کبھی بجلی کبھی بسمل سمجھا

پر ماہی تری پلکون کو مرا دل سمجھا
مچھلی آنکھون کو بھوون کو لب ساحل سمجھا

کہین سمجھا کیا ہرگز نہ وہ بسمل سمجھا
رنگ ہولی کا مرے خون کو قاتل سمجھا

بچکے دزدیدہ نگہ سے تری زلفین کھوئین
چور پہرے کے تلنگے کو مین غافل سمجھا

آہ کیا نکلے کہ داغون ہی ہوئی مہر سکوت
دل کی دل ہی مین شب ہجر مرا دل سمجھا

نہین جنت نہ سہی خیر جہنم ہی سہی
اتنا تھوڑا ہے مجھے تو کسے قابل سمجھا

بیٹھتے بیٹھتے دل لوٹ ہوا جاتا ہے
محفل یار کو مین حال کی محفل سمجھا

آنکھ سمجھا جو کہین کوئی پیالہ پھوٹا
کوئی شیشہ کہین ٹوٹا میں وہی دل سمجھا

دور باندہا ترے تاثیر دہن نے ایسا
خط جو نکلا تو مین اوسکو خط باطل سمجھا

عشق گیسو ہی دہوان اوٹھتا ہی اسدرعذاب
ہر کوئی میری لحد کو چہ بابل سمجھا

پہلے سن یار کے بارمین نہ کچھ کہنہ اوٹھنا
پھر جو سمجھانا ہوا سے واعظ کامل سمجھا

کان بجتے ہین یہ ہون منتظر فصل بہار
پتا کھڑکا تو مین آواز عنادل سمجھا

دونون ابرو ہین غضب ایک کی تصویر ہی ایک
ایک کا ایک کو مین مدمقابل سمجھا

چھو گئی گات تو کیا مال نہ ڈھونڈھون اپنا | اونچا اونچا نظر آیا مین یہان دل سمجھا
دیکھکر میری تڑپ مارے ہنسی کے لوٹا | وہ مجھے اور مین جلاد کو بسمل سمجھا
تپش غم سے ہین دونون مین عجب رد و بدل | مین جگر بائین طرف دہنی طرف دل سمجھا

جب لگایا دگل رخ مین اجل کا پھندا
قدر ہچکی کو مین آواز عنادل سمجھا

۱۸

خون روان خشک گلی سے تہ خنجر نہوا | پاک اوٹھا مین کہ دامن بھی مرا تر نہوا
ضد مین ان ماہ جبینون سے کوئی در نہوا | کپڑے پھاڑے جو کہین پھولون کا زیور نہوا
یہ تو کہتے نہین ہم حشر کا دن چھوٹا ہے | پر ہماری شب فرقت کی برابر نہوا
زاہد و جام مئے ناب وہ دیتا ہے خدا | جو فرشتونکو تمہارے بھی میسر نہوا
شب فرقت نہ کٹے گی نہ کٹے گی یارب | مین شب ہجر کا اب تک کبھی خوگر نہوا
خامشی سے ہوا ایسا مین عزیز ہر دل | مثل تصویر کسی پر کبھی دو بھر نہوا
تیری پلکون سے حذر چاہیے اے قاتل خلق | یہ وہ ناوک ہین کہ جن سے کوئی جانبر نہوا
نکلے کیا کیا نہ چمک کر مہ و خورشید مگر | دونون مین کوئی رخ یار کا ہمسر نہوا
درد دندان نے اوتارا مجھے سو کہے گھاٹون | ایک قطرہ بھی دم نزع میسر نہوا
جان باہر ہوئی تن سے وہ وفادار ہوئین | پر کبھی آپکے فرمانے سے باہر نہوا
کھیلنے بیٹھے ہین دریا پہ وہ مچھلی کا شکار | ہاے اسوقت ہمارا دل مضطر نہوا
آجتک ہمکو یہ نفرت رہی کجبازون سے | دل کبھی شیفتۂ ابرو دلبر نہوا
نئے بگڑے ہین بھی کچھہ نہین سامان درست | اپنی محفل مین جو شیشہ ہوا ساغر نہوا
جا رہے گور مین نفرت یہ ہوئی عالم سے | ایسا گھر ڈھونڈہ لیا جسمین کوئی در نہوا

جبہہ سائی کو در ساقی کی میسر نہوئی ۔ خط تقدیر ہمارا خط ساغر نہوا

روٹی جبدن نہ ملی پیٹ پہ پتہر باندہا ۔ مرتے ہے خاک پہ جس روز کہ بستر نہوا

حسن وہ چیز ہے اللہ کی گہر مین ہی ہی کم ۔ اتنے آئے کوئی یوسف سا پیمبر نہوا

روز کہتے ہین چلینگے عدم آباد کو قدر
کوئی تاریخ کوئی روز مقرر نہوا

جب ذرا نغمون سے بلبل گلفشان ہوجائیگا ۱۵ ۔ ٹوکری پہولون کی سارا آشیان ہوجائیگا

غیر کی قسمت سے وہ نامہربان ہوجائیگا ۔ دوست برگشتہ نصیب دشمنان ہوجائیگا

جب اوٹہے گا جوش سے بنجائیگا وہ آفتاب ۔ جب اوڑے گا خم کا سرپوش آسمان ہوجائیگا

جوشزن ہوتا رہیگا تا لحد دریاے خون ۔ نخل تابوت شہیدان ارغوان ہوجائیگا

آب اوڑیگی جب ذرا چاٹیگی میرا خون گرم ۔ خم تری تلوار کا پشت کمان ہوجائیگا

تیرے قیدی کو ملے تو پاؤن دہرنے کی جگہہ ۔ سنگ مقناطیس سنگ آستان ہوجائیگا

ہر بن مو سے بہرونگا دمبدم مین دم ترا ۔ جسم پر ہر رونگٹا میرا زبان ہوجائیگا

خود تمہین یہ چاندسا مکہڑا کریگا بیحجاب ۔ منہہ پہ جب مارو گے تم جہرمٹ کتان ہوجائیگا

جسم و جان کا فیصلہ سارا اسیکے ہاتھ ہے ۔ پادن تیری تیغ کا خود درمیان ہوجائیگا

چشم ساقی کا پیالہ پی لیا ہے مست ہون ۔ دل مرید حضرت پیر مغان ہوجائیگا

دیدبازی سے یہ صحرا ہے ہمارا حسن خیز ۔ جو بگولا اوٹہے گا سرو روان ہوجائیگا

ہے کمر معدوم لیکن سہے وہ ہین معدوم تر ۔ تنگ ہوہوکر سر موے میان ہوجائیگا

اللہ اللہ ایسی بیتابی مین ایسی لاغری ۔ خار ماہی گہل کے ہر اک استخوان ہوجائیگا

واہ شور لن ترانی کسکو یہ معلوم تہا ۔ بے دہانی پردہ یون آتش زبان ہوجائیگا

دیکھنا اے قدرؔ جو یونہین رہی فکر سخن
سر سے پا تک گھل کے تن شکل زبان ہوجائیگا

	۱۵	
تو ستم سے زرد رو اے نوجوان ہوجائیگا		سبزۂ رخسار کشت زعفران ہوجائیگا
رشک چشم و گوش گلرویان جہان ہوجائیگا		چشم نرگس کور گوش گل گران ہوجائیگا
رخ کا سودا تہا کفن تک دھجیان ہوجائیگا		چاند کے پرتو سے یہ جامہ کتان ہوجائیگا
تیری ایک اک کن سے پیدا ہوگی ایک کائنات		تیرا ایک اک حرف ایک اک داستان ہوجائیگا
ٹانکے ٹوٹینگے تو آئیگی صدا اے الفراق		زخم بولے گا تو شور الامان ہوجائیگا
دل مین خود مختار غم ہوگا تکلف برطرف		رہتے رہتے میہمان بھی میزبان ہوجائیگا
میرے جلنے سے کھلیگا راز گریہ خلق پر		اوٹھکے گہر سوزش دل کا دہوان ہوجائیگا
معجز شق القمر دکھلائیگی انگشت حسن		چاند تیرے پرتوے سے خود کتان ہوجائیگا
دہشت صیاد سے زنجیر پا بنجائیگی		خود قفس ہمکو ہمارا آشیان ہوجائیگا
رند وہان عمامۂ زاہد پہ ہون تہمہ پیرہان		کشتی مے کا اک اچھا بادبان ہوجائیگا
اضطراب دشت پیمائی نہ چھوٹے گا کبھی		خاک ہوگا جب بدن ریگ روان ہوجائیگا
کیون عبث پہرتا ہی ہم رندون کے سر پر ایدن		ٹوکرا بدنامیون کا آسمان ہوجائیگا
مین نہ کہدونگا جو کچھ تونے لکھا ہے مینے کیا		خود خط تقدیر ہی خط امان ہوجائیگا
اوسکی اتنی مہربانی پر تو مین دیتا ہون جان		کیا قیامت ہوگی جب وہ مہربان ہوجائیگا

سر پہ چھن چھنکر بلائین آئینگی خاموش قدرؔ
آہ کھینچو گے تو چھلنی آسمان ہوجائیگا

آئے لحد پر آج بڑا حوصلا کیا	۱۴	اللہ کیا حضور نے خوف خدا کیا

کہہ کہکے باتین کانون ہین دل آشنا کیا — دیدے کے سینہ گہرین تری راستا کیا

پہر روح لہلہانے لگی سیر باغ پر — پہر موسم بہار نے مجہکو ہرا کیا

وہ دم پہ چڑہ گئے کبہی مین دم پہ چڑہ گیا — میرا کہا کیا کبہی اپنا کہا کیا

لپٹا جو آہوؤن سے ادن آنکہونکی یاد مین — کن مشکلون سے قیس نے مجہکو جدا کیا

لیتے ہی میرے شیشۂ دل کو پٹک دیا — میرا کیا نہ اپنا کیا اُن یہ کیا کیا

مہوے کی مے سے زہر ملایا تو خوب تہا — ساقی تمام رات مرا سر پہرا کیا

کیا پوچہنا ہی ایک سے دو ہوگئے حضور — آئینہ سادہ لوح ہی کیون سامنا کیا

ٹہوکر لگا لی آپنے مرے اوچہل پڑی — جب ناپچنے کہڑے ہوئے محشر بپا کیا

کیون سنکرونکیر کو بہیجا تہا یا خدا — کیا جانون مین کہ نیند مین کیا کیا بکا کیا

کیا صاف حسن ہوگیا کیسے نکہر گئے — چہرے کو پونچہہ پونچہہ کے کیا آئینا کیا

اکدن خیال آیا تہا رفتار کا تری — دو تین چار روز مرا سر پہرا کیا

اے یار آنکہہ لڑتے ہی برہ گئی نگاہ — آنکہون سے خون ہوکے کلیجا بہا کیا

اے قدر ایسا آدمی اپنی پسند ہے — جو دل مین آیا کہہ دیا جو کچہ کہا کیا

١٤

تیغ جب کہینچکے جلاد آیا — مجہکو اُسوقت خدا یاد آیا

واہ رنگین سخنی کیا کہنا — خود مرے دام مین صیاد آیا

اللہ اللہ اثر لوح مزار — سر تربت وہ پریزاد آیا

دام مین مجہکو پہڑکتے دیکہا — کیا پہڑکتا ہوا صیاد آیا

حاکم وقت ہے سوداے فراق — ہاتہہ باندہے ہوئے فصاد آیا

آنکھ ملتے ہی گیا صید مجھے | تیر چھوڑے سے ہوئے صیاد آیا
آمد اوس گل کی جو گلشن مین ہوئی | در تلک دوڑ کے شمشاد آیا
مارے غصہ کے چڑہے ہین ابرو | او بچے بنکے وہ جلاد آیا
اوٹھہ سکے پہول بہی بسد م افسوس | جب مرا غیرت شمشاد آیا
ق
اپنے کوٹھے سے وہ دوڑی آئے | جب سنا عاشق ناشاد آیا
اے صبا رغم فرفت قربان | قاف سے اوڑ کے پریزاد آیا
صدقے اس منہ کے پکار اسکو | کچھہ سبب مجھے ہوتا ہے ارشاد آیا
شیشہ مے کو لگی ہے ہچکی | یہ کسی مست کو کیا یاد آیا

قدر گھنگھور گھٹا چھائی ہے
موسم نالہ و فریاد آیا

۱۴
چہچہا کوئی قفس مین نہ ہمین یاد آیا | رہ نہ کرنے بہی نہ پائے تھے کہ صیاد آیا
اک طرف پہول کہائے بلبل ناشاد آیا | اک طرف باغ مین گلچین مع صیاد آیا
قید کرتے تو کیا پہر نہ اوسے یاد آیا | دانہ پانی بہی نہ دینے مجھے صیاد آیا
شیشہ مے مجھے بھجوایا مری ساقی نے | راجا اندر کے اکھاڑے سے پریزاد آیا
دہن زخم تہا ہر نقش قدم مقتل مین | مہندی چہوٹی جو وہ ترک ستم ایجاد آیا
میرا سودا نہ گیا قید مین بے سر کاٹے | اوٹھہ گیا پاس سے حداد تو جلاد آیا
دیکھتا رہتا ہون پہر پہر کے ہوا گلشن کی | پتا کہڑکا تو مین سمجھا کہ وہ صیاد آیا
حشر مین بہی نہ چھٹا سلسلۂ زلف بتان | بیڑیان پہنے ہوئے عاشق ناشاد آیا
دم آخر بہی رہے دید سے محروم افسوس | بند وہ چلی آنکھون یہ پٹی تو وہ جلاد آیا

نقش ہے دل پہ ہمارے تری صورت پیارے
تیری تصویر عبث کھینچنے بہزاد آیا

دل روشن مین کب اوتری ہی تمہاری تصویر
آیئنہ خانۂ الفت مین پہ بیزار آیا

سحر اقرب کا الف کھینچ دیا گردن پر
خط لگا نیکے لیئے جب مرا جلاد آیا

ہچکیان آتی ہین تلوار کا پانی پی لون
شاید اوس قاتل بے رحم کو مین یاد آیا

قدر انسان کی اے قدر رہی انسان کے بعد
جب مجھے قتل کیا جب مین اونہین یاد آیا

۱۸

مہ عارض تجھے کروٹ مین بدلتے دیکھا
چاند کو ڈوبتے سورج کو نکلتے دیکھا

زندگی جسم مین خود مایہ بیتابی ہے
روح جس رگ مین ہوئی اوسکو اوچھلتے دیکھا

ڈبڈبائین ادہر آنکھین کہ ہوئے اشک روان
طفل پیدا ہوئے اک سمت کہ چلتے دیکھا

قد بالا مین تماشا ہے یہ رخسار یہ گات
آج تو سرو کو بھی پھولتے پہلتے دیکھا

نزع مین جان نے ہرگز نہ دیا جسم کا ساتھ
وقت پر دوستونکو ہمنے نکلتے دیکھا

نہ کبھی یار پہرا بات مین ہٹ دہرمی سے
نہ کبھی آئی ہوئی موت کو ٹلتے دیکھا

وہ مری آنکھ سے ڈہلکے ہوئی آنسو دیکھے
جنے لڑکون کو نہ ہو ضد مین مچلتے دیکھا

باندھ کر ہاتھ ادب سے ہوئے سر استادہ
روش باغ پہ جب تمکو ٹہلتے دیکھا

تیرے غم مین نہ سنبھلنا تھا نہ سنبھلا دل زار
ایسے ڈوبے ہوؤنکو کسنے اوچھلتے دیکھا

یہی تعبیر ہے ابرو سے اشارے ہونگے
آج تو خواب مین تلوار کو چلتے دیکھا

دیکھ لے مہر کو گردون پہ ابہرتے دم صبح
نہ خم مے کو ہو واعظ جو اوبلتے دیکھا

اشک گرم آنکھ سی نکلے جو بڑہی سوزش دل
ہمنے جلتا ہوا تنور اوبلتے دیکھا

سبزۂ خط پہ بہت زہر اوگلتے دیکھے
خال شبرنگ پہ نیل آنکھون کا ڈہلتے دیکھا

یا الٰہی یہ صنم ہین کہ پہسلنا پتہر
ان پہ ہر اک کی طبیعت کو پہسلتے دیکہا

آہ سوزان سے مری تیر اپسیجا دل سخت
اے صنم آج تو پتہر کو پگہلتے دیکہا

تیرے چہرے سی تلون ترا کہلجاتا ہے
ہمنے اس پہول کو سو رنگ بدلتے دیکہا

لاکہہ سینے سی لگائے رہے رونا نہ گیا
طفل دل کو نہ کسی آن بہلتے دیکہا

واہ اے **قدر** نہ اشکون سے بجہی دل کی لگی
ہمنے برسات مین گہر آپکا جلتے دیکہا

دل ہمارا مورد جور و جفا کیونکر ہوا
ہے یہ حیرت اپنا کعبہ کربلا کیونکر ہوا

زخمی تیغ تبسم نے کہا جب حال دل
ہنسکے بولے پہر کہو تو کیا ہوا کیونکر ہوا

جاے قلقل اوس سے حق حق کی صدا آنی لگی
گردن منصور بوتل کا گلا کیونکر ہوا

روح اپنی تو نے پہونکی ہی جو میری جسم مین
خبط ہے واعظ کو مین تجہسے جدا کیونکر

بے دہن باتین بنانے سے عقیدہ پہر گیا
ہمکو حیرت ہے کہ ہر اک بت خدا کیونکر ہوا

جذب الفت جب نہو دلمین تڑپ کس کام کی
مرغ بسمل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا

یا تو کچہہ مینے نکالا منہہ سے یا تو نے کہا
میرا تیرا تذکرہ یون جابجا کیونکر ہوا

دل سے نکلی آہ پہر بہی دل مرا افسردہ ہی
تیرے چہو جانے سے غنچہ گل صبا کیونکر ہوا

سیے دل سے تہا وہ خودبین کیقدر نا آشنا
پہر وہ آئینے سے صورت آشنا کیونکر ہوا

جو مہینون بعد آتے تہی قدیمی ہوگئے
روز جو آتا تہا وہ بندہ نیا کیونکر ہوا

جب سنا نالے ہمارے عرش پر جانے لگے
بولے ہنسکر آسمان مین راستا کیونکر ہوا

یوسف ثانی کے کہنے پر خفا ہو کر کہا
خیر ہے کچہہ میرا ہمسر دوسرا کیونکر ہوا

قدر کا تو حال ظاہر ہے کہ لا مذہب تہا وہ

پہر نہین معلوم اوسکا خاتما کیونکر ہوا

۱۸

آدمی کی کیا حقیقت تہی اوسی کیا کردیا
اے سحاب مکرمت قطرے کو دریا کردیا

حسن دیکر اوسنے ایک اک عیب پیدا کردیا
گل کو بہرا کردیا نرگس کو اندہا کردیا

اونکے چہرے سے نقاب اوٹہی چمن سا کہل گیا
آنکھون کو نظارے نے پہولونکا دونا کردیا

اے زمین محشر تلک احسان نہ بہولے گا ترا
میری خاطر تونے خالی ایک کونا کردیا

یار سے طالب ہوا جب بوسۂ رخسار کا
ہنسکے میرے سامنے شوخی سے تلوا کردیا

تیغون پر تیغین کمانون پر کمانین کہنچ گئین
کچھ نہ کچھ آنکھون نے ابرو کو اشارا کردیا

حلقہ مارے ایکدن دیکھا تہا شاید سانپ کو
یار نے اپنے کہلے بالون کو جوڑا کردیا

جب شراب عفرانی پی دمک اوٹہا وہ رخ
آب زر نے صفحۂ قران مطلا کردیا

جوڑا کا جوڑا اوسنے دنیا مین بنایا ہر جگہہ
رخ کو گورا کردیا زلفون کو کالا کردیا

ایسا سونا کیا جو ٹوٹین کان ای ابر بہار
مارے بوچھار و نکے پہولونکا بچھونا کردیا

خال و خط سے اور بہی چہرے کی آرایش ہوئی
دست قدرت نے اس آئینے پہ مینا کردیا

دل پہ کیا صدمہ ہے کہنے مین نہین ہین ہاتہہ پاؤن
رنج فرقت نے ابہی سے مجھکو بوڑہا کردیا

باغبان نے سرو کو چہانٹا چمن تپّا گیا
قمریون نے باغ مین اک حشر برپا کردیا

سچ یہ کہتے ہین کہ دیوانی جوانی ہوتی ہے
آپنے دل لیکے مجھسے جان من کیا کردیا

مہندی مل ملکر چلا محشر کی چالین وہ قمر
آفتاب حشر کو نقش کف پا کردیا

یا خدا یو نہین سیہ روئی جو ہونی تہی مجھے
کیون نہ تونے یار کے دلکا سویدا کردیا

ناک بہون ایسی چڑہائی شکل بگڑی آپکی
منہہ بگڑتا رہگیا تہا بوسہ جہنجہلا کردیا

قدر کو کیا آبرو بخشی جناب صبر نے

ذرے کو سورج کیا قطرے کو دریا کر دیا

بہوڑے سے سوا ہے دل دیوانہ ہمارا	تربت میں ہلائے نہ کوئی شانہ ہمارا
دم آنکھوں میں اٹکا ہے ذرا شکل دکہا دو	جلد آؤ کہ لبریز ہے پیمانہ ہمارا
یہ عشق کی چالیں ہیں یہ الفت کی ہیں گھاتیں	دو فقرے دئیں ہو جاتا ہی بیگانہ ہمارا
میرے دل شفاف کو صد چاک جو دیکھا	بولے کہ یہ آئینہ ہے یا شانہ ہمارا
ہے داغ جنون تاج غم و یاس حشم ہی	دیکھو تو ذرا اٹھا ٹھہ امیرانہ ہمارا
الفت کے یہ معنی ہیں اوسے نیند نہ آئے	جبتک نہ سنا یار نے افسانہ ہمارا
تقدیر میں لکہا ہے تو وہ اوڑ کے ملیگا	ہوگا تہ کہار اگر دانہ ہمارا
کیا صبر کو فرماتے ہو یہ دل سے نہوگا	یہ عقل کی بات اور یہ دیوانہ ہمارا
سائے کے لئے ابر سیہ جہوم کر آیا	جب قصد ہوا جانب میخانہ ہمارا
بہولے سے بہی صاحب کبہی تشریف نہ لائے	ہان آپ کے قابل نہیں کاشانہ ہمارا
جتنا تمہیں دیکہا تہا برابر بہی آنسو	ہر دیدہ ہے پیمود کا پیمانہ ہمارا

صدقے ترے اکبار سر بزم یہ کہدے

ہم شمع ہیں یہ قدر رہی پروانہ ہمارا

مزاج پوچہا جو کرتے تہی صبح و شام ہمارا	قبول ہوتا نہیں اب وہان سلام ہمارا
بند ہا ہے کاسہ سر میں خیال ساقی کوثر	بھرا ہے بادۂ حب علی سے جام ہمارا
ہیں کس شمار میں کیا موت کیا حیات ہمارے	فقیر عشق ہیں کیا کوچ کیا مقام ہمارا
بناؤ کر کے یہ فرماتا ہے وہ رشک زلیخا	عزیز مصر بہی ہے اندنوں غلام ہمارا
یہ ہے یہ آپکی صحبت مبارک آپکو صاحب	جو غیر مجرے کو آئیں تو بس سلام ہمارا

فلک کے پار گزر جائینگے فراق مین نالے
پڑیگا طائر سدرہ پہ آج دام ہمارا

گلے سلے نہ پہر ایک گلے پر آب نے غنچہ
بہلا برا کوئی نکلا نہ تمسے کام ہمارا

ہم اپنے شعر کو اولاد سے سمجھتے ہین بہتر
اسی سے بعد ہمارے چلیگا نام ہمارا

تقیہ اپنے طریقے مین کسطرح نہو واجب
چھپا ہے آنکھ سے انسان کے امام ہمارا

زبان سے کفر نکلتا ہی اپنے دلکی تڑپ سے
خدا کے مثل کسی جا نہین قیام ہمارا

چھرے کے نیچے ذرا دم تو لینے دی ہمین قاتل
تو اتنا اور ٹھہر کام ہو تمام ہمارا

یہ کہنا یار سے مجرا ہمارا بندہ عبث ہے
یہی سلام ہے قاصد یہی پیام ہمارا

دیئے جو داغ تو ہمنے بھی نیل بوسونکی ڈالی
وصول اون سے ہوا آج دام دام ہمارا

جریدہ بین کو ہم ٹیک کر اوٹھینگے لحد سے
جو مٹی دیگا ہمین سرو خوشخرام ہمارا

بھرا ہے چھرے کا مضمون کوٹ کوٹ کر اہین
بکے گا کاغذ زر کیطرح کلام ہمارا

خدا ہمارا ہے رب اور قدر کعبہ ہے قبلہ
محمد اپنا نبی ہے علی امام ہمارا

۱۲

دل شرر تھا سوزش غم سے اوچھل کر رہ گیا
مین جہان بیٹھا برنگ شمع جل کر رہ گیا

ڈہل گئی جب دوپہر طاقت سے مین بھی ڈہلگیا
سایۂ دیوار جانان سے پھسل کر رہگیا

گالی دیتے تھے کہ بوسے کی اجازت تھی ہمین
کچھ نہ سمجھے ہم یہ کیا منہ سے نکل کر رہگیا

نجد مین آنکھون سے اک دریا بہایا قیس نے
ناقۂ لیلیٰ بھی دو ہی گام چل کر رہگیا

منفعل قاتل کو میری سرفروشی نے کیا
قتل کرتے تو گیا پر ہاتھ مل کر رہگیا

جب سنا گھر سے قدم رکھا ہے باہر یار نے
منہ سے نالہ آنکھ سے آنسو نکل کر رہگیا

ضعف بھی کچھ کم نہین ہے روغن عیار سے
یار کے کوچے مین مین صورت بدل کر رہگیا

سخت جانی سد راہ مرگ آخر ہوگئی
بچگیا دل رہگیا سفاک پلکین مار کر
تیغ کھا کر صورت گرداب چکر آیا جو مین
کٹ رہے احباب جب مجھکو اوتارا قبر مین

خنجر قاتل مری گردن پہ چہل کر رہگیا
ترک چشم یار گویا ہاتھ مل کر رہگیا
موج کی مانند قاتل ہاتھ مل کر رہگیا
قافلہ سب منزل اول پہ چل کر رہگیا

قدسیون کے کان کھولے قدر میری آہ نے
وائے محرومی کہ اک گوش اجل کر رہگیا

۱۱

عاشقون کو تپ کا حیلا ہوگیا
رو کنا لیلی کو حیلا ہوگیا
چھینکو چوٹی سے دل بیتاب کو
ایک بوسے سے ہوا رنگ مسی
میرے نالے سنکے کہتا ہی وہ شوخ
اوس سنہری رنگ مین ہی وہ چمک
جب بھڑک اوٹھے مرے داغ جنون
ہر بہانے موت ہے ہر حیلے رزق
یار غصے سے گل رعنا بنا
عشق نے پونہچا دیا اللہ تک

گھل گئے تن رنگ پیلا ہوگیا
رو سیہ سارا قبیلا ہوگیا
دیکھیے سو باف ڈھیلا ہوگیا
نازک اوسکا ہونٹھ نیلا ہوگیا
کیا گلا انکا سریلا ہوگیا
نتھ کا سونا رخ سے پیلا ہوگیا
کوہ طور ایک ایک ٹیلا ہوگیا
مر گئے فرقت کا حیلا ہوگیا
بوسہ مانگا لال پیلا ہوگیا
خیر اک بت کا وسیلا ہوگیا

قبر نے ایسا دیا ہمکو فشار
بند بند اے قدر ڈھیلا ہوگیا

کہیا یار آنکھون مین نقشا تمہارا
مہ چار شخص ہے مکھڑا تمہارا

نہ کیونکر بنے ساتھ میرا تمہارا
کہ تم ہو پری مین ہون سایا تمہارا

کنہیا بنایا ہے وحشت نے مجھکو
یہ رگ رگ مین دوڑا ہی سودا تمہارا

کہا ہمنے دل لیکے تمنے جلایا
بگڑ کر وہ بولے کلیجا تمہارا

عبث پوچھتے ہو کہ بندہ ہی کسکا
کہا تو تمہارا تمہارا تمہارا

گھڑی بہر مین ناراض دم بہر مین راضی
مزاج ایسا ہے تولہ ماشا تمہارا

تمہین لیگئے تھے مرا دل وہی ہو
کہنچا ہے مرے دل پہ نقشا تمہارا

جو تم ایک ٹھوکر سے ہمکو جلا دو
قدم چومین بانیان مسیحا تمہارا

بلند اسقدر حسن کا مرتبہ ہے
کہ خورشید گردون ہی سایا تمہارا

مرا دل جہرا کر اسی مین دہرا ہے
بہت آج اونچا ہے جوڑا تمہارا

یہ اٹھر پنے کا چلن اب تو چھوڑ دو
لٹکتا ہی صاحب ڈوپٹا تمہارا

اوڑین ہوش پریونکی پریونکی صورت
اگر ادن پہ پڑ جاے سایا تمہارا

مزا دید کا اپنی آنکھون نے لوٹا
جہروکون سے دیکھا جھمکڑا تمہارا

دل یار تک نالے اے قدر پونہچے
ہوا عرش تک بول بالا تمہارا

۱۲

کہان تک کہون بیوفا یاد رکہنا
سبق ہو گیا روز کا یاد رکہنا

ہمین بہولنا دیکہنا یاد رکہنا
خبردار اچھا بہلا یاد رکہنا

یہ کہہ کہکے سمجھاتے رہتے ہین دلکو
جو بہولے ہمین اوسکو کیا یاد رکہنا

گزر جائیگی شب پلک مارنے مین
پر اسوقت کی التجا یاد رکہنا

یہی کام اپنا ہے اہل وفا ہین
جسے دیکہنا بہالنا یاد رکہنا

اوڑاے لئے پہرتی ہی خاک میری
یہ اٹکھیلیان اے صبا یادر کھنا

خدا جانے کس نے سکھایا ہے تمکو
بہت بہول جانا ذرا یادر کھنا

نہ آگے بڑہینگے قدم تیرے قاصد
یہی ہے وہان کا پتا یادر کھنا

رقیبونکا مذکور رہتا ہے ہر دم
کہان سے یہ سیکھے بنا یادر کھنا

یہ کہتے ہوئے پاس آتے ہین میرے
غضب ہے جو تمنے چہوا یادر کھنا

کہا یادر کھنا تو بولے بگڑ کر
چلو جاؤ لائے بڑا یادر کھنا

کبہی پہر بہی ایجان تکلیف کرنا
یہ چہلین یہ جلسے ذرا یادر کھنا

جنون ہوگا اے قدر عشق پری مین
یہ اسدم کا کہنا مرا یادر کھنا

۱۶

پاس آتا مرے عیسی تو وہ موسی ہوتا
تپ یہ ہے ہاتہہ جو رکہتا ید بیضا ہوتا

تیرے جانے سے ہی درد جگر ایسا ہوتا
خفتِ فاش اوٹہاتا جو مسیحا ہوتا

واعظون سا بہی ترشرو نہین دیکہا ہمنے
مُنہہ سو بادہ جو کرتے تو وہ سرکا ہوتا

نہ ہوئے حضرت موسی کہ دکہا دیتے ہم
یہ بہی ممکن تہا کہ ہم سے کبہی پردا ہوتا

کتنی انمل طبیعت ہے تمہاری صاحب
چہرہ سیمین تہا تو موباف سنہرا ہوتا

بہیڑ ہے قتل کو سب مجہکو لئے جاتی ہین
تم بہی آجاتے تو میلے مین تماشا ہوتا

خواب مین بہی یہ تمنا ہے تمہین تم ہوتے
آنکہہ جب کہولتے ہم آپ کا جلوا ہوتا

اونکو لکہتا مین رخ زرد کا احوال بیا
کہ کبوتر بہی مرا سونے کی چڑیا ہوتا

خوب زورون پہ نہ تہا قیس کا ہنگامۂ عشق
جب تماشا تہا کہ لیلی کو بہی سودا ہوتا

گو خدا مار کے سو بار جلاتا مجہکو
ترا بندا ترا بندا ترا بندا ہوتا

ایک بوسہ جو ہمین آپ عنایت کرتے — نام تو آپکا تھا کام ہمارا ہوتا

چلتے محشر مین تو دامن ہین گرہ دی لیتا — آپ کب بچتے اگر مین کہین رسوا ہوتا

شب کو خالی تہا مکان اور اندھیرا کہیا — کیا کہین تم نہ ہوئے آگے جو ہونا ہوتا

دہن تنگ مین حیرت تھی نہایت مجھکو — تم اگر باتین نکرتے مجھے سکتا ہوتا

اوس جگہہ مجھکو جنون مین کوئی پونہچا دیتا — کہین پانی کہین ٹاپو کہین صحرا ہوتا

قدر کچھہ خیر سے کہنے کی ہین ساری باتین — ادن سے بہتر کوئی ہوتا تو بہلا کیا ہوتا

۸

جب ملایا خاک مین بولے قضا تھی مین نہ تھا — کر کے ہیر برباد فرمایا صبا تھی مین نہ تھا

سب وہی تھی دل وہی تھی تن وہی تھی جان وہی — ابتدا مین ربط کی کچھہ انتہا تھی مین نہ تھا

ابتدا مین صحبت اچھی چاہیئے انسان کو — کیا کہون جب آپکو شرم و حیا تھی مین نہ تھا

چین کرتا ہون سدہارے واسق و فرہاد و قیس — مصلحت خالق کی اُنروزون دبا تھی مین نہ تھا

غیر مہندی پیستے ہین یون جلاتے ہو مجھے — اب نہ مانونگا جو کہئیے گا حنا تھی مین نہ تھا

کیا سبک عالم مین گزری جب تلک زندہ رہا — سچ جو پوچھو ہڈیون مین اک ہوا تھی مین نہ تھا

کوچہ گردون سے جو صحبت ہے مبارک ہو تجھے — تیرے گھر مین آنے کے قابل صبا تھی مین نہ تھا

قدر ان مردہ پسندون نے مجھے تڑپا دیا — غم یہی ہے میری شہرت جابجا تھی مین نہ تھا

۱۶

غضب ہے سبزہ بلا ہے جمال ہونا تھا — خطِ غبار کو گرد ملال ہونا تھا

جھکے ہی رہتے جو صاحب کمال ہونا تھا — طلوع بدر سے پہلے ہلال ہونا تھا

مجھے جنون ہے تمہین اور مجھے وحشت ہے — مراد و رنگ تمہارا یہ حال ہونا تھا

فلک کی طرح نہ کیونکر مٹاتے چلتے وہ
زمین کی شکل مجھے پایمال ہونا تھا

کبھی جوانون پہ بھی چشم لطف پیر مغان
اید ہر بھی دور می کہنہ سال ہونا تھا

ہوا مین سرد مگر سوز داغ دل ہے وہی
اس آفتاب کا ابتو زوال ہونا تھا

ہزار دن پہ زسے اوڑتا لباس ہستی کے
وہی جنون مجھے پھر ابکی سال ہونا تھا

قدم کو چھو کے پسے صورت حنا عاشق
خود اپنے ہاتھون ہمین پایمال ہونا تھا

نہ تھے خلیل جو دم بھرتے چاند تارونکا
ہمین تو عاشق رخسار و خال ہونا تھا

جگر پھنکا جو تپ غم سے جان دی رو کر
برنگ شمع مرا انتقال ہونا تھا

پڑی ہے آنکھ دل داغدار پر اونکے
ہمارے شیر کو صید غزال ہونا تھا

نہ تھا مین سبزۂ بیگانہ گرد راہ تھا مین
تواضعون مین مجھے پایمال ہونا تھا

ہمین تو چین نہین ایکدم تمہارے بغیر
تمہین بھی یار ہمارا خیال ہونا تھا

بلایا تمنے تو مین ضعف تن سے چل نہ سکا
تمہارے آتے مرا انتقال ہونا تھا

زمین مین آہ مین گڑ گڑ گیا ندامت سے
کہ ہر طرح سے مجھے انفعال ہونا تھا

ہمارے سینے سے ای قدر وہ لپٹ جاتے
جگر کے زخمون کا یون اندمال ہونا تھا

۱۲

آئی تھی باغ مین کہسار سے مخمور گھٹا
تاک بڑھ بڑھ گئی نشہ مین ہوئی چور گھٹا

یار اب پینگ نہ رہا جمع ہین اسباب طرب
چمن و ساقی و می مطرب و طنبور گھٹا

دامن رحمت باری مین چھپا میرا راز
مین ہوا اشک فشان ہوگئی مشہور گھٹا

گرم دتر مین ترا جلوہ نظر آیا مجھکو
بجلی ہے شکل تجلی صفت طور گھٹا

یہ سیاہی تو مرے نامۂ اعمال مین لکھ
یا الٰہی کہین طول شب دیجور گھٹا

آیئے آیئے بارش کا بہانہ کیا ہے
یہ تو بنجانا ہے دو دو دل رنجور گھٹا

لطف تہا پینگ بڑہانے مین جو کہلتا جوڑا
مہک اوٹھتی صفت موسے سر حور گھٹا

دہوپ مین تمنے بٹھایا تو نہ ایذا پوچھی
بنگیا دو د دل عاشق رنجور گھٹا

خاک مین ملگئی بنیا دیڑہا جب دریا
جسقدر عشق بڑہا یہ تن رنجور گھٹا

کسطرف دہیان ہی جہو لے یہ تری بال کہلے
سر یہ جہک جہک پڑے ای ساقی مغرور گھٹا

یا الٰہی یونہین سر سبز رہے باغ مراد
زیر انگور ہون میکش سر انگور گھٹا

یہ بہی اللہ کا بندہ ہے اسے کم نہ سمجھ
قدر رکی قدر نہ تو اے بت مغرور گھٹا

۱۴

روز کا رونا دم آخر گیا
خانۂ ہستی یہ پانی پھر گیا

ابرو دلدار سے دل پھر گیا
طاق سے شیشہ ہمارا گر گیا

اشک اڑے ہجر مین جب آہ کی
برق چمکی اور بادل گھر گیا

لاغری مین قید وحشت سے چھٹے
طوق گردن ڈہیلا ہو کر گر گیا

خون فرہاد اسقدر شیرین ہوا
تیشۂ فولاد کا منہہ پھر گیا

مین چلانا تو سر نالہ پہونکتا
کس تزک سے وہ بت کافر گیا

دل نہ ہاتھ آیا نہ جب بوسہ دیا
جب نہ دی قیمت تو سودا پھر گیا

سخت جانی نے کیا پتھر مجھے
نیمچا سفاک کا کر کر گیا

اے صنم مجھسے خدا سید ہا رہے
خیر اگر تو پھر گیا تو پھر گیا

قطعہ

تیرے در پہ عابد و زاہد ہوا
کوئی بہی جب فاسق و فاجر گیا

موج دریا سے کرم نے کی مدد
ڈوبتے ہی ڈوبتے وہ تر گیا

گھر عدم ہی یہ جہان ہے سیر گاہ
آبرو اسنے ملائی خاک مین

ہر کوئی دم بھر کو آیا پھر گیا
طفل اشک آنکھون سے میری گر گیا

کیا عجب اے قدر دن پھیرے مرے
جسکے فرمانے سے سورج پھر گیا

١٥

دیکھنا غافل نہ رہنا چشم تر سے دیکھنا
آئینہ جب دیکھنا میری نظر سے دیکھنا

ہم بھی دانتون پر کسیکے پھر اکھانے آتے ہین
کہدو حورون سے ذرا قصر گہر سے دیکھنا

زلف و رخ دکھلا کے کوٹھے سے اشارہ کر گئے
راہ میری شام تک وقت سحر سے دیکھنا

ایک نالہ تو مرے منہ سے نکلنے دو کہین
آپ گھبرا کر نکل آؤگے گھر سے دیکھنا

کچھ شب ہجران کی آمد کو نہ پوچھو ہمدمو
رنگ میرے چہرے کا تم دوپہر سے دیکھنا

یہ سمجھنا شاعر و عنقا پھنسا ہی دام مین
بال جب الجھے ہوئے اونکی کمر سے دیکھنا

یار آنکھون سے گرے ہین لخت دل اشکونکے ساتھ
موتیون کے ساتھ مین یاقوت تر بھی دیکھنا

حسن مین کسکی ملاحت کا مزا ہے واعظو
رخ ملا کر یار کا شمس و قمر سے دیکھنا

صبح تک ان سوکھے ہونٹون سے دعا ہی اور ہم
شام تک پھر راہ اونکی چشم تر سے دیکھنا

جب شہید ناز کا نکلے جنازہ اے صنم
اک نظر تو جھانک کر دیوار و در سے دیکھنا

آدمی سب خوبصورت ہین محبت چاہیئے
چاہیئے لیلی کو مجنون کی نظر سے دیکھنا

غیر سے آنکھین لڑی ہین کچھ خبر میری نہین
اک نظر اس سمت بھی پھر کر ادھر سے دیکھنا

دمبدم اسکی لچک کرتی ہے مجھکو بیقرار
مین لپٹ جاؤنگا اس نازک کمر سے دیکھنا

ڈھل رہا ہے نیل آنکھون کا ذرا صورت دکھاؤ
کب نصیب انکو ہوا ہے عمر بھر سے دیکھنا

طبع زادون کی بھلائی چاہتے ہو تم اگر

سے اپنے شعر اے قدر دشمن کی نظر سے دیکھنا

١٥

تمنے مکھڑے پہ جو گیسوے پریشان چھوڑا
کالا پردہ درِ کعبہ پہ مری جان چھوڑا

دیکھنا سرو کو پیش قدِ جانان چھوڑا
خط رخ دیکھ کے نظارۂ ریحان چھوڑا

جذب دل کھینچکے لایا تو یہ قسمت دیکھو
راہ وہ کاٹ گئی گنج شہیدان چھوڑا

آپ تو حور ہین لیکن ملک الموت سے حسن
ایک بھی خلق مین زندہ نہ مری جان چھوڑا

تنگ آیا ہون بہت دست جنون سے یا رب
جا کے دامن مین پہنسا جب سے گریبان چھوڑا

دل پر داغ کو لپکا ہے تری آنکھون کا
ہمنے چیتے کو پئے صید غزالان چھوڑا

کوچۂ یار سے بہکا نہ مجھے اے واعظ
باز آیا یہ ترا روضۂ رضوان چھوڑا

ہاے اس موت نے ویران کیا کسکو
کوہ فرہاد نے مجنون نے بیابان چھوڑا

بادبان ہمنے اوتارا تو نہ کی کشتی عمر
مر گئے ہاتھ سے قاتل کا جو دامان چھوڑا

دیر و مسجد مین ترا ذکر ہے اللہ اللہ
حسن الطاف نے ہندو نہ مسلمان چھوڑا

نہ تو آسکتا ہون صیاد نہ جا سکتا ہون
پر کتر کر پس دیوار گلستان چھوڑا

سیر ہے داغ جو رونے مین چمک جاتا ہی
تو نے دریا مین چراغ اے دل سوزان چھوڑا

پہر رخ و زلف دکہا کر وہ چلے گہر کی طرف
الغرض پہر مجھے حیران و پریشان چھوڑا

ہاے مجروح پہ مجنون کے بہت کام آیا
ہمنے دامن جو سر خار مغیلان چھوڑا

ایک ہی وار مین تہا قدر کا وارا نیارا
ایک ہاتھ ادر نہ اے قاتل دوران چھوڑا

١٥

کیون جمع کرون وقت ہے ہر وقت اجل کا
توشہ بہی کل کا تو بہروسا نہین کل کا

اقرار عدم مین ہوا ایک ایک عمل کا
حاکم نے لیا چور کچہری مین مچلکا

تربت مین نکیرین سے کیا بنتی ہی دیکھین
جلسہ ہے نیا سابقہ ہے پہلے پہل کا

شبنم کا ڈوپٹا تو سنبھلا نہین جاتا
نازک ہو بہت رنگ بھی رنگواؤ تو ہلکا

بس آئی قضا اوسکی ادا جسکو دکھائی
تم حور ہو پر غمزہ فرشتہ ہی اجل کا

محشر مین بھی پیچھا نہ چھٹا ضعف سے افسوس
ہلکا ہوا پلہ مری میزان عمل کا

جب آنکھہ کھلی ہجر مین روتے ہوئی اوٹھے
لو صبح ہوئی اور کھلا پھول کنول کا

دل چاک ہوا الفت ابرو مین ہمارا
دروازہ نہ طیار ہوا اُنکے محل کا

مہندی نہ چھٹے گی تمھین آنا ہو تو آؤ
مہمان ہون مین تو کوئی دم کا کوئی پل کا

ذرّون کی طرح خال کی سودی مین ہون برباد
کیسا مرے طالع مین پڑا جوگ زحل کا

رخسار و لب یار کی یاد آگئی جس دم
جنت مین مزا زہر ہوا نہر عسل کا

پہلو مین تم سوتے ہو مگر دل سے خبردار
دیکھو کہین پھوڑا نہ دکھے بائین بغل کا

رفتار ہی اونکی مری عمر رواں سے
لیکن قد بالا ہے مرے طول امل کا

کیا نور کے پیدا کئے مضمون سراپا
دم بھرتا ہون شاگردی استاد ازل کا

عقدے دہن تنگ کے سب قدر نے کھولے
اک بوسہ اسے دیجیئے انعام غزل کا

۱۴

دعوی کیا ہے اونکے رخ بیمثال کا
کہدو قمر سے داغ تو دہو ڈالے گال کا

زلفون کے بل نے حسن بڑہایا جمال کا
گویا سمند ناز کو کوڑا ہے بال کا

وارث ہو کیون نہ خرد بزرگون کے مال کا
ہے تیسوین کو بھی تو غرہ ہلال کا

چشم و دل و جگر ترے در پر لٹکتے ہین
نیلام آج ہوتا ہے مفلس کے مال کا

تصویر بنگیا ہون جھپکتی نہین پلک
فرقت نے دم نکال لیا بال بال کا

جب سے کہلی ہے آنکہہ نہ دیکہا سوائے رنج
سرمہ بنا مرے لئے گرد ملال کا

بلبل لقب کہین کہین طاوس ہی خطاب
شہرہ ہے باغ باغ تری بول چال کا

داغون پہ داغ زخمون پہ زخم آہون پر ہی آہ
کیا حال پوچہتے ہو دل خستہ حال کا

جب باب رزق بند ہو یہ در نہ کہل پڑے
پروردگار بند رہے لب سوال کا

جو مجہپر آنی تہی مرے دل پر گزر گئی
ہوتا ہے خیر جان کے نقصان مال کا

شق القمر اشارۂ انگشت سے ہوا
کیا نیمچے نے چہرہ بگاڑا ہے ڈہال کا

معنی مین نور چاہئے صورت مین ہو نہو
یون تو سیاہ تہا کہین چہرہ بلال کا

دم بند ہوگا سامنے ابروے یار کے
چڑہ جائے لاکہہ چرخ پہ تیغا ہلال کا

سودا سا مجہکو ہوتا ہے اے قدر خیر ہے
کیون ذکر چہیڑتے ہو بہلا اگلے سال کا

٩

وصف رخسارہ جانان نہوا تہا سو ہوا
آج تک نظم مین قرآن نہوا تہا سو ہوا

حال پوچہا جو شب وصل کا ہمرازون نے
ہنسکے شرما کے کہا ہان نہوا تہا سو ہوا

تم جو مردے پہ مرے آئے ہو کچہہ دیر نہین
اب تلک دفن کا سامان نہوا تہا سو ہوا

مار رکہا دہن یار کی الفت نے مجہے
ساکنِ شہرِ خموشان نہوا تہا سو ہوا

دی رقیبون کو انگوٹہی جو نشانی تمنے
مور بی پر بہی سلیمان نہوا تہا سو ہوا

ابتو گہونگٹ کو اوٹہاؤ چلو دیکہا دیکہا
رخ چراغ تہ دامان نہوا تہا سو ہوا

مرے مقتل مین عجب چال سے آیا قاتل
باغ مین سرو خرامان نہوا تہا سو ہوا

خط کے آنے سے مجہے بوسہ دیا خود اوسنے
اوسکے تنکے کا بہی احسان نہوا تہا سو ہوا

کیون نہ آنکہون سے کرون برق کی خدمت اے قدر

ہند مین غیرت حسان نوا تھا سو ہوا

۱۸

تھا جو مین پامال فوج گردش افلاک کا
سب کمہارون نے بنایا چاک میری خاک کا

مٹ گئے لیکن وہی ہی جور اوس سفاک کا
مر گئے پر بھی بنا تودہ ہمارے خاک کا

رطب یابس رنج جھیلا گردش افلاک کا
یا بھنور پانی کا ہون مین یا بگولا خاک کا

گرد آلودہ ہے دامن اوس بت سفاک کا
یہ دماغ اللہ اکبر میری مشت خاک کا

باعث حیرت ہی سبزہ روے آتشناک کا
ہے تعجب آگ مین رہنا خس و خاشاک کا

گریہ و زاری کی کثرت سے بنا ہو مین حباب
آنکھون مین دم آرہا ہے عاشق غمناک کا

افعی کاکل سے کیا پوچھے گا عاشق کو گزند
خال روے یار مین ہے خاصہ تریاک کا

آمد و رفت نفس سے مجھکو آتا ہے یہ خوف
کیا بگولا بنکر اوڑ جائیگا پتلا خاک کا

رند باتون مین بتاتے ہین خبر معراج کی
عرش سے ٹکر لیا کرتا ہے طارم تاک کا

فیصلہ محشر مین یون ہوگا خدا کے سامنے
ہاتھ میرا اور دامن اوس بت سفاک کا

ساقی ہوش سے میخانے کا درجہ ہی بلند
دورہ ساغر بھی گویا دور ہے افلاک کا

مجھکو حیرت ہو تو آئینہ بھی ملجاے اوسی
یار نے شانہ بنایا ہے دل صدچاک کا

خاکسارون سے جھکی ہین عرشیون کی گردنین
کیون نہ مسجود ملائک ہو یہ پتلا خاک کا

پی گیا آنسو جو مین وہ اور افسردہ ہوا
دل یہ پالا پڑ گیا ہے دیدۂ نمناک کا

اسقدر چھوٹا ہے یہ زیور کی کچھ حاجت نہین
ہے دہن گویا بلاق ای یار تیری ناک کا

جو توکل کرتے ہین اونکو پریشانی ہے کم
زور کم چلتا ہے آب بستہ مین تیراک کا

جام چشم یار کے نزدیک مار زلف ہین
سامنا پھر ہوگیا جمشید سے ضحاک کا

ورد ہے لے قدر مجھکو نام ابن بوتراب

ہاتھہ مین کنشہار رہا کرتا ہے خاک پاک کا

برنگ زلف نہ اب بل کی لو ہوا سو ہوا	۷	چھوا ہے گال کہ چوما ہے جو ہوا سو ہوا
وہی حضور وہی مین وہی نظر وہی آنکہہ		تم اب سے غیر کو آنے نہ دو ہوا سو ہوا
ہم انفعال مین رہتے ہین اسے سحاب کرم		ہمارا نامۂ اعمال دہو ہوا سو ہوا
ہمارے قتل کا اے یار سوگ کیا کرنا		خدا کے واسطے مہندی ملو ہوا سو ہوا
نہ پوچھو ہم سے کہ منہہ لائی یاس کا لکی کیون		منگا کر آئینہ تم دیکھہ لو ہوا سو ہوا
شب وصال مین فرقت کا حال سنکے کہا		نصیب جاگے ہین سوتے رہو ہوا سو ہوا

سنا ہے عشق پریزاد ترک کرتے ہو قدر
یہ کون بات ہے دیوانے ہو ہوا سو ہوا

وصل کا دن جلد بسر ہو گیا	۲۴	ایک منٹ ایک پہر ہو گیا
آہ جو کہینچی تو شجر ہو گیا		داغ جو کہایا تو ثمر ہو گیا
ہم تو اوسی شعر کو کہتے ہین شعر		منہہ سے وہ نکلا کہ اثر ہو گیا
بس کمر یار نظر آچکی		تار نظر موسے کمر ہو گیا
دیکھہ کے رخسار وہ نالے کئے		طائر دل مرغ سحر ہو گیا
بے طلب آئے مرے گہر آیئے		بیٹھیے پس آپکا گہر ہو گیا
ہاے کسے روؤن مین اے درد دل		تو جو تھا درد جگر ہو گیا
وصل مین مل ملکے زبانین لڑین		یار سے مین شیر و شکر ہو گیا
آب رہا آنکہہ مین جب تک رہا		آنکہہ سے نکلا تو گہر ہو گیا
عالم اسباب کہان ہم کہان		میلے مین اپنا بہی گزر ہو گیا

کیا مری آنکھون کی ہے عادت بری | دیکھا جسے مدنظر ہو گیا

داور محشر کا قصور اسمین کیا | یار جدہر تھا مین ادہر ہو گیا

گرمی مے سے جو عرق آگیا | چہرہ تمہارا گل تر ہو گیا

ہجر مین جب پی گئے ہم اشک سوز | کان نمک زخم جگر ہو گیا

تھی رمضان مین مری حالت تباہ | خوب ہوا شہر بدر ہو گیا

دل مین سمایا ترے چہرے کا دہیان | آئینہ آئینے کا گھر ہو گیا

بے دہنی اور شگوفہ ہوئی | عیب بہی صاحب مین ہنر ہو گیا

ختم ہوئی سنگدلی آپ پر | دل کا سویدا بہی شرر ہو گیا

یار چھلاوا ہے کہ انسان ہے | گاہ پری گاہ بشر ہو گیا

آپ تو دل لیکے بہت خوش ہوئے | قلعہ کوئی تھا کہ وہ سر ہو گیا

رات کو یاد آپ کی ٹالے گا کون | دن تو امید دن مین بسر ہو گیا

چہیر لیا لوگون نے مضمون شعر | ٹکڑے مرا لخت جگر ہو گیا

حالت غش دیکھنے آیا تھا یار
قدر کو جب تک کہ خبر ہو گیا

۱۸

دربارون مین خاک اوڑتی ہے جایا نہین جاتا | مٹی مین تو عزت کو ملایا نہین جاتا

اوس خال کا چہرا کبھی کھایا نہین جاتا | لو ہے کا چنا ہے کہ چبایا نہین جاتا

ربط ابروئے قاتل سے بڑھایا نہین جاتا | تلوار کے منہہ پر کبہی جایا نہین جاتا

جنت نہین کوچہ ترا اے حور تو کیا ہے | جاتے ہین تو پہر کس لئے آیا نہین جاتا

بوسے بہی زنخدان ہی سے لئے ہمنے جبین تک | لیکن وہ دہن تو کہین پایا نہین جاتا

ہوسکتی نہین دل شکنی مجھسے کسیکی ۔ کعبہ تو مسلمان سے ڈہایا نہین جاتا
اس ضعف مین یہ عشق کہین گر نہ پڑو نمین ۔ یہ بوجھہ تو گردون سے اوٹھایا نہین جاتا
مرتا ہون مین اسپر کہ وہ آواز سنائین ۔ لو سورۂ یسین بھی سنایا نہین جاتا
بیٹھا ہوا بس دور سے دیکھا کرے اونکو ۔ نازک ہین بہت ہاتھہ لگایا نہین جاتا
اے رشک چمن خاک مروت نہین تجھمین ۔ اک پھول بھی تربت پہ چڑہایا نہین جاتا
غنچے کی روش دم بخود اس باغ مین ہو نمین ۔ بلبل کیطرح شور مچایا نہین جاتا
ہاتھہ آپکو اغیار لگاتے ہین غضب ہے ۔ اک نیمچے کا ہاتھہ لگایا نہین جاتا
ہر چند کہ ہم دل سے بہلاتے ہین بتون کو ۔ کیا قہر ہے دہیان انکا خدایا نہین جاتا
فرمائے تو قتل پہ کیون ہاتھہ اوٹھاتا ۔ عاشق کا جنازہ اب اوٹھایا نہین جاتا
سیدہی بھی جو کہتا ہون سمجھتے ہو تم اولٹی ۔ کچھ آج مزاج آپکا پایا نہین جاتا
بدرگ ہے وہ بت کیجیے کسطرح صفائی ۔ پتھر کی لکیرون کو مٹایا نہین جاتا
مضمون جو مرا لے کوئی کیونکر نہ مین روکون ۔ فرزند تو ہاتھون سے گنوایا نہین جاتا

ان خاک کے پتلون پہ ہم اے قدر مرین کیا
مٹی مین جوانی کو ملایا نہین جاتا

۲۳

اولٹے دفتر آسمان کا کیا رخ آہون نے لامکان کا ۔ پڑا رہا شور الامان کا دہرا رہا غل کہان کہان کا
تکا تہا کوٹھا جو اوس جوان کا مین چڑہ کے پہانسی پہ کود جہانکا ۔ کیا سوال اوس سے آسمان کا دیا جواب اوس نے ریسمان کا
ہزار بلا ہو درمیان کا سچا وہ عنقا ہے مرغ جان کا ۔ اشارہ اوس ترک نوجوان کا خدنگ ہے اک کڑی کمان کا
عدم کی ہستی کا مین مکین ہون بقا جہان ہون فنا وہین ہون ۔ ہزار ڈھونڈہو مین تو کہین نہین ہون عجب ہون صحن لامکان کا
ہوا خزان کی یہ رنگ لائی کہ ہم غریبونکی خاک اوڑائی ۔ وہ زر دانہ بھی چمن مین آئی پتا نہین اپنے آشیان کا

جو خستہ پائی نے تشنہ پایا تو شمعِ سوزان مجھے بنایا
کہ خار پا نے جو لمہ اٹھایا بنا وہ کانٹا مری زبان کا

فقط نہ سینہ ہی توڑ کا فرِ جگر بھی حاضر ہے دل بھی حاضر
بتا تو اے تیرِ عشق آخر ترا ارادہ ہے اب کہان کا

یون ہین جو دل سوزِ غم سہیگا تو صبح تک حال کیا رہیگا
کہ شمع سا اشک ہین بہیگا پگھل کے مغز اپنی استخوان کا

خوشامدون کی ہی انتہا کچھہ ابھی ابھی کہہ چکا ہون کیا کچھ
بڑہا ہی معشوق سے سوا کچھہ دماغ دربان و پاسبان کا

ابھی ہم آغوشیونکی جا ہی لپٹ بھی جا دیکھہ دیر کیا ہے
کہ ناف تک دم نکل چکا ہی بھروسا کیا تیرے نیمجان کا

پڑا جو غمزے کا دل پہ بھالا جھپک کے پلکون نے پردہ ڈالا
نہ دل نے آنکھونکو دیکھا بھالا نہ آنکھون نے دلکو تاکا جہانکا

ہم اپنا حسرت بھرا ہوا دل جو لیکے بیٹھے میان محفل
ہوا یہ سبکو یقینِ کامل کہ اک مرقع کھلا جہان کا

پڑیگا یکرنگیون کا سایا تو حسن مرجہائیگا عشق ہوگا
بنے گا ہر سرو گھلکے تنکا چمن مین قمری کے آشیان کا

ہزار نالے کرون تو کیا ہی کہین سماعت بھی یا خدا ہی
شوالے مین سنکھہ پھنک رہا ہی تو شور کعبے مین ہے اذان کا

بہار کی جب ہوا سمائی تو قسمتون سے خزان ہے آئی
گلاب کی جب قلم لگائی تو پھول دیتا ہے زعفران کا

عبث پھری ہی نگاہ جادو کہ تیر کج ہی خطا ہی بازو
بہت بلون پر ہے ناحق ابرو کہ خانہ ہی عیب بھر کمان کا

زمین سے سوی چرخ گردان چلا تھا نالہ بشور و افغان
ہوا نے ایسا کیا پریشان رہا زمین کا نہ آسمان کا

ہزار پردے مین رنگ لائی مگر جوانی نہ چھپنے پائی
شباب کی جب اُمنگ آئی تو جوبن ابھرا کسی جوان کا

پڑین تمانچے اگر ہوا کے تو پرزے پرزے اوڑین گھٹا کے
بس آگئے ہر نالہ رسا کی یہ حال ہی جرمِ آسمان کا

جو بیٹھ ڈالے محبتِ گل رہا نہ ہو دامنِ توسل
جو خاک ہو جائے جسمِ بلبل غبار ہو صحنِ بوستان کا

وہ برقِ طورِ تجلی آرا کلیم نے جس سے دم نہ مارا
بجھا ہوا تھا کوئی شرارہ حضور کے سنگِ آستان کا

دل و جگر کی جو پوچھتا ہی تو دونون آنکھونکا سامنا ہے
ادھر بھی اک گھاو تیر کا ہی ادھر بھی اک زخم ہی سنان کا

کہان ہین قدر اجل رسیدہ نگاہ و ابرو ہوی کشیدہ
ہوا وہ ترکش سی تیر چیدہ چڑہا وہ چلہ تری کمان کا

بُرا ہو اس گرمی فغان کا دہوان وٹھا سوزشِ نہان کا ۲۴ یہ دم گھٹا کچھ دلِ تپان کا سمت کی چھالا بنا زبان کا

ہدف ہون مژگانِ جانستان کا کشتہ ہون تیرِ امان کا / مراد مانگے ہر ایک بانکا لحد پہ چلّہ بندھے کمان کا

وہ حسن ہے غمزۂ نہان کا کہ ہوش اوڑے عشقِ جانستان کا خدا ہی حافظ ہی نقدِ جان کا کہ چور ہی دوست پاسبان کا

ہی یاد ابتک وہ دل کا کھونا وہ آپ ہی آپ وہ داس ہونا وہ آپ ہنسنا وہ آپ رونا وہ خشک ہونا لبِ دہان کا

ہی خانہ داری جنون کامل جہان کا رنگ دیکھا دل چمن مین تنکے چنین عنادل جو سر مین سودا ہو آشیان کا

ابہی وہ سویا ہی سو اداسی کلی چٹکتی ہی کیون ہوا سے / نہ چونک اوٹھے کہین صدا سے دماغ نازک ہی باغبان کا

یہ تنگ دل کی تھی کارسازی چلی نہ حسرت کی فقرہ بازی کہ جیسے اونکی زبان درازی گلہ کرے تنگی دہان کا

حجاب کیسا لپٹ ہی جاؤ کمان کا بوسہ زبان لاؤ قبا اوتارو نقاب اوٹھاؤ ہٹاؤ جھگڑا ہی یہ کہان کا

گرا وہ زخمی جگر تمہارا وہ جلوۂ رخ نے مار ادتارا پتا رہے چاندنی نے مارا لحد پہ تکیہ ہو کتان کا

قدم کے قدمون سے مین جدا ہون جو دشت کی خاک ہی فنا ہون جما ہون پر خاک مین ملا ہون وہ نقش ہون پاے کن فکان کا

جسے سمجھتی ہی حور خلقت وہی ہی تصویر خود بدولت جسے بتاتے ہین لوگ جنت وہ نقشہ ہی آپکے مکان کا

بتائین دل نے کچھ ایسی گھاتین کٹین وہ غم کی پہار راتین سنین جو اس بے زبان کی باتین مزہ ملا مجھکو ہر زبان کا

تری ہتیلی مین خال نکلا کہ نقدِ دستِ جمال نکلا اذان دینے بلال نکلا کہ ہاتھ گلدستہ ہی اذان کا

سرا ہے دنیا مین جب مین آیا رواروی اپنی ساتھ لایا خدا نے پتلا مرا بنایا ازل کے دن گردِ کاروان کا

نہ ہاگ عشرت سی امتحان مین وہ عین عشرت ہے اس جہان کا سنا ہی زندانِ مومنان مین مزہ ہی کفار کی جنان کا

وہ زرد رنگت وہ جسم لاغر وہ سیرِ غربت قدم قدم پر ا گرے جو اوڑ کر چمن سے باہر وہ زرد پتا ہون مین خزان کا

جنہین سمجھتے ہین لوگ تارے وہ چھید مین دلربا رسارے / یہ ہمنے آہون کے تیر مارے کہ سینہ چھلنی ہی آسمان کا

سیئے گی کیا چاکِ جیب و دامن او جگر کی مژہ ہی دشمن جسے مین سمجھا تھا نوکِ سوزن وہ کام کرنے لگی سنان کا

جو صحنِ تربت کا دہیان آیا کسیکو پہر خاک مین ملایا نیا اوٹھا ہی پہر ایک پایا چنا ہی لاشہ کسی جوان کا

نہین لالی سنی کسی سے کہ لعل حسرت مین دانت پیسے
تمہارے ہونٹھو نہین نازکی سے اثر ہے رنگینی بیان کا

دل و جگر آنکھہ سینہ سارا ذرا ذرا ہم نے چہان مارا
وہان و ہان اب کرین گزارا پتا بتا و جہان جہان کا

ہی نخل طوبی تمہاری قامت اسی مین بستان کا ہی لطافت
تمام میوہ ہی باغ جنت ذقن بہی ہے سیب اسی جنان کا

جو خاکساری کا کچہہ نہین ڈر تو کیون خوشامد ہی پہر مٹا کر
زمین کے پاون پر سراسر جھکا ہوا ہی سر آسمان کا

وہ اپنی صورت پہ خود فدا ہے یہ خود منے اپنی لے رہا ہے
نہ یار محتاج قدر کا ہے نہ **قدر** محتاج قدر دان کا

۳۱

او لٹ دیا وہ طبق زمین کا پتا نہین چرخ ہفتمین کا
برا ہو آہ دل حزین کا کہ مجھکو رکھا نہین کہین کا

جو داغ ہی عشق دلنشین کا جو دلنشین ہے دل حزین کا
وہی ہی تمغا مری جبین کا وہی سلیمان مرے نگین کا

نشان ہے یہ ابرو حسین کا اثر ہے یہ زلف عنبرین کا
کہ داغ اپنے دل حزین کا ہی مشک نافہ غزال چین کا

رہیگا قاتل نہ تو کہین کا نشان ہی یہ بسمل حزین کا
غبار تو پونچہہ لے جبین کا لہو تو دہو ڈال آستین کا

گئی نہ مر کر بہی کینہ خواہی ملا کے مٹی مین کی تباہی
مری طرح سے کہین آہی فلک بہی پیوند ہو زمین کا

یہ قتلگہہ یار کی ہے محفل ذرا مری سیر دیکھہ قاتل
کہ ہو رہا ہے جو رقص بسمل لگا ہی گھنگھرو دم پسین کا

ترقیون مین ہے کیون مجاہد کھلیگی سختی خدا ہی شاہد
کریگا رفع یدین زاہد تو بت گریگا ہر آستین کا

یہ سرمہ ہی بار اے ستمگر کہ آنکھین اوٹھتی نہین ہین اوپر
کمند کے حلقون مین برابر گلا پہنسا ہر غزال چین کا

کلیم تم نے نہ اوسکی مانی تو غش مین واجب تہی تا لانی
جو چہیڑی تہی بحث لن ترانی جواب پیا تہا ہان نہین کا

رگ گلا ہے رگڑ دن مین دست قاتل ہماری دم کیطرح سے اید ل
کہ خون بسمل سے حلق بسمل بنا ہی خود حلقہ آستین کا

تڑپ نہ پوچہو دل تپان کی کہو نہین تم سے کہان کہان کی
اسی سے ہی گردش آسمان کی اسی سے ہی زلزلہ زمین کا

ہنوز ابہی ممکن نہین روانی ضعیف ہے مرگ ناگہانی
کہ صورت اشک ناتوانی جہان گرا مین ہوا وہین کا

چہپائین محشر مین کیا گنہ ہم گواہ اعضا ہین اپنے پیہم
یہ ہاتہہ خود اپنے حق مین ہین سیم ہر ایک ہی سانپ آستین کا

جہان سر پر اوٹھا رہا ہون جنون نہین دیو ہین مچا رہا ہون
جو دشت مین خاک اوڑا رہا ہون تو باغ گردن پہ ہی زمین کا

جو دم بخود ہون لحد کی اندر ضرور ہون کچھ نشان باہر
مزار پر سرمئی ہو چادر مین کشتہ ہون چشم سرمگین کا

نہ صحبتون کا خیال پوچھو نہ میرے دل کا ملال پوچھو
نہ اگلے وقتون کا حال پوچھو یہ آئینہ تھا کسی حسین کا

کرم مین ہمکو غضب مین ہمکو کیا جو ممتاز سب مین ہمکو
تمہاری دشنام و لب مین ہمکو مزہ ملا زہر و انگبین کا

کرے نہ کیون یار ہم سے غزہ وہ نور ہی خاک سے مبرا
کہان وہ سورج کہان یہ ذرا کہ فرق ہی آسمان زمین کا

جو حلقہ زلفون کا ہاتھ آیا تو مشک نافہ ختن کا پایا
جو کاجل اون آنکھونکا چڑایا تو مشک پایا غزال چین کا

مین اوسکی سنتا نہین مزا ہی وہ میری سنتا نہین بجا ہی
ادہر بہی ہان ہان کا غل مچا ہی جو شور ادہر ہی نہین نہین کا

یہ ہونٹھ دونون بھرے قند و شکر مین صاف کہدون تمہارے منہ پر
دیا ہی بوسہ ترش جو ہو کر تو ذائقہ ہے سکنجبین کا

جو اشک خون متصل گیا ہی اوسی مین ہر لخت دل گیا ہی
کہ بہتے پانی مین مل گیا ہی پتا سلیمان کے نگین کا

یہ کھینچتا ہے چلے یہان سی تو جا کی محشر مین اونکو پہانسے
نہ پنجہ خون عاشقان سے چھٹے گریبان آستین کا

کھلا وہ باغ خلیل ہو کر بنا سر طور نخل اخضر
ہوا سے جھڑ کر گرا زمین پر جو ایک پہول آہ آتشین کا

ہزار صحبت ہو اون سے بڈھ بدون سے نیکون کو کیا ہی مطلب
کہ تلخی زہر نیش سی کب مزہ بدلتا ہے انگبین کا

یہ کیسی ضد ہے یہ کیا رو کھائی ہمین بہی اک چال ہاتھ آئی
کرینگے اب تم سے ہاتھا پائی جواب کیا اس نہین نہین کا

یہ لاغری اب ہے خار دامن کہ اوٹھ نہین سکتا بار دامن
جو پاون اپنا ہی تار دامن تو ہاتھ ہی تار آستین کا

ہمین جہنم سی خوف ہے کب اشک ٹڈی ہین اپنے بیڈھب
خزانہ آنکھون کا ہی بالب بھرا ہی فوارہ آستین کا

تعلق اوسنے جو ہمسے رکھا تو ہمنے ربط اوسکی دم سی رکھا
نہ کام دیر و حرم سے رکھا مٹا دیا قصہ کفر و دین کا

میان محشر ملالتون سے مین شمع ہون دل کی حالتون سے
کہ پاون تک سو خجالتون سے عرق بہا ہی مری جبین کا

سخن کو قدر رواج دے زبان سی کہ تخم افشان ہو لامکان سے
کیا ہے ناسخ نے آسمان سے بلند تر رتبہ اس زمین کا

۲۱

اسی مُنہہ پر زاہدِ خشک نے ہمین سبز باغ دکھا دیا
نہ ملا دیا نہ دکہا دیا نہ بتا دیا نہ پتا دیا

ادسے مین نے دل جو دکہا دیا مجھے اوس نے چہرہ دکہا دیا
اوسے مین نے آئینہ لا دیا مجھے اوس نے آئینہ لا دیا

یہ لگائین قبر کو ٹہوکرین کہ لحد سے مجھکو اوٹھا دیا
ابھی آنکھہ لگ گئی تھی ذرا ابھی آ کر اُسنے جگا دیا

کبھی لائے ابرو دن پر وہ بل کبھی لب سے لب کو ملا دیا
کبھی مار ڈالا اشارے مین کبھی یکدم مین جلا دیا

وہ تو دل تہا زلف سیاہ مین جسے یون سنائی جلی کٹی
وہ اندہیرے گھر کا چراغ تہا جسے منہہ سے تمنے بجھا دیا

چہری ہجر نے تو نہ پہیری تہی ہوئین دتی ردتو سرخ کیون
مری آنکھہ تم ملو تلووں سے کہ تمہین فریب حنا دیا

جو تو بوئیگا وہی کاٹیگا جو کریگا تو وہ بہرے گا تو
ترے کام کچھہ بہی جو آئیگا تو ہمین کا تیر الیا دیا

جو نہین ہے دردِ دل و جگر تو جلی کٹی مین کہان اثر
جو نمک ملا نہ کباب مین تو کباب نے نہ مزا دیا

نہ سنونگا اسمع افہم اب کیا واعظون نے بڑا غضب
کہ لہو جگر سے ادبل پڑا مرا شانہ اتنا ہلا دیا

شبِ ہجر مین گرے ایسے ہم کہ اٹھینگے روزِ قیام کو
وئے روز صدمہ ہون یہ صدمے وہ کہ قد بلند نے ڈہا دیا

یہ تو اپنی اپنی ہین قسمتین کہ ہزار دن ہاتھ خدا کے ہین
مجھے بوسہ لب کا دلا دیا جو خضر کو آبِ بقا دیا

نہ حکومتون سے تو بل کی لے نہ سخاوتون پہ گھمنڈ کر
جو خدا نے کام دیا کیا جو خدا نے تجھکو دیا دیا

جو دل اپنا مانگتا ہون تو اوسی توڑنے پہ دبا تے ہو
نکل آئے خانۂ کعبہ سے کہو کعبہ تم نے نہ ڈہا دیا

ادہر آؤگے کہ نہ آؤگے کہو سینہ مجھہ سے ملاؤگے
مرا داغ دل بہی مٹاؤگے کہ مجھی کو تمنے مٹا دیا

۱ وہ لگا یا منہہ وہ لگا یا منہہ وہ لگا یا منہہ کہ بنا یا منہہ
وہ ہنسا دیا وہ ہنسا دیا وہ ہنسا دیا کہ رلا دیا

۱ وہ نظر تمہاری ادہر ملی وہ جگر سے تیر گزر گیا
وہ پلک تمہاری ودہر اٹھی وہ نشانہ تمنے اوڑا دیا

۲ مجھے ایک عالم نزع ہی نہ مرونگا مین نہ بچونگا مین
ترے لب نے جام بقا دیا ترے خط نے زہر فنا دیا

۱ تری باتین نقش جگر مین ہین یہ پھپھولے ہو چکے مرے
یہ جلا دیا یہ کڑہا دیا کہ مرا کلیجا پکا دیا

۱ نہ تمہین گلہ نہ ہمین گلہ کہ خدا نے کر دیا فیصلہ
تمہین چہرہ چاند سا دیدیا ہمین تما ماہ لقا دیا

کبھی ایک بوسہ نہین دیا تو پہر اوسکا ذکر ہی روز کیا ۔ یہی اپنے دل مین سمجھتے تم کہ فقیر کو جو دیا دیا

یہ نیاز و ناز کی بات ہے یہ حجاب و راز کی بات ہے
کہو تمکو قدر نے کیا دیا کہو تمنے قدر کو کیا دیا

۱۵

مستی پہ تو جو مائل اے گلبدن نہوتا ۔ اک نقطۂ سیہ بھی تیرا دہن نہوتا ۔

افلاس مر گئے پر اتنا سلوک کرتا ۔ شرمندہ مجھسے یا رب دزدِ کفن نہوتا

تیرا خیال ہر دم ہے جان و دل سے مجھکو ۔ کب تک خیال تجھکو اے جانِ من نہوتا

سچ کہتے ہین مہندس ہر خط کی حد ہی نقطہ ۔ میری نظر نہ پڑتی تو وہ دہن نہوتا

مستی مین تم دکہاتے اوسکو اگر نہ آنکہین ۔ نرگس کا فصلِ گل مین نشا ہرن نہوتا

مرنے پہ بھی جو میرا سوزِ جگر سلگتا ۔ ہرگز نصیب مجھکو دو گز کفن نہوتا

ملتا نہ چاہِ یوسف آج اپنے ڈوبنے کو ۔ کیا قہر تھا جو اوسکا چاہِ ذقن نہوتا

اوس چشمِ سرمگین کی تیرِ نظر جو پڑتی ۔ زخمون مین شکلِ غنچہ ہرگز دہن نہوتا

جو کلبۂ سیہ پر میرے نہ سورج آتا ۔ ہندوستان بھر مین سورج گہن نہوتا

سلطانِ عاشقی کا سکہ اگر نہ پڑتا ۔ دینارِ داغ غم کا اتنا چلن نہوتا

کس کام کی وہ رونق بدنا بیان ہون جسمین ۔ مین شکلِ مہر یارب داغِ وطن نہوتا

اوس زلف کی جو خوشبو لیکر صبا نہ جاتی ۔ پیدا ختن مین ہرگز مشکِ ختن نہوتا

باغِ جہان مین اے گل آکر جو آپ تنتے ۔ سروِ چمن نہوتا یا نارون نہوتا

بلبل کبھی نہ بنتی مقتل مین روح اپنی ۔ تلوار مین جو تیری قاتل چمن نہوتا

قاضی کو کیا تردد مفتی کو کیا علاقہ
کیا قدر عمر بھر تک توبہ شکن نہوتا

۱۶

تجھے قول کا دھیان ذرا نہ رہا مجھے تجھ سے یقینِ وفا نہ رہا
مرا ہوش ہوا کہ بجا نہ رہا مرا دم ہوا تو کہ رہا نہ رہا

کبھی مر کے بھی آہ تھمی نہ رہی کبھی سوزِ جگر کی کمی نہ رہی
کبھی قبر کی خاک جمی نہ رہی کبھی سبزہ لحد کا ہرا نہ رہا

یہی ہیان تمہاری بتِ تنگدہان کہ کرونگا میں شکوۂ ہجر بیان
یہ وصال میں چوسی ہے تو نے زبان کہ زبان میں کوئی گلا نہ رہا

جو گرفتہ میرا دل مردہ ہوا کرے آہ و فغان نہ یہ کردہ ہوا
مرا غنچۂ غم یہ فسردہ ہوا کہ گذارِ نسیم و صبا نہ رہا

ہین عزیز مجھے دلِ اشک روان یہی نورِ نظر وہی راحتِ جان
کبھی آنکھوں سے یہ بھی ہا نہ نہان کبھی سینے سے وہ بھی جدا نہ رہا

ؔ

رہی ہجر و وصال میں یہ حرکت کہ نہ تاب تھی مجھکو نہ تجھکو سکت
ترے جسمِ لطیف سے سایہ صفت میں جدا بھی ہا تو جدا نہ رہا

مری تان پہنچی تھی تا بفلک مری آہ پہ کرتے تھے وجد ملک
رکی ضعف سے ہجر میں سانس تلک وہ سکت نہ رہی وہ گلا نہ رہا

تن و روح کی شکل ملا ہی رہا مری جی و دیدہ میں آہی رہا
شب و روز گلے سے لگا ہی رہا کوئی دم بھی مجھ سے جدا نہ رہا

کہیں بات کا پاس نہ آج رہا یہ بلا و چھٹے یہ رواج رہا
نہ وہ وضع رہی نہ مزاج رہا نہ وہ لوگ رہے نہ زمانہ رہا

تری در پہ جو سر تھی کٹائی ہوئے وہ پڑی ہیں لہو میں نہائی ہوئی
رہی لالے کی شکل بنائی ہوئے کوئی زخمِ تنِ شہدا نہ رہا

ہین وجود و عدم میں ہان مگر کہ ہے غیب و شہود کا نہیں اثر
نہ یہ جسم سے جائین نہ آئین نظر کوئی ایسا بقا میں فنا نہ رہا

ہے تمہارے مریض کا حال عجب بھری بیٹھے ہو تم یہ بڑا ہے غضب
کوئی گالی ملے کوئی بوسۂ لب کہ مقامِ دعا و دوا نہ رہا

تری حلقۂ زلف نے پیچ کئی تو دلوں نے بھی راستے گھیر لئے
درِ مجلسِ ناز جو کھول دئے کوئی قیدیِ زلفِ دوتا نہ رہا

رہی رنگ جمی ترے زیرِ قدم جو قدم سے چھٹی یہ فنا ہوئے ہم
کہ ہمارا نشان بھی تا بعدم کہیں صورتِ رنگِ حنا نہ رہا

ملے غمزہ و ناز و ادا و حیا مجھے ذبح کیا یہ ستم ہے نیا
مرا دعویِ خون بھی پیش گیا کہ قصاص کسی پہ روا نہ رہا

وہی ہوش و خرد ہیں نظر بھی ہے دل قدر وہی ہے جگر بھی وہی ہے
وہی یار و عزیز ہیں گھر بھی ہے جو چلے گئے آپ تو کیا نہ رہا

جو شہیدِ نگاہِ جفا نہ رہا تو سہاگ کا اونکے پتا نہ رہا
وہ یہ رو دئے کہ سرمہ ذرا نہ رہا وہ یہ پیٹی کہ رنگِ حنا نہ رہا

رہِ عشق میں سہتی ہیں غم یہ وہ غم کہ پتا نہیں غم کا بتائیں جو ہم
ہوا آبلہ ملا ایسا بہم کوئی آبلۂ کفِ پا نہ رہا

شب وصل میں منہ ترا دیکھتے ہی مری آنکھ ہی لڑ گئی آنکھ سے تری — کہ نقاب کے ساتھ پلک بھی اوٹھی کوئی پردۂ شرم و حیا نہ رہا

حق و ناحق اگر ہے یار خفا تو منا یا کریں اوسے اہل وفا — کہیں چھوٹتے ہیں جو عادت جور و جفا تو وسیلۂ مہر و وفا نہ رہا

جو جفا کش غمزۂ دید رہا وہ اجل کا نہ دید شنید رہا — جو نگاہ ادا کا شہید رہا وہ نشانۂ تیر قضا نہ رہا

ارے پہاہا اوٹھا مری کان نمک شدہ ٹیس رہی نہ جلن نہ تپک — تو نمک سے زخم جگر پہ چھڑک کہ تپش کا ذرا بھی مزا نہ رہا

کبھی رنج سے ہوتا ہی کام برا کبھی داغ سے ہوتا ہے درد سوا — ہوئی سوزش دل اثر حق میں دوا کہ کلیجے کا زخم ہرا نہ رہا

جو زمانے کے ربط کو ترک کیا نہ پھنسے کبھی ہم تہ دام ریا — جو تعلق خلق کو چھوڑ دیا کبھی دام و قفس میں ہما نہ رہا

مجھے سیکڑوں آپ نے داغ دئے کبھی ہنس کے کسی سے بھی شکوے کئے — کوئی شکوہ نہیں ہے جو بوسے لئے کہ عوض تو رہا جو گلا نہ رہا

مری سینہ سے لگ کے وہ سرو سہی یہی کہتا ہے مجھ سے کہ کہہ تو سہی — تری سوزش دل اب باقی رہی ترا درد جگر رہا یا نہ رہا

ہوا آب جگر کا یہ حال ہوا ہوا خاک یہ دل کو ملال ہوا — جو سنا تو نہیں بھی خیال ہوا کہ کوئی بھی قتیل ادا نہ رہا

جو شباب میں غنچۂ دل نہ کھلا تو بڑھاپے میں بھی مجھے دکھ ہی ملا — کروں فصل بہار کا کس سے گلا کہ خزاں میں بھی میں تو ہرا نہ رہا

ہمیں غیر و یگانہ کڑھاتے ہے یونہیں کوئی نہ کوئی ستاتا رہے — کہ رقیب ہے منہ کو بناتے رہے کبھی یار جو ہم سے خفا نہ رہا

خط سبز کو دیکھ کے بر سر لب ہی بوسۂ لب کی نہ دل کو طلب — ملے خضر سکندر دم کو جب تو وہ تشنۂ آب بقا نہ رہا

رہے صبر و ستم میں ذرا نہ کمی ہوئی خوب فراغت تازہ دمی — رہا لشتہ لگا تو چھری نہ تھمی وہ چھری جو تھمی تو گلا نہ رہا

دل **قدر** جو تجھ پہ نثار رہا تو کہیں بھی نہ اوسکو قرار رہا
جو بتوں کی گلی میں گزار رہا تو وہاں بھی وہ مرد خدا نہ رہا

١٤

مرے نامۂ عمل میں نہ ذرا صواب نکلا — مرے دل سے روز محشر خط حساب نکلا

وہ لحد پہ میری آئے تو نقاب الٹ کے بولے — ابھی اب تلک نہ جاگے اوٹھو آفتاب نکلا

ہوئے شوق جو گرم پہلو تو دل و جگر کے بدلے — اک ادھر کباب نکلا اک ادھر کباب نکلا

ترے میکدے سے ساقی ہمیں نا امید جائیں — جو کوئی یہاں سے نکلا وہ پیئے شراب نکلا

کوئی دل سی اشک اٹھا جو مثالِ موج دریا
تو گرہ گلے مین ہوکر وہ درِ خوش آب نکلا

جسے اپنا فخر سمجھے اوسی دل نے ہمکو کھویا
جسے بہاگوان جانا وہی گھر خراب نکلا

کبھی یہ دکھایا عارض کبھی وہ دکھایا عارض
کبھی ماہتاب نکلا کبھی آفتاب نکلا

گئی گل خزان مین بالکل نہ رہا چمن مین بلبل
نہ ترا جواب نکلا نہ مرا جواب نکلا

جو دل و جگر جلائے تو سخن لیے کی روانی
جو گلون نے جوش کھایا تو کہین گلاب نکلا

بڑہی اپنی حد سی ظالم تو بل اوسکا کیون نہ نکلے
جو کھنچی وہ زلف پیچان ہین پیچ و تاب نکلا

سنی آہ و اشکباری دل و چشم کی تو بولے
کوئی اور قصہ چھیڑو یہ خیال و خواب نکلا

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد
ابھی دل پہ ہتھا مارا ابھی بے حجاب نکلا

جسے شرم جانتے تھے وہ فقط تھی اونکی نفرت
جسے ناز کہہ رہے تھے وہ نرا عتاب نکلا

مرے سر پہ **قدر** برسا وہی بنکر ابر رحمت
جو مین حشر مین لحد سے بہت آب آب نکلا

۲۲

پڑی ہو کیون **قدر** منہہ لپیٹے ذرا بتاؤ تو حال دل کا
نہ منہہ سی بولو نہ سر سے کھیلو کٹے گا کیونکر ملال دل کا

تمہارے دل پر خود آئینہ ہی کہون مین کیا تمسے حال دلکا
کہ دل سی ہوتی ہی راہ دل کو نہ کیون ہو دل کو خیال دل کا

وہ محوِ آئینہ ہو رہے ہین اس آئینے پر ہی کم توجہ
وہ خال و خط مین پہنسے ہوئے ہین خیال ہی خال خال دلکا

پڑینگے کسکے گلے مظالم یہ اوسکا ظالم وہ اسکی ظالم
جگر کا خون دل کو شیر مادر تو انکو ہی خون حلال دل کا

نہ تیغِ ابرو کا ہمکو ڈر ہے نہ تیرِ مژگان کا کچھہ خطر ہے
ہمیشہ سینہ یہان سپر ہے تو حوصلہ کچھہ نکال دل کا

بہن اوبن سے گستاخ ہونگا جسدم تو پہلے مانگونگا لب کا بوسہ
وہ مجھسے بی شرم ہونگی جسدن تو پہلی ہوگا سوال دل کا

عجیب دلکش ہے طاق ابرو ہے کعبۂ اپنا تو لوا
جدہر اشارہ ذرا کرے تو نہ رخ پہرے کیا مجال دل کا

تم اپنی زلفون مین اسکو جانان سمجھہ لو ایک آدہ شب کا مہمان
تمہین بتاؤ کہ کیا پھرسا ضعیف دلکا نڈھال دل کا

اودہر گلستان مین پہول کلین ادہر ہین داغ سیر دل کی
اودہر چمن مین بہار آئی ادہر ہو چہرہ بحال دل کا

بھنور ہی چاہ ذقن تمہارا پڑا ہا کے دیتی نہین سہارا
کہ اوسمین مچھلی ہے دل ہمارا تو دام گیسو ہی جال دل کا

ہی دل کو تیرا خیال ہردم تجھے بھی آتی ہی یاد اوسکی
ہی اوسکو ہر وقت یاد تیری تجھی بھی کچھ ہی خیال دل کا

ہمارے سینے پہ کان رکھکر ذرا سنو نالہاے دلکو
قفس ہے یہ سینۂ مشبک کہ اسمین تڑپتا ہی لال دل کا

وہ زلف پیچان سے اوڑ چلا تہا تڑپ تڑپ کر پہڑک پہڑک کر
یہ دام چار و نظرف سے لپٹا کہ پھنس گیا بال بال دل کا

ادہر ہوا جذب اسکو پیدا اودہر وہ سینہ سے آگی لپٹے
یہ بارہا آزما چکا ہون ہین کشف دلکی کمال دل کا

تمہاری زلفین لٹک رہین ہین جو امین ہوتا تو گرہی پڑتا
تم اپنا جوڑا تو کہول ڈالو اسی مین ہی احتمال دل کا

نہ پوچھیے حال ناتوانی کہ آہ و نالہ سے تھی گرانی
بس ایک ہچکی تھی اوسکو آنی کہ ہوگیا انتقال دل کا

تپش قیامت ہے آہ محشر نہ پہول بلبل پہ ای گل تر
کہ تو نے دیکہا سنا نہین ہے جو غم مین ہے حال و قال دل کا

تمہاری ابرو پہ یہ خود فدا ہی تمہارے تلوی کی خاک پا ہے
مزاج کیا خستہ حال دلکا دماغ کیا پایمال دل کا

ہمارے سینہ کو مول لیکر سنگار دان اپنا تم بناؤ
ہے اسمین زخمی جگر کا شانہ تو آئینہ بے مثال دلکا

کبھی ہے سودا کبھی ہی الجھن کبھی پریشان ہین ہمہ تن
تمہاری زلفون پہ مشفق من پڑا ہی بیشک وبال دلکا

بہار آئی ہی اکی ایسی کہ جوش وحشت سی شق ہی سینہ
مرے سنبھالے نہین سنبھلتا یہ رنگ ہے اکی سال دل کا

بھرے ہین وہ ہم سے خیر بہتر ہم اون سے اے قدر ہین بکدر
ہمین جہان مین نہ قحط دلبر نہ اونکو دنیا مین کال دلکا

ردیف باے موحدہ

۱۷

شک نہین قامت ہے نیزہ روے انور آفتاب
حشر ہے اک نیزے پر آیا اوترکر آفتاب

غیر ممکن ہے کہ ہو تیری برابر آفتاب
لاکھہ گردش کہاے گردون لاکھہ چکر آفتاب

کان کے بالے مین روی یار کی دونون طرف
ہوگیا ہے داخل برج دو پیکر آفتاب

جو حسین ہے وہ کبھی محتاج آرایش نہین
کچھ نہ اوڑہی ہے نہ کچھ پہنے ہے زیور آفتاب

دور ساغر ہم تلک پونہچا نہ ساقی یا نصیب
جاتا ہے مشرق سے مغرب تک برابر آفتاب

مہر چون ہالہ نشیند قتل سرداران کند
دل رئیس و ہالہ خط و روے انور آفتاب

الحفیظ اے روز ہجران تیری گرمی الحفیظ
بنگیا ہے آفتاب روز محشر آفتاب

زیر گیسوے سیہ چہرہ تماشا ہوگیا
دیکھتا ہون مین تہ بازوے شہپر آفتاب

چال تیری گردش افلاک سے کچھ کم نہین
سبزہ کر دیتے ہین تو رخسارہ مقرر آفتاب

آپ کی الٹی سمجھ سے خلق مین اندھیر ہے
آپ دن بھر چاند بنجاتے ہین شب بھر آفتاب

حسن کو عالی مزاجی شرط ہے ورنہ ہی خاک
پاؤن کے نیچے ہین ذرّے اور سر پر آفتاب

رات دن روشن ہے گھر ساقی عالی ظرف کا
ساغر سیمین قمر ہے ساغر زر آفتاب

ایک سینے سے چھپاؤن کسطرح داغ فراق
دیکھئے چار آسمانون سے ہے باہر آفتاب

شام کب ہوگی وہ کب آئینگے اے گردون دون
ہوگیا کیسا مری چھاتی کا پتھر آفتاب

جو حسین نکلا زمانے مین وہ ہرجائی ہوا
دیکھئے پھرتا ہے گھر گھر چاند گھر گھر آفتاب

صبح کو کردے شب دیجور تیرا عکس زلف
چاند کو کردے فروغ روے انور آفتاب

اب نچھوڑون گا مین دامن قدر کی دن پھیرئے
آپنے پھیرا ہے یا ساقی کوثر آفتاب

۱۹

نبض کی شش ہے رگ رگ مرے قاتل بیتاب
ابتو ہر عضو ہوا ہے صفت دل بیتاب

رقص بسمل کبھی کا مجھکو نظر آیا تھا
ہوگیا مارنے ہنسی کے مرا قاتل بیتاب

مجھسے فرماتے ہین لے رکھ لے کلیجے مین اسے
ہے اگر خنجر ابرو پہ ترا دل بیتاب

عشق مین دلکی تڑپ سے مجھے معراج ہوئی — عرش تک مجھکو اوچھالا یہ ہوا دل بیتاب

منزلین عشق کی رہ رہکے تڑپ کر کاٹین — مثل بسمل مین ہوا ہر منزل بیتاب

ایک پر ایک گرا پڑتا ہے اللہ ری تڑپ — جگر و دل مین مری شکل جلاجل بیتاب

آہین وہ کھینچون کہ شعلے کیطرح کانپ اٹھین — بات جب ہے کہ وہ خود ہون سر محفل بیتاب

یہی دو تین وہ القاب مجھے لکھتے ہین — عاشق و مضطر و خود رفتہ و بسمل بیتاب

اور نکہرا کرو تم لوٹ مجھے برباد کیا — ابتو ٹھنڈا ہو کلیجا کہ ہوا دل بیتاب

یہ وہ موقع ہے فرشتونکے قدم ڈگتے ہین — سچ ہے کردیتے ہین یہ زہرہ شمائل بیتاب

مایہ داروں سے کوئی کام نہ نکلا اپنا — پیاس کے مارے ہوئے ہم لب ساحل بیتاب

ہنسکے بولی ابھی مسی ہے نہ کنگھی چوٹی — بھاڑ مین جا جو ہوتا ہے ترا دل بیتاب

واعظو قلقل مینا جو کہین سن پاؤ — حال وہ آئے کہ محفل کی ہو محفل بیتاب

واہ اے حضرت موسی تمہین بھی دیکھ لیا — اچھی ہوتے ہین کہین عاشق کامل بیتاب

اپنا مکھڑا جو بہیو کا سا اوسی دکھلادو — مثل سیماب ہو تم پر مہ کامل بیتاب

تم جو آؤ گے نکل آئینگے انشاء اللہ — قبر شق ہوگی ہماری جو ہوا دل بیتاب

ساربان قیس کی تربت پہ ذرا ناقہ روک — اے لیلی ہے پس پردہ محمل بیتاب

گرم رفتاری و رخسار و قد و لب سے ترے — کبک و پروانہ و قمری و حنا دل بیتاب

ہنسکے فرماتے ہین یہ **قدر** کا رونا نہ گیا
جب کبھی ان سے سنو ہاے ہوا دل بیتاب

۲۷

ویران گھر کیا تو مجھے خانمان خراب — یا رب ہو میرے گھر کیطرح آسمان خراب

ہے ذکر بوسۂ لب شیرین بیان خراب — ہوگی چٹورپن سے ہماری زبان خراب

بلبل کا دل دکھاتا ہے ناحق بہار مین | کچی کلی ہے یہ نہ کرے باغبان خراب
کوے بتان کی راہ مین لوٹ گئے ہین دل | کعبے کے راستے مین ہوا کاروان خراب
شمشاد وسرو سدرہ وطوبی کی اصل کیا | اوس قد پہ ہو چکے ہین کئی نوجوان خراب
کیا عشق مین بجا رہین عقل وحواس وہوش | فصل خزان مین ہوتے ہین برگ خزان خراب
موے کمر کی فکر مین ہین موشگاف تنگ | ہین نکتہ دہن مین ترے نکتہ دان خراب
لیلی کو قیس محمل دل مین اوتار لے | ناقہ لئے پہراہی کرے ساربان خراب
گلبرگ ہین نفیس مگر خار سخت ہین | ہونٹھ اونکے لاجواب ہین پر گالیان خراب
وحشت سے زندگی مین خرابہ تہا اپنا گہر | اب گور بھی ملی ہے تو مثل مکان خراب
سر کا شراب تلخ کے بدلے لنڈہا دیا | ساقی ترش مزاج ہے پیر مغان خراب
بے نام ونشان ہین نہ پوچھو ہمارا حال | برگشتہ بخت دربوطن وخانمان خراب
کیا دید کیجئے کہ نہین تھمتے اشک چشم | کیا جوڑئے نشانہ کہ ہی دیدبان خراب
مجھکو لحد مین رکھ کے ہین یون دست منتشر | جیسے لٹا پٹا ہو کوئی کاروان خراب
پھیری جو تمنے آنکھ تو دفتر اولٹ گیا | لو ہوگیا خرابہ کون ومکان خراب
دیکھو کہ شمع روتی ہے اپنی زبان پر | ہین اس سیاہ خانے مین اہل زبان خراب
بربادلاغری سے ہین برگ خزان کی شکل | مانند بو ہین باغ مین ہم ناتوان خراب
اوبلینگی جب فراق مین اپنی تو زچشم | طوفان نوح آئیگا ہوگا جہان خراب
ہین جان وجسم وقعت جسمی لحد مین ہیچ | لیلی تباہ ناقہ تھکا ساربان خراب
شیرین پہ منحصر نہین اہل وفا بہت | اک تم ہو کیا خراب کہ سارا جہان خراب
حال حواس خمسہ کہون کیا مین عشق مین | تلپٹ تباہ خاک سینہ رائگان خراب

اوڑتے ہین آسمان و زمین سے مرے حواس	راہ بلند و پست مین ہے کاروان خراب
بکھڑا ہے تیرا چاند سا ماتھا ہلال سا	پر چال ڈھال سے ہے صفت آسمان خراب
ہوگا ہماری آہ سے برباد آسمان	کردے گا اس جہاز کو یہ بادبان خراب
چھایا ہے دل پہ رنج و غبار گزشتگان	ہون گرد کاروان سے پس کاروان خراب
اے طفل اشک تجھپہ دل و چشم ہون نثار	گھر در ترا ابھی ہے کہین او خانمان خراب

اے **قدر** ساتھ چھوڑ دیا قافلے کا کیون
اب ہو بھٹک بھٹک کے پس کاروان خراب

١٥

آپ کی تقریر لاثانی دہن سے ہے لاجواب	پھر جواب اسپر ندو مجھکو تو اسکا کیا جواب
وصف زلف و لب مین یہ ساری غزل ہی لاجواب	ہان اگر ہوتے تو سودا لکھتے یا گویا جواب
فصل گل رخصت ہوئی برگ خزانی گر چلے	لو جوانی چل بسی دینے لگے اعضا جواب
تینون باتو نمین جو کچھ ہونا ہی جھٹ پٹ ہو بھی جائے	یا تو مجھسے وعدہ کر یا مے دے ساقی یا جواب
بل پڑا ابرو پر امید نگاہ لطف مین	کیا ہمارے سیدھے مطلب کا تھا یہ ٹیڑھا جواب
تو پیمبر عاشقونکا ہے لئے جاتا ہے خط	یاد ون تیرا اور میان ہے جلد قاصد لا جواب
بوسہ ابرو کا جو مانگا چپ ہوا کھینچی نہ تیغ	کاش مجھکو وہ زبان تیغ سے دیتا جواب
کیا چھپے حق سے کہ دست دعا ہین بار آستین	مین چھپاؤن کیا کہ دیتے ہین مرے اعضا جواب
آتی ہے سنگین دلونکو کب کڑی باتونکی تاب	جو کہو وہ کوہ سے پھر کر ملے اولٹا جواب
پرزے کرکے اک لفافے مین مجھے بھجوا دئے	یار نے خط کا مرے بھیجا تو یہ بھیجا جواب
دیکھئے آنی نہ آنی ہین وہ کیا لکھتے ہین اب	ورنہ خود جاؤنگا مین ٹھیرا ہوا ہون تا جواب
دوسری بھی کھینچتی ہی جب ایک کھینچ جاتی ہے تیغ	ایک ابرو یار کا ہے ایک ابرو کا جواب

پوچھو سوسن سے نہ تم مسی ملی ہونٹھونکا وصف
حال یہ ہے تیرے بیمار لب خاموش کا

دس زبانین ہین تو دے سکتا نہین گونگا جواب
پہرون چلا یا کرو مطلق نہین دیتا جواب

ہند مین اے قدر غالب کا کوئی ثانی نہین
بے عدیل و بے نظیر و بے مثال و لاجواب

۲۳

ایکدن بولے کہ تمسے ہے مجھے انکار کب
پہر تو موقع پاکے مین نے بھی کہا اے یار کب

ہجر مین جب سو گئے النوم اخ الموت سے ہے
بخت خفتہ کیطرح ہوتے ہین ہم بیدار کب

یہ ڈریڑی اب ہمارے روکسے کب رکتی ہے
اشک تھمتے ہین بہلا اے یار بے دیدار کب

موت لیجائے کہین اسکو نہ ہتہا مار کر
دوڑ اے غم دوڑ بھی ٹہیرے کی جان زار کب

آنکھہ رونے کو جگر جلنے کو لب فریاد کو
کوئی شے اوسنے بنائی جسم مین بیکار کب

یار ہو یا حور ہو نزدیک ہو یا دور ہو
بند رہتے ہین کسی پر طالب دیدار کب

جہولتی ہے عرش پر تیری بڑا سفاک ہے
سان پر چڑہتی نہین قاتل تری تلوار کب

گہل گیا عشق مجازی مین اے مست الست
تہا بلے کہنے مین اے دل یہ ترا اقرار کب

پہر رہا تہا آنکھون مین اٹہلا کے چلنا آپ کا
دم مری آنکھون سے نکلا دفعتہً اے یار کب

جانور ہین قمری و بلبل جو ہین تمسے خلاف
سرو مین رفتار کب غنچون مین یہ گفتار کب

او نگتے کو ٹہیلتے کا اک بہانہ چاہیئے
لیچلین بھٹی پہ پہر زاہد کو ہے انکار کب

سینہ دے دیکر پوچہتا ہون دل معشوق مین
چور بن بنکر ٹھہرتا ہون پس دیوار کب

دل چرا کر عاشقون کا ٹہاٹہہ بدلا آپ نے
اونچا جوڑا باندہتے تھے آگے تم اے یار کب

ابر ہے گلشن ہے ساقی ہے مے گلرنگ ہے
خاک ہے سب دل بہلتا ہے بہلا بے یار کب

رحم آتا ہے مجھے ہلکان دونون ہو گئے
لڑ چکین گے یا الٰہی کافر و دیندار کب

ہین نے کب چہیڑا تمہین تمنے مری کب مان لی
پاس وہ تھے بیٹھے ہو کس دن کس گھڑی آیا رکب

آسمان کی اوسطرف ساکہا ہے تیر آہ کا
یہ تو سے کو توڑ کر نکلا نہین اُس پار کب

دیکھنا دو ایک بوسون مین نکھر جائیگا حسن
روپ پر آیا ابھی آئینۂ رخسار کب

آنکھون کے بوسے لپٹکر لینگے اے ساقی ضرور
مانتے ہین بے پیئے سرکار کی میخوار کب

ہمکو بلبل اور ہم بلبل کو سمجھاتے ہین یون
کوئی دل بے رنج کب ہے کوئی گل بیخار کب

کب بنینگے وہ لب رنگین ہمارے خون سے
قتل کا بیڑا اوٹھائیگی تری تلوار کب

خلق مین یا قبر مین یا حشر مین یا خلد مین
طالب دیدار کو دکھلاؤ گے دیدار کب

آسمان ٹلجائے پر ہرگز نہین ٹلتا ہے قدر
ڈٹ گیا ڈیوڑھی پر اب اوٹھتا ہی میرا یار کب

۲۵

داغ جو کہائے عندلیب نقشے جمائے عندلیب
رنگ یہ لائے عندلیب گل مین ہمائے عندلیب

دل ہے سجائے عندلیب نالہ صدائے عندلیب
طرز اوڑائے عندلیب مجھکو نہ پائے عندلیب

پہول سے گال کہولکر جاتے ہو باغ کو مگر
دہوکے مین دیکھو دوش پر بیٹھ نہ جائے عندلیب

جب غم گل مین سانس لی ذکر ترا ہوا جلی
لیگئی پہول کی کلی قبلہ نمائے عندلیب

اونکا جنون ہے ساختہ ہم ہین جو اس باختہ
طوق نہ پہنے فاختہ خار نہ کہائے عندلیب

خون وفا کا جوش ہے اب وہ عبث خموش ہے
گل ہمہ تن تو گوش ہے شور مچائے عندلیب

اُف رے خزان کا دسترس بل بے کشاکش قفس
گل کی جگہہ ہین خار و خس پر ہین سجائے عندلیب

ہاتھ ہی پہولونکی چھڑی اونگلی ہر اک سے ہے پہلجھڑی
چھیڑ دو ستار جس گھڑی نکلے نوائے عندلیب

جب گل و غنچہ باغ کے چننے کو باغبان چلے
اپنی کلی کے نام سے پر مین چھپائے عندلیب

ہم نے کئے ہزار غل وہ سنے اوڑا دئے وہ گل
یار مین ہے جفائے گل ہم مین وفائے عندلیب

ہمسے سباحتہ ٹھنے نالون سے گاڑہی یون چھپنے
خیمے سے آدمی بنے ہوش مین آئے عندلیب

دل مین نہو جو تیرا داغ دلکو کرون مین بے چراغ
بے گل تر میان باغ آگ لگائے عندلیب

خیر اجاڑا آشیان تو سہی دیکھہ باغبان
بولے میان بوستان چغد بجائے عندلیب

فصل بہار کی ہمین منتظری ہے کیا کہین
ٹیّا جو کھٹرکا باغ مین سمجھی صدائے عندلیب

دیکھہ تو رخ کی تاب کو رتبہ نہین گلاب کو
تیرے بط شراب کو عکس بنائے عندلیب

روتے ہین باغبان تک ہلتے ہین آسمان تک
پونہچے نہ گل کے کان تک آہ رسائے عندلیب

عشق کا رنگ دیکھنا خار سے سینہ سب چھنا
غازۂ روئے گل بنا خون وفائے عندلیب

روٹھتے ہین دونون ہی ستم اب یہ صلاح ہے ہم
گل کو منائین جاکے ہم اونکو منائے عندلیب

یون ہین رہے جو صلح کل دونون طرف ہو ایکدل
بولین ہزار ہائے گل گل کہین ہائے عندلیب

عشق کو راہ کیا ملی حسن کو اک سزا ملی
آتش گل سے جا ملی گرم نوائے عندلیب

صحن چمن سے تا بدر گل ہی گل آئین سب نظر
آئے بہار اسقدر بار نہ پائے عندلیب

الفت رخ کا پھل ملا سینے مین تازہ گل کھلا
ٹوٹا جو دل کا آبلہ آئی صدائے عندلیب

حسن کو لاکھہ ناز ہو پھر بھی ہے فوق عشق کو
تم سر گل یہ دیکھہ لو برہنہ پائے عندلیب

عشق کی جب ہوا چلی حسن نے سانس تک نہ لی
چٹکی اگر کوئی کلی آئی صدائے عندلیب

باغ تو کوے یار ہے پہول وہ گلعذار ہے
غیر بجائے خار ہے **قدر** بجائے عندلیب

ردیف تائے فوقانی

جانور مین آدمیت ہے میان کوے دوست ١٤
ہین سگ اصحاب سے بڑھکر سگان کوے دوست

ہاے قاصد کو جو بھیجا تھا میان کوے دوست
پاون پھوے خط گرا بھولا نشان کوے دوست

ساتھہ قاصد کے مین جا پونہچا میان کوی دوست
ایک دن بتلاتا بتلاتا نشان کوے دوست

صور کی آواز کو سمجھے صداے پاسبان
حشر مین اوٹھتے نہین افتادگان کوی دوست

میرے سودے نے بنا رکھا تھا محشر زاوسے
میرے مٹنے سے مٹا نام و نشان کوی دوست

وہ بھی دن ہو یا الٰہی یار ہو آغوش مین
مجھسے انعام آکے مانگے پاسبان کوی دوست

مرگئے گو تفرقہ ڈالا محبت سے وہی
روح جنت کو گئی دل ہے میان کوی دوست

چاندنی کوٹھے پہ چٹکی شاید اوس رخسار سے
شام سے کیون غل مچاتے ہین سگان کوی دوست

عالم رویا مین ہمکو صبح اکبر ہوگیا
سو گئے جب سنتے سنتے داستان کوی دوست

کچھہ سرو پا کی خبر مجھکو نہین مانند قیس
آشیان سر پر بنالین طائران کوی دوست

آپ کوثر سے ذرا اپنی زبان دھوڈالیئے
شاعر کس منہہ سے کرتے ہو بیان کوی دوست

خفتہ بختی سے کھڑے ہو ہو کے راتین کاٹ دین
پاون سوئے سو گیا جب پاسبان کوی دوست

آنکھہ سے دل تک جلوہ خانہ ہے اوسکے حسن کا
یہ گلی دلچسپ ہے کیسی بسان کوے دوست

قدر جنت مین جو پونہچا ہنسکے رضوان نے کہا
آئیے اے شاعر رنگین بیان کوے دوست

۱۷

چاند سورج نہین رہتے کبھی یکسان دنرات
ایک عالم پہ ہی لیکن رخ جانان دنرات

تہ ابرو ہین رخ و زلف نمایان دنرات
برج میزان مین تلے رہتی ہین یکسان دنرات

دل مین جب جا ہو چلے آو مکان آپکا ہے
باز رہتا ہے در دیدۂ حیران دنرات

کفر و دین ایک ہے تسبیح مین زنار بھی ہے
کیون لڑے مرتے ہین ہندو و مسلمان دنرات

میرے زخمونکو مزہ ہے وہ نمکپاشی کا
خرچ ہو جاتے ہین دس بیس نمکدان دنرات

یاد گیسو مین مرے منہہ سے جو آہین نکلین
کالی آندہی وہ اوٹھی ہو گیا جانان دن رات

دیکھنا پھاند کے دیوار چلا آوینگا
تیری ڈیوڑھی سے سرکتا نہین دربان دن رات

صبح سے شام تلک زلف کا مذکور رہا
میرے نزدیک تھا یہ میرا پریشان دن رات

کیا چمکتے ہین یہ قسمت کے ستارے ہر وقت
تم جو ماتھے پہ چنے رہتے ہو افشان دن رات

خشک و تر مین تری الفت نے ہوا باندہی ہے
جا بجا بلبل و سرخاب ہین نالان دن رات

دن کو ٹڑ مارتا ہون رات کو براتا ہون
جاگتے سوتے ترا ذکر ہے جانان دن رات

لب سے رخسار تلک خط ہے نکلت آتا
وصلیان لکھتا ہے یاقوت رقم خان دن رات

اک سحر ہی ہے ترے چاک گریبانو مین
یونہین پھٹ جاتے ہین دس بیس گریبان دن رات

وصف خط رخ گلرنگ کیا کرتا ہون
لکھا کرتا ہون حواشئے گلستان دن رات

دانت تارے ہین ہلال ابرو و سر قبۂ عرش
کہکشان مانگ رخ و زلف پریشان دن رات

حسن کے ساتھ لگی رہتی ہے سرگردانی
دیکھو چکر مین ہین مہر و مہ تابان دن رات

عشق ہے چاہ ذقن کا نہ دہن کا اے قدر
لوگ یون مجھپر اوٹھایا کرین طوفان دن رات

١٥

لڑاتا ہے آنکھین گرفتار الفت
نظر بند ہوگا گنہگار الفت

ادھر رمز دلبر ادہر طعن واعظ
ہے اقرار آمیز انکار الفت

وہ آنکھین ہین یا نور کی ہین دکانین
وہ رخ ہے کہ آئینہ بازار الفت

ہر اک داغ باغ محبت کا گل ہے
ہر اک آہ ہے سرو گلزار الفت

مجھے شیشۂ دل کا دھڑکا لگا ہے
اوٹھاتا ہے سنگ گرانبار الفت

ہے قد کے تصور مین پتلی مسیحا
کھڑی رہتی ہے سامنے دار الفت

عجب ہنستی ہنستی ہی پیشانی اونکی — نمایان ہین چہرے سے آثار الفت

مجھے اور غیرونکو یکسان نہ سمجھو — کھرے کھوٹے پرکھو تو دینار الفت

غرض آگئی ہاتھا پائی کی نوبت — بڑہی میری اونکی یہ تکرار الفت

ترے دانتون پہ جب سے آنکھین پڑی ہین — پلک سے ہے سحاب گہربار الفت

یہ سچ ہے علم سینہ نہ علم سفینہ — کتابون سے باہر ہین اسرار الفت

وہ ہی تیری نگہو نمین عارض مروت — عجب کیا ہون مشہور بیمار الفت

دعاؤن سے بہتر لگاوٹ کی گالی — گلون سے بھی عمدہ ہین یہ خار الفت

بہلے چنگے مرتے ہین بیٹھے بٹھائے — ہے مرگ مفاجات آزار الفت

وہ کہتے ہین اے **قدر** سنکر شکایت
بڑے آئے یہ بھی طرفدار الفت

۲۳

کھنچتی ہے بیش گیسوے دلبر تمام رات — ہو گی سمٹ کے تل کے برابر تمام رات

چمٹا رہا جو وہ مہ انور تمام رات — کمرہ تہا اپنا برج دو پیکر تمام رات

ظاہر مین روسفید ہون باطن مین تیرہ دل — باہر تمام دن ہے تو اندر تمام رات

مانگین دعائین مسجد مین سر پہوڑ پہوڑ کر — وہ مہ نہ آیا ہاے مقدر تمام رات

افشان چنی جبین پہ جو اے ماہ تا سحر — چمکے ترے نصیب کے اختر تمام رات

کروٹ ادہر بدلتے نہین شکوہ درکنار — آتا ہے چین آپ کو کیونکر تمام رات

بیحس وہان وہ چشم کی الفت نے کر دیا — ساکت تمام دن ہون تو ششدر تمام رات

اے رشک ماہ نام کو تیر شہاب ہین — ہوتے ہین تارے تم پہ نچھاور تمام رات

دل مین جو اونکی دید کی آمد تھی شام سے — آنکھین کھلی رہین صفت در تمام رات

تارون سے ہجر یار مین ہیبت ٹپکتی ہے
ہے کوڑیالا سانپ مقرر تمام رات

وہ طفل میری نیند کو سمجھا کیا غشی
مجھکو سونگھائی زلف معنبر تمام رات

وحشت سے مجھکو دیکھکے گیسو قریب چشم
گزریکی اس مریض پہ کیونکر تمام رات

تا صبح تیغ ابرو قاتل کا ذکر ہے
ہم یونہین کاٹ دیتے ہین اکثر تمام رات

بیٹھا جو رونے کو مین شب غم مین ایکدم
مثل حباب ترتا پہرا گھر تمام رات

جھومر کا چاند اسکو کسی شب بنایئے
صدقے سے ہے چاند آپکے سر پر تمام رات

ہے فرش خاک تکیہ ہے پتھر فراق مین
پایا ہے چین خاک نہ پتھر تمام رات

غم نے ہمین زمین کا اختر بنا دیا
ہم جاگنے کے ہو گئے خوگر تمام رات

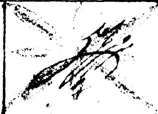
آٹھون پہر وصال مین عیش و نشاط ہے
عید و شب برات ہے دن بہر تمام رات

اوٹھا گیا نہ صبح تلک فرش خواب سے
بھاری تھی ہجر یار مین مجہپر تمام رات

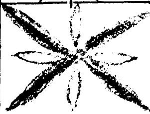
سر چڑہکے زلف یار مین سرگشتہ دل ہوا
معراج مین پہرے ہین پیمبر تمام رات

خط شام ہے تو آخر شب حید عنبرین
مانگ آدہی رات کا کل دلبر تمام رات

تھا صبح کو یہ مصرع آتش زبان پر
نوچکیان چلین مرے سر پر تمام رات



اے قدر شام غم سے مجھے بیتی رہین
نہ آسیاے چرخ برابر تمام رات



۱۳

چلے آؤ آنکھون مین تم گھر کی صورت
بچھا لینا پردون کو بستر کی صورت

کہان دم ہے دیکھہ اپنے لاغر کی صورت
پڑا ہون مین بستر پہ بستر کی صورت

خدا نے قیامت کا طول اسکو بخشا
شب ہجر ہے روز محشر کی صورت

عدو کی تواضع سے غافل نہ رہنا
کہ جھکنے مین اوسکی ہے خنجر کی صورت

کھلے انتظار خط یار مین ہم | بدن ہو گیا تار مسطر کی صورت

جلایا کیا یار کا غم ہمیشہ | دہکتے رہے داغ اخگر کی صورت

نہ لایا کبوتر خط یار اب تک | دل اپنا ہے لوٹن کبوتر کی صورت

جہان مین جہان آفرین کا ہی جلوہ | اس آئینے مین ہے سکندر کی صورت

سوا آپ کے کوئی دل مین نہین ہے | چلے آئیے گا یہان گھر کی صورت

دلون کا نشانہ اڑاتی ہین آنکھین | نگہ تیر موے مژہ پر کی صورت

تری گات سے تیری چھاتی کا پتھر | کڑی چکنی ہے سنگ مرمر کی صورت

جنون مین نہ حال وطن ہم سے پوچھو | کہ برسون سے دیکھی نہین گھر کی صورت

سفر مین بھی اے **قدر** یہ آبرو ہے
ٹپکنے مین قطرہ ہے گوہر کی صورت

١٦

گل سے بہتر ہے یار کی صورت | طوطے خط ہزار کی صورت

مٹ کے پہونچے ہین کوے جانان مین | اڑ کے آئے غبار کی صورت

بوسے کے نام سے اڑا ہی رنگ | دیکھنا میرے یار کی صورت

زال دنیا بھی ایک قحبہ ہے | جسنے دیکھی ہزار کی صورت

نہ خفا ہو کہ گل ہوا اے صاحب | کیون الجھتی ہو خار کی صورت

وہ کمر آنکھون مین سماتی نہین | میرے اس جسم زار کی صورت

بھر رہا ہون جھڑی لگا دونگا | آج ابر بہار کی صورت

کوئی رہکر محل مین بھول نہ جاے | یاد رکھے مزار کی صورت

چاہون تو صاف کھینچ دون تصویر | نقش ہے دل پہ یار کی صورت

غم فرقت سے آب آب ہے دل — دیدۂ اشکبار کی صورت

آنکھین جادو ہین عاشقون کیلئے — خط ہے خط حصار کی صورت

داغ لالے مین چاند مین جھائین — سب سے بہتر ہے یار کی صورت

لاغری دے نہ بوجھ گردن پر — ہے گریبان کی تار کی صورت

تم بھی اے ماہ پھر گئے ہمسے — فلک کج مدار کی صورت

آج پھر آپ بل کی لیتے ہین — گیسوِ تابدار کی صورت

قدر جب صبح سوکر اوٹھتے ہین
دیکھہ لیتے ہین یار کی صورت

١٢

اوس شمع رو نے ایک نہ مانی تمام رات — رویا کیا مین اپنی کہانی تمام رات

قصہ ہمارے سوز کا ہے یاد شمع کو — تمکو سنائیگی وہ زبانی تمام رات

اپنا شب وصال مین کیا رنگ جمگیا — لوٹی بہار باغ جوانی تمام رات

آنکھین سفید ہوگئین مانند آئینہ — تھی اسقدر تری نگرانی تمام رات

روتا پھرا مین یاد مین گیسو کی ہر جگہہ — برسا تمام شہر مین پانی تمام رات

کروٹ بدلیئے صبح کا تارا نمود ہے — منھہ پھیر کر نہ سوئیے جانی تمام رات

کھایا کیا جو مین غم گیسو تمام دن — کیسی رہی ہے مجھکو گرانی تمام رات

دامن چھوڑا کے آج سر شام سی گئے — آئے نہ پھر وہ یوسف ثانی تمام رات

اون گیسوؤن کی عشق مین سودا جو ہوگیا — پھر پھر کے خاک دشت کی چھانی تمام رات

پاتا نہین جو نیند مین پہلو مین دل تمھین — کیا کروٹین بدلتا ہے جانی تمام رات

چھیڑون جو اپنا قصہ بہانہ ہو نیند کا — یون دل سے سنیے اور کہانی تمام رات

بموقع ملا نہ وصل کا اے قدر صبح تک
بگڑا رہا وہ ظلم کا بانی تمام رات

۲۲

دل تو تڑپے ذقن و زلف سیہ فام بہت
پر تو جہاڑے کہین بلبل قفس و دام بہت

قہر ہے بیٹھنا آ آ کے لب بام بہت
خود تری ذات کریگی تجھے بدنام بہت

مجھسے کہتے ہین کہین ذبح نہ کر ڈالو ہمین
رکھکے سر زانوؤن پر کرتے ہو آرام بہت

کیا کوئی مجھسا گنہگار نہین دوزخ مین
منہہ پسارے چلے آتے ہین یہ دو دام بہت

نور معنی مین ہو صورت نہین کام آتی ہے
تھا بلال حبشی ورنہ سیہ فام بہت

زلف یاد آتی ہے اب دیکھئے کیا ہوتا ہے
ٹیس اوٹھتی ہے مرے دلمین سر شام بہت

سر پہرا دونگا ترا دیکھنا اے گردش دہر
کاوے دونگا تجھے اے ابلق ایام بہت

ایک بوسہ تو دیا آپنے آباد رہو
بس بہت اتنا بہت اے بت خود کام بہت

قیدئی زلف کا رہ رہکر او کہڑتا ہے دم
شب سے ہی خانۂ زنجیر مین کہرام بہت

چشم بینا ہو تو ہے باغ جہان گلدستہ
لالہ رخسار و سمن بوے و گل اندام بہت

اسقدر وصف دہان و کمر یار بڑہا
شعرا شعر مین کہنے لگے ایہام بہت

ایک چلو نہ بہرا خیر چلے اے ساقی
میکدے سیکڑون ساقی گل اندام بہت

آنکھین ہم سینکتے ہین حضرت موسی کیطرح
ابتو وہ بیٹھتے ہین آکے لب بام بہت

ترک چشم سیہ یار سے نشہ پائی رہے
کچھہ بلون پر ہے وہ گیسوے سیہ فام بہت

نہ اونہین ناز سے فرصت نہ ہمین غم سے نجات
مل چکے اونکی طرح ہمکو بہی ہین کام بہت

روز دو جام چڑہاتا ہے خدا خیر کرے
ہو چلا ہے فلک پیر بہی بدنام بہت

عشق گرمانے تو دو حسن چمک جانے تو دو
ہمسے ناکام بہت آپ سے خودکام بہت

ہاے صیاد نے کریاں مین غسلہ مارا — فکر تھی اوسکو ہماری سحر و شام بہت

ایک بوسے پہ بھلا جان مین کیونکر دیدون — کہ رقم آپکی تہوڑی سے ہے مگر دام بہت

جا تو ساقی کوئی قاضی کا پیادہ لے آیا — دہوم بھٹی مین مچاتے ہین مے آشام بہت

آمد و رفت نفس بند نہ کر کہنا مان — اسی مالے پہ مین جیتا ہون ترا نام بہت

قدر رندانہ غزل خوب کہی صل علی
رات کیا پی گئے تھے بادۂ گلفام بہت

۲۵

راہ تکی جو تمھاری رات آفت کی رہی بیداری رات — تارے گن گن کے گزاری رات ان آنکھون نین کاٹی ساری رات

آئی پہاڑ سی بھاری رات اس ہجر مین پھر اندہیاری رات — اتنی بڑہی ہی ہماری رات ایک ایک گھڑی ہے ساری رات

وصل سے گہڑی بھر نورانی آئی تو پھر اے راحت جانی — بھینی بھینی بھیگی سہانی میری پیاری پیاری رات

مو بافِ اونکا ہی زنگاری موے سیہ ہین قدرت باری — شام سے آئی رات اندہیاری پچھلے کو ہو زنگاری رات

اب نہ چلیگا حیلہ حوالا وصل مین اچھا نخرا نکالا — وعدون مین تمنے دن بھر ٹالا تو نہین ساری گزاری رات

زلف کا حلقہ پھر مین لایا آنکھ نے جادو اپنا جگایا + — دل کو بچانا میرے خدایا آج ہی اس پر بھاری رات

تمنے خبر لی پھر نہ پلٹ کر آٹھ پہر کیا گزری ہم پر — روئے پیٹے بلکے دن بھر تڑپے او چھلے ساری رات

کام بنا در پردہ ہمارا آنکھ کا پردہ رد کا سارا — خانۂ دل مین لاکے اوتارا آئی جو اونکی سواری رات

چہرہ دکہا کر ہمکو وہ کافر زلف مین اپنی پہانسیگا آخر — چار ہی دن کی چاندنی ہے پھر آئیگی اندہیاری رات

کچھ بھی عزیز و تاب و توان ہے اسکی ہمین برداشت کہان ہے — سنگِ مزار سے دن بھی گران ہے یون تو لحد مین ہے بھاری رات

کیسی آنکھ مین چربی چھائی خوب سزا گلگیر سے پائی — شمع کی لو پر پروانے پر آئی کھینچے ہوئے جو کٹاری رات

دن کو وصل کا جھگڑا چھوٹا شب کو ہجر کا رونا چھوٹا — چلئے اچھا پیچھا چھوٹا آپکا دن تو ہماری رات

صبح نمایان رخ کے سبب تھی مکر کا پتلا چاندنی شب تھی — دہوکے مین خلوت اونکی غضب تھی اف دی تری عیاری رات

دہوپ کا پردہ ہی یہ سراسر دن کا کلیجا جلتا ہی ہم پر
نام کو شبنم گرتی ہے شب بہر کرتی ہی ہمیر زاری رات

باہین نہ دہنے چین ہے تجھکو خواہ ادہر سو خواہ ادہر سو
دیکھہ چکا تو دل کو جگر کو تڑپے باری باری رات

وصل کی شب کل ہمنے منائی آج وہی شب غیر نے پائی
چاند کی صورت ہے ہرجائی پہرتی ہی ماری ماری رات

آخر شب ہے چوٹی ساری رات ہوئی موباف ہے بہاری
آدہی رات ہے مانگ تمہاری بال ہین کند ہکر سیاری رات

سینے مین اک کہرام ہے ڈالا آنکہہ کے لڑتے ہی کام ہوا
صبح کو کام تمام ہوا وہ پڑ گئی دل پہ کٹاری رات

ناحق نشا اوتار رہی ہین ناحق آپ سنوار رہی ہین
آنکہین بال بگار رہی ہین کی ہے کہین منہجاری رات

ہے غریبون کے گہر آکر کیا کرے دولت وصل لٹا کر
ساتون فلک کے تاری پاکر بنگئی ہفت ہزاری رات

شام سے اوس نے وہ ہوش اڑائی پہچلے سی نالے رنگ وہ لائے
ہم بہی رات سے عاری آئے ہمسے بہی آئی عاری رات

آئینہ خود آئینے کا گہر تہا آئینہ رخ کے جو پیش نظر تہا
خود دل شب مین شب گذر تہا زلف جو اوسنے سنواری رات

ٹوٹا دل کا جو چہالا ہمارا عشق خط رخ کہل گیا سارا
ہجر کی شب مین ٹوٹا وہ تارا ہوگئی سب زنگاری رات

قہر ہی شب بہر ہجر کا ہونا ایک تڑپنا ایک ہے رونا
سوچ مین تیرے کیسا سونا ڈوبے اوچہلے ساری رات

زلف شب قدر اونکی ہی ساری دلکو پہر اوسمین کیا دشواری
بڑہکے کریگی خود دلداری وہ تو ہی **قدر** ہماری رات

ردیف ثائے مثلثہ

آنکہہ کو سرمہ سے ہے منظور نظر کیا باعث
کیون دیا صاد یہ بیکار زبر کیا باعث ۱۵

اے اجل تو بہی خفا ہوگئی دلدار کی ساتہہ
کوئی آتا نہین دونون مین ادہر کیا باعث

طفل دل دامن گیسو مین پڑا ہے بیمار
لگ گئی کیا تری آنکہونکی نظر کیا باعث

ایک ساعت ترے آنیکی مقرر ہوگی
نیند آتی نہین کیون آٹہہ پہر کیا باعث

آفتاب رخ پر نور کو دیکھا شاید
ورنہ کیون خشک ہو بے دیدۂ تر کیا باعث

عدم آباد کو بھیجو گے سیہ بختون کو
بال لٹکائے ہین کیون تا بہ کمر کیا باعث

سنتے ہین برف مین بھی آگ رہا کرتی ہے
ٹھنڈی سانسو نہین نہو سوز جگر کیا باعث

خاک حاصل ہے ہوا جسکو سمائی ہے یہان
کیون بگولے نے زمین خاک بسر کیا باعث

کس بد اطوار کا دامن ہے اجل نے پکڑا
نیمچا آج ہے کیون زیب کمر کیا باعث

ہو نہین حیران بڑہاپے مین یہ غفلت کیسی
نیند آئی مجھے ہنگام سفر کیا باعث

جان لیتی ہے شب ہجر کسیکی ہر شب
روز پھٹتا ہے گریبان سحر کیا باعث

کسی سرکش کو خدا نے نہ سرافراز کیا
سرو مین کیون نہین آتا ہے ثمر کیا باعث

آتش رخ سے مرا دل تو پھنکا جاتا ہے
تیرا گھونگٹ نہ جلا رشک قمر کیا باعث

کیا مرے ساتھ شب ہجر نے پھیری ہے چھری
بولتا آج نہین مرغ سحر کیا باعث

تم ہو بہولے ہوے اللہ پہ شاید اے قدر
ورنہ یون رہتے ہو اعدا سے نڈر کیا باعث

٢٦

بسملون پر لوٹتا ہے قاتل عبث
تو ہوا جاتا ہے خود بسمل عبث

چال خنجر کی نہ چل قاتل عبث
جھک کے تو مجھسے نہ اتنا مل عبث

تھی نہ آب خنجر قاتل عبث
ہچکیان لینے لگے بسمل عبث

کر نہ غمزے خنجر قاتل عبث
آج ادا ہو کر نہ مجھ سے مل عبث

مفت مین خنجر یہ خنجر چلگیا
ذبح کرنے کو جھکا قاتل عبث

ہاے پہر سینے سے قاتل اوٹھ گیا
یہ تڑپ ہے تیری اے بسمل عبث

بے دہنون سے غم کی فرمایش ہے کیون
بے دلون سے مانگتے ہو دل عبث

تیغ ابرو کو نہ آئینہ مین دیکھہ
آپ تو اپنا نہو قاتل عبث

ہضم کرنے کا ارادہ تو نہین
لیکے دل پھر مانگتے ہو دل عبث

چلتے چلتے کشتی مے رہ گئی
رک گیا ساقی دریا دل عبث

تو جو اے دلبر ہمارا دل نہین
کیون پہڑکتا ہے ترا تل تل عبث

ہوگا سینے سے جدا وہ نازنین
تو تڑپتا ہے بہت اے دل عبث

تو نے کب جھیلی شب تاریک ہجر
فق ہے منہہ تیرا مہ کامل عبث

کیون کرون پتھر سے شیشہ چور چور
کیون ملاؤن تیری دل سی دل عبث

آگ مین دانہ کبھی جمتا نہین
ہے رخ روشن پہ تیری تل عبث

جو نہ سوز غم سے ہو جل بھن کے خاک
وہ جگر بیکار ہے وہ دل عبث

خود ہی تل پڑتا نظر لگتی اگر
منھہ کا جل کا بنایا تل عبث

خون گرفتہ ہون مرا بے موت مین
مجھسے چھوٹا کوچۂ قاتل عبث

کیون کھلون فکر میان یار مین
ہیچ ہے بیکار لا حاصل عبث

شمع کی مانند کٹوادی زبان
بک نہ اتنا عارف کامل عبث

زلف مین ناحق دل بیتاب ہے
دام مین ہے طائر بسمل عبث

پھر ترا دہیان آگیا محشر ہوا
ہوش مین آیا ترا غافل عبث

قیس کی آنکھو مین تپلی ہی سیاہ
کب ہے دید لیلی محمل عبث

داغ پروانہ کوئی چہوٹے گا شمع
کیون ستی ہو گی سر محفل عبث

تیرا سہرا اور تیشہ کوہکن
کاٹتا ہے عشق کی منزل عبث

دل تو کب کا اشک ہو کر بہہ گیا

قدر کرتے پہرتے ہو دل عبث

مختار ہون تو پہر خطِ تقدیر ہے عبث | ۱۵ | مجبور ہون تو تہمت تقصیر ہے عبث

ابرو عبث نہ زلف گرہگیر ہے عبث | | پر کاٹ پہانسی ہی بہت بے پیر ہی عبث

ابروے کج ہی ہیچ جو سیدہی نہ مانگ ہو | | سیج ہے کمان باندہنا بی تیر ہے عبث

معشوق جسکا دور ہو حال اوسکا سوچیئے | | اس باب مین حضور کو تحریر ہے عبث

احباب مجہکو اونکی طبیعت پہ چہوڑ دین | | کچہہ اور اس مریض کی تدبیر ہے عبث

اے جوشش جنون جو سلامت ہے لاغری | | یہ ہتہکڑی یہ طوق یہ زنجیر ہے عبث

ہم در کنار غیر پہ چہوڑا نہ ایک ہاتہہ | | بس کہولئے کمر سے یہ شمشیر ہے عبث

جنت کا کیا محل ہے نصیحت کی لیجئے | | اے واعظو یہ وسعت تقریر ہی عبث

پہلو بدل بدل کے کٹے رات تو سہی | | کیا میری جان نالۂ شبگیر ہے عبث

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست | | ساقی پلا بہی دے کہین تاخیر ہے عبث

ایسا نہو کہ خلق تجہے سنگدل کہے | | اتنی نہ کہائی اے بت بے پیر ہی عبث

گردن کے گہوٹنے کو گریبان کم نہ تہا | | طوق گران جنون مین گلوگیر ہے عبث

جو میرے حق مین تم کہو وہ آیت و حدیث | | یہ بات ہے تو پہر خط تقدیر ہے عبث

ایذا رسانیون سی اندہیرا مجہے قبول | | کیا کام اسکا بزم مین گلگیر ہے عبث

آنکہین لڑائین قدر نے آنکہین دکہائیے
کچہہ اور اس غریب کی تعزیر ہے عبث

باتین کرتے نہین اے غنچہ دہن کیا باعث | ۱۳ | پہول جہڑتے نہین اے رشک چمن کیا باعث

دیکہکر زلف کو کیا آتش غیرت بہڑکی | | کو پلا جل کے ہوا مشک ختن کیا باعث

روے روشن مین اگ گیا بن خورشید نہین
خشک رہتا ہی ترا چاہ ذقن کیا باعث

ہمد مو کیا وہ نہین آئے مری میت مین
ابتلک لاش ہے بیگور و کفن کیا باعث

کچھہ تو بدلی ہے ہوا دیکھئے کیا گل پھولے
آج ہے اور ہی عالم پہ چمن کیا باعث

بال ہے تیری کمر یار لجا لو تو نہین
پھر چُراتی ہے نگاہون سے بدن کیا باعث

نوجوانون کو مٹا کر تجھے غم ہے شاید
جامہ آبی ہے ترا چرخ کہن کیا باعث

نہ مین یوسف ہون نہ یعقوب کے فرزند نہین وہ
پھر مرے پیچھے پڑے اہل وطن کیا باعث

کیا مرے ساتھہ گیا زیر زمین جوش جنون
نہ رہا قبر مین اک تار کفن کیا باعث

غیب دانون سے معمے یہ کبھی پوچھون کا
نہ کمر خلق ہوئی وہ نہ دہن کیا باعث

چشم نرگس سے بھی تم کرتے ہو پردہ شاید
کیون نہین کرتے ہو گلگشت چمن کیا باعث

شام غربت کسے اوس زلف نے دکھلائی ہی
اپنا سر دہنتے ہین یاران وطن کیا باعث

بے سبب آپکا چہرہ نہین اُترا اے **قدر**
کچھہ تو فرمائیے اے مشفق من کیا باعث

۱۵

کہتا ہی کہ ظالم مین تو نہین ظلم کی پہر بنیاد عبث
کیون بارہ چہری پر رکہتا ہی تو کاجل ہی ستم ایجاد عبث

کیون لاش مری پر روتی ہین سب منت مین آنکھین کھوتی ہین سب
جو کوئی گا نہ خواب مرگ سے بین ہے شور عبث فریاد عبث

ہے مرضی مولا از ہمہ اولی تیرا اجارہ اسمین نہین
ہر عیش مین ہے تو شاد عبث ہر رنج مین ہے نا شاد عبث

سودا ہی تجھے قارون تعینہ بن کچھہ راہ خدا مین صرف بھی کر
یہ بوجھہ نہ تجھسے اٹھہ سکیگا سر پہ بہت تو لاد عبث

پتا نہ ہلے بے حکم خدا بے اوسکے پرند مارے نہ پر
پھر باغ مین پھر آتا ہی کیون گلچین کو لئی صیاد عبث

برچھی ہی نگہ ابرو ہے کمان آنکھین ہین چہری ناوک ہی پلک
پھر قتل پہ ناحق باندہی کمر ہتیار سجے جلاد عبث

تصویر نہ اونکی کہینچ سکیگا دیکھہ ادہورا کام بھی کیا
کھینچی کی نہین معدوم کمر محنت تو نہ کر بہزاد عبث

ابرو کا فدائی ہون مین ترا تو مجھسے ہون نہ پڑ ڈال نہ بل
جو آپ ہی تجھپر مرنے لگا پھر اوسپہ نہ کر بیداد عبث

مُنہہ مانگے ملی ہی موت کسی دل کو ہی مری سودا سا ہوا
بے وقت اجل کب آنے لگی ہی یار کی اوسکو یاد عبث

مرنے پہ سلوک ای عشق یہ کیا رکھا نہ کہین کا تو نے مجھے
آہون کا تصور بندہ جو گیا سب خاک ہوئی برباد عبث

جب جان پر اپنی کھیل گئے رستم بھی اگر ہو مال ہی کیا
خسرو پہ نہ ہاتھہ اک صاف کیا سر پھوڑ لیا فرہاد عبث

ہم تو ہین نثار سرو قدان وہ جانورون سے چال چلین
تنتے ہین چمن مین سرو عبث کھنچتے ہین کھڑے شمشاد عبث

سینے مین تپان ہے دل جو مرا ہے کون پکڑتا ہاتھہ ترا
تو عمر بھر اپنی زلف مین رکھہ ہی جبل عبث صیاد عبث

سودا ہی غضب کا خون کہان سب جلکے ہوا ہی خاک سیاہ
ہی چشم سیہ کا روگ مجھے نشتر نہ لگا فصاد عبث

اک ہاتھہ سے تالی بجتی نہین ای قدر تمھین کیون خبط ہوا
لو تمکو تو بھولے بیٹھے ہین وہ تم کرتے ہو اونکو یاد عبث

ردیف جیم تازی

١٦

قاصد یہ کہنا یا کے مرے یار کا مزاج
پوچھا ہے اک غریب نے سرکار کا مزاج

خورشید حسن کہتے ہین یا پادشاہ حسن
شاعر بگاڑتے ہین مرے یار کا مزاج

یہ لن ترانیان ارنی سے زبان پر
بہکا ہوا ہے طالب دیدار کا مزاج

صیاد نے چمن مین قفس لا کے رکھدیا
کیا پوچھتے ہو مرغ گرفتار کا مزاج

منت کش مسیح نہو گا وہ حشر تک
ہے عرش پر حضور کے بیمار کا مزاج

حافظ خدا ہے گور غریبان کا اندنون
بگڑا ہوا ہے یار کے رہوار کا مزاج

نے نکھری کب وہ آتے ہین کوٹھے پہ شام کو
پہچانتے ہین طالب دیدار کا مزاج

دونون جہان کی قید سے چھوٹا اسیر زلف
قابو مین کب ہے تیرے گرفتار کا مزاج

بلبل کی وہ سنے نہ یہ میری کبھی سنے ‌ ‌ ‌ ملتا ہے گل سے کچھ مرے دلدار کا مزاج

دو گز زمین پائی جہان مر رہے وہین ‌ ‌ ‌ کیا خفتگان سایۂ دیوار کا مزاج

ٹیڑھا نہوگا ہم سے ہمارا خدا اگر ‌ ‌ ‌ سیدھا رہے گا اوس بت عیار کا مزاج

تنگی گلی کے وہ چلتا ہے ہر قدم ‌ ‌ ‌ کیا پھر گیا ہے عاشق رفتار کا مزاج

عشق بتان مین باندھکے رکھو نہ رہ سکون ‌ ‌ ‌ خوگر ہوا سکونت کہسار کا مزاج

کب آگئی ہر طبیب کے پھیلے گا اوسکا ہاتھ ‌ ‌ ‌ جو تھے فلک پہ ہے ترے بیمار کا مزاج

صیاد سے کہو رگ گل کا بنائے جال ‌ ‌ ‌ نازک بہت ہے بلبل گلزار کا مزاج

فرہاد و **قدر** و وامق و مجنون ہین ایک سے
مثل عناصر ایک ہے ہر دو چار کا مزاج

١٢

کیون مثل شمع رو ؤن نہ اس انجمن مین آج ‌ ‌ ‌ سوز دروں سے آگ لگی تن بدن مین آج

مژدہ سنا صبا سے جو فصل بہار کا ‌ ‌ ‌ پھولا نہین سماتا ہے بلبل چمن مین آج

پتھر کی پار ہوتی ہے برچھی نگاہ کی ‌ ‌ ‌ دہاگین بندھی ہوئین ہین تمہاری دکن مین آج

پڑھتے ہین شعر وصف مین دندان یار کے ‌ ‌ ‌ موتی بھرے ہوئے ہین ہمارے دہن مین آج

بکھرے جو منہہ پہ زلف تو اندھیر چھا گیا ‌ ‌ ‌ کیا چاند چودھوین کا چھپا ہی گہن مین آج

غنچون مین یہ دہن نہ عنادل مین یہ سخن ‌ ‌ ‌ اے گل نہین ہے آپکا ثانی چمن مین آج

تربت پہ تمنے پای حنائی جو رکھہ دیا ‌ ‌ ‌ اک آگ سی لگی ہے ہمارے کفن مین آج

مذکور کسکے عارض رنگین کا آگیا ‌ ‌ ‌ باتون سے پھول جھڑتے ہین اس انجمن مین آج

کس نوجوان نے منہہ سے لگا کر دیا ہی جام ‌ ‌ ‌ ساقی نیا مزہ ہے شراب کہن مین آج

پائی نہ ایک گل مین بھی بو اوس نگار کی ‌ ‌ ‌ شبنم کی مثل روتی پھرے ہر چمن مین آج

دن عید کا ہے آئینگے ہم لوگ نذر کو
بیٹھو بناؤ کر کے ذرا انجمن مین آج

کعبے مین کل تو قدرِ ادنہین کر چکے تلاش
ڈھونڈھینگے جا کے بتکدۂ برہمن مین آج

۲۳

نازک ہے یو سے اوس ستم ایجاد کا مزاج
جب تو ہوا یہ رہتا ہے صیاد کا مزاج

ابرو نے کر دیا نئی ایجاد کا مزاج
ٹیڑھا ہے تیغ سے کہین جلاد کا مزاج

رنگین سمجھکے اوس ستم ایجاد کا مزاج
پوچھا دہان زخم سے جلاد کا مزاج

آہوے چشم یار کی تصویر کھینچکر
وحشی ہوا ہے مانی و بہزاد کا مزاج

کلیونکو توڑ توڑ کے زخمی کئے ہین یہ
گلچین سے لڑ گیا مرے صیاد کا مزاج

مر کر نہ جائین صاحبِ جوہر کی قوتین
جب تو قوی ہے کشتۂ فولاد کا مزاج

میلے مین جیسے دوست کسی دوست سے ملے
محشر مین یون مین پوچھونگا فرہاد کا مزاج

اپنی خودی مین آپ سے باہر ہین اہلِ دل
پابندیون مین رکھتے ہین آزاد کا مزاج

ہنستے ہوئے جو آپ چلے آئین دفعتہً
کیا شاد ہو حضور کے ناشاد کا مزاج

وہ تیوریان چڑھائین وہ ابرو پہ بل پڑا
آیا بلون پہ وہ ستم ایجاد کا مزاج

اس درجہ میرا خون سمایا تھا ذہن مین
رنگین ہو گیا مرے جلاد کا مزاج

شانہ ہو زلف مین تو لچکنے لگے کمر
نازک ہے ہیرے غیرتِ شمشاد کا مزاج

طفلی کا وعدہ تمسے جوانی مین ہو وفا
دیکھا سنا نہین کہین استاد کا مزاج

یہ سخت جانیان کہ ذرا سانس بھی نہ لی
دیکھا شہید خنجر فولاد کا مزاج

زار و نزار غم مین دل چاک چاک ہے
صورت جو قیس کی ہے تو فرہاد کا مزاج

تلوار تولتے ہوئے شانہ اتر گیا
کیا تولہ ماشہ ہے مرے جلاد کا مزاج

ہان اے زبان تیشہ بہت دون کی نہ لے
کچھہ بیستون سے سخت ہے فرہاد کا مزاج

مردان حق سے قحبۂ دنیا بہت نہ اوڑ
صورت چڑیل کی تو پری زاد کا مزاج

دیکھا جو زیر دام پھڑکتے ہوئے مجھے
کیسا پھڑک گیا مرے صیاد کا مزاج

ٹھنڈا ہے کوئی دم مین ہوئے ہاتھہ پاؤن سرد
ہے سرد تیرے کشتۂ بیداد کا مزاج

ہے جیسی روح ویسے فرشتے شکل ہی یہ
واعظ ہی پوچھتے رہین زہاد کا مزاج

برہم ہے پیچ کہاتا ہے کیسا بلون یہ ہے
کیا زلف ہو گیا ستم ایجاد کا مزاج

کلیان چٹک رہین ہین جو اے **قدر** باغ مین
گل پوچھتے ہین بلبل ناشاد کا مزاج

۲۱

دلکو ہے مژگان ترک دلشکن کی احتیاج
اس گرہ ہی کیواسطے ہی اک تمن کی احتیاج

اب بہی کچھہ باقی ہے کیا اسمین سخن کی احتیاج
ہم وہ بت راضی تو پہر کیا برہمن کی احتیاج

جان من ہنجو نکے بہل چلنا یہ ٹن ٹہن کیا ضرور
بہولی بہولی شکل ہے کیا بانکپن کی احتیاج

لاغر اتنا ہون کہ پیرہن چیونٹی کا کافی ہے مجھے
سبزۂ خط پر فنا ہون کیا کفن کی احتیاج

رات کو چھپکر نکلجاتا ہے سورج کی طرح
اب مرے گہر مین نہین اوس بدچلن کی احتیاج

یہ گناہون کی ندامت کا بڑا احسان ہے
خود زمین مین گڑ گیا کیا گورکن کی احتیاج

تنگ آیا لاغری سے اسقدر مین آج کل
ڈوب مرنے کو ہی اوس چاہ ذقن کی احتیاج

دخل لہرونکا نہین آئینے کے تالاب مین
تیری پیشانی کو کیا چین و شکن کی احتیاج

کنکرون پر لوٹتا ہون جوش سودا ہی سے مجھے
کب یہان ہے کودکان سنگزن کی احتیاج

بوسہ مانگون تو دہن کی تمکو کچھہ حاجت نہو
گالیان کھاون تو ہو جاے دہن کی احتیاج

خوش نفس رہتے ہین دنیا کی علائق سے جدا
روح کو ہرگز نہین ہوتی کفن کی احتیاج

وحشی مجرم ہون تنگی گریبان کم نہین
خود گلا گھٹ جائیگا کیا تیغ زن کی احتیاج

دل دیا جبدم تو پھر اپنا پرایا چھوڑ دئے
مٹ گئے جب خود تو پھر کیا ما و من کی احتیاج

دل مین آہین اک طرف ہین اور اک سو داغ ہین
میرے گلشن کو نہین سرو و سمن کی احتیاج

اے صنم لاکھون مرے بیٹھے ہین تم پر آج کل
اسکو حاجت گور کی اُسکو کفن کی احتیاج

دم نہین تو عشق کسکا جان ہے تو ہی جہان
بلبل تصویر کو کب ہے چمن کی احتیاج

اسقدر اے شمع رو گھل کر مرے ہم آپ پر
اک پر پروانہ بس ہے کیا کفن کی احتیاج

جا کرا دن زلفون مین دل رخسار کو ڈھونڈا کیا
شام غربت مین رہی صبح وطن کی احتیاج

چشم بد دور آپکے بازو پہ زیور کیا ضرور
نیلا تاگا باندھئے کیا نورتن کی احتیاج

دونون زلفون سے تمہاری عطر آگین ہے مشام
کب ہمین ہے عنبر و مشک ختن کی احتیاج

قدر فن شعر کس کام آئے گا توبہ کرو
اس زمانے مین نہین صاحب سخن کی احتیاج

ردیف حاے حطی

۱۷

جو چاہے آئے جائے خرید ا کسطرح
گھر ہو گیا ہے آپکا بازار کی طرح

تار وز حشر آپ نہ سلجھا سکین اوسے
گیسو بڑھے ہے جو میری شب تار کی طرح

سینے سے ہم لگائے رہے اہل گیا
تصویر یار پاس رہی یار کی طرح

تربت مین ہم جو زخم جگر ساتھ لیگئے
سبزہ لگا ہے مرہم زنگار کی طرح

یارب زمین سخت ہے اور آسمان دور
بے بس ہوا ہون مرغ گرفتار کی طرح

رندون کی بات کا کوئی دے سکتا ہی جواب
واعظ بھی کھو گیا دہن یار کی طرح

اے یار لامکان مین جو تیری خبر ملے
اچکون مین عرش تک تری دیوار کیطرح

آنکھون پہ لوگ مجھکو بٹھاتے ہین خلق مین
سب سے جھکا ہون ابروخمدار کی طرح

دیکھو دبے زبان سے بوسی کا حکم ہے
اقرار آپ کرتے ہین انکار کی طرح

پانی مرا جو اشک پیئے مین نے ہجر مین
سینہ ہے چاک رخنۂ دیوار کی طرح

وہ رند ہون کہ خردۂ مینا جہان ملے
پہلو مین اپنے رکھہ لون دل زار کیطرح

قاتل نکل ہی جائیگی منہہ سی بری بھلی
ہم بھی زبان رکھتے ہین تلوار کی طرح

اچھے جو تھے وہ پہلے ہی دنیا سی چل بسے
آگے بڑہے وہ قافلہ سالار کی طرح

نالان ہو کیون نہ دل مرا زلف سیاہ مین
یہ رات اوس پہ بھاری ہی بیمار کی طرح

منہہ پر نقاب ڈال لے اے آفتاب حسن
ہم دہوپ مین کھڑے ہین گنہگار کیطرح

وہ شعر کیا جو زلف کی صورت اولجھہ رہے
ہو صاف صاف یار کے رخسار کیطرح

اے **قدر** وصل مین جو سنائین وہ تلخ بات
پی جائیگا شربت دیدار کی طرح

۲۰

پہنو تم اپنے کان مین بالا کسیطرح
لٹکاؤ یار ہالے مین ہالا کسیطرح

بدصورت اونکو شہر مین کہتے ہین اسلیئے
جسمین وہ کھولدین رخ زیبا کسیطرح

پیری مین بھی نہ موے سر اپنے ہوئی سفید
جاتا نہین دماغ سے سودا کسیطرح

محشر تک انتظار مین تیرے جئے کا کون
مانونگا مین نہ وعدۂ فردا کسیطرح

پھیلاؤ جالی لوٹ کی کرتی کمر تلک
پھانسو تم آج دام مین عنقا کسیطرح

نظرون سے گر گیا تو وہ پلکونمین گھر کیا
بچتا نہین ہے آپکا تاکا کسیطرح

ہم بھی نکل کے قبر سے دیدار دیکھہ لین
عالم کو کیجیے تہ و بالا کسیطرح ٹر

دریا بہایا نجد مین آنکھون سے قیس نے — چلتا نہین ہے ناقۂ لیلی کسیطرح

ہٹ کر حضور بیٹھے ہین گستاخیان معاف — کہنے مین اب نہین دل شیدا کسیطرح

سرگشتگی ہے روح سی اس مشت خاک کو — قایم کبھی رہا نہ بگولا کسیطرح

غصے سے آنکھہ سرخ نہوگی حضور کی — لالہ نہوگی نرگس شہلا کسیطرح

دل پر تمہاری آنکھہ پڑی حشر ہو تو ہو — کعبے کی چہت پہ آئین مسیحا کسیطرح

غصے مین لال پیلے اسی واسطے ہوئے — کہلاؤ جسمین تم گل رعنا کسیطرح

اللہ رے ضعف عشق مین مین مرگیا — اوٹھا نہ مجھسے ناز مسیحا کسیطرح

انگور اوتر کے تاک سے یارب کہنچی شراب — ہو آفتاب عقد ثریا کسیطرح

محفل مین آپ شوق سے آنکھین لڑائیے — دیکھون مین پتلیونکا تماشا کسیطرح

منت بہی کی خوشامد بہی پاون بہی پڑے — لاکھون طرح منایا نہ مانا کسیطرح

پتلی سے میری کیون نہ وہ پتلی لڑی رہے — ہوتا نہین جدا کبہی جوڑا کسیطرح

اے لاغری مین اونکے قدم سی لگا رہون — بنجاؤن کہل کے خط کف پا کسیطرح

اے **قدر** ناحق آپ چلے ہین منانیکو
وہ ہٹ دہرم نہ مانے گا اصلا کسیطرح

۲۳

ہان شوق کہچکے وہ ادہر آئین کسیطرح — ہان ناز کی یہ ہے کہ اوٹھنے نہ پائین کسیطرح

دل مین ہمارے آپ سمائین کسیطرح — در پردہ سینے سے تو لگائین کسیطرح

مین آنکھین پہاڑ پہاڑ کی دیکھون یہ شوق ہے — آنکھون مین بالکل آپ سمائین کسیطرح

فرقت کی شب مین ہم جگر و دل سی تنگ ہین — آتا ہے چین دہنے نہ بائین کسیطرح

بوسے جبین سے تا بہ ذقن لینے دیجیے — ہم آپ کے دہن کو تو پائین کسیطرح

لیجا کے رکھدیا خطِ تقدیر حشر مین
ثابت ہوئین نہ میری خطائین کسیطرح

سینے پہ سر دہر کبھی زانو بغل مین لائے
مطلب یہ ہے کہ دلکو دکھائین کسیطرح

ساقی سے جا کے لین ابھی ہم لال لال مے
اوٹھین تو اودی اودی گھٹائین کسیطرح

آنسو بہائے دستِ نگارین سے پونچھکر
پانی مین آپ آگ لگائین کسیطرح

قاتل بہی بن جوے لبِ جانان تو ہی ہیچ
سیکھہ ابروون کی بانکی ادائین کسیطرح

اے زلف یار حضرتِ دل آ چلے ہین پہر
اب دام سے نکلکے نہ جائین کسیطرح

اوٹھواتے ہین وہ بزم سے ای بار غم مدد
جب جا نہین ہم کہ اوٹھنے نہ پائین کسیطرح

بہوے ہین وہ ہماری وفائین تو بہول جائین
بہو لینگے ہم نہ اونکی جفائین کسیطرح

دریا مین دیکھہ لین وہ حبابونکا پہوٹنا
منعم جہان مین سر نہ اوٹھائین کسیطرح

کیون بار بار سامنے رکھین نہ آئینہ
ہم اپکا غرور تو ڈہائین کسیطرح

تیوری چڑہائین آنکھین دکہائین گہڑی بہی لین
اس پردے مین وہ آنکھین لڑائین کسیطرح

نالہ کجا دہن ہے ہمارا دہان زخم
ممکن نہین کہ مونہہ ہلائین کسیطرح

دینگے ہم اونکو دیدۂ حیران کا آئینہ
جسمین وہ ہمکو منہہ تو دکہائین کسیطرح

نکلے کسیطرح جو نہ ادریس خلد سے
ہم بہی نہ کوے یار سے جائین کسیطرح

سجے مین سہے اونکے در پہ کرین جبہہ سائیان
تقدیر کے لکھے کو مٹائین کسیطرح

آؤ لپٹ لپٹ کے پسینے پسینے ہون
دل کی لگی ہم آج بجھائین کسیطرح

کچھہ وہم سی کمر تو دہن کچھہ گمان سا ہے
دونون وہ ہین کہ ہاتھہ نہ آئین کسیطرح

مہندی تمہارے تلوون مین کیونکر ملین نہ قدر
آخر یہ اپنا رنگ جمائین کسیطرح

۱۶

دو قدم چل نہ سکا اوس بت گلرو کیطرح
سرو نے لاکھ اڑائی قد دلجو کیطرح

روتے روتے شب فرقت مین اندھیر چھایا
ابتو آنکھین بھی بہی جاتی ہین آنسو کی طرح

دیکھو باریک کمر کو تو وہ ہی بال کی کھال
پوچھو اوس تنگ دہن کو تو سر مو کی طرح

سوزش باطن و ظاہر سے مری رونق ہی
کبھی پروانے کی صورت کبھی جگنو کی طرح

صبح رخسار سے ہٹتی نہین اللہ رے طول
شب یلدا بھی نہو گی شب گیسو کی طرح

قتل کر کے مجھے ایسے کف افسوس ملے
طائر رنگ حنا اوڑ گیا جگنو کی طرح

شمع داغ دل سوزان ہی اگر ملکے چلے
گرم ہو جائے نسیم سحری لو کیطرح

ضعف سے نرگس بیمار کے بیمار ہین ہم
جب گرے اوٹھ نہ سکے پہر کبھی آنسو کیطرح

شب فرقت مری رونے سے ہی برسات کی رات
چرخ سے تارے اوڑے جاتی ہین جگنو کیطرح

قد موزون کے نظارے کی تمنا ہی مجھے
آنکھین تہرا گئی ہین سنگ ترازو کی طرح

رکھکے سر پاؤن پہ روتا ہون دلاسا دو تم
سرکشی اب نکرو سرو لب جو کی طرح

رشتۂ زلف معنبر سے سیا زخم جگر
حب تو انگور بند ہا نافۂ آہو کی طرح

قتل کرتی ہین مجھے اونکی نشیلی آنکھین
دور جمشید ہوا دور ہلاکو کی طرح

کبھی آتی نہین وہ میرے سیہ خانے مین
چاندنی کو بھی ہی شرم اوس بت مہر و کیطرح

کیا بہار آئی ہے انگور ہے چشم مخمور
بار سے شاخ جھکی جاتی ہے ابرو کیطرح

ردف کی قید رہے ایسی غزل کہئے قدر
کام کرتا ہے کلام آپکا جادو کی طرح

۱۱

گھر مین ہون آپ سے باہر دل محزون کی طرح
کون جنگلین پہرے وامق و مجنون کی طرح

بانٹ دے نام پہ اللہ کی حاتم بنکر
سر پہ کیا لادکے لیجائیگا قارون کی طرح

چشم میگون کے تصور مین لہو روئے ہم
باغ مین نرگس وگی دیدۂ پرخون کی طرح

صورت چرخ مٹا کر مرا ماتم نہ کیا
کپڑے آبی نہ رنگے آپنے گردونکی طرح

بیٹھیے مصرع ثانی نہ لگائے کوئی
حشر برپا نہو صاحب قد موزونکی طرح

چشم مخمور مین کیفیت جام مل ہے
لال ڈورے بہی ہین موج مے گلگونکی طرح

شعر مین آئی زبان سے تو زبان پر دل سے
عرش سے دل مین اُترآئے ہو مضمونکی طرح

محتسب کو ملک الموت سمجھتی ہے وہ
بیٹھی ہے دختر رز خم مین فلاطونکی طرح

نفی ہو جاتے ہین جو لوگ بدلتے ہی نہین
ایک سا اوّل و آخر ہے مرا نون کی طرح

بوے وحشت گل مضمون سے چلی آتی ہے
اندنون رنگ سخن جوش مین ہی خونکی طرح

قدر کیون عشق سے باز آتے ہو دیوانے ہو
ابتو مشہور ہوئے وامق و مجنون کی طرح

ردیف خای معجمہ

۱۸

بوٹی بوٹی ہی پھڑکتی صفت دل اے شوخ
کہ شرارت سے بہری ترا تل تل ای شوخ

قید ہاروت سے ہا یا اسمین مرا دل ای شوخ
ہے ترا چاہ ذقن یا چہ بابل ای شوخ

اپنے کیون خنجر ابرو پہ ہے مائل ای شوخ
آپ تو اپنا ہوا جاتا ہے قاتل ای شوخ

کہولدون حال ترا سب سر محفل ای شوخ
ورنہ اکدن تو اکیلے مین مجھے مل ای شوخ

کیا کڑی گات تری اودہری ہے اللہ اللہ
اس سے ثابت ہے کہ ہی سخت ترا دل ای شوخ

تیغ ابرو پہ مین ہر وقت فدا رہتا ہون
اب مناسب ہے تخلص مرا بسمل ای شوخ

چپکے ملنے کی عجب راہ نکالی تو نے
ربط رکہتا ہے مرے دل سے ترا دل ای شوخ

تلخ باتون نے تری لب کو اثر دکھلایا
خط بھی نکلا تو ہوا زہر ہلاہل اے شوخ

ایسا دیکھا نہین ہنسے کوئی بانکا ترچھا
سر سے پا تک تو تری وضع ہے قاتل اے شوخ

پہلے کب باندھا کیا کرتا تھا اونچا جوڑا
تو نے بے شبہہ چرایا ہے مرا دل اے شوخ

لب پہ ہلتا ہے ترے ناک کا موتی ایسا
جیسے تڑپے کوئی مچھلی لب ساحل اے شوخ

ہند زلف کجا مصحف رخسار کجا
ایک جا دیکھہ رہا ہون حق و باطل اے شوخ

کیون بڑہاتا ہے عبث گیسوونکو ایڑی تک
تو ہوا جاتا ہے پابند سلاسل اے شوخ

ہے مرے قتل سے انکار تو کیا ہوتا ہے
خود لہو ملکے شہیدون مین ہون شامل اے شوخ

کیا نمک مرچ لگاتا ہے کباب دل کو
ترا رخسار ملیح اور ترا تل اے شوخ

شمع پر روشنی شمع سے پروانہ گرا
تیری شوخی سے مین تجھپر ہوا مائل اے شوخ

جب ترا سامنا ہو گرتی ہے مجھپر بجلی
اچپلاہٹ تری کردیتی ہے بسمل اے شوخ

قدر دل بیچنے لایا ہے جو لینا ہے تو لے
اسمین کیا تیری خوشی اور ترا دل اے شوخ

۱۸

پرزے گھونگٹ کے اڑے مثل کتان چو مہ رخ
چاند کا چاند ہے اے جان جہان رخ کا رخ

میرے دل کیلئے آپس مین الجھتین زلفین
نہ صفائی کو اگر بیچ مین پڑجاتا رخ

انہین چارون مین کسینے تو مجھے مارا ہے
قد ہے رفتار ہے یا وضع تمہاری یا رخ

دل جو پاتا تو کلیجے سے لگا لیتا مین
بوسے رخسار کے لیتا جو کہین پاتا رخ

سنتے ہین برق تجلی پہ وہ غش کرتے ہین
دیکھہ لین حضرت موسی وہ بھبوکا سا رخ

کہین پیدا تو کرین طالب دیدار آنکھین
ایک آئینے سے پیدا ہون ابھی صدہا رخ

سنگ اسود ہی وہ ماتھے کا ترا خال سیاہ
پوشش کعبہ ہے گیسوے سیہ کعبا رخ

کیا کرین کیا نہ کرین عشق مین جی چہوٹتا ہے
ورنہ رستم سے بہی ہمنے نہ کبہی بدلا رخ

اس گلستان مین کوئی مجہسا نہین سبز قدم
میرے آتے ہی پہرا باد بہاری کا رخ

چشم حیران سے یہ وحشت ہے اوسی وارے نصیب
سامنے آئینے کے بہی وہ نہین کرتا رخ

ہم وہ عاشق ہین کمر کہو لگے بیٹہے بر رو
دیکہہ پائے جو کہین اچہی کمرا چہا رخ

جام جمشید سے آئینہ سکندر کا بنا
جب لگا منہہ سے پیالہ تو چمک اوٹہا رخ

ڈر یہی تہا کہ کہین پاون نہ پہر جاتے اودہر
نزع مین کیا ترے کوچے کیطرف کرتا رخ

پان مسی ہے نہ کاجل نہ خط و خال نہ زلف
ذبح کرتا ہے مجہے ہاے ترا سادا رخ

بول بالا قد بالا کا ہے گو گردون تک
قد بالا سے بہی لیکن ہے ترا بالا رخ

طالب دید نے اشکون سے جو سینچا گلشن
شاخ گل مین ہوئی پہولونکی جگہہ پیدا رخ

یک رخی چاند نے تصویر اوتاری تیری
تو نے کروٹ سے دکہایا جو اوسے آدہا رخ

بعد مرگ آکے عزیزون سے مرے پوچہتے ہین
قدر جب مرنے لگا تہا تو کدہر کو تہا رخ

۱۹

پرتو رخ سے ہوا یون خانۂ دلدار سرخ
جسطرح عکس شفق سے ہون در و دیوار سرخ

ہے مسی مالیدہ لب لاکہی سے کیا ای یار سرخ
یہ گل سوسن ہوا ہے صورت گلنار سرخ

جادۂ صحرا ہے جب مجروح تلوون سے چلون
صورت قوس قزح گردون دم رفتار سرخ

یار نکلا ہے دل پر خون کو برماتا ہوا
تیر تیرا کیون نہو پیکان سے تا سوفار سرخ

نقطۂ دایات وجدول کالی کالی صفحہ لال
تل سیہ انکہین سیہ زلفین سیہ رخسار سرخ

صاف تقریرون سے دندان ہو گئی اونکے سفید
لب ہوئے رنگین بیانی سے دم گفتار سرخ

پہوٹ نکلا ہی ترا رنگ اے بت گل پیرہن
جسم کو تیرے جو چہو جائے تو ہو تار سرخ

سوزشِ دل سے مرا سینہ بھبوکا ہو گیا
آگ جس گھر مین لگی ہو جاتی ہی دیوار سرخ

لال ہو گئے ساقیو آنے تو دو فصلِ بہار
ہن پہ ہن برسے گا ہو گا خانۂ خمار سرخ

تھوکتے ہین خون باغِ دہر مین اہلِ سخن
ہے شہادت کیلیے طوطے کی بھی منقار سرخ

آئین زلفین جھوم کر منہہ پر طمانچے پڑ گئے
نازکی سے ہو گئے دونون تیری رخسار سرخ

یاد کر کے فصلِ گل کو خون رویگی خزان
چشمِ نرگس ہو گی مثلِ دیدۂ خونبار سرخ

کھد گیئی کان بدخشان لعلِ لب کا دور ہے
ڈھیریان ہین لعل کی ہی جوہری بازار سرخ

خشمِ ظاہر سے صفائی باطنی جاتی نہین
کب نیامِ سرخ سے ہو جاتی ہی تلوار سرخ

اس زمین مین پھر پڑھ ہوئے قدر اک رنگین غزل
دستِ و پا کر دو عروسِ فکر کی دوبار سرخ

۱۵

خون رونے سے نہین مژگان دمِ دیدار سرخ
لڑتے لڑتے ہو گئے مرغِ نظر کی خار سرخ

ہی خوشی سے آج روسے بلبلِ نادار سرخ
کیا زرِ گل لے اوڑا ہی باغ سے دو چار سرخ

اوسکے منہہ پر جب مرا ذکرِ شہادت آئیگا
خود بخود مثلِ زبان ہو جائیگی تلوار سرخ

پائے رنگین سے زمین پر جو پڑا نقشِ قدم
زخم کی صورت اوبھر آیا دمِ رفتار سرخ

دیکھیے آئینۂ قدرت کی میناکاریان
خطِ عارض سبز ہی گیسو سیہ رخسار سرخ

کھل گئی وحشت مین الفت اوس طلائی رنگ کی
داغِ سودا ہین ہمارے صورتِ دینار سرخ

پھر ابھر آیا خون پھر یاد آگئی تیغِ نگاہ
پھر ہوا زخمِ جگر پر مرہمِ زنگار سرخ

زلف پیچان مین نہ کیون پرخون دلِ عشاق ہون
سننے مین آئے ہین اکثر کیمیاے مار سرخ

یہ شبِ ہجران مین نکلی ہے دلِ خون گشتہ سے
ہے شہاب آسا ہماری آہِ آتشبار سرخ

دیکھہ قاتل چشمِ خشم آلود سے دو تین بار
قتل کے محضر پہ میری مہرین ہون دو چار سرخ

روے گلگون دیکھکر آنکھون مین یہ سرخی کبھی | جسطرف اوٹھی نظر ہین سب در و دیوار سرخ
ماتھے پر افشان چنی چین جبین سے قتل کر | میرے خون ہی سے ہو تو ظالم تیغ جوہردار سرخ
ہم نے ٹکرا کر سر پر خون گہر ندا کر دیا | سو جگہہ سے ہو گئی اوس شوخ کی دیوار سرخ
اب کلیجا پیپ ہے آنسو جو آتے ہین سفید | خون تہا پہلے جو قطرے آگئے دو چار سرخ

تیرے آتے ہی خزان مین آگئی گویا بہار
زرد چہرہ **قدر** کا کیسا ہوا اک بار سرخ

ردیف دال مہملہ

۲۲
سنے گا باغ مین میری اگر فغان صیاد | دبا کے دانتو نمین رہجائیگا زبان صیاد
اجل کے منہہ مین ہون مین زار ناتوان صیاد | ہی تیرے غنچہ پیکان مین آشیان صیاد
تجھے سناؤن مین گلشن کی داستان صیاد | کہ چہچہا ہے مرا نظم بوستان صیاد
قفس بناتا ہے چنکر گلاب کی شاخین | ہوا ہے مرغ چمن کا مزاجدان صیاد
مری تلاش مین وحشت زدہ پہرے گا تو | ہرن کی شاخ پہ ہے میرا آشیان صیاد
مجھے جو ایک کہے گا مین سو سناؤن گا | زبان دراز ہون مین اور بدزبان صیاد
غضب ہے غمزۂ مژگان و عشوۂ ابرو | اوڑائے دیتا ہے نے تیر نے کمان صیاد
مین کیا ہون طائر سدرہ کو پہانس لائیگا | کریگا ایک زمین اور آسمان صیاد
وہ زلف دام ہے کنبا ہوین مین اونکی جال | غرض کہ اونکو سمجہتا ہے مرغ جان صیاد
ادہر زمین اودہر آسمان یا قسمت | اب اس قفس سے مین اوڑ جاؤنگا کہان صیاد
رہیگی شاخ نشیمن نہ ایک پر بلبل | گھٹے ہوئے ہین گلستا نمین باغبان صیاد

تو بوے گل سے الٰہی ہوا سقدر مجنون
کہ تیرے سر پہ بناؤن مین آشیان صیاد

مین ڈال ڈال تو وہ پات پات رہتا ہے
جہان گیا مرے پیچھے پڑا وہان صیاد

چمن مین خاک گل و بلبل اینہین بولین
کہ بدنگاہ ہے گلچین تو بدگمان صیاد

محال ہے کہ نکلجاؤن بچکے پہلو سے
بلا کی ترچھی نگاہین ہین الامان صیاد

سنا جو چاہ ہے تو بلبل کے نغمۂ رنگین
قفس پہ ڈالدے پہولونکی بدہیان صیاد

بنا رہا ہے رگ گل سے دام کے حلقے
مین ناتوان ہون میرا مزاج دان صیاد

چمن کی بو سے پھڑکتے ہین تو اسیر چمن
خدا کے واسطے انکو نہ لاییان صیاد

ابھی تو شاخ سے آبیٹھتا ہون سر پہ ترے
دکھادے پہول سا مکھڑا مری جوان صیاد

مین ہوشیار ہون گیسو و خط کو دیکھہ چکا
بزیر کاہ نکر دام تو نہان صیاد

یہ لاغری ہے نکلجاؤنگا مین حلقون سے
پھنسا پہلا مین تری دام مین کہان صیاد

نہ گل کو داغ نہ بلبل کو خار ہوا سے قدر
چمن مین ساتھہ ہی آئین اگر خزان صیاد

۱۴

پامالون سے ہے رتبہ ظالم یہان بلند
دیکھو زمین پست ہے اور آسمان بلند

کیونکر بلائے یار ہمین اپنے بام پر
اللہ بھی نہی سے رہا دو کمان بلند

کوے بتان مین سرو اوگین کچھہ عجب نہین
اس سرزمین مین فن مین کیا کیا جوان بلند

وہ خاکسار ہون کہ نہین خوف اہل وج
میری زمین سے خاک نہین آسمان بلند

بجلی کو اور قرب ہوا ہے سے یا نصیب
جب خوف باغبان سے کیا آشیان بلند

کہیے تو وصف قامت موزون سناؤن مین
مضمون تو ہاتھہ آیا ہے ای جان جان بلند

بازو یہان پھڑکنے لگا واہ رے اثر
خط لیکے ہوگیا جو کبوتر وہان بلند

خود مجھکو میرے اوج نے پیسا تمام عمر
گھر کی زمین ہوگئی تا آسمان بلند

سورج کہان کا عرش کا تارا ہوئی جبین
طالع ہین آپ کے بہت اے مہربان بلند

منصور تیری دار مبارک ہے تجھے
اپنا تو سر ہوا سر نوک سنان بلند

اللہ رے سوز خلق کو جگنو نظر پڑا
لیکر ہما ہوا جو مری ہڈیان بلند

یہ ضبط عشق ہے کہ نہ نکلینگی مُنہہ سے آہ
ایسے جلینگے ہم کہ نہوگا دھوان بلند

نام خدا جوان ہوئے اب تو کچھہ جھکو
نیچے نظر کرو کہ ہوئین چھاتیان بلند

ہم خاک اُڑاتے ہین سحر و برق مر چکے
اے قدر ہے غبار پس کاروان بلند

۱۵

پہلے دل مین ہویا جگر مین درد
کہین ہو غم سے عمر بھر مین درد

وہ بھی سن لین تو ہو جگر مین درد
ہے وہ ہر نالۂ سحر مین درد

نج پیری سے ناک مین دم ہے
گاہ گھٹنون مین گہ کمر مین درد

مے سے بھر دے ہمارے جام و سبو
دیکھہ ساقی ہے چشم و سر مین درد

روح سے ہے جو تن کو ایذا ہے
کب ہوا چوٹ سے سپر مین درد

یون تو تہر بھی کچھہ پسیجتا ہے
چاہیئے ہے دل بشر مین درد

سو سیائی تھی کیا وہ چشم سیاہ
کھو دیا دل کا اک نظر مین درد

بہاری موباف جب پڑا سر مین
ہوگیا یار کی کمر مین درد

مدد اے نالہ عرش ہلجائے
کہ نہین آہ بے اثر مین درد

کوچہ گردی کرو نہ پاون ڈگین
ہو یو نہچتے ہی سے گھر مین درد

نالۂ بلبلان پہ ہنستے ہین گل
نہین دلہائے اہل زر مین درد

طے کرون کسطرح سہل مین عشق کی راہ
پاؤن کرنے لگے سفر مین درد

نزع کے وقت ہے عجب عالم
نہو اتھا یہ عمر بہر مین درد

درد انگیز خط جو مین نے لکھا
ہوگیا پارے نامہ بر مین درد

آہ لب پر ہو قدر آنکہہ مین اشک
دل مین یاد اوسکی ہو جگر مین درد

۱۸

خدا کی ذات ہے دریا کی آب کے مانند
اوٹھے ہین حضرت آدم حباب کے مانند

یہ رنگ روپ ہے جبتک کہ ہی بہار شباب
تمہارے گال ہین فصلی گلاب کے مانند

وصال ہجر مین موسی نے کیا بسر کی ہے
کہ بے نقابی رخ تھے نقاب کی مانند

کبھی ہنسے کبھی روئے فلک کے نیچے ہم
یہان گزر گئے برق وسحاب کی مانند

اکڑ رہے ہین جوانون کی طرح سرو چمن
بہار باغ ہے فصل شباب کی مانند

نہ ہاتھ آئے کبھی یہ نہ اوس سے بوسہ ملا
کمر بھی ہے دہن لاجواب کی مانند

بھڑک گیا مری آہون سے چرخ کجرفتار
الف ہوا فرس بدرکاب کی مانند

سروہی کھینچ کی جب قتل کو وہ آتی ہین
کمر مین اونکی لپٹتا ہون ڈاب کی مانند

دہان تنگ ہے شیرین شال تنگ شکر
زبان ہے طوطی حاضر جواب کی مانند

جگر مین آگ لگی ہے پھنکا ہی سینے مین دل
کہ آہ نکلی ہے تیر شہاب کی مانند

رقیب بزم سے شبنم صفت ہوا ہوجائین
وہ گرمیان جو کرین آفتاب کی مانند

ہماری آہ سے اونکے جگر مین چوٹ لگی
اوچھل پڑے دل پر اضطراب کی مانند

نشیلی انکہڑیون مین کیف ساغر مل ہے
وہ لال ڈورے ہین موج شراب کی مانند

مین کیا کہون کسے آئیگا اعتبار اوسکا
بہت کچہہ آنکہون سے دیکہا ہے خواب کی مانند

چڑھا لیا ہے جو نظروں پہ تیغ مژگاں نے
جگر میں چھید پڑے ہیں کباب کی مانند

جو منہ دکھایا تو آنکھوں میں کیا ہی شرم و حجاب
اسے بھی کھول دو بند نقاب کی مانند

جو چاہتا ہو کہ ہو نام عشق میں روشن
تو زرد چہرہ رہے آفتاب کی مانند

جو بیستوں پہ میں فرہاد کو پکاروں قدر
ابھی پہاڑ سے نکلے جواب کی مانند

۲۱

نہ مجھے سیب نہ پستہ ہی نہ بادام پسند
ہے زنخدان و لب و چشم دلارام پسند

تم کرو دل میں کروں زلف سیہ فام پسند
اپنے اپنے ہی پھر آگئے بت خودکام پسند

چھوڑ کر وصف دہن شعر پڑھوں عالم پسند
کہ نہ اغلاق کسیکو ہی نہ ایہام پسند

قبر ٹھکرا کے مری کہتے ہیں کس ناز سے وہ
تمہیں بچپن سے تھے اللہ رے آرام پسند

روشناس ایک جہاں کا ہوں تری گردش سے
تیرے کاوے ہیں مجھی ابلق ایام پسند

نظر آجائے جو اونکو دہن تنگ بتاں
آشیانے کو کریں طائر اوہام پسند

دل بیتاب ہوا و تنا ہی جفا کش یارب
بخت خفتہ ہے مرا جسقدر آرام پسند

پھیر لیں بوسہ اگر دل نہیں لیتے ہیں حضور
کہ ہمیں چیز کسیکی نہیں بے دام پسند

سرمۂ طور کو آنکھوں میں جگہ دیتے ہیں
خاص دیدار کا جلوہ ہی غضب عام پسند

ہندوِ چشم کجا مصحف رخسار کجا
کفر کے تحت میں ہمکو نہیں اسلام پسند

پتلیاں آنکھوں سے اوٹھتیں نہیں چلنا کیسا
یونہیں بیکار ہیں سب مردم آرام پسند

جال سے رزق جو ہاتھ آئے جو خنجال ہے وہ
جانور ہے کرے دانہ جو تہ دام پسند

لن ترانی کی بہت آپ بھی لیتی ہیں
اب نشست آپ بھی کرتے ہیں لب بام پسند

خون دل آنکھوں میں بھر بھر کے پیا کرتا ہوں
یہی شیشہ ہی یہی مے ہی یہی جام پسند

جو لگاوٹ کی نگہ ہی وہ بناوٹ کی کہان
وہ تو ہے خاص پسند اور یہی عام پسند

اب مٹائے نہ مٹے گا ترا سکہ بیٹھا
ہے مرے دل کے نگینے کو ترا نام پسند

رمز الفت کو نہین دست زبان سی مطلب
کیون کرون رسم رہ نامہ و پیغام پسند

نام کو کرتے نہین عاشق بی ننگ قبول
ننگ کو کرتے نہین عاشق بدنام پسند

جمکے سینے مین ہے خود اپنی جگہہ پر بیتاب
طائر قبلہ نما ہے دل آرام پسند

آگ وہ سینے مین بہڑکے نہ پانی مانگون
ہے مجھے عشق کے آغاز مین انجام پسند

شرم آتی نہین اے **قدر** تخلص بدلو
کسطرح عشق کی ذلت مین ہی بدنام پسند

ردیف ذال معجمہ

۱۹

بہر کے اوس زلف کی تعریف سے خط کا کاغذ
جب لپیٹا تو ہوا مشک کی پڑیا کاغذ

کہو لتا ہے مری تقدیر کا لکھا کاغذ
لوح محفوظ ہوا ہے ترے خط کا کاغذ

قبر یون دیگی ہمارے تن لاغر کو فشار
جسطرح سے کہ دباتا ہے شکنجا کاغذ

لکھتے لکھتے تری سعد دم کمر کا احوال
خامہ سے ہے گردن عنقا پر عنقا کاغذ

بحر الفت مین رہ و رسم کتابت کیا مال
ناو کاغذ کی سے ہے کب یہ چلیگا کاغذ

ہو گئے ہین مرے دندان ہوس کاغذ گیر
پتلے پتلے یہ ترے ہونٹھ ہین گویا کاغذ

ہے لفافہ ترا یا شاہد مقصد کی نقاب
نقطے تل سطرین ہین زلفین رخ زیبا کاغذ

حشر مین اشک ندامت نے بڑا کام کیا
نکل آیا مرے اعمال کا کورا کاغذ

سر سے پا تک ہے لکھا دیدۂ تر کا احوال
ہو گا ابری مرے نامے کا سراپا کاغذ

خط مین رنگین مضامین جو بھری تھی تمنے
بک گیا ہے مراول روز ازل آپکی ہاتھہ
رشک سے زلف کی رنگت کا جلا کر دیکھو
خط کے لکھنے مین کہاتے ہین وہ اعجاز کلیم
وصف اوس رنگ طلائی کا جو لکھا اوپر
اونکے قامت کا بندہا وصف قیامت آئی
چہرۂ شاہد مقصود دکھا دیتا ہے
کھلکے وہ مجھسے ملینگے یہ کہلا نامے سے
ہاتھہ پھیلا کے لیا اوسنے جو میرا خط شوق

بنگیا کہلتے ہی گلزار کا تختا کاغذ
آپکے نام ہوا ہے مرے گھر کا کاغذ
جلکے بل کہاے تو بل کہا کے ہو کالا کاغذ
کہ عصا اونکا قلم ہے ید بیضا کاغذ
کاغذ زر کی طرح بک گیا سارا کاغذ
ہوگیا سب کے مرے دیوان کا سادا کاغذ
آئینہ ہے ترے نامہ کا مصفا کاغذ
ورنہ خط کہلتے ہی اتنا نہ لپیٹا کاغذ
کہل گیا صورت آغوش تمنا کاغذ

اوس جلوریز کی سے قدر منگا جلد خبر
گھوڑے کاغذ کے بنا کر کہین دوڑا کاغذ

۱۴

بھرا جو آہ کے مضمون سے نامے کا کاغذ
اجل رسیدہ وہ ہون نسخہ لکھنے بیٹھی اگر
لکھون عبارت رنگین جو خط مین اُس گل کو
کبھی نہ شاد کیا تمنے ایک پرچے سے
یہ تازگی ہے جو لکھون سفید کاغذ پر
چڑہا ہے نشۂ افیون خال مرتا ہون
تمہارے خط سے ہوا اوج ہم فقیرونکو
لکھون جو آئینہ روے صاف کے اوصاف

تمام ہوتے ہی خط خود ہی اوڑ چلا کاغذ
قلم دوات نہ پایا کے طبیب بیا کاغذ
یقین ہے کہ حنائی ہو نامے کا کاغذ
تن اپنا رنج سے گہل گہل کے ہوگیا کاغذ
برنگ برگ ہو دیوان کا ہرا کاغذ
بلا دو دہو کے مجھے اونکے نامی کا کاغذ
لگا یا تاج مین جاسے پر ہما کاغذ
مثال آئینہ ہوجاسے پر ضیا کاغذ

ہمارا نام بھی داخل ہی کب سے دفتر مین
خدا علیم ہی کب سے بھرے ہوئے ہین ہم
کبھی نہ ختم ہوا خط یار رونے سے
جو دل دیا ہمین جاگیر مین ملا بوسہ
حضور خط جو لکھین اوسمین مطلب اچھا ہو

کوئی نکالے تو مجنون کے وقت کا کاغذ
بھر ینگے یار کے خط کا ذرا ذرا کاغذ
ادہر لکھا کہ ادہر صاف دہو گیا کاغذ
کہ یار کے خط و عارض نے لکھدیا کاغذ
کچھہ اسکا دہیان نہین ہو برا بھلا کاغذ

گمان ہے خط جانان کا اسقدر ای قدر
پڑا ہو کہین دیکھا اوٹھا لیا کاغذ

۱۸
وصلت مین بوسہ دُمے گلفام ہی لذیذ
چومے تو پشت چشم سیہ فام ہے لذیذ
حقہ ترا غضب بت خود کام ہی لذیذ
جہوٹا جہان کہاتا ہے میٹھے کیواسطے
ہان اے دہان زخم نہ پیکان کو چہوڑنا
اے عشق لخت دل بھی ہے خون جگر بھی ہے
لب پر جو گالیان ہین تو انکھو مین سیل ہے
شکر سفید پاؤن مین یا زہر تیلیا
یارب دہن مین نام یہ کسکا سما گیا
پیری مین عشق لب تجھے واعظ ضرور ہے
کیچڑ مین لوٹ لوٹ کی کہتے ہین مے پرست
گو خاک پہا کنا ترے باعث نصیب ہو

ساقی کا ہونٹھہ اور لب جام ہی لذیذ
بہ چھلکے سمیت آپکا بادام ہے لذیذ
بوسہ نہین تو بوسہ بہ پیغام ہے لذیذ
بوسے کے ساتھہ آپکی دشنام ہی لذیذ
مثل زبان یار گل اندام ہے لذیذ
ہے بامزہ گزک سے گلفام ہی لذیذ
پستہ سے ہے تلخ شیرہ بادام ہی لذیذ
جو کچھہ نصیب ہو سحر و شام ہی لذیذ
لیکر ہمارے ہونٹھہ سے تا کام ہی لذیذ
یہ شیر پختہ و شکر خام ہے لذیذ
موجین بڑی ہین بادۂ گلفام ہی لذیذ
اے اسیاے گردش ایام ہی لذیذ

سرمے کی طرح حلق مین آتی ہی چاشنی
بیٹھی نظر تری بت خودکام ہی لذیذ

عہد شباب و پیری و طفلی ہین تین ہیں
نورس ثمرکا پختہ ہرا خام ہی لذیذ

خال و ذقن ہی خوب لب و چشم خوب ہے
انگور و سیب و پستہ و بادام ہے لذیذ

ہر دم چبا چبا کے جو تم بات کرتے ہو
گننے کیطرح کیا یہ دلارام ہی لذیذ

واعظ ادہر تو آؤ ذرا اسکو چکہہ تو لو
تم جو کہتے ہو کیا مے گلفام ہی لذیذ

دل دیکے **قدر** کیون نہ لبونکی مزے اڑائین
جس چیز مین لگا ہے کچھہ دام ہے لذیذ

ردیف رائے مہملہ

۲۴

گردن شیشہ جہکادے مرے پیمانے پر
ہن برستا ہی ساقی ترے میخانے پر

اڑکے پونہچے گا مرا نام ہی جس دانے پر
برگ خوشے مین نہین بخشی ہین مولانی پر

شب غم چہائی ہی کب میرے سیہ خانے پر
سایہ ہے دیو سیہ کا ترے دیوانے پر

گرمی حسن بڑہی سرد ہوا عاشق زار
شمع کے ہول سے بجلی گری پروانے پر

چک نہ آجاے کمر مین کہین کہنا مانو
نیمچا ناز سے رکھکر نہ چلو شانے پر

کیا صبا آج ادہر زلف کی بولائی ہے
کالی آندہی سی ہی چہائی مرے ویرانے پر

ماہ و خورشید جو افلاک پہ ہین ہو دو نے
چاندی سونے کی کلس ہین مرے میخانے پر

ہان ستمگر یہ نتیجہ ہے دل آزاری کا
مار ضحاک ہے گیسو ترے ہر شانے پر

داغ کا نامۂ اعمال مین ہونا ہی ضرور
چاہیے مہر کچہری کی بہی پروانے پر

تیرگی ایسی ہے فوراً ادسی لگجائے خسوف
چاند آئے جو کہین میرے سیہ خانے پر

تو بھی دعویِ خدائی جو کریگا اے شوخ
ہوگا مجذوب کا دہوکا ترے دیوانے پر

سوچتا ہی کہین مجھکو نہ ترس آجاے
کان دہرتا نہین ظالم مرے افسانے پر

رات دن تیری جدائی مین جو کچہ سہتا ہون
نہ وہ سرخاب پر آفت ہے نہ پروانے پر

حالت گریہ مین بہی نام ترا رٹتا ہون
اسم پڑہتا ہون مین تسبیح کی ہر دانے پر

رمضان آتا ہے للہ چہکا دے ساقی
تیس دن رال ٹپکتی نہین پیمانے پر

یادون مین ہی وہ سنیچر کہ الٰہی توبہ
عشق جن بنکے چڑہا ہی ترے دیوانے پر

موہنی کہتے ہین جسکو وہ فقط خدمت ہے
آزماؤنگا یہ جادو کسی بیگانے پر

گر میان ہین تو مرا دیدۂ تر حاضر ہے
چہوٹے مژگان کا ہزارہ ترے خسخانے پر

پہر بہار آئی ہی پہر دلکو ہوا شوق چمن
پہر نکالے ہین مرے بلبلِ شیدانے پر

کیسی ہر بار پہسلتی ہے طبیعت اپنی
کبہی ادہر سے ہوئے سینے پہ کبہی شانے پر

وہ جگہہ ہے کہ پرندہ بہی نہ پر مار سکے
کیا پڑے بوم کا سایہ مرے ویرانے پر

سوز ظاہر ہی جدا سوزشِ باطن ہے جدا
چرب ہوتا نہین جگنو کبہی پروانے پر

عشق ہوا گردنِ ساقی پہ کبہی نکہہ پہ لوٹ
کبہی شیشہ پہ گرا مین کبہی پیمانے پر

وہ بہی اے **قدر** رہا اِک نقش قدم حیدر کا
رکہتے تہے مہر نبوت جو نبی شانے پر

٢٠

کہلا رنگ اور حبیب سمہ لگا ابروے جانان پر
کیسے اے حسن یہ تو نے چڑہایا تیغ بران پر

نکلتا آتا ہے سبزہ ترے لبہاے خندان پر
چڑہی آتی ہے یہ فوج سکندر آب حیوان پر

کیا ہی ذبح تو مارے خوشی کے لوٹتا ہون مین
کہ میرے خون کے چہینٹے تمہارے جیب ودامان پر

تمہاری آنکہہ سے دل ہوکے زخمی گر پڑا دوڑو
اوٹہا لو برچہیون پر اسکو یعنی نوکِ مژگان پر

تجھے اے قیس شاید چشم لیلی یاد آئی ہے
کہ پھیرا ہاتھہ کیسا پیار سے پشت غزالان پر

دھرو منھہ میرے سینے پر دبے گا دل تو کیا پروا
نزد و کچھہ نہین قرآن رکھدیتے ہین قرآن پر

لڑا کر آنکھہ اون سے غیر اٹھکے گھر مین جا پونہچا
انگوٹھی پاکے بیٹھا دیو بھی تخت سلیمان پر

اودھر طاوس کے نالون سے اک دود سیہ اوٹھا
ادھر گھنگھور اک ابر سیہ چھایا گلستان پر

کیا ہے ناخن وحشت سے اسکو جا بجا پرزے
جنون نے پھول گویا چن دیئے میرے گریبان پر

ہتیلی پر دھرا ہے نقد جان مثل چراغ اپنا
ابھی تو آگ مین ہم کو دتے ہین اک تری ہان پر

صحبت مین بھلا قمری و بلبل جا نو ٹھہرے
قیامت تو یہ ہے انسان مرجاتا ہے انسان پر

لگی بیساختہ منھہ دیکھنے یون دید بازی کی
ہوا شک اونکو آئینے کا میری چشم حیران پر

جنون مین رہگئے تھے چند مشت استخوان باقی
ہما ہر پھر کے منڈلایا کیا میرے بیابان پر

ہوا ہے مرغ آتش زن مرا مرغ دل سوزان
بنائے آشیانہ شوق سے سرو چراغان پر

لڑائی آنکھہ تجھسے جب ہوا ناسور بند اپنا
تری پتلی سے گل کھائے ہین ہنسے چشم گریان پر

تمھارے قد پہ عاشق ہین تمھارے خط پہ قمری ہین
پڑے رہتے ہین پای سرو ہم بیہوش ریحان پر

لڑائی آنکھہ آئینے نے مسی نے لیا بوسہ
اودھر ہتھہ پھیریان شانے نے کین زلف پریشان پر

اوگا سبزہ جو عارض سے تمھارے لب تلک پونہچا
حلب سے جب بخار اوٹھا گھٹا چھائی بدخشان پر

قیامت مین جنان پاؤن نہ پاؤن خیر ای واعظ
پڑا ہو بیکسی مین چھوڑتا ہون تیرے ایمان پر

قیامت ہوگئی قدر سیہ بخت اوسمین مدفون تھا
سنا ہے آج بجلی گر پڑی گور غریبان پر

۲۱

نور جبین یار رخ بے مثال پر
ایسا چراغ ہے کہ جلا دنکو مال پر

ناقص کبھی ٹلے نہین جنگ و جدال پر
دیکھی کسی نے بارہ نہ تیغ ہلال پر

برہم ہوئے یہ بوسۂ رخسار و خال پر
اک گرم ہی بیار رکھدیا دست سوال پر

کہاتا ہے ماہ داغ تری گورے گال پر
جلتا ہے آفتاب فروغ جمال پر

گالی ترے دہن مین سمائی تو کیا عجب
لکھتے ہین لوگ سورۂ اخلاص دال پر

کہائے نہ آپ وہ نہ کسیکو کہلا سکے
بیٹھے گا سانپ منعم موذی کے مال پر

خط سیاہ یار پہ لہرا رہی ہے زلف
صیاد نے یہ جال بچھایا ہے جال پر

تیر جفا ہزار پڑے ہین کچھ اثر نہین
سینے کو میرے فوق ہی گینڈے کی ڈہال پر

میرے اسیر ہونے کی اللہ رے خوشی
صیاد ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے ہین جال پر

چلنے مین جہو نکے لیتا ہی ہر ایک پائنچا
یا ناچتے ہین مور تری بانکی چال پر

اے منعمو روپے نہین حسرت کے داغ ہین
تمکو نظر ہے مال پہ مجھکو مآل پر

ابتک بہار ہے ہین للہ چہوڑ دے
صیاد وقت جاتا ہے ہر اگلے سال پر

گھٹ کر ہلال ہو مہ کامل غرور سے
کامل وہ ہے جو سر نہ اوٹھائے کمال پر

بلبل تو اوڑ کے جائیگا صیاد سے کہان
وہ پتے پتے پر ہی جو تو ڈال ڈال پر

جاؤن جدہر جنون مین تیغ رو کی کبھی کوئی
للہ چہوڑ دین مجھے سب میرے حال پر

مین دام مین پھڑک کے ہوا رشک لالہ زار
کلیون کے ٹوٹنے سے ہوئے لال لال پر

سنبھلو تمہاری آنکھ پہ آتا ہے میرا دل
چیتے کو چہوڑتا ہون شکار غزال پر

یہ دیکھ دیکھکر مجھے ہوتا ہے اور رنج
خوش خوش ہین آپ کیون مرے رنج و ملال پر

تو صید گاہ دہر مین غافل ہے کسلیے
پہندا لگا ہوا ہے ترے بال بال پر

مین دیکھتا ہون خواب مین ہر شب ہلال عید
شاید پڑے گی آنکھ کسی خرد سال پر

میکش نہین ہون **قدر** مگر کیون نہ جاؤن مین

بھٹی مین قرض آتا ہے میرا کلال پر

٢٩

میرا دل بیتاب اڑا آہ رسا پر
ہے بیت مقدس کہ معلق ہی ہوا پر

ہو مے سے دماغ اپنا نہ کیون عرش علا پر
لے اوڑتی ہے یہ لال پری ہکو ہوا پر

برباد ہوا دل مرا اوس رخ کی ضیا پر
غبارہ جو اوٹھا تو چلا ردے ہوا پر

چھایا ہے مرا بخت سیہ آہ رسا پر
جسطرح سنجارات چڑہین اوج ہوا پر

پارا د تر سینگے خود تیر کے دریای شہادت
ہم سینے کے بہل جائینگے شمشیر جفا پر

پہر قلقل مینا پہ چلے رند سیہ مست
پہر آئی گہٹا جہو مکے مورون کی صدا پر

ہے بیکسی و یاس و غم و رنج کا انبوہ
میلا سا لگا رہتا ہے قبر شہدا پر

وہ خاک نشین رند ہون جب ہاتہہ اوٹہاون
ہو عرش پیالے کیطرح دست دعا پر

گردن کو جہکا کر خم شمشیر بنے ہو
ہے شرم و حیا یہ بہی نظر ظلم و جفا پر

چلتی ہے وہ اٹکھیلونکی چال تمہاری
دل لوٹ ہوا جاتا ہے کچھہ باد صبا پر

کہاے گا مے سینہ سوزانکی جو بڑہی
لوگون کو سمندر کا گمان ہوگا ہما پر

پہر آنکھہ کو منظور نظر سرمہ ہوا ہے
رکہی گئی پہر باڑہ تری تیغ جفا پر

افسوس تیرا منہہ کبہی جی بہر کے نہ دیکھا
جمتی ہے نظر کب ترے چہرے کی ضیا پر

رزاق عطا کرتا ہے گمنام کو بہی رزق
روزی وہی پہونچاتا ہے عنقا کو ہوا پر

پہر دیکھنا پاداش مین جاٹ آئیگی ظالم
پہر آج کمر کستا ہے تو ظلم و جفا پر

ابرو کے سرے پر کوئی کاجل کا نہ تل
قبضہ کوئی جڑ لیجیے شمشیر ادا پر

آئینے مین یہ آنکھین یہ زلفین جو لڑاؤ
خود قہر یہ قہر آئے بلا آئے بلا پر

اوٹھے گا زمین سے صفت گلشن شداد
کیا نکہت گل سے چمنستان ہی ہوا پر

نالون سے دل زار کے بل کرتی ہو وہ زلف
جسطرح کوئی سانپ کسی نے کی صدا پر

کیا نام خدا لب سے مسین سبھکے ہین ہین
چھائی ہوئی ظلمت سے تری آب بقا پر

اس ظلم و رضا کا ہے وہی دیکھنے والا
آنکھہ اونکی ستم پر ہے نظر انکی خدا پر

پر داغ ہوے سینے تری خستہ دلونکے
چادر چڑہے ہے پھولونکی مزار شہدا پر

پھر کشتی مے باد بہاری سی روان ہے
پھر تخت پریزاد چلا اوج ہوا پر

دل اپنا تمھارے لب جان بخش پر آیا
ہے خضر کا بیڑا کہ چڑہا آب بقا پر

آلائش دنیا سے ہین خاصان خدا پاک
پیکان نہ چڑہے ہے کوئی کبھی تیر قضا پر

کیونکر نہ رہین عاشق زار آہ کے پابند
کسطرح ضعیفونکو نہ تکیہ ہو عصا پر

ناحق کی عداوت سے نہ کر قطع محبت
چھریان نہ جفاؤن کی پھرا حلق وفا پر

خود بہ چلنے لگی ناز سے تلوار پہ تلوار
خود پڑنے لگی ترچھی نظر بانکی ادا پر

کب چاہ زنخدان کا لیا **قدر** نے بوسہ
طوفان اوٹھاؤ نہ کسی مرد خدا پر

١٨

دل جلے بتان ہو عشق ستم ایجاد پر
خود فراموشی کرے تہمت دہر کے استاد پر

قیس پر روے کبھی ماتم کیا فرہاد پر
کیا کرین کس سے کہین افتاد ہی افتاد پر

انتقام عشق آ جائے اگر امداد پر
قیس پر لیلی مری شیرین لپٹی فرہاد پر

ابرو و چشم بتان نص حدیث حسن ہے
نون لکھا ہی کاتب قدرت نے حرف صاد پر

رعب حسن یار سے گلشن تہ و بالا ہوا
گل پہ قمری ہی ادہر بلبل ادہر شمشاد پر

دفعتہ کیا دونون آنکھین محو جانان ہوگئین
پسگئے ہاروت و ماروت ایک آدم زاد پر

جا پڑا جسوقت اوڑ کر خون میرا گرم گرم
پڑ گئے چھالے زبان خنجر فولاد پر

میری منہہ سی پہول جہڑتے ہین بہار آئی بہار
باغ کا عالم ہوا ہے خانۂ صیاد پر

اونچا جوڑا اس قد و قامت پہ کیا پہبتا ہی آہ
اور بہی طرہ کیا یہ آپنے شمشاد پر

روے رنگین پر ہوا بلبل کو دہوکا پہول کا
شاخ سے وہ اوڑ کے جا بیٹہا سر صیاد پر

ہاتہہ دہوئی اپنے گہر سے تو بہائی خسرو ہی
عشق اگر کچہہ بار رکہدی تیشۂ فرہاد پر

کوئی ہنستا کوئی روتا ہی یہ قدرت اوسکی ہے
خیر ہنسیئے آپ میرے نالہ و فریاد پر

زخم پر زخم آہ پر آہ اور داغون پر ہین داغ
رونا آتا ہے ہمین حال دل ناشاد پر

جسکی موت آتی ہی بے کہٹکے چلا جاتا ہی وہ
چہوٹتے جاتے ہین قیدی رات دن میعاد پر

فصل گل ہی فصدین کہلتی ہین کوئی ہوتا ہی قید
دوڑ ہے فصاد پر تاکید ہے حداد پر

بلبلو غنچے کی صورت دم نہ مارو باغ مین
باغبان پر باغبان صیاد ہی صیاد پر

فصل گل آئی تو میخانے سی مسجد تک ہو دہوم
تو سہی خم رکہکے لیجاؤن سر زہاد پر

کیون چہری پر بار رکہوائی گلا کاٹو گے کیا
قدرتم مرتے ہو کس ترک ستم ایجاد پر

بگڑ کر کہتے ہین جب آنکہہ ڈالو خال ہندو پر
وہ چتکی دل مین لوگا نیل دہر آئیگا پہلو پر

۱۵

محل خوف سے ابرو تمہاری چشم جادو پر
کہ ناخن شیر کا گہرا لگا ہے پشت آہو پر

ترے خال و خط لب سے یہ ثابت ہو گیا ہمکو
خضر نے اپنا سجادہ بچہایا ہی لب جو پر

چہلا وا یار کی آنکہونکا دکہلادے جو وحشت مین
سنگوٹی چاندی سونیکی چڑہادون شاخ آہو پر

کسی تقریر سے بوسہ خال کا ملتا نہین ہمکو
کوئی افسون نہین چلتا ہی اس جہوڑے سے جادو پر

تمہاری بینی نازک سے دل بنا ہوا زخمی
ہماری آنکہہ پڑتی ہے اسی تیر سہ پہلو پر

ہماری خاک مرقد سے کہچے گا عطر مٹی کا
کہ پہڑکے روح اپنی آپکے زلف سمن بو پر

ٹری شکل سی تل بیٹھا ہے اوس دم وہ مہ خوبی
یقین جب میری آنکھونکا ہوا چشم ترازو پر

کرام کاتبین ہین ساتھ عصیان کا نہ دھیان آئے
لگے ہین محتسب وہ دو سے گلرنگ کی بو پر

خدا نے دشت وحشت لکھدیا میرے مقدر مین
مری قسمت کا دانہ رکھدیا ہی شاخ آہو پر

نگاہین لڑ گئین اب پوچھنا کیا راز الفت کا
مرے قابو مین وہ آئے چڑھا مین انکی قابو پر

یہ پیاری پیاری صورت انکی پوسونکی قابل ہے
مزین ہی جو چھٹے بھی ہون جلد مصحف رو پر

نہ وہ ہمسے اشارے ہین نہ وہ چتون نہ وہ انکھین
کسی نے یار جادو کردیا ہے چشم جادو پر

کبھی باندھین نہ ہمنے دوہری چھریان دوہری تلوارین
کبھی چمکا نہ عشق اپنا جوان چار ابرو پر

سوا شعر و سخن کے اور بھی کچھ فکر رہتی ہے
کہ جب دیکھو تمہین اے **قدر** سر رکھا ہی زانو پر

۱۰

ساز و سامان عیش کا افلاک سے چاہا نہ کر
آگے کم ظرفون کے ای دل ہاتھ پھیلایا نکر

کاسے کو سون یاد کاکل مین نکلجایا نکر
رات بھر اتنا دل بیتاب گھبرایا نکر

یہ بھی قسمت کا لکھا ملیگا یہ لکھتا ہی وہ شوخ
خط پہ خط تو نامہ بر پر نامہ بر بھیجا نکر

مستی ال لے پان کھاے وصل مین مہندی لگا
آنکھون مین کاجل لگا زلفونمین اپنی شانہ کر

بدشگونی ہے کسیکو ٹوکنا چلتے ہوئے
سیکدے جاتے ہوئی واعظ مجھے ٹوکا نکر

روز دلکی دوربین سے دیکھہ لیتے ہین تجھے
اے مہ خودبین بہت عشاق سے بھاگا نکر

وہ شل ہی خاک ڈالے سی کہین چھپتا ہے چاند
روح پھونکی جسم خاکی مین تیغ پھر پیدا نکر

باز آیا ایسی راحت سے جو آخر رنج ہو
ہڈیان کھانیکو سر پر اے ہما سایا نکر

آہ سوزان چشم گریان درد ہجران داغ دل
اتنے گاہک ہین ہمارے تونکر پرانکر

شمع ہے حب علی اے **قدر** اپنی نیند سو

اسقدر تاریکئ مرقد کا اندیشا نکر

کانپا مین زلف و قامت دلدار دیکھکر ۱۶ دل ہلگیا مرا رسن و دار دیکھکر

کہتے ہین قتل پر مجھے طیار دیکھکر
کیا پھیلا پڑتا ہے مری تلوار دیکھکر

کروٹ ادہر بدلتے نہین اور کوئی
لو بڑھگیا دماغ مرا پیار دیکھکر

سمجھا یہی مین آب گہر مین بجہائی تیغ
مقتل مین آئے دانت پہ تلوار دیکھکر

غنچے سے تنگ تر ہی چمن عندلیب کو
پہولا نہین سماتا ہے گلزار دیکھکر

تعبیر اسکی یہ ہے کہ ابرو کا عشق ہو
چونکا مین رات خواب مین تلوار دیکھکر

یہ لن ترانیان ہمین ہرگز نہین پسند
موسی کو کیا ملا تجھے اکبار دیکھکر

کوٹھے سے مجھکو جہانکتے تم منہہ چہرا گئے
مین رہگیا فلک کیطرف یار دیکھکر

مژگان کی مثل سوکھکے کانٹا ہوا جسم
بیمار ہون مین نرگس بیمار دیکھکر

شہرگ یہان پھڑکنے لگی شوق قتل مین
جب مجھکو دیکھنے لگے تلوار دیکھکر

چھلکے ہین دونون جام شراب الست سے
آنکھین کہلین حضور کا دیدار دیکھکر

بل کہا گئی کمر تو نہ تعظیم کو اوٹھے
بھڑکی سمند ناز کی رفتار دیکھکر

کیسا مزاج تہا کہ برآمد نہین ہوئے
پہر پہر گئے ہین طالب دیدار دیکھکر

اس انجمن مین اب نہ کہلیگی زبان شمع
چپ ہے تمہاری گرمی گفتار دیکھکر

مذکور کیا ہے تیغ ہلالی کا اے قمر
مریخ کٹ گیا تری تلوار دیکھکر

اے قدر راہ عشق ہے آگے بڑہے نہ جاؤ
کھٹکا ہے ہوشیار خبردار دیکھکر

اوسنے آنکھون کی مثل پا کر ۲۲ ساغر پٹکے اوٹھا اوٹھا کر

کیا تجھکو ملے گا دل دکھا کر
کعبے کو نہ ڈھا خدا خدا کر

ہم دہیان مین زلف یار لاکر
روئے سرمہ لگا لگا کر

کچھہ مین ضحک ہنسی نہین ہے
غافل نہ کسی پہ تو ہنسا کر

یا درابرو نہ بہول اے دل
ناخن کو نہ گوشت سے جدا کر

بندہ مین اسی سے ہوا تھا
لو رکہدیا خاک مین ملا کر

کہتا ہون کیا ہے تمنے بیہوش
فرماتے ہین ہوش کی دوا کر

اپنا خط جام ہے تقیہ
پیتے ہین شراب ہم چہپا کر

چلنے مین کسیکا دل نہ پس جاے
رکہیے گا قدم ذرا بچا کر

اے دل کوئی نالہ حسب معمول
بلبل ایک آدہ چہچہا کر

ہے ملک عدم بھی کیا ہی دلچسپ
کوئی نہ پہرا وہان سے جا کر

رویا کیا مین نہ وہ پسیجے
کیا ٹال دیا ہے مسکرا کر

دل مین کوئی حوصلہ نہ رہجاے
جی کہول کے مجہپہ تو جفا کر

کٹجاتی ہے شب ہنسی ہنسی مین
رہجاتا ہے شوق گدگدا کر

مٹی دے نہ پڑہ نماز میت
یہ فرض تو اے صنم ادا کر

کالی رنگت پہ گرتی ہی برق
ہنسیے تو ذرا ادھر ہی جا کر

اے عمر رواں کہان گئی تو
تنہا نہ مجھے گور مین سلا کر

اے یار چلے کو کیا جلانا
اب منہہ نہ چہپائیے دکہا کر

آفت ہے وبا ہی قہر ہے عشق
زاہد تو مرے لئے دعا کر

جوڑے کو نہ کہولیے خدارا
قصہ نہ بڑہائیے گھٹا کر

اوڑتا ہے جہان نقاب انکا | رہجاتی ہے شمع جھلملا کر

کیون قدر بتون کا ذکر کیسا +
اے مرد خدا خدا خدا کر

ردیف زای معجمہ

دل آپکے دانتون پہ تو آتا نہین ہرگز | ۱۱ | مین کوڑیون پر لعل گنواتا نہین ہرگز
دم گھٹتا ہے دن ہجر کا جاتا نہین ہرگز | | کن آنکھون سے دیکھون مجھے بہاتا نہین ہرگز
ڈر ہے کہ کہین پھر نہ خیال آپکا آجاے | | اسواسطے مین آپ مین آتا نہین ہرگز
جس وضع کی حسن خلق کی تعریف سنی تہی | | ویسا تو مزاج آپکا پاتا نہین ہرگز
اللہ جنون مین یہ سبکدوش ہوا ہون | | مین ناز بہی پریونکا اوٹھاتا نہین ہرگز
گہوڑے کی سہی پہول تو لادی مرے ساقی | | یہ گاؤن کا ٹھرا مجھے بہاتا نہین ہرگز
گو وامق و فرہاد نے سر میرا پہرایا | | پر کوئی مری راہ پر آتا نہین ہرگز
زاہد یہ نہ کہہ مین نے بہی پہچانا خدا کو | | کہاتا ہے وہ جو منہہ مین سماتا نہین ہرگز
منظور ہے سیراب تو ہو تشنۂ دیدار | | خنجر کو وہ پانے مین بجہاتا نہین ہرگز
چیتے کی کمر پائی ہے تو شیر کا چہاتا | | ایسی کمر ایسا کہین چہاتا نہین ہرگز

ٹہوکر مری تربت کو لگاتا نہین اے قدر
سوئی ہوئی قسمت وہ جگاتا نہین ہرگز

دل سے یہ ربط گیسو پیچان ہے چندروز | ۱۵ | ہم جانتے ہین خاطر مہمان ہے چندروز
آواز آرہی ہے یہ زنجیر سے ہمین + | | اے قیدیو جہان کا زندان ہے چندروز

عقدے کھلینگے دل کے شروع شباب سے
حلقے مین تیرے گوی گریبان ہی چند روز

لیلی سے قیس کہتا تھا مجھکو نہ بہول جا
اے میری جان لطف بستان ہی چند روز

ہوگا جوان تو بوسون سے نیلم بناؤنگا
ہونٹھ اوس پری کا لعل بدخشان ہی چند روز

جب میری جان جائیگی تو جانا تم اپنے گھر
دعوت تمہاری اب تو مرے ہان ہی چند روز

ہم ڈھونڈھکر نکالتے ہین یار کا دہن
پوشیدہ ہمسے چشمۂ حیوان ہے چند روز

ہے چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات
شفاف خط سے چہرۂ جانان ہی چند روز

گلشن مین لطف بلبل و گل ہی بہار تک
سچ تو یہ ہے کہ صحبت یاران ہی چند روز

تشہیر کر رہے ہین پری رو ہماری لاش
ہمکو نصیب تخت سلیمان ہے چند روز

دم جو گزر رہا ہی دم واپسین ہے وہ
بیچارہ عاشق آپکا مہمان ہے چند روز

پرزے اڑیگا جیب جنون یا تھکینگے ہاتھ
یہ دست جیب دست گریبان ہی چند روز

بڑہ جائیگا جو ربط خود آئینگے میرے گھر
یہ اونکی شرم اونکی نگہبان ہی چند روز

مر مر کے کوی یار مین پہونچے ہین ضعف سے
اب ہم ہین اور کوچۂ جانان ہی چند روز

اے قدر بیٹھے بیٹھے وطن مین جنون ہوا
خیر اب تو یار سیر بیابان ہے چند روز

۱۴

سن اے پری لقا مرا افسانہ چند روز
دنیا مین اور ہے ترا دیوانہ چند روز

شب کو کبھی فراق سے دن کو کبھی فراق
سرخاب چند روز ہون پروانہ چند روز

ہر ایک کی کڑی ہی اوٹھائیگا اے صنم
پتھر بھی کھائیگا ترا دیوانہ چند روز

جبتک جوان ہو آنکھ کا بوسہ ملا کرے
منھ سے لگا رہے مرے پیمانہ چند روز

اے شمع تونے خانۂ الفت جلا دیا
رہنے نہ پایا بزم مین پروانہ چند روز

دنیا مین کارخانۂ عقبیٰ کی فکر کر
آباد ہے جہان کا ویرانہ چند روز

دشت جنونکو جاتے تو ہین شہر چھوڑکر
گھبرائیگا بہت دل دیوانہ چند روز

آیا مہ صیام چھپا جام آفتاب
ہوگا مقفل اب در میخانہ چند روز

اے واعظو نہ دیکھیئے جنت کا راستہ
ہوجاے سیر کوچۂ جانانہ چند روز

نکلیگا دود آہ دل چاک چاک سے
اولجھیگا دام زلف مین یہ شانہ چند روز

قاصد کے انتظار مین گھلتا ہون رات دن
مین آپ جاؤنگا جو وہ آیا نہ چند روز

دل کے سوا کہین نہ تمہارا پتا لگا
چھانا کیا مین کعبہ و بتخانہ چند روز

انجام کار سوئینگے سب فرش خاک پر
اے **قدر** ہے یہ مسند شاہانہ چند روز

ردیف سین مہملہ

۱۳

گات اوبھر آئی بھرے رخسار یار ابکی برس
ہوگئے وہ قابل بوس و کنار ابکی برس

آگ برساتا ہے ابر نوبہار ابکے برس
داغ اوگتے ہین میان لالہ زار ابکے برس

اے مہ کامل مبارک طوق منت کے بڑہے
پوہنچے مقصد کو ترا امیدوار ابکے برس

ایک سودا ایک اولجھن ایک شب فرقت کا غم
صورت گیسو ہین مجھکو انتشار ابکے برس

دل تو دل تمنے جگر بھی لے لیا ای جانجان
مجھکو بالکل کر دیا بے اختیار ابکے برس

دیکھیئے ابکے ہمین کیا داغ ہوتا ہی نصیب
دیکھیئے کیا گل کھلاتی ہے بہار ابکے برس

خشک سالی ہوگئی یا تم ہوا پر آ گئے
چار پھولونکو ترستا ہے مزار ابکے برس

ہجر کے بارہ مہینے ہوگئے بارہ برس
سخت گزرا ہے تمہارا انتظار ابکی برس

دیدہ ہو او سکی ترا احسان ہوے لاغری
پہر نئے حلقے نکالے ہین تمہاری زلف نے
داغ دے دیکر مرے دلکو دوالی مین کہا
چاہر دنکو ہی نہ اے حداد کاٹین بیڑیان

کاش پہچانے نہ مجھکو میرا یار ابکے برس
پہر نئے پہنسجا ئینگے دو تین چار ابکے برس
کیا گہروندے پر بنی نقش و نگار ابکے برس
قید مین ہمکو کٹی ساری بہار ابکے برس

قدر نے اگلے برس پوشاک پہنی گیروی
دیکہیے کیا رنگ لائے میرا یار ابکے برس

۱۱

قتل بہی کرکے کہے گا نہ وہ قاتل افسوس
چہپ سکا سوز جگر شبکو نہ پروانے سے
میرے دل مین عوض عیش بہری ہی حسرت
جس سے لو اپنی لگاؤن وہی بے پروا ہو
اوس سے مانگو کہ جو خالق ہے تمام اشیا کا
دہن گور سے لیلی کی یہ آتی ہے صدا
یون تو جو بوتا ہے انسان وہی کاٹتا ہے
مین تہ تیغ بہی کیا تشنۂ دیدار رہون
ہاتہہ منہہ مین نہین دیتا ہے کوئی کالے کی
بند ہو جائیگی جب آنکہہ تو پچہتائے گا

کیسی بے رحم کا کشتہ ہی مرا دل افسوس
جل گیا شمع پہ گر کر سر محفل افسوس
میرے پہلو مین بہرا ہی عوض دل افسوس
مین تمہین یاد کرون تم رہو غافل افسوس
غافلو خلق سے کیون ہوتی ہو سائل افسوس
مرے مجنون مرے عاشق مرے بسمل افسوس
مزرع دہر کے لیکن ہین محاصل افسوس
پیاس کے مارے مرون مین لب ساحل افسوس
جانکر زلف پہ دل ہوتا ہے مائل افسوس
خواب غفلت سے نہ چونکا کبہی یہ دل افسوس

سخت جان **قدر** سا اور ایک نگہ مین تڑپے
یہ جوان اور ہو اک وار مین بسمل افسوس

دیکہیے کالی گہٹا دن مین بہار طاؤس | ۱۱ | بعد ایک سال کے نکلا ہی بخار طاؤس

آنکھہ اگر ہو تو قدامت کو نہ بہولے انسان
چمن خلد ہو ہر نقش و نگار طاؤس

چلین برسات کی جسوقت ہوائین سن سن
ابر بن بنکے اوڑا صبر و قرار طاؤس

کام آتا نہین معشوق کا جلوہ ہرگز
کبھی تجلی نہ بنی شمع مزار طاؤس

بول چال آپکی وہ ہے کہ ہزارون ہین فدا
بلبلون کی ہے نہ گنتی نہ شمار طاؤس

بجلی رنجک ہے تو بندوق ہی بادل کی گرج
باغ مین کہیلتا ہے ابر شکار طاؤس

ہین یہ رفتار کے پامال تو وہ کشتۂ رقص
مور کبکون پہ فدا ایک نثار طاؤس

اے ہوا رحم ذرا کب سے مٹا رکھا ہے
ابر تک اوڑ کے پونہچ جای غبار طاؤس

چشم گریان مین سمایا ہے انکڑنا اونکا
بنگئے نہر مرے آئینہ دار طاؤس

کوکتے کوکتے آب آب ہوا جاتا ہے
ابر دیکہے تو کہین حالت زار طاؤس

زلف پہ تم ہو نثار ابر کا وہ عاشق زار
تم بہی اے قدر ہسو قربِ جوار طاؤس

آنکھین طاؤس ہین ابرو پر و بال طاؤس
خط و خال رخ رنگین خط و خال طاؤس

۱۵

جب سے پہنا ہے زمرد کا جڑاؤ گہنا
تنتا پہرتا ہے مرا یار مثال طاؤس

غیر ممکن ہے کہ کوا بہی چلے ہنس کی چال
آپ کی چال چلے ہے یہ مجال طاؤس

موسم گل مین ہین طاؤس کی چوٹی غنچے
پہول بوٹے ہی ہین شاخین پر و بال طاؤس

تجھسے اے ابر جو رگ رگ مین پونہچتا ہی رنج
داغ بن بنکے اوبہرتا ہے ملال طاؤس

حسن پامال ہو یار جو نیچون سے ملا
کہو دئے پاؤن نے سب حسن و جمال طاؤس

پہر مرے زخم ہرے ہونگے جو آئیگی بہار
داغ بنجائینگے نقش پر و بال طاؤس

دود آہ دل عاشق سے ہے معشوق آب
ابر شاہ ہے یہ دیکھا ہے [illegible]

بزم جانان مین کوئی شیشہ نہ ہوتا تہا — باغ کو دیکھکر آتا ہے خیال طاؤس

جنکی ظاہر مین ہے زینت نہین باطن مین کمال — گل کے ہونے سے جھلکتی نہین بال طاؤس

دیکھہ عشاق کی خادم ہین یہ سارے معشوق — ہر برس آ کے گھٹا دہوتی ہے شال طاؤس

ابر کو تو نے اوڑایا ہے گرے گی بجلی — اے ہوا تجھہ پہ پڑے گا یہ وبال طاؤس

زلف کو دیکھہ کے وہ دل پہ گزر جاتی ہے — ابر کو دیکھکے ہوتا ہے جو حال طاؤس

داغ کہانا مرے مرنے بہی ثابت ہوگا — مور چہل قبر پہ ہونگے پر و بال طاؤس

اپنا چہلا تو عنایت کرو اے ابر بہار
قدر گل کہانیسکو آندہی ہی مثال طاؤس

١٥

روز آئین تم جو آج بٹہاؤ بلا کے پاس — یون بے بلائے ہم تو نہ جائین خدا کی پاس

تیرے مریض چشم کا یہ طور آج ہے — دہرے پیالے رکھی ہوئے ہین دوا کی پاس

سنے اونکے زانوون کے نہ نکلے گا اپنا دم — اوٹھینگے ہم جہان سے اونکو بٹہا کی پاس

آنکہون کے پاس بزم جانان کی دہوم ہی — ہے ایک قتلگاہ بہی دار الشفا کے پاس

اچہا ہنسی ہنسی مین نکالا ہے ہمنے کام — سبکو اونہین لٹا ہی لیا گدگدا کے پاس

خوشبو سے زلف یار کا کیا فیض عام ہے — چین و ختن کے نافے ہین باد صبا کی پاس

کیا کیا ہین شعر رنگ طلائی کے صف مین — نسخے ہزارون رکھتے ہین ہم کیمیا کے پاس

کمر یکے پردے چھوڑ دئے شام ہوگئی — دن اسطرح گزرتے ہین اوس مہ لقا کی پاس

یاد آتے ہین جو یار کے رنگین دست و پا — روتا ہون بیٹھہ بیٹھہ کے نخل حنا کے پاس

خالق ہے سرپرست امیر و غریب کا — دیکھو تو ایک تاج ہے شاہ و گدا کی پاس

کب سے کہڑا ہون اونکو مراد ہیان کچھہ نہین — کیسا رقیب بیٹھا ہے زانو دبا کے پاس

کرتی ہے ایک دل پہ ہمارے ہمین سے بل
کیا ایسی کائینات سے زلف دوتا کی پاس

دیکھا جو اپنے کوچے مین بولے بگڑ کے وہ
اک جہوڑا بھی ڈال لو دو دلستار کے پاس

کچھ کم نہین رقیب سے ہمکو حجاب یار
آتے نہین ہین وہ کبھی ماری حیا کے پاس

اے قدر اپنی قدر نہ عسرت مین کہوئیے
جایا نہ کیجیے کسی یار آشنا کے پاس

ردیف شین معجمہ

۱۵

خاک چھانی نیاریونکی ساتھہ دردر کی تلاش
مجھکو فکر سیم بر تھی ورا نہین زر کی تلاش

دل تو میرا لیچکے سینے سے بھی لٹین حضور
آئینہ پایا تو کیون باقی رہی گھر کی تلاش

خاکساری ہمنے پائی ملکئی اکسیر ادسے
اُف ہماری جستجو تف کیمیاگر کی تلاش

پھر بہار آئی ہے پھر جاگے نصیب باغبان
پھر دہان ہونے لگی پہولون کے زیور کی تلاش

کچھہ نہ کچھہ تو فیصلہ ہوگا خدا کے سامنے
حشر مین ہوگی مقرر اوس ستمگر کی تلاش

اسطرح غم ڈہونڈہتا پھرتا ہے مجھکو بعد مرگ
جسطرح سے ہو برادر کو برادر کی تلاش

شاعرون سے بڑھکے دنیا مین کوئی جز رس نہین
ہے کمر کی یا دہان تنگ دلبر کی تلاش

لاغری سے تار بستر ہو کے فرقت مین بچا
موت نے کیا کیا مرے بالای بستر کی تلاش

انکی باتون پر کبھی دہو کا نکھاے آدمی
کسکی الفت ان گلونکو رہتی ہے زر کی تلاش

آپ سے بے آپ ہو جائینگے تجھکو ڈہونڈ کر
گھر سے بے گھر ہمکو کردے گی تری گھر کی تلاش

فکر روزی سے کبھی راحت نہین انسان کو
رات کو مردہ بنا دیتی ہے دن بھر کی تلاش

ڈہونڈہ کر آخر نکالا عرش اعلیٰ پر تجھے
عاشقون نے کسقدر اللہ اکبر کی تلاش

ہے مثل الٹکا بغل مین سے ڈھونڈو اشعار مین | پاس دل سے ہے کھولکر زلف معنبر کی تلاش
خوب گڑتی ہے طبیعت جب کہین ہوتا ہے شعر | کیا جھنکاتی ہے کنوئین ہر مصرع تر کی تلاش

اِک یہی باقی رہا ہے یا الٰہی خیر ہو
آج ہوتی ہے وہان قدر سخنور کی تلاش

ہوگا نہ کبھی نالہ و فریاد فراموش ۱۵ اس بات پہ بلبل سے بدی یاد فراموش
سو سر جو کٹین پھر و ہین سر از سر نو ہو | ہے شمع ترا عاشق بیداد فراموش
آتا ہے نظر خواب مین ہمکو ملک الموت | ہوتی ہے نہین صورت صیاد فراموش
مین اپنا گلا کاٹونگا آتی نہین ہچکی | کیون مجھکو کیا اے ستم ایجاد فراموش
تقدیر کا لکھا جو رہائی کے دن آئی | صیاد کے دل سے ہوئی بیداد فراموش
قاتل ترے دیدار مین یہ محو ہوئے ہم | محشر مین ہوا شکوۂ بیداد فراموش
اک سل سی دھری رہتی ہی چھاتی پہ ہماری | دم بھر نہین ہوتا غم فرہاد فراموش
آر و نکے بھی نیچے ترا مذکور نہ جائے | ہو چھپر یون تلی بھی تری یاد فراموش
ایسی کبھی تصویر خیالی نہ کھینچیگی | کرنا نہ کمر کو کہین بہزاد فراموش
صیاد کبھی اوسکو نشانے مین نہ چوکے | جب تجھکو کرے مرغ چمن زاد فراموش
یاد آتی ہین ہر لحظہ تری لام سی زلفین | ہوتی نہین آنکھون کی تری صاد فراموش
امید ہے جسوقت کہ ہو شاد ترا دل | اوسوقت نہو یہ دل ناشاد فراموش
دشمن کو بھی تو قسمت روزی مین نہ بھولا | فرعون نہ ہامان نہ شداد فراموش
ہر سمت زمانے مین مری دھوم مچی ہے | ہین قیس و نل و وامق و فرہاد فراموش

اے قدر مین اشکونکی جھڑی کیون نہ لگاؤن

ہوتا ہی نہین برق سا اُستاد فراموش

ردیف صاد مہملہ

۱۵ بے اسکے نہ پڑہیگا نہ کبھی یار سے اخلاص / ہو اوس سے کسی محرم اسرار سے اخلاص

وحشت مین رہی خار بیابان سی محبت / صحبت مین رہا اوس گل بیخار سی اخلاص

اوتنا ہی تجھے روز جزا داغ ملے گا / جتنا ہے یہان درہم و دینار سی اخلاص

کنگھی پہ بہت سورۂ اخلاص نہ پڑہیئے / کام آئیگا اتنا دل بیمار سے اخلاص

دیر و حرم مین وہی شکل حرم مین وہی صورت / کس کسکو نہین اوس بت عیار سی اخلاص

اوس سرو روان کے جو گل روسی ہوا عشق / قمری نے کیا بلبل گلزار سے اخلاص

خود مصحف رخ دہو کے پلانے لگی پانی / اسد رجہ بڑہا عاشق بیمار سے اخلاص

بوسے دیئے اونکو مجھی منھ بہی نہ لگایا / مجھسے نہ کھلا ورنہ یہ اغیار سے اخلاص

نفرت ہمین گلگشت سی ہے تو اکسیر سے وحشت / رکھتے نہین ہرگز کسی زردار سی اخلاص

کسدرجہ مزاج اونکا بُرا ہے مرے اللہ / دشمن ہین سے وحشت ہے تو دو چار سی اخلاص

سچ تو کہو کیا آئینۂ دل کی طلب ہے / اسدرجہ ہے کیون آج گنہگار سی اخلاص

ہم لنگ نہین ملک خدا تنگ نہین ہے / غیرونکو مبارک رہے سرکار سے اخلاص

بے کھٹکے چلا جاؤنگا جنت مین پس مرگ / ہے مجھکو تمہاری در و دیوار سے اخلاص

وہ شکوۂ الفت پہ یہ فرماتے ہین ہنسکر / بکتا ہو تو لے آؤن مین بازار سی اخلاص

اے قدر عجب طرح کا مذہب ہے بتون کا / کافر سے محبت کبھی دیندار سے خلاص

ردیف ضاد معجمہ

خال سے رکھتے ہین قدرت یہ تمہارے عارض — ١٥ — کہ مجھے دنکو دکھا دیتے ہین تارے عارض

چاند سورج کو نہ فرماتے کہ ھذا ربی — دیکھ پاتے جو خلیل آپکے پیارے عارض

بوسے کے خوف سے گھونگٹ مین چھپا جاتا ہے — کیا دبا جاتا ہے اس بوجھ کے مارے عارض

اسمین کیا شک ہے پیمبر کو تو قرآن اُترا — آپکو عرش سے خالق نے اوتارے عارض

لے لیا بوسہ کہین آگ ببولا تو نہون — اوڑ نہ جائین کہین بن بنکے شرارے عارض

چاند بھی اتنا چکورون کو نہ ترسائے گا — دور سے ہی مجھے دکھلا مرے پیارے عارض

منہہ رگڑتے ہین ترے پاؤن پہ سب زہرہ جبین — بنگئے ہین تری جوتی کے ستارے عارض

مجھسے پوچھین جو نکیرین ترا کعبہ ہے کون — کہین ایسا نہو دل میرا پکارے عارض

خال رخسار کہ جا داغ ہین میرے دل کے — توڑ کر لیگئے اس عرش کے تارے عارض

جب مقابل ترے رخ کے ہو تو نقشا بگڑے — چاند کو چودھوین تک روز سنوارے عارض

حلقۂ زلف مین آتی ہین کہ بوسے لے لوٹ — آنکھین بن بنکے یہ کرتے ہین اشارے عارض

دیکھ لیتے جو ستارے تو نظر لگجاتی — کوٹھے پر ڈھانک لئے آپنے بارے عارض

تمتما جائینگے فق ہونگے ہر اک بوسے پر — کیسے کیسے نہ ابھی لینگے حرارے عارض

اس نزاکت پہ یہ زلفون کے تھپیڑے ہین غضب — نیلگون دونون طرف ہوگئے سارے عارض

کہدے کہدے کہین اک دن ترے ہونٹھون کے نثار
چوم لے چوم لے اے قدر ہمارے عارض

لیا ہے بوسہ لبونکا دل حزین کے عوض — ١٣ — اکھڑے رہے کہ نگین ملگیا نگین کے عوض

لپٹ ہی جاؤنگا مین اُس حنا جبین کے عوض
کبھی تو ہان ہی نکلجائیگا نہین کے عوض

بہت کہری ہے تری سیم حسن کیا کہنا
ہرن کہری ہی ملی ابرو جبین کے عوض

یہی پہرا تا ہے قسمت جو دسترس ہو مجھے
سر آسمان پہ پٹکا کرون زمین کے عوض

ہمارا دشت ہی رمنا ہے دیدبازون کا
چھٹے ہین کالے ہرن چشم سرمگین کے عوض

کہان کی بال نکالی ہے ہمنے بال کی کمال
کمر کا شعر لکہا زلف عنبرین کے عوض

ہمارا نام ہے عشاق مین فنا فی العشق
جڑا ہے سنگ لحد مہر مین نگین کے عوض

بجاے داغ مرے دل سے نکلے نالۂ و آہ
مرے چمن مین اوگے سرو یاسمین کے عوض

کبہی تو دام مین یارون کے آہی جاؤگے
خدا سناے گا ہان ہان نہین نہین کے عوض

بجاے بوسۂ لب گالیان سناتے ہو
یہ نیش تھی مری قسمت مین انگبین کے عوض

یونہین پونہچتی ہے پونہچے کا ہاتھہ گالون تک
ابہی تو انگلی ہی پکڑی ہے آستین کے عوض

ضرور چاہیئے ایک آدہ داغ بوسے کا
ملا ہے چاند کا ٹکڑا تمہین جبین کے عوض

کمال تنگ ہین اس کوردہ مین ہم اے **قدر**
ذرا کہے کوئی نفرین ہے آفرین کے عوض

ردیف طاے مطبقہ

۱۶

یہ دہن پہ گالیان یہ منہہ کا بنجانا غلط
وہ مثل ہے خود غلط انشا غلط املا غلط

حال وعدہ ونکا تری موزون کیا تہا اسقدر
اہل مطبع نے مرا دیوان سب چہاپا غلط

طفل دلکو ہاے کیون پہانسی لگائی زلف نے
اسکی باتون سے ہوا کرتا تہا غم میرا غلط

سچ کہون آتا ہو کس کافرکو تیرا اعتبار
تو غلط گو قسمین سب جہوٹی تری وعدا غلط

ذکر کسکا کیجئے ہر ایک ہے حرف نادرست ۔ کیا پڑہون مین صفحۂ عالم ہی سرتاپا غلط
زلف کا حلقہ امینون نے اوتارا ہو بہو ۔ جب دہن کی پاس پونہچے ہوگیا نقشا غلط
خود ہی مین دیتا تمہین دل خود ہی روتا واہ واہ ۔ تہمتین ہین یہ جہوٹ ہی طوفان ہی بیجا غلط
جہوٹے وعدے کیون نکالی اس دہان تنگ سے ۔ خود ترے منہہ سی معما ہوگیا تیرا غلط
صاد کی سورے مین جسدم صاد پر ہو مد درست ۔ کب ہے چشم یار پر پہر ابروِ زیبا غلط
وصف رخ نے وہ مرا دیوان جہکا جہک کر دیا ۔ جسکے آگے ہوگیا اکسیر کا نسخا غلط
وصل ہوجائے تو سمجہون سچ ہی آ وعدہ خلاف ۔ ورنہ یہ ہون ہون غلط ہان ہان غلط اچہا غلط
فرط بیتابی سے انکو لکہہ گیا ہون کچہہ کا کچہہ ۔ سو جگہہ سے ہوگیا ہے یار کا ناما غلط
جو گزرتی ہے وہی کہتا ہون اپنے شعر مین ۔ شعر سچ ہین ورنہ ہو تقدیر کا لکہا غلط
آنکہہ مین تل آپکی ہے بیمروت کیون نہو ۔ قاعدہ دیکہو تو جب ہی عین پر نقطا غلط
بر نہ آیا ایک مطلب بہی مرا افلاک سے ۔ سات ورقون کا رسالہ کسقدر نکلا غلط

آگے کہتا تہا وہین جان جہان اب بن ہین
قدر سمجہا روزمرہ ہوگیا اگلا غلط

۱۵

ہون اگر بار خط بہیجون مین ہر بار خط ۔ اتنے لکہون یار خط پڑہنے ہون دشوار خط
رخ ترا قرآن ہوا یا کہ گلستان ہوا ۔ کیا خط ریحان ہوا یا خط گلزار خط
خط کی بہی کیا بات ہے دور کی سوغات ہے ۔ نصف ملاقات ہے بہیجئے اے یار خط
دیر نہ دم بہر لگا ہاتہہ جہپٹ کر لگا ۔ کب سے گلے پر لگا ہے بت خونخوار خط
رنج کہان تک سہین نامہ بر آ کر کہین ۔ آپ سلامت رہین لیجئے سرکار خط
آپکے سر کی قسم مرتے ہین ابر دیہ ہم ۔ شرط لگا وصنم ڈالے جو تلوار خط

خط مین نہ تو دیر کر یارانہ اندہیر کر
مین تو اولٹے پہیر کر پڑہتا ہون سو بار خط

کیون نہ پہرے اے گلبدن جا بیچ کی نکلی سخن
نقطہ ہے تیرا دہن سے ہے خط پرکار خط

طول تہا اتنا گلا قطع نہ تہا سلسلا
دفتر عالم ملا جب ہوا طیار خط

قشقۂ و جبین جبین زلف و خط عنبرین
ہمکو تو اے نازنین بہاتے ہین یہ چار خط

آنکھون کی تنویر ہے یا خط تقدیر ہے
آپ کی تحریر ہے آنکھون پر اے یار خط

دوش سے اسکو اتار نرم بدن ہے یہ بار
دیکھہ پڑے گا نگار صورت زنار خط

دل مین جو ہون غم بہری لکہہ کی دل آگ دہرے
رقعۂ شادی کرے دیدۂ خونبار خط

رخ کے جو بوسے لئے زخم جگر بہر دئے
ہو گیا میرے لئے مرہم زنگار خط

آ گئے قاصد یہ تنگ قدر دہان ہین یہ ڈہنگ
بنتے ہین جا کر پتنگ جاتے ہین بیکار خط

۱۵

پہر بہار آئی ہوئے جمع پہر اسباب نشاط
چمن و بادۂ و دف ساقی و ارباب نشاط

دور گردون مین کہا دور مئے ناب نشاط
وہ تو ہے غم کا بہنور اور یہ گرداب نشاط

وہ مرا حال کہے دیتے ہین مین اونکا راز
غم کی برداشت او نہین ہے نہ مجہی تاب نشاط

غم فرقت مین لہو ہو کے گرے آنکھون سے
شیشۂ دل مین بہری تہی جو مئے ناب نشاط

بوٹی بوٹی مری مقتل مین پہڑکتی ہی پڑی
پرزے ہو کر بہی نہ بہولا ادب آداب نشاط

وصل ہو خواب مین تو ہجر ہو بیداری مین
غم کی تعبیر ہو دیکھون جو کبہی خواب نشاط

ہنستے ہنستے شب وصلت مین ہوئی شادی مرگ
صبح کاذب تہی ہماری شب مہتاب نشاط

مست و مدہوش ہوا نشہ مین ڈوبا ایسا
دور ساغر ہے مجہے حلقۂ گرداب نشاط

آنکھین کہلجاتی ہین دیدار رخ جانان سے
نور کے تڑکے سے کہلتے ہین در باب نشاط

خواب مین کیجیے ماتم ہی تو آنکھین کھلین
نیند اوچٹ جائے اگر دیکھیں ہم خواب نشاط

ہاتھ آیا پائی جو کرے وصل مین وہ رشک قمر
بام پر فرش کتان ہو شب مہتاب نشاط

اشک ہون گریۂ شادی جو انہین یاد کرون
دانت ہین تیرے ہنسی مین در خوش آب نشاط

روئے خندان ترا او ترا ہے لئے تازہ بہار
آج مرجھایا ہوا ہے گل شاداب نشاط

تنگدستی کی دوائین ہین سرور و مستی
سیکھ لے ہم سے کوئی نسخۂ نایاب نشاط

دن چڑھا خوابگہ وصل سے اوٹھیے ای قدر
صبح سے بیٹھے ہین انعام کو ارباب نشاط

ردیف ظاے منقوطہ

گستاخ ہوا جنون مین سمجھتا ہون کب لحاظ
باقی نہین رہا ہی کسیکا ادب لحاظ ١٦

چتون مین قہر چال مین محشر لبون مین سحر
ہے نیچی نیچی نظرون مین تیرے غضب لحاظ

اب یہ سنا کہ آئینہ بنتا نہین ہان
مشہور ہو گیا ہے ترا تا حلب لحاظ

ان روزون بات بات مین رہتی ہی چھیڑ چھاڑ
مین اور چھیڑتا ہون وہ کرتے ہین جب لحاظ

خورشید اب چمک کے نکلتا ہے سامنے
باہر نکل کر آپنے کھویا ہے سب لحاظ

یہ ربط ہے عروس لحد اور مین ہون ایک
اب وہ کہان رہا کہ جو تھا پہلے شب لحاظ

تم ایک اگر کہو گے تو مین دس سناؤنگا
تمکو نہین حجاب تو مجھکو ہے کب لحاظ

مجنون کو ہمسے پوچھیے یا ہم کو قیس سے
آپسمین خوب رہتے تھے تعظیم ادب لحاظ

کیون یار وہ اشارے وہ باتین کدہر گئین
آنکھون کے مثل سکھہ گئے لعل لب لحاظ

غنچے کے مثل جامے سے باہر ہوا تو کیا
وہ آدمی ہے رکھے جو وقت غضب لحاظ

پہنسنا تہا زلف مین ہو مین ہتہ پہیریان ادہر
دل جب تلک تہا پاس جبہی تک تہا سب لحاظ

کون اپنی آبرو کو وہان خاک مین ملائے
آتا ہے ہمکو جاتے ہوئے بے طلب لحاظ

تم رشک مہر ہو تو چراؤ نہ دن کو آنکہہ
تم ماہ ہو تو پہیر نہ کرو وقت شب لحاظ

رندون سے مفت حضرت واعظ الجہتے ہو
بوڑہا سمجہکر آپکا کرتے ہین سب لحاظ

گیسو مین دل سے آنکہہ چرائے نہ کیون نگاہ
شوہر سے ہر عروس کو ہے ایک شب لحاظ

وہ تو سمجہہ چکا انہین الفت ہے قدر سے
پہر آپکو رقیب سے ہے نے سبب لحاظ

۱۵

رونے مین جان کا خدا حافظ
ڈر ہے طوفان کا خدا حافظ

حضرت دل جنون مبارک ہو
رخ ہے میدان کا خدا حافظ

تپ غم سے مزاج برہم ہے
دن ہے بحران کا خدا حافظ

میرا دل لیکے کہو دیا کیا خوب
آپکے دہیان کا خدا حافظ

نظم کرتا ہون حال دزد حنا
میرے دیوان کا خدا حافظ

آنکہہ پڑتی ہے دل پر اوس بت کے
اپنے قرآن کا خدا حافظ

دست وحشت نے پاؤن پہیلائے
اب گریبان کا خدا حافظ

اے صنم وصل ہو تو پوجون پاؤن
خیر ایمان کا خدا حافظ

کہینچتا ہون مین تیغ نالہ و آہ
تیرے دربان کا خدا حافظ

تیز ہے اونکا نشتر مژگان
اپنی شریان کا خدا حافظ

مزرع دہر ہے متاع غرور
اسمین انسان کا خدا حافظ

اب دہڑی جمتی ہے خدا کی پناہ
شوق ہے پان کا خدا حافظ

لاکھہ بکئے نہین سمجھتا دل
جھڑکی ہر وقت کی معاذ اللہ

ایسے نادان کا خدا حافظ
غصہ ہر آن کا خدا حافظ

قدر کو بتکدے مین دیکھا ہے
اس مسلمان کا خدا حافظ

ردیف عین مہملہ

کس شعلہ رو کی یاد مین ہی بیقرار شمع
اوس قد کی دہو کے تکتا ہون مین بار بار شمع
پہر پہر کے گرد صدقے ہو پروانہ وار شمع
دل بجھگیا مرا ترے گیسو کے روبرو
مجھسے جو خاک بچ رہی پروانہ بنگیا
پروانہ سوز عشق مین جب جان دیچکا
شعلے کیطرح کانپ اوٹھا جسم ناتوان
پروانے سوز عشق سے جل جلکے خاک ہون
آتا ہے یار بزم مین فانوس کو اوٹھاؤ
لکھتا ہون بیٹھہ بیٹھکے جب اوسکے سامنے
گلگیر زلف یار ہے پروانے خال ہین
سانچے مین اوسکا سارا بدن ہے ڈہلا ہوا
تاریکی لحد کی خبر کوئی لے ذرا

۱۵

کیا کیا تڑپ رہی ہے مثال شرار شمع
اندہیر کر رہی ہے شب انتظار شمع
گیسو تو دو دشمع ہین رخسار یار شمع
کالے کے سلسنے نہ جلے زینہار شمع
تم سے بچا جو نور بنے اوس سے یار شمع
جلکر ستی ہوئی وہین بے اختیار شمع
ہمراہ غیر قبر پہ لایا جو یار شمع
جلدی نکال لے کہین جل لکا بخار شمع
پوشاک کو کرے نہ کہین تار تار شمع
روتی ہے حال زار پہ کیا زار زار شمع
فانوس ہے نقاب تو رخسار یار شمع
رخسار سے ہی یا دن تلک قد یار شمع
کب چاہتا ہون مین سر سنگ مزار شمع

وہ ایک ہی ہے لاکہہ دلیلین کوئی کرے
او جیسا لا ایک لاکہہ جلاؤ ہزار شمع

اے قدر روشنی مین کٹے گی شب لحد
ہو جائے گا جمال شہ ذوالفقار شمع

ردیف غین معجمہ

١٦

کہلتے ہی مثل لالہ ہوئے مبتلائے داغ
اوٹھتے ہی باغ دہر مین ہمنے اوٹھائے داغ

اہل عروج رکہتے ہین دل مین کدورتین
یہ رمز ہے کہ چاند ہوا مبتلائے داغ

افسوس گہر رقیب کا روشن ہو یار سے
روشن ہماری قبر مین ہون شمعہائے داغ

ہون تمسے صاف قتل کرو تیغ پونچھ لو
اے یار کیا مجال کہ دامن پر آئے داغ

ہے عشق سلطنت مرا دل بادشاہ وقت
سایہ کئے ہے سر پہ ہمیشہ ہمائے داغ

باغ جہان مین دود جگر سے گھٹا اوٹھی
طاؤس کی روش دل وحشی نے کہائے داغ

کیون کوئی اونکے خال سیہ فام پر مرے
کیون مثل مہر نام کو اپنے لگائے داغ

ہمکو مٹایا نقش قدم کیطرح تو کیا
جب جانین وہ نگار جگر کا مٹائے داغ

جلکر توانا ہوا ہون مین گرمی عشق سے
ہے داغ میرے واسطے مین ہون برائے داغ

اے تیر یار تکتے ہین ہر لحظہ تیری راہ
دلمین کھلے ہوئے ہین مرے دیدہائے داغ

عشق بتان مین ظاہر و باطن ہے ایک سا
زخمون کا کچھہ شمار نہ کچھہ انتہائے داغ

درپیش تھا معاملہ دربار عشق مین
محضر پہ مہر ہوگئی جب دل نے کہائے داغ

سینچا ہے ہمنے دیدۂ خونبار سے اسے
سینے مین اپنے لالہ شگفتہ ہے جائے داغ

سرکار مین خزان کے یہ نا منصفی ہوئی
گل نذر دیکے بلبل نالان نے پائے داغ

ٹکڑے دل و جگر ہوے آنکھو نکے سامنے | کس کسکے اس جہان مین خدا نے دکھای داغ

مانند شمع جلگئے ہر شعر پر زبان
اے قدر کیون بیان کیا ماجرائے داغ

ردیف فائے فوقانی

۱۹

بلبل کا خون مفت بہایا ہزار حیف | صیاد تجھکو رحم نہ آیا ہزار حیف
اپنے کئے کا پاس نہ آیا ہزار حیف | مجھکو بنا کے تو نے مٹایا ہزار حیف
دنیا سے تو نے ربط بڑہایا ہزار حیف | اک بیوا کے دام مین آیا ہزار حیف
دلکی کدورتون سے یہی ہمکو داغ ہی | تو کیا نہ آ لگے گا ترا سایا ہزار حیف
اے گل لحد پہ خاک اوڑاتی رہی صبا | اک پہول بھی نہ تمنے چڑہایا ہزار حیف
منعم نے کیون جہا نمین بنائین عمارتین | ویرانے مین مکان بنایا ہزار حیف
مختار ہے وہ شوخ مرا او سپہ ور کیا | آیا ہزار شکر نہ آیا ہزار حیف
مانند زلف کیون نہ پریشان ہا کرون | سر پر چڑہا کے تو نے گرایا ہزار حیف
تارونکی طرح آنکھو نمین کاٹی تمام رات | وہ ماہ ایکدم بھی نہ آیا ہزار حیف
کیون اپنا پردہ فاش کیا اپنی ہاتھہ سے | غیرون کو تمنے گھر مین بلایا ہزار حیف
پیدا کیا تہا تو نے عبادت کیواسطے | اک بت نے اپنا بندہ بنایا ہزار حیف
سنتے تھے ہم حضور کا ہر شے مین داخلہ | پر آپکو کہین بھی نہ پایا ہزار حیف
ہم جانتے تھے بوسہ عنایت کرو گے تم | بوسہ تو کیسا منہہ نہ لگایا ہزار حیف
ہمنے اوٹھائے ناز تمہارے تمام عمر | تمنے جنازہ بھی نہ اوٹھایا ہزار حیف

سنائے کیطرح ساتھ جو رکھتا تو خوب تھا	دیوانہ اوس پری نے بنایا ہزار حیف
سو بار کہہ چکا کہ ہے دل آپ ہی کا مال	پہر بھی گیا نہ اپنا پرایا ہزار حیف
مرنے سے میرے سبکو کم و بیش غم ہوا	صد حیف یا کسی نے کہا یا ہزار حیف
ہان کہدیا تھا سنکے اَلَستُ بِرَبِّکُم	کیون خاک مین پہر اسمین ملایا ہزار حیف

دیکھا جو تمکو **قدر** نے غش کہا کے گر پڑا
کیون تمنے دوڑ کر نہ اوٹھایا ہزار حیف

ردیف قاف فوقانی

۱۸

آج دن بہر راہ دیکھی وہ نہ آئے الفراق	اور شب بہر دیکھہ لون مین اب نہین تو کل فراق
شہر ہستی سے ہے دو منزل یہ بستی عشق کی	منزل ثانی لحد ہے منزل اول فراق
چلتے چلتے اونکی اک تلوار مجھپہ چلگئی	ہر صدائے پا مجھے تکبیر تھی مقتل فراق
کیا شب تاریک کے ڈر سے نہین جاتا ہے تو	آہ سوزان کی دکہا دون مین تجھے مشعل فراق
بدلے نیکی کے بدی ہو یہ بہی قسمت کا لکھا	تخم الفت ہمنے بویا اوسکا پایا پہل فراق
جاتے جاتے وہ پلٹ آئین تو اچھی سیر ہو	دہوم اودہر ڈالے وصال اور اوسطرف ہلچل فراق
یہ تو اب میرے اوٹھانے سے بھی اوٹھہ سکتا نہین	میرے بار غم سے ایسا ہو گیا بوجھل فراق
تو گیا اے مہر اودہر آئی نئی برسات ادہر	اشک بوندین سوز برق آہین دہنک بادل فراق
عید کی شب جیسی شاد مرگ کوئی رند ہو	مجھسے تمسے ہو گیا اے مہ شب اول فراق
گہر سے ہم تا بیستون پونہچے وہان سے تا بنجد	دیکھیئے دکھلائیگا اب کونسا جنگل فراق
رنج و غم تیرے جلو مین چلتے ہین اے شاہ عشق	دوڑتا ہے خود سواری مین تری پیدل فراق

آفتاب ہجر سے بہتر شب تاریک وصل
دور رکہے اپنے یہ جلتی ہوئی مشعل فراق

اور بہی چمکے محبت جب جدا ہو کر ملے
واقعی آئینۂ الفت کا ہی صیقل فراق

آئی بہی میرے نصیبون سے تو بیٹھے مجہسے دور
وصل کی صورت جو دکہلائی بہی ہی تو کال فراق

رنج و غم کی جنتری مین ہو گا ڈہیلا بند بند
میری رگ رگ سے نکالیگا مرا کس بل فراق

عاشقی مین ایڑیان رگڑین مگر نکلی نہ جان
دیکہنا یہ عقدۂ مشکل کرے گا حل فراق

عیش و ثنا کر مجھسے اوٹھیگا نہ پہر رنج و ملال
یا الٰہی وصل جانان بعد ہو اول فراق

چلدیئے منہہ پہیر کر وہ قدر چلاتا رہا
الغیاث الغیاث الفراق الفراق

۱۳

ہم وہ ہین اللہ کے آگے کیا اقرار عشق
آسمان خم ہو گیا ہمنے اوٹہایا بار عشق

جنسی الفت ہو گئی رہتے ہین وہ میری ٹرس
اوس طرف وہ اس طرف مین بیچ مین دیوار عشق

حضرت ان ٹہنڈی سانسین اور خاموشی ہی کیا
مہربان معلوم ہوتے ہین یہ سب آثار عشق

ہم اونہین القاب لکہتے ہین شہ اقلیم حسن
وہ ہمین خط مین لکہا کرتے ہین منصبدار عشق

سخت دونون آفتین ہین حفظ مین رکہے خدا
ایک تو مرگ مفاجات اور ایک آزار عشق

سکہا سے داغ کا دلمین خزانہ ہو گیا
آج کل چمکے ہوئے ہین طالع بیدار عشق

تمکو دیکہا ہے تو آنکہون مین سلائی پہیر دو
بند بہی کر دو کبہی یہ روزن دیوار عشق

چرخ چارم سے اوتر آئینگے گہبرا کر مسیح
حشر توڑیگا کراہیگا اگر بیمار عشق

قبر ٹہکرا کر مرے پای حنائی سے کہا
ہوش مین آ او ٹہہ تو بیٹہا گرمی بازار عشق

روتے روتے آپکے غم مین یہ نوبت ہو گئی
مثل مژگان سوکھ کر کانٹا ہوا بیمار عشق

حسن کے بندے ہوئے ہین آزما لو ای تو
بیچ لو چاہو ہمین چلکر سر بازار عشق

دونونکو واعظ سر بازار دیا لے گا وہ شوخ
تیرے دستار فضیلت بندگی دستار عشق

ایک وامق ایک مجنون ایک فرہاد ایک قدر
بس یہی چار آدمی ہین واقف اسرار عشق

ردیف کاف تازی

١٦

نہ چھٹا عشق رخ رشک گلستان ابتک
میرے مرقد پہ عنادل ہین غزلخوان ابتک

نظر آتی نہین صبح شب ہجران ابتک
چوٹی اڑی سے گزرتی تری جانان ابتک

حور نہین حور ہو پری یو نہین پری ہو ایجان
ہمنے دیکھا نہین اس ٹھاٹ کا انسان ابتک

بیگنہ قتل کیا ہے تو یہ ہنسنا کیسا
او ستمگار ہوا تو نہ پشیمان ابتک

تیرگی دیکھہ کر اے ماہ شب مرقد کی
شمع روتی ہے سر گور غریبان ابتک

آسمان سے یہ فرشتونکی صدا آتی ہے
تمسا پیدا نہ ہوا اے مہ تابان ابتک

ابتلک دل نے نہ پہچانا رخ یار کا وصف
اوس غبی کو نہوا حفظ یہ قرآن ابتک

ملگئے آپ گلے سے یہ بڑی خیر ہوئی
کب کا پرزے ہوا ہوتا یہ گریبان ابتک

خُم کے خم صاف ہوئے اور تہکا ساقی ہی
نہ چھٹا نام خدا مجمع رندان ابتک

جی مین آتا ہی کہ زلفون کے حوالے کر دیتا
کچھہ سمجھتا نہین اپنا دل نادان ابتک

چھپکے ہر روز فرشتونکی طرح جاتے ہین ہم
مر گئے پر نہ چھٹا کوچۂ جانان ابتک

کل شب وصل ہین سونگھی تھی جو بوے گیسو
ہے اوسیدم سے دماغ اپنا پریشان ابتک

حق تو یہ ہے کہ اگر دو دبستان ہو جاتا
ایک بھی ہند مین بچتا نہ مسلمان ابتک

نغمۂ قلقل و آواز دف و صحن چمن
آنکھہ مین پھرتا ہے سب وصل کا سامان ابتک

روے رنگین کی صفت کرتا کیا اے قاصد | تو نے دیکھا نہین شاید طرہ دیوان ابتک

منہہ لگاتا نہین اے قدر رہین یار بہت
خوب کہلتے نہین ہمسے لب خندان ابتک

۱۵

یون تو ہے اونکا جسم بہر نازک | ہے مگر بال بہر کمر نازک
بات مین ٹوٹے بات مین جڑ جاے | ہے بہت خاطر بشر نازک
بندہ بہی اوسقدر ہے زار و نحیف | آپ ہین یار جسقدر نازک
ہے کمر سے دہن کہین نایاب | ہے دہن سے کہین کمر نازک
کچھہ نہ پوچھو کہ اونکے ہونٹہ ہین کیا | برگ گل سے زیادہ تر نازک
ہر بہانے سے ٹالتے ہین ہمین | بنے رہتے ہین رات بہر نازک
اودہر اسینہ بہر کے بہر رخسار | شانے طیار ہین کمر نازک
میرے سینہ پہ سر نہین دہرتے | مجھے کیا تم ہوے اگر نازک
پہلوان بنکے توڑتے ہو دل | بنو گے کیسے وقت پر نازک
رکہنے دیتے نہین ہو ہاتہہ ہمین | اجی ایسی بہی کیا کمر نازک
کہین جایا نہ کیجیے شبکو | وقت آیا ہے اے قمر نازک
جب پڑی آنکہہ لاکہہ بل کہائے | اف مزاج اتنا فتنہ گر نازک
اپنے موقع کی ہے ہر اک شے خوب | چہاتیان سخت ہون کمر نازک
تیغ باندہو برابر ابرو کے | کہ کلائی ہے کسقدر نازک

سخت باتونکی قدر کو نہین تاب
کہین شیشے سے ہے جگر نازک

ردیف کاف فارسی

دم بھر کو چلیئے مجمع اغیار سے الگ
کچھہ عرض کرنی ہی مجھے سرکار سی الگ

دیوانہ جانکر ہمین کہتا ہے وہ پری
بستر لگائے مری دیوار سے الگ

ہم اپنی ڈیڑہ اینٹ کی مسجد الگ بنائین
دل لیکے بیٹھین کافر و دیندار سی الگ

اوٹھتا نہین ہے سانپ خزانے پہ بیٹھکر
کیونکر ہو زلف یار رخ یار سے الگ

بو ہون مگر وہ بو کہ جو ہو پھول سے جدا
گل ہون مگر وہ گل کہ ہو گلزار سے الگ

اتنی گریز کیا ہے تڑپتا نہ چھوڑئے
گردن تو ہو بھی خنجر خونخوار سے الگ

مین لاغری سے خط کف پا سے دست ہون
نقش قدم رہے قدم یار سے الگ

یارب مدام بوسۂ چشم صنم ملے
ساغر کبھی نہو لب میخوار سے الگ

ابرو کی لون بلائین تو کہتے ہین ناز سے
کاٹو گے ہاتھ الگ مری تلوار سی الگ

پھبتی کہو نہین قد پہ ابھی نخل طور کے
دم بھر نقاب ہو جو رخ یار سے الگ

اندھیر ہو رہا ہے ترا کوے یار مین
دستار سے سر ہے تن زار سی الگ

کہتے ہین ہنسکے دیکھو نہ کالا کہین ڈسے
رکھیے گا ہاتھ گیسو خمدار سے الگ

پھر وصل مین یہ فتنۂ خوابیدہ جاگ اوٹھا
سوئے حضور عاشق غمخوار سے الگ

دیکھو نہ اے مسیح کہین جان پر بنے
زانو نہ کیجیے سر بیمار سے الگ

اے **قدر** اندنون ہے دماغ آسمان پر
ہے یہ زمین جہان کے اشعار سے الگ



ردیف لام

۲۱

محو دیدار کو تم غش مین جو پانا شب وصل — لخلخہ زلف معنبر کا سونگھانا شب وصل

چال سے ہے پاؤنمین مہندیکا لگانا شب وصل — ہاتہہ آیا ہے ترے خون بہانا شب وصل

شب غم کا جو سناتا ہون فسانا شب وصل — نیند کا کرتا ہے عیار بہانا شب وصل

رکھے اللہ تری شرم کو ہوگی نہ سحر — خیر بہتر ہے ترا منہہ نہ دکہانا شب وصل

مین بہی جانون کہ مرے دلکا پہپولا پہوٹا — کاش ٹوٹے کوئی پازیب کا دانا شب وصل

اک ہمین یار کی پٹی سی لگے روتی ہین — ورنہ یون چین اوڑاتا ہے زمانا شب وصل

قاب قوسین کے رتبے سی نہین کم مجہکو — دونون ابرو کے اشارے سے بلانا شب وصل

دونون ہاتہون سے جگر تہام کے بیٹہو صاحب — چہیڑتا ہون شب فرقت کا فسانا شب وصل

سوز غم اسمین بہرا ہی کہین چہالے نہ پڑین — میرے سینے سے نہ تم سینہ ملانا شب وصل

ہمنے پہرون شب غم مین کف افسوس ملے — یاد آیا جو زبانون کا لڑانا شب وصل

مرکے ہوجاتا ہی معشوق حقیقی ہی وصال — شب مرقد کو سمجہہ لیتے ہین دانا شب وصل

دونون صورت مین ہوئی وعدہ خلافی تمہسی — چاہئے آنا شب ہجر اور نہ آنا شب وصل

زندے مرجاتے ہین جی اوٹہتے ہین مردے سنکر — میرے نالے شب ہجر آپکا گانا شب وصل

تیری قسمت مین تہا اے غیر تڑپنا شب ہجر — میری تقدیر مین تہا چین اوڑانا شب وصل

مجہسے جب دور ہی بیٹہے تو برا ہی مجہے — اونکا آنا شب وصل ورنہ آنا شب وصل

چاندنی رات تو ہے دورۂ ساغر بہی ہو — کہ کٹورا سی یہ آنکہین نہ چرانا شب وصل

لاکہہ چالین چلو سو فقرے دو سو چہنٹے دو — نہ چلیگا کوئی صاحب کا بہانا شب وصل

اپنے مطلب سے ہی مطلب جو تمہاری مرضی ہمنے مانا نہ ہمین پاس سلانا شب وصل

خیر تشریف ادہر لائے تو احسان کیا مشفق من مرا کہنا تو نہ مانا شب وصل

لیٹے لیٹے وہ بگڑ اوٹھتے ہین گھر جانے پر کروٹین لیتا ہی رہ رہ کے زمانا شب وصل

شب فرقت مین تمہین اسنے ستایا جتنا
قدر رتم اسکے عوض اسکو ستانا شب وصل

۱۵

باغ کا تھا چراغ گل غم سے تھے داغ داغ گل پاکے ترا سراغ گل ہو گئے باغ باغ گل

دل مین ہماری جان کا نام نہین نشان کا عشق کی دود مان کا آج ہوا چراغ گل

ای بت مست گر گزرست ہی کیا تجھے خبر رہ گئی کھول کھول کر باغ مین کیون ایاغ گل

دل کی جو تھی بند ہی کلی پھوستے لالہ ہو گئی زخم سے بعد خوشی کھائے بصد فراغ گل

اشک ہین جوشش سحاب داغ ہین تاب آفتاب شرم سے شبنم آب آب رشک سے داغ داغ گل

شور اٹھا جو آہ کا چہرہ بتون کا فق ہوا چلنے لگی جہان ہوا ہونے لگے چراغ گل

قامت و رخ سے راہ ہی تجھ پہ چمن تباہ ہی سرو مثال آہ ہی اور برنگ داغ گل

تجھسے پتنگ داغ داغ تجھسے ہزار باغ باغ تو ہی ہی بزم مین چراغ تو ہی میان باغ گل

دیکھکے گیسوے دوتا دل مرا سرد ہو گیا کالے کے سامنے ہوا آج مرا چراغ گل

ہمکو کہان دماغ ہی سیر سے خود فراغ ہی سینہ تو خانہ باغ ہی سینے کے سارے داغ گل

ابر غبار دہو گیا لعل و گہر پرد گیا قطرون سے ملکے ہو گیا گوہر شبچراغ گل

ساقی ادہر بھی کوئی تو جام بڑھائے یا سبو نکہت گل ہوئی کی بو اور ترا ایاغ گل

ہو گئے تم جہان کھڑے شرم سے نخل گل گڑے اور ذرا جو ہنس پڑے ہو گئے باغ باغ گل

مجھسے نہ اڑ تو عندلیب میرا ترا ہی اک نصیب مجھسے ہی سرگران حبیب تجھسے ہی بد دماغ گل

چین اڑائین قدر ہم ساتون فلک سے ہین ہم
ساقی و بادہ و صنم چنگ گزک چراغ گل

۱۸

خط بھیجتا نہین بت خود کام آج کل
آجائے کاش موت کا پیغام آج کل

اندیشہ ہی کہ زلف نے دل کو اڑا لیا
ہوتی ہین چوریان یہ سر شام آج کل

ساقی پھرا ہوا ہی کہ قسمت پھری ہوئی
ہی دور جام گردش ایام آج کل

فصل بہار آتی ہی بلبل کی خیر ہو
طیار ہوتے ہین قفس و دام آج کل

ہمکو بھی جان نثارون مین گنتا ہی وہ قمر
ہم بھی ہوئے ہین شہر مین بدنام آجکل

ساقی سبو تو کیا ہی نہین خم یہ بند ہم
لیکن ہمارے پاس نہین جام آج کل

سارے جہان نے کلمہ جو اس یار کا پڑھا
کیا گھٹ گئی ہی رونق اسلام آج کل

صیاد ہمکو چھوڑ دے اک ہم نہون نہون
لاکھون تڑپ رہے ہین تہ دام آجکل

ان روزون دہر کیا مجھے دیتا ہی ٹھوکرین
مٹتا ہی میرا ابلق ایام آج کل

ٹھوکر لگا کے قبر کو کہتا ہی وہ مسیح
تمکو تو خوب سوجھا ہی آرام آج کل

مژگان کا رخ پھرا ہی مرے دسے اندرون
اس چھوٹی سی گرہ ہی یہ بند ہالام آجکل

کمرے مین لیٹے رہتے ہین اس آفتاب کے
یکسان گزرتی ہی سحر و شام آج کل

للہ آپ آؤ کہ مجھکو بلاؤ تم
کبتک رہے گی ای بت خود کام آج کل

مسکن کیا ہی میرے دل داغدار مین
سیر چمن مین ہی وہ گل اندام آج کل

فصل بہار آئی ہی ڈھلتے ہین شعر تر
رہتا ہی دور بادہ گلفام آج کل

کیا پھر کسی جوان کو نظر پر چڑھاؤ گے
کچھ بیٹھتے بہت ہو لب بام آج کل

اے ماہ چار دہ یہی دن ہین شباب کے
مقصد کو پوچھیے عاشق ناکام آج کل

شیشہ بغل مین دوش پہ خم ہاتھ مین سبو
ای قدر لب بلب ہی لب جام آج کل

۱۹

لیتے گئے وہ راحت و صبر و قرار دل
اُجڑا اجڑا ہوا ہی ہمارا دیار دل

کھویا بس ایک آہ نے صبر و قرار دل
جی بھر کے ہجر یار مین نکلا بخار دل

سینے مین جم رہا ہی برابر غبار دل
کیا جیتے جی بنے گا الٰہی مزار دل

زخمون کا کچھ حساب نہ داغون کا کچھ شمار
کیسا کھلا ہوا ہی مرا لالہ زار دل

ترچھی نگہ کے تیر سے صیاد چھید لے
آکر پھنسا ہی زلف مین تیری شکار دل

ذرون مین ہی ٹھکانا نہ قطرون مین ہی پتا
اُف او دیکھیے تو ذرا انتشار دل

ہر آہ بامراد ہی ہر نالہ پُر اثر
کیا بیچتی ہانکین بول رہا ہی ہزار دل

پیارا انہین سمجھے وہ زیادہ حضور سے
جب آپ ہی پھرے ہین تو کیا اعتبار دل

یہ ضعف ہی زبان تک آنا محال ہی
مین کسطرح سناؤن تمہین حال زار دل

کیسا ہوا ہی آپ سے باہر فراق مین
دل پر کسی طرح نہ رہا اختیار دل

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست
کیونکر نہ زلف یار مین ہوتا قرار دل

اُنکا کبھی جگر مین کبھی دل مین ہی مقام
دل ہی فدا جگر کے جگر ہی نثار دل

بس ننگے پاون گھر سے نکلنا پڑا ابھی
سُن پائیے جو نالۂ بے اختیار دل

جھپکی پلک نگاہ مرا کام کر گئی
ٹٹی کی آڑ آپ نے کھیلا شکار دل

السیون کے آڑے آتا ہی کوئی جہان مین
چھاتی یہ اپنی ہی کہ ہوے پردہ دار دل

بنتا ہی ابر جیسے بخارات ارض سے
بن بن کے اشک آپ پہ نکلا بخار دل

از بسکہ بیقرار ہی لے ہاتھ مین سلے
جاتا ہی تیرے ہاتھ سے غافل شکار دل

حیران ہون یہ رام کہانی سنیگا کون ‏— وہ بہت کسیجا گیا نہ بیشمار دل

اے قدر پہ پرزے پرزے اُڑا یہ شہید غم
لو کربلا مین چلکے بناؤ مزار دل

۸

کب تک سہیگا تیری جفا دل نالش کریگا روز جزا دل ‏— تہترا دل شیشہ مرا دل ہشیار رہنا خالق ہی عادل

دل سے الگ چل تو کچھ بتائین دیتا ہی ہمکو غمگین صد امین ‏— سہنا ہی دن بھر تیری جفائین کرتا ہی شب بھر گلا دل

عیش و تمنا زخمی برابر امید و ارمان کشتہ سراسر ‏— کیا رن پڑا ہی اللہ اکبر کعبہ نہ کہیئے ہی کربلا دل

زخمون کی شدت داغونکی کثرت کس کسکو روؤن ہی ایک آفت ‏— کرنی تھی یارب تیری جو خلقت دینا تھا مجھکو سب سے بڑا دل

لواو سوکر فتنے جگاؤ سینے سے میرے مکھڑا ہٹاؤ ‏— ہاتھون سے ملکر جلا ہی بجھاؤ ہی ہی جلا دل اُف نہ بھنکا دل

تیر مژہ پر ہم کرتے صدقے ایسے جو صدہا ہوتے کلیجے ‏— زلفون پر انکی قربان کرتے ایسے جو لاکھون دیتا خدا دل

اللہ اکبر اتنی بڑی آنکھ ابکی بڑی آنکھ ابکے بڑی آنکھ ‏— ابکے لڑی آنکھ ابکے لڑی آنکھ ابکے گیا دل ابکی گیا دل

دزد حنا کی پایا ہاتھ آیا یا سوز دل نے پھونکا خدایا ‏— آخر جگر کو کسنے اڑایا پہلو مین میرے یا وہ بھی یا دل

ردیف میم

۱۸

سوئے جاکر مزار مین ہم ‏— اب پہونچے ہین کوے یار مین ہم

جب خاک ہوے تو اوج پایا ‏— مل ملکر اوڑے غبار مین ہم

پوچھے گا کون روز محشر ‏— اے یار ہین کس شمار مین ہم

ہی یار کا گھر تو کوی دلمین ‏— کیون رہتے ہین کوے یار مین ہم

دفنا کے چلے ہین آپ گھر کو ‏— ٹھہرینگے کوئی مزار مین ہم

افسوس کہ کچھ نہ لطف دیکھا ‏— دیوانے ہوے بہار مین ہم

دل چھوڑ کے کوچۂ بتان مین
پھرنے لگے کوہسار مین ہم

گیسو کا نہ حال ہمسے پوچھو
ان روزون ہین انتشار مین ہم

کیا جوشش جنون سے لاغری ہی
کانٹا ہوسے ہین بہار مین ہم

تنہا ہون گے تو ہوگی وحشت
پھاڑینگے کفن مزار مین ہم

جسم لاغر سے دم نکلجاے
کیون اولجھے ہین ایک خار مین ہم

وصف خط عارض منور
لکھتے ہین خط غبار مین ہم

گل دیکھ کے ہاتھ پاون پھولے
بیخود ہوسے یہ بہار مین ہم

ہین تار نگاہ انتظار ہی
یہ زار ہین انتظار مین ہم

اسکے تو نگاہ روبرو ہو
ٹھنڈے ہین بس اسکے وار مین ہم

جانی پیارے حضور معشوق
کیا کچھ نہین کہتے پیار مین ہم

جب عشق کیا تو شرم کیسی
چلاؤ ٹھین ہزار مین ہم

ای قدر کہین وصال بھی ہو
مر جائین فراق یار مین ہم

۱۷

خدا کو مانو ہنسی نہ جانو نہ میرے دل پر جفا کرو تم
ہلیگا عرش خدا کا پایہ ذرا تو خوف خدا کرو تم

زمانہ اولٹا ہی کیا کرو تم برا جو ہی وہ ادا کرو تم
وفا کرین ہم جفا کرو تم دعا کرین ہم دغا کرو تم

سرور وصلت کہ رنج فرقت دوا سے الفت کہ درد کلفت
نشان بوسہ کہ داغ حسرت قبول ہی جو عطا کرو تم

رہیگی یونہین بلون پہ چوٹی نکالیے لاکھ مانگ سیدھی
نکل گیا سانپ جب خبر لی لکیر پیٹا کیا کرو تم

ہمین نے پہلے گلا کٹایا ہمین نے قاتل تمہین بنایا
ہمین نے یہ رنگ سب جمایا ہمارے حق مین دعا کرو تم

ابھی کفن مردے پھاڑ ڈالین ابھی مزارون سے سر نکالین
ابھی جو محشر کی چلکے چالین ذرا قیامت بپا کرو تم

دل وجگر پلکون پہ نچھاور تو جان قربان ہی لبون پہ
اب ایک سر ہی اُسے بھی لیا قدم پہ اپنے فدا کرو تم

نباہ ہوگا اسی مین باہم ہے یہ دونون طرف کا عالم
کرین تکلف نہ تمسے کچھ ہم نہ ہمسے شرم و حیا کرو تم

ہزار دل ہون جو ای جفا جو دریغ تمسے نہین سر مو
اسیر گیسو قتیل ابرو شہید ناز و ادا کرو تم

چلو بہت ہوچکی رکاوٹ کہا نکا پردہ اُٹھاؤ گھونگٹ
لپٹ بھی جاؤ گلے سے جھٹ پٹ بہت نہ غمزی کیا کرو تم

لگا ہی دل ہمسے خیر بہتر رہین جو اغیار ہین مکدر
ذرا نہین اختیار جسپر پھر اُسکے بارے مین کیا کرو تم

ہماری شہرگ پھڑک رہی ہی کہ روح آمین اٹک رہی ہی
تمام گردن لٹک رہی ہی ابھی نہ خنجر جدا کرو تم

ہوئین جگت آشنا نگاہین ہین کفر و اسلام سب برابر
ملو تم اُس سے وہ جسکو چاہین نئے نئے آشنا کرو تم

ہماری نالونکو سن جو پاؤ یقین ہی غش کھا کے لوٹ جاؤ
نہ لوٹ جاؤ نہ غش مین آؤ تو دفعۃً واہ وا کرو تم

بہت نہ چھٹکے ہوسے رہو تم ہنسے ہوا اب جو بڑی سہو تم
جو بوسے لون تو کیا کہو تم گلے لگا لون تو کیا کرو تم

بجا ہی بیجا مرا گلا تھا تمھارا اسمین گناہ کیا تھا
یہ میری تقدیر مین لکھا تھا کہ مجھ پہ جور و جفا کرو تم

بتاؤ ای **قدر** کیا کہا تھا یہی نتیجہ ہی عاشقی کا
غریب و بیکس ذلیل و رسوا خراب و خستہ پھرا کرو تم

ردیف نون

جو ہی عرش پر وہی فرش پر کوئی خاص اُسکا مکان نہین ۲۳
وہ یہان بھی ہی وہ وہان بھی ہی وہ کہین نہین تو کہان نہین

مجھے بوسہ دینا ہو دی بھی ہی نہین صاف کہدی تو ہان نہین
ترے لب نہین کہ دہن نہین کہ دہن مین تیرے زبان نہین

یہ نصیب تیری شہید کا کہ کمال شوق تھا دید کا
جو گلا بھی ہی تو وہ تر نہین جو چھری بھی ہی تو روان نہین

مین وہ سرو باغ وجود ہون مین وہ گل ہون شمع حیات کا
مجھے فصل گل کی خوشی نہین جسے رنج باد خزان نہین

نہ جگر پہ تیر سے نظر پڑی نہ اشارے ابرونکے ہوئے
تو شکار کھیلیگا کسطرح ترے پاس تیر و کمان نہین

مجھے کیا جو شور نشور ہو ہمین پوچھ لو جو ضرر نہ ہو
مین لحد سے اُٹھکے چلون وہان مجھی اتنی تاب و توان نہین

مرا ایک دل تھا وہ سرد ہی کسے داغ ہی آہ کا
کہ ہوا ہی کب سے چراغ گل مین وہ جل بجھا کہ دھوان نہین

جو اُٹھے تو سینہ ادبھار کر جو چلے تو ٹھوکرین مار کر
نئے آپ ہی تو جوان ہین کوئی کیا جہان مین جوان نہین

جو سمجھ گیا وہ سمجھ گیا جو بہک گیا وہ بہک گیا
کہ عجیب حال ہی گو مگو وہ نہان نہین وہ عیان نہین

مین وہ سرو باغ قدیم ہون کبھی پھولے ہے جو نہ کبھی پھلے
مین وہ قمری نو اسیر ہون جسے اپنا طوق گران نہین

کدھر اُڑ گیا مرا قافلہ کہ زمین مین پھٹ کے سما گیا
نہ غبار اُٹھا نہ جرس بجا کہین نقش پا کا نشان نہین

مرا دم اُلجھتا ہی و اعظو نہ سنونگا لاکھ بکا کرو
تمہین جسقدر کہ جنون ہی مجھے اُسقدر خفقان نہین

ترا قہر نار جحیم ہی ترا رحم دار نعیم ہی
یہ فقط ہین قصے کہانیان کوئی دوزخ اور جنان نہین

چلے حال دل کو جو پوچھنے مری ہتکڑی تو اُتار لو
مین کلیجا ہاتھون سے تھام لون بجز اسکے تاب بیان نہین

کوئی خواب تھا کہ خیال تھا شب روز اُس سے وصال تھا
مجھے کچھ خبر نہین کیا ہوا وہ مکین نہین وہ مکان نہین

ترے ابرؤونکو مین چوم لون نہین خون گرفتہ مین اسقدر
ترے گیسوؤنکو مین سونگھ لون مجھے اسقدر خفقان نہین

جو ہزار عذر بھی پیش ہون وہ کسیطرح نہین مانتا
کہو الحذر تو حذر نہین کہو الامان تو امان نہین

یہ مری فرنگ کی کشتیان بھی سفینہا سے نجات ہین
کبھی اُسکا بیڑا نہ پار ہو جو مرید پیر مغان نہین

ہوئین زرد زرد جو پتیان یہ بھی اک طرح کی بہار ہی
مین بسنت اسکو سمجھتا ہون یہ چمن ہین فصل خزان نہین

دم مرگ تیرے قریب ہون مجھی اپنے ذبح کی عید ہی
مین لپٹ کے تجھسے شہید ہون کہ چھری ہی تیر و سنان نہین

بہت اسپہ تو نہ گھمنڈ کر ترا منہ ہی چاند ہوا کرے
کہین پرزے پرزے اُڑا نہو مرا دل ہی کوئی کتان نہین

وہ زبان خنجر صبر ہون کہ زبان مین جسکی سخن نہین
وہ دہان زخم ملال ہون کہ دہن مین جسکے زبان نہین

اُٹھو قدر اُن پہ نہ جان دو ابھی جان ہی تو جہان ہی
کوئی کام ایسا بھی کرتا ہی ارے میان نہین ارے میان نہین

صاف کرتے ہین لب دندان وہ اکثر آب مین | ۱۵ | اسلئے پیدا ہوے مرجان و گوہر آب مین
جوش گریہ سے ہی شکل موج بستر آب مین | | بلکہ ترتا ہی حباب آسا مرا گھر آب مین
تجھ مین عالم ہی فنا عالم مین تو موجود ہی | | جسطرح گوہر مین ہو آب اور گوہر آب مین
بھاگ ای غم بھاگ بھی کشتی تری ہوگی تباہ | | چشم تر مین ہی مژہ دست سکندر آب مین
رُخ پہ خط آیا تو آئینے سے نفرت کیون ہوئی | | دیکھتے ہین سب کسوف مہر انور آب مین
مجھکو حیرت ہی کہ اُسمین مورچہ لگتا نہین | | نوک تک ڈوبا ہی گو قاتل کا خنجر آب مین
روتے روتے سب سروسامان پہ پانی پھر گیا | | مردم دیدہ کی صورت ہی مرا گھر آب مین
ہر بھنور رخسار کی ضو سے نیا ہالہ بنے | | تو نہانے کو اُترا ای ماہ پیکر آب مین
وہ کمر پر تیغ رکھتا ہی مین اپنے حلق پر | | وہ کمر تک ہی مین گردن تک شناور آب مین
دیدہ تر سے نہین ہٹتا ہی میر الخت دل | | میری کشتی کا پڑا رہتا ہی لنگر آب مین
جب سے کھولی آنکھ ہنسنے آنکھ کو روتے کٹی | | اس کنول کی ہی نموداری برابر آب مین
نا نہائے مشک بنجا ئینگے دریا کے بھنور | | دھوئیگا وہ گل اگر زلف معنبر آب مین
کھینچیے اک دن لب جو خندہ دندان نما | | ہر صدف موتی کرے تیر نچھاور آب مین
ہو گئے بحر جہان ہستی کیا فنا فی اللہ ہم | | ملگیا انجام کو خود آب بہکر آب مین

عشق مین ای قدر گھبرائے تو مرجاؤگے تم
ڈوب جائے جب کہ ہو تیراک مضطر آب مین

شب فرقت مین سنبھالے رہین احباب ہمین | ۱۲ | دے دے پٹکیگا اُٹھا کر دل بیتاب ہمین
اُنھین غیر ونکے لیے یہ تو نہین تاب ہمین | | ابھی آتا نہین ایسا ادب آداب ہمین
خال کا نام نہ لو کیا رُخ تابان کم ہے | | کیسی باردت اُڑادیگا یہ مہتاب ہمین

زاہد وجسکا جو حصہ ہی یہ پونہچ جاتا ہی
لہو کے گھونٹ تمہین اور مے ناب ہمین

جی مین آتا ہی کہ ہم بھی اسے ابہو ڈالین
کر دیا نامۂ اعمال نے آب آب ہمین

خاکسارونکی تو گدڑی ہی مین ہی زینت و زیب
لاکھ پہنا دے کوئی قاقم و سنجاب ہمین

رات آنکھونمین کٹی نیند نہ آئی بے یار
کیا کھلائے تجھے کباب بط سرخاب ہمین

کل شب ہجر مین پیار اپنا جتایا نہ گیا
ای لحد آج بغل مین نہ بہت داب ہمین

بھاری موباف سے وہ اتنی کہچے ناف کھلی
موج لائی ہی بہا کر سوئے گرداب ہمین

ای نکیرین نکالا ہی کہان کا جھگڑا
ابھی لاحول ولا کر دیا بد خواب ہمین

ہمنے ناحق ترے ابرو کا پسینا پونچھا
اور تڑپائے گا یہ خنجر بے آب ہمین

کان مشتاق ہین اک اور غزل پڑھیئے قدر
یاد رہجائیگی یہ صحبت احباب ہمین

ملگئے اشکونمین لخت دل بیتاب ہمین
اُڑ کے پانی مین ملے ریزۂ سیماب ہمین

لیے جاتا ہی کدہر ای دل بیتاب ہمین
سوجھتا ہی نہ کنوان اور نہ تالاب ہمین

دشت غربت مین بگولون سے لپٹ جاتے ہین
یاد آتی ہی جو بربادی احباب ہمین

کیا سمندر سے بھلا ہم ڈر دم جان مانگین
خود دکھاتا ہی تہی کاسۂ گرداب ہمین

کیون گھٹا چھائی ہی اللہ اُٹھا یار نقاب
زلف و رخسار سے دکھلا شب مہتاب ہمین

ایک ہاتھ اور لگا جسمین نہ پھر یاد کرین
ہچکی آتی ہی ملا ایک دم آب ہمین

یہی نا حضرت موسیٰ کی طرح غش آتا
پردہ پوشی سے کیا اور بھی بیتاب ہمین

یہ اندہیرا ہی کہ وحشت ہی لحد مین ہمکو
کس جگہ چھوڑ گئے ہائے سب احباب ہمین

چشم تر کا کرین شکوہ کہ گلا آنسو نکا
کبھی گرداب ڈبوئے کبھی سیلاب ہمین

وعدۂ وصل پہ دنکو تو وہ شرماتے ہین
شکوہ فرماتے ہین کیون کرتے ہو بدخواب ہمین

وامق و کوہکن و قیس نے کیا ساتھ دیا
دشت وحشت مین بھی گھیرے رہے احباب ہمین

دانت کھلجائین اگر یار ہنسے جی خوش ہو
نظر آجائین الٰہی دُرِ نایاب ہمین

وصل سے اُنکے کسی شب نہوا گھر روشن
چاند دکھلائی دیا صورت سرخاب ہمین

سر پھرا دیتی ہی بھاتی نہین مہوے کی شراب
ساقی انگور کی دے جلد مئ ناب ہمین

ایک سا ظاہر و باطن ہی ہمارا ای قدر
چشم بے خواب ملی یا دل بیتاب ہمین

۱۶

خدا جانے مین اُسکا سایہ ہون کیا ہون
نہ اُس سے ملا ہون نہ اُس سے جدا ہون

یہ ابرو کو بل ہی کہ تیغ قضا ہون
یہ چتون کو غمزہ کہ قہر خدا ہون

مری سرکشی عین افتادگی ہی
مین وہ قطرۂ اشک چشم فنا ہون

پہنتا تھا ہر سال منت کی بیڑی
لڑکپن سے پابند زلف رسا ہون

وہ رہتا ہی خود میری گردنکی رگ مین
وہی بولتا ہی جو مین بولتا ہون

نکلجائیگا دم سر شام میرا
مین دیو شب ہجر کا ناشتا ہون

کہین تالی اِک ہاتھ سے بھی بجی ہی
مجھے تم بھی چاہو جو مین تمکو چاہون

مین وہ داغ ہون داغ ہو جس سے پیدا
اُف ای گرمی عشق جلتا توا ہون

بس ایک آہ مین ہی نہ گودون نہ گردش
یہ کتنا ہی اسکو ابھی دیکھتا ہون

مین ہون قدردان اپنے ہر قدردانکا
مین دلدادۂ شاہد دلربا ہون

غضب یاد گیسو مین ہے آہ و زاری
مین ہندوستان بھر کی آب و ہوا ہون

مہ عید سے میری آنکھین ہوئین ہین
ابھی اُنگلی اُٹھے جو مین خودنما ہون

کمر جھک گئی گھل کر اُن گیسوون پر
مین خود حلقۂ موے زلف دوتا ہون

نہ خفت اُٹھای نہ کوی گرانی
نہ مین کھر رہا ہون نہ آہن رُبا ہون

ہوا میسری تربت کا سبزہ لجالو
مین وہ کشتۂ تیغ شرم و حیا ہون

کہو تمنے ای قدر بوسہ جو مانگا
نہین کہہ دیا اُسنے چپکے سے یا ہون

۲۰

دہن سے نالے عوض آہ نکی نکلتے ہین
محاورے جو پُرانے تھی وہ بدلتے ہین

بہار مین جگر و دل لہو اُگلتے ہین
یہ جوش ہی کہ بدن عاشقونکے پہلتے ہین

کہان وہ نوح کا طوفان کہان مری آنکھین
خدا ہی خیر کرے دو تنور اُبلتے ہین

غضب ہی مونھ کا ہلنا جو سیکھتی ہین بھوین
تمہارے ہنس کی چالین یہ کوی چلتی ہین

نثار ہے رگِ شریان فدا ہی تارِ نفس
کمر تو ایسی ہی پھر قتل پر سنبھلتے ہین

بڑی مشقّت و محنت سے ملتی ہی روٹی
بڑی اذیتون سے دانت سب نکلتے ہین

کبھی غشی ہی کبھی جو سنکتے ہین فرقت مین
تمام رات یونہین ڈوبتے اُچھلتے ہین

کہان نقاب اُٹھا کر دکھاتے ہو ابرو
کہان غلاف سے یہ پیچھے نکلتے ہین

گھٹائین جھوم کر آئین مبارک ای رندو
وہ موسم آیا ہی انگور جسمین پھلتے ہین

تمہارے واسطے ہمنے بنایا خمخانہ
بٹھا کر آنکھون مین پلکونکے پنکھے جھلتے ہین

کبھی نہ بوسۂ سیبِ ذقن نصیب ہوا
ہمارے سامنے کسدن رقیب پھلتے ہین

وہ اُٹھتی اُٹھتی جوانی وہ اُبھری اُبھری گات
ڈوپٹا ہٹتے ہی عشاق ہاتھ ملتے ہین

جو آنکھین پی گئین آنسو تو نکلے لختِ جگر
یہ ہنس موتی نکلتے ہین لعل اُگلتے ہین

قریب زلف ہی پھندا لگانے کو طیار
ٹھگونکی طرح ترے دیدے سبکو چھلتے ہین

حضور ڈہانک بھی لین چلکنی چلکنی رالونکو
سنا ہی عاشقونکے دل یہین پہسلتے ہین

نہ بیٹھتے ہو نہ جاتے ہو نزع مین ہو نمین
مین مُنھ یہ کہتا ہون اسوقت آپ کہلتے ہین

دل و جگر مین پڑے داغ داغونمین چھالے
تمہارے موتیونکے مالے مورا گلتے ہین

دہن کو ہیچ سنا تھا کمر بھی ہیچ ہوئی
بڑے بڑے ابھی نقص آپ مین نکلتے ہین

رُلاؤ اُسمین بھی راضی ہنساؤ اُسمین بھی خوش
جو مرد ہین وہ کسی بات مین نکلتے ہین

ابھی تھا وصل کا اقرار اور ابھی انکار
چلو ہٹو نہین باتون سے **قدر** جلتے ہین

۱۱

ابر آگے ترے ای دیدۂ تر کچھ بھی نہین
مرحبا قطرۂ اشک اصل گہر کچھ بھی نہین

عشق زلف الفت رخ مر گئے پر کچھ بھی نہین
آنکھ جب بند ہوئی شام و سحر کچھ بھی نہین

ایسا اقرار بھی کچھ مال ہی او عہد شکن
کہ ادہر مُنھ سے کہا اور اُدہر کچھ بھی نہین

کوئی شعلہ مری آہونکا بجھایا نہ گیا
اجی لاحول ولا دیدۂ تر کچھ بھی نہین

آپ مین آؤن تو مین آپکو ڈہونڈہون پیارے
آپ تو آپ مجھے اپنی خبر کچھ بھی نہین

سر مین آگ اپنے لگی جا کے بجھی تلو نمین
جسم و جان شمع صفت تا بہ سحر کچھ بھی نہین

اس سے بوسہ تو ملا وہ نہ کبھی ہاتھ لگی
یون دہن کہنے کو کچھ ہی ہی کمر کچھ بھی نہین

حق نے تلوار اُتاری ہی سپاہی کے لیے
جو نہو بانکی ادا ترچھی نظر کچھ بھی نہین

خفتگان شب غم حشر مین پھر لیٹ رہے
کہ نمایان ابھی آثار سحر کچھ بھی نہین

بوے گیسو کے سوا اور نہین مجکو دماغ
دید ابرو کے سوا مد نظر کچھ بھی نہین

صفر کرتا ہی اکائی کو دہائی اے **قدر**
درحقیقت وہ بہت کچھ ہی اگرچہ کچھ بھی نہین

اجی ایسا بھی مزاج ای گل تر کچھ بھی نہین
۱۱ مین تو سمجھا تھا بہت کچھ ہو مگر کچھ بھی نہین

طرفۃ العین ہی نیرنگ نظر کچھ بھی نہین
کھولکر دیکھ چکا بند تو کر کچھ بھی نہین

تم اُسی سمت کو جاؤ تو خدا کو پاؤ
جسطرف لوگ بتاتے ہین کہ اِدہر کچھ بھی نہین

دم نہ گھٹجاسے تمنا کا یہ دل ہی یا قبر
کوئی رخنہ کوئی روزن کوئی در کچھ بھی نہین

من مین ہین شیخ فرید اور بغل مین انٹہن
جب تو ناصح کی نصیحت مین اثر کچھ بھی نہین

کسی پہلو مین کبھی یار نہ سویا آکر
درد دل مال نہین درد جگر کچھ بھی نہین

وصف رخسار مین مین شعر پڑہون آپ سُنین
بے تکلے نغمۂ مرغان سحر کچھ بھی نہین

کچھ کیا ہو تو کہون لاکھ نکیرین الجھین
خوف قزاق ہی کیا زاد سفر کچھ بھی نہین

آج بھی چار پہر در پہ کٹا دن ہمکو
قاصد و نامہ و پیغام و خبر کچھ بھی نہین

دیکھ پاتے جو خلیل آپکے رخسار و جبین
پہلے کہہ اُٹھتے کہ بس شمس و قمر کچھ بھی نہین

کس طرح راہ کٹیگی عدم آباد کی قدر
ہمسفر کوئی نہین زاد سفر کچھ بھی نہین

خزان کی فصل مین کیفیت شراب نہین
۱۵ وہ جاڑے پڑتے ہین گرمی آفتاب نہین

نہ تم خدا ہو نہ ہم لوگ حضرت موسیٰ
ہمارے آپکے پردہ نہین حجاب نہین

غضب ہی تیرے پسینے کی بو خدا کی قسم
کہ موتیا نہین کیوڑا نہین گلاب نہین

مین اسکو کہتا ہون معشوق ہو جو گرما گرم
حرارتین نہین جسمین وہ آفتاب نہین

لٹے پٹے رمضا نہین ہین سیکڑے والے
بغل مین شیشہ نہین شیشے مین شراب نہین

جو تم بلاتے ہو غیرونکو خیر بلواؤ
یہ ہم مین عیب ہی غصے کی ہمکو تاب نہین

گلونکے ساتھ گلستان مین خار ہوتے ہین
مین کیون حضور کی محفل مین باریاب نہین

وہ کون ہی جو نہین مست کیف دنیا مین
وہ کون ہی کہ خرابات مین خراب نہین

سوال بوسۂ ابرو پہ ڈٹ گئے ہین رقیب
زبان تیغ مین قاتل ترے جواب نہین

ہمارے نشّے بہلا مفلسی مین خاک جمین
اگر شراب میسّر ہوی کباب نہین

شب فراق مین پہلو دبائے بیٹھے ہین
اب آج ہم نہین یا دل کا اضطراب نہین

دہن کا حال تو نے سنبہہ تمسے پوچھینگے
جواب تم جو ندو اسکا کچھ جواب نہین

نہین کے خوب اُٹھے حسن و عشق کے پردے
او نہین حجاب نہین مجھکو اضطراب نہین

اسیطرح سے مرے بیحساب عصیان ہین
کہ جسطرح تری رحمت کا کچھ حساب نہین

تمہارے آنے سے کیا **قدر** کی جو اس آئے
جگر پہ رکھو تو ہاتھ اب تو اضطراب نہین

۱۵

تڑپتا ہی ترے پیش نظر دل اسکو کہتے ہین
چھری کہتے ہین اُسکو مرغ بسمل اسکو کہتے ہین

بڑہائی زلف اُسنے جذبۂ دل اسکو کہتے ہین
ہم اُسکو پائے لیلی اور محمل اسکو کہتے ہین

غم و رنج و مصیبت مین ہے خوش دل اسکو کہتے ہین
اُسے کہتے ہین محفل میر محفل اسکو کہتے ہین

تمہاری ناف دیکھی اور خال ناف بھی دیکھا
اُسے کہتے ہین آنکھ اور آنکھ کا تل اسکو کہتے ہین

ترے رخسار و افشان دونون ہین ایسے سر انکھو پر
جو مصحف اسکو کہتے ہین تو منزل اسکو کہتے ہین

دل وحشی سے آہونکا تسلسل کم نہین ہوتا
اُسے کہتے ہین دیوانہ سلاسل اسکو کہتے ہین

جگر کو پرزے پرزے کر دیا رخسار تابان نے
کتان کہتے ہین اُسکو ماہ کامل اسکو کہتے ہین

دہن کچھ وہم سا دیکھا کمر کچھ خبط سی پائی
اُسے موہوم نقطہ خط باطل اسکو کہتے ہین

نظر کرتی ہی کام اپنا دل اُسپر لوٹ جاتا ہی
اُسے ہشیار کہتے ہین تو غافل اسکو کہتے ہین

کجا وہ نزع کا عالم کجا یہ ہجر کی سختی
اُسے کہتے ہین ہم آسان مشکل اسکو کہتے ہین

پڑے جب داغ دلمین دل نے کھینچا اُس پریوش کو
اُنہین ہم نقش حب کہتے ہین عامل اسکو کہتے ہین

جلایا لب نے تیرے مار ڈالا سبزۂ خط نے
اُسے امرت تو ہم زہر ہلاہل اسکو کہتے ہین

کلیجے پر تڑپ کر جا پڑا دل اک فغان کر کے
جلاجل اُسکو ہم شور جلاجل اسکو کہتے ہین

چمککر داغ نے دلکو منور کر دیا کیسا
جو خورشید اُسکو تو خورشید منزل اسکو کہتے ہین

فدا ہوتا ہی **قدر** او نپر اُنہین جلسے مین ہٹلا کر
جو پروانہ اُسے تو شمع محفل اسکو کہتے ہین

۱۸

کھنچا آتا ہی ظالم عشق کامل اسکو کہتے ہین
ملا جاتا ہی سینہ جذبۂ دل اسکو کہتے ہین

نہین چُھٹتی بھوین مد مقابل اسکو کہتے ہین
حدیث قاب توسین اہ تو کامل اسکو کہتے ہین

نہ مچھلی اسکو کہتے ہین نہ بسمل اسکو کہتے ہین
تڑپنے پر نہ اسکے جایئے دل اسکو کہتے ہین

اُنہین مین نے جو دیکھا سب سے پوچھا نام کیا اسکا
بتایا جان نثارون نے کہ قاتل اسکو کہتے ہین

لحد مین رکھکے مجھکو میری مایوسی یہ کہتی ہی
ابھی سے مرمٹے تم پہلی منزل اسکو کہتے ہین

مرض ہی عشق کا مین تختۂ مشق طبیبان ہون
کبھی دق اسکو کہتے ہین کبھی سل اسکو کہتے ہین

جو رو کر جان دین ہم وہ اسے آسان سمجھتا ہے
وہ ہنسکر ٹال دی ہم سخت مشکل اسکو کہتے ہین

اگر رخسار تیرا چاند ہی داغ اسمین دکھلا دے
انہین وجہون سے ہم بوسون کے قابل اسکو کہتی ہین

ہنسا وہ آہ سنکر نالہ سنکر قہقہہ مارا
کلیجا سنگ کا فولاد کا دل اسکو کہتے ہین

نہ وہ مقتل مین آتا ہی نہ مین مقتل سے جاتا ہون
اُسے ہی شرم مجھکو شوق مشکل اسکو کہتے ہین

گلے آفت لگی پابند زنجیر تاہل ہین
یہ شرعی قید ہی طوق و سلاسل اسکو کہتے ہین

اُتارا سر تو کھویا درد سر احسان ہی اسکا
طبیب مہربان ہی مفت قاتل اسکو کہتے ہین

اگر تو لوٹ ہی اسیر تو لے مُنہ اسمین دیکھا کر
حقیقت مین ہی آئنہ مگر دل اسکو کہتے ہین

جو یکرنگی رہی معشوق خود بنجاتا ہی عاشق
کلی چٹکی ہی ہم شور عنادل اسکو کہتے ہین

غضب کا ضعف ہی بس کھنچکی راہ جنون ہمسے
چلے ہین دو قدم اور ایک منزل اسکو کہتے ہین

سجا ہی تخم جیسا ہو ثمر ویسا ہی آتا ہے
کڑی ہی گات کتنی سختی دل اسکو کہتے ہین

ہوئی ہی زندہ در گور آکے میرے جسم خاکی مین
پہنسی ہی روح تن مین پای درگل اسکو کہتے ہین

جدا کیونکر کرین ای قدر رہم سینے سے جانان کو
ہم اپنی جان اسے ایمان اسے دل اسکو کہتے ہین

٢٠

لا کے دنیا مین ہمین زہر فنا دیتے ہین
ہاے اس بھول بھلیان مین غا دیتے ہین

بوسہ جب مانگتا ہون شور مچا دیتے ہین
بات تہوڑی سی بھی ہو تو وہ بڑہا دیتے ہین

رحم بھی ظلم و ستم سے نہین خالی اونکا
دامن تیغ سے زخمون کو ہوا دیتے ہین

دل مین درد آنکھو مین آشوب جگر مین سوزش
عشق کیا دیتے ہین اک روگ لگا دیتے ہین

فیصلہ آج اسی بات پہ ہو جائیگا
دیکھئے بوسہ نہین دیتے ہین یا دیتے ہین

کچھ نئی حضرت دل سے یہ نکالی ہی تڑپ
بیٹھے بیٹھے مجھے محفل سے اٹھا دیتے ہین

لن ترانی سے نہ کیون حضرت موسی بھڑکے
بات وہ کہتے ہین اک آگ لگا دیتے ہین

عاشق ابرو و قامت مین ہوا ہون جبسے
الٹی سیدہی مجھے دس بیس سنا دیتے ہین

چاند مین میل ہی سورج مین جلن گل مین خار
عیب بھی حسن کے ہمراہ لگا دیتے ہین

منعمون کا نہین دریوزہ گرون پر احسان
آپ کیا دینگے وہ خالق کا دیا دیتے ہین

جس سے وہ آنکھین لڑین خاک وہ پانی مانگے
مارے تلوارون کے یہ ترک بٹھا دیتے ہین

سیج ہی دل بام پہ تھا وحشت تھی عیان فعلون سے
وہ مراد دست تھا سب جسکا پتا دیتے ہین

الجھے جاتی ہین گری پڑتے ہین گھبرائے ہین
زلف پر پیچ وہ کیون اتنے بڑہا دیتے ہین

ایک بوسے کا مرے واسطے ارشاد ہوا | آپ کو دیکھین مجھے دیکھین یہ کیا دیتے ہین

نزع مین پاس سے افسوس اُٹھے جاتے ہین | ہیچ سنجد ہار کے وہ مجھکو دغا دیتے ہین

دل لگانے سے مجھے فائدہ اتنا تو ہوا | میرے پہلو مین ہے پھوڑا وہ دکھا دیتی ہین

روے رنگین سے نہین ہٹتین ہماری آنکھین | پاے نظارہ مین کیا مہندی لگا دیتے ہین

خوش جو کرتے ہین تو اک رنج بھی دیتے ہین ضرور | بوسہ اک دیتے ہین اک داغ بڑھا دیتے ہین

آنکھین لڑتی ہین تو کرتے ہین مرا کام تمام | وہ مجھے دو ہی پیالو مین جھکا دیتے ہین

دہن یار کی تعریف لکھی کیا کہنا
قدرؔ تو جھوٹ کو سچ کرکے دکھا دیتی ہین

۱۶

شک و شبہہ نہین مرے دل مین | کیسی صحبت ہے اس حمائل مین

کیا حرارت ہی خون بسمل مین | مہندی کالی ہی دست قاتل مین

زلف مشکین کا دھیان ہی دل مین | یا کہ لیلی ہی اپنی محمل مین

قبر مین لیٹ کر اُٹھا نہ گیا | تھک گئے ایسے پہلی منزل مین

جسم شفاف سے نظر آئے | آپ جو کچھ چھپائے دل مین

ہی شہیدونکی زندگی اس سے | دم عیسی ہے تیغ قاتل مین

الحذر تیری زلف سے اے یار | خوب جکڑا مجھے سلاسل مین

اے بتو یہ اثر ہے صحبت کا | بُت بنا ہون تمہاری محفل مین

ٹھنڈی سانسین بھرین یہ قتل کے وقت | لگ گیا زنگ تیغ قاتل مین

خیر مجھکو نہ گھر مین آنے دے | میرا گھر چاہیئے ترے دل مین

ہر طرف لگ گئی چمن مین آگ | شور تھا نالۂ عنادل مین

خود لپٹتے ہین آ کے سینہ سے — اسقدر جذب ہے مرے دل مین

نالے کرتی ہے قیس پر لیلیٰ — زنگ بجتا ہے ایک محمل مین

خون مین ہم نہا گئے سے کیسے — ہولی کھیلی ہے کوی قاتل مین

کالون کو بڑی سمائی ہے — عکس عالم ہے ماہ کامل مین

قدر پہلے تو دل دیا اون کو

اجی اب سوچتے ہو کیا دل مین

١٦

سایۂ تاج گدایانہ ہما سے کم نہین — مرگ چھالا اپنا تخت بادشاہی کم نہین

رنگ اُڑے مُنہہ سی کنہیا کے اگر جوڑی گند ہے — جب نکھار اپنا کرو تم رادھکا سے کم نہین

جسطرف نالہ سنا لیلیٰ کا ناقہ چلدیا — قیس کی آواز بھی بانگ درا سے کم نہین

داغ جب چمکے تو بجلی جب کیے نالے تو رعد — دود دل جسدم اُٹھا کالی گھٹا سی کم نہین

پھول ہی پیش نظر دست حنائی یار کا — سیت اُسکے ہاتھ کی عطر حنا سی کم نہین

سوکھے گھاٹون تشنۂ دیدار اُترتے جاتے ہین — کعبۂ کوے بتان بھی کربلا سے کم نہین

حشر برپا چال ہی صبح قیامت روے یار — فتنۂ محشر سمجھئیے وہ ادا سی کم نہین

ابرو و مژگان و قامت خنجر و تیر و سنان — اب ہمارے خون کے دنیا مین بپا کم نہین

وقت پر جو جا ہو کہلو دلسے کب کہتے ہو تم — ہاتھ اُٹھا کر کو سنا دست دعا سی کم نہین

ایڑیان رگڑا کرون کب دم نکلتا ہی مرا — دیدبھی تاثیر مین آب بقا سے کم نہین

دست رنگین ہے جو اُس سفاک نے گھائل کیا — چور ہیر سے زخم کا درد حنا سے کم نہین

بات جو حق ہے وہ سن الحق مُرسے نہ ڈر — یہ ذرا تاثیر مین کڑوی دوا سے کم نہین

نقد گن لے دی می گلگون تو اے پیر مغان — لال کردونگا تجھے تیری دعا سے کم نہین

لعل لب یاقوتیان مین اسکے مسیحائے زمان ۔ گوہر دندان تری حب الشفا سی کم نہین

خون ہی دونو نکا ایک اور ایک ہی ہی گوشت پوست ۔ مصطفٰے حیدر سے حیدر مصطفٰے سی کم نہین

کافر و دیندار سب اے **قدر** دم بھرنے لگے

شہرہ اوس بت کا خدائی مین خدا سی کم نہین

۲۰

ہم تو دم آپ ہی کا بھرتے ہین ۔ اے مسیحا تمہین پہ مرتے ہین

خضر نظرون مین کب ٹھہرتے ہین ۔ پانی چاہ ذقن کا بھرتے ہین

الحذر کیا غضب کی چتون ہے ۔ نے چھری آپ ذبح کرتے ہین

اک نہ اک آج پھانسئیے گا ضرور ۔ کل سے گیسو بہت سنورتے ہین

لہر دل کی ہمین ڈبوتی ہے ۔ بحر غم سے نہین اُبھرتے ہین

سر اگر کاٹئے تو اُف نکرین ۔ انہین قدمون پہ ہاتھ دھرتے ہین

بانکپن سے مٹا سیئے چلکر ۔ سرو گلشن بہت بررتے ہین

نخل قامت مین گُلّے پھوٹتے ہین ۔ نئے جوبن ترے اُبھرتے ہین

عقد پروین فلک بناتا ہے ۔ جھمکے کانون سے جب اُترتے ہین

ہونٹھ سے چلتے ہین صورت مقراض ۔ آپ باتون مین گُل کترتے ہین

کوئی گوہر گر اُٹھا نہین سکتا ۔ گُہر اشک جب بکھرتے ہین

ایک صدمے سے جو اُنپہ ہوتا ہے ۔ لاکھون صدمے وہین اُترتے ہین

کس گھڑی ہم مراد کو پہنچین ۔ آپ تو رات بھر نکھرتے ہین

وہ بھی سن لین تو اُنکو صدمہ ہو ۔ دل پہ صدمے جو کچھ گزرتے ہین

ٹھوکرون سے جلاتے ہو مُردے ۔ انہین چالون پہ لوگ مرتے ہین

چٹکیان سے رہا ہے جوش شباب
سسکیان بوقت پردہ بھرتے ہین

جو خدا سے ڈرین ولی ہو جائین
جتنا خاکم سے لوگ ڈرتے ہین

بات کہکر چبا گیا وہ شوخ
نزع ہے جیتے ہین نہ مرتے ہین

دلمین آتے ہین میری آنکھ کی راہ
گھر مین کوٹھے سے وہ اترتی ہین

قدرؔ شعر اپنا خاکا ہے
اسمین استاد رنگ بھرتے ہین

۱۳

شب فراق مین ہم یہ خیال کرتے ہین
کہ دیکھین سوتے ہین یا انتقال کرتے ہین

مثال بدر جو کسب کمال کرتے ہین
جہکا کر آپ کو پہلے ہلال کرتے ہین

لحد مین خوب نکیرین جال کرتے ہین
زبان غیر مین مجھسے سوال کرتے ہین

سنا ہے قدرؔ ہر اک سے سوال کرتے ہین
ہم آج آگ مین ہیپونکو لال کرتے ہین

وہی تو مصرع قد مین ہی معنی باریک
کمر کا جسپہ یہ شعرا احتمال کرتے ہین

شراب ایک ہی کوثر کی ہو کہ لندن کی
اک اپنے واسطے زاہد حلال کرتے ہین

امید بوسے کی صورت سوال ہی اپنی
زبان حال سے ہم عرض حال کرتے ہین

ہماری لاش تک آتے جگر دہلتا ہی
صلا حین دور سے گرگ و شغال کرتے ہین

چبا کے پان دکھاتے ہین اپنا تنگ دہن
وہ آج آگ مین چہلے کو لال کرتے ہین

کلیجا ہلتا ہے کیا ہولناک ہے شب ہجر
کہین لحد کے فرشتے سوال کرتے ہین

شب وصال ہین کیونکر انہین ستائین ہم
یونہین تو روز ہمین وہ نہال کرتے ہین

مین جانتا ہون کہ گھر انکا آپ مٹتا ہے
وہ جانتے ہین کہ دل پایمال کرتے ہین

غزل پر اپنی یہ کہتے ہین قدرؔ آ غزل

کلام اُلٹتے ہین اپنا کمال کرتے ہین

جو چشم ہم تہ ابرو خیال کرتے ہین | چھری سے آپ ہرن کو حلال کرتے ہین ۱۱

فدا ہم اُنپہ عبث جان و مال کرتے ہین | وہ خواب مین بھی کسیکا خیال کرتے ہین

جو دم فنا ہوا مر دہ بدست زندہ ہے | عزیز دیکھئے کیا میرا حال کرتے ہین

ہماری دل کی امیدونکو توڑتے ہین آپ | کہ آہوان حرم کو حلال کرتے ہین

خموش بیٹھنے کا لطف ہم اُٹھاتے ہین | وہ چھیڑ چھیڑ کے خود بول چال کرتے ہین

تمھاری آنکھونکی گردش جنونمین آتی ہے یاد | کبھی جو دشت مین چھل بل غزال کرتی ہین

تمھارے ابرو دونمین ایک سے ہی اک بڑھکر | کہ بے چھری ہمین دونون حلال کرتی ہین

وصال مین یہ رگڑتے ہین اُنکی ہونٹھ سے ہونٹھ | ملا کے دونون کو ہم ایک ڈال کرتے ہین

عجیب پیار کی نظرون سے گھورتے ہین یہ آپ | حضور میٹھی چھری سے حلال کرتے ہین

وہ مٹی دینے کو آئے ہین غیر کے ہمراہ | ہماری خاک کو گرد ملال کرتے ہین

یہ کل کی بات ہے اے **قدر** بوٹا سا قد تھا
جو ہاتھ پاون ہوئے پائمال کرتے ہین

کوسون وحشت مین دوڑ جاتے ہین | کب ہمین عقل و ہوش پاتے ہین

دامن اس فقیر سے چھڑاتے ہین | چھوڑ دو چھوڑ دو ابھی ہم آتے ہین

ہم کفن باندھے آج جاتے ہین | آزمالین جو آزماتے ہین ؂

دیکھئے حال شمع و پروانہ | خود بھی جلتے ہین جو جلاتے ہین

اندنون صاف ہے رہ الفت | وہ بھی آتے ہین ہم بھی جاتے ہین

زلف پُر پیچ آج اُٹھتی ہے | بڑی منت کی وہ بڑھاتے ہین

ظلم پر ظلم ہے ستم پہ ستم
تارے گن گن کے کاٹتے ہین رات
جان بچنے کی کون صورت ہے
ساتھ غیر کے وہ نکلے آپ جاتے ہین
دانت اُنکے جو یاد آتے ہین
زندگی جن سے تھی وہ جاتے ہین
ہے تیا نچہ فتم وجہ اللہ
یوسف دل کی جستجو مین آج
خلد کی تو نہ دے طمع واعظ
رُخ جدھر ہو اُسی کو پاتے ہین
قافلے آنسوؤن کے جاتے ہین
رند کب تیرے دم مین آتے ہین
حضرت دل تمھاری رانون پر
بند کی آنکھ ہو گئین آنکھین
دم نکلتا ہے اپنا اے عیسیٰ
پھسلے پڑتے ہین پھیلے جاتے ہین
آنکھ پردے مین ہم لڑاتے ہین
تم نہ آؤ گے ہم تو جاتے ہین
دل نہ بھولے گا یاد ردِ صنم
اس پہ قرآن ہم اُٹھاتے ہین

قدر مہانسرا ہے یہ دنیا
لاکھون آتے ہین لاکھون جاتے ہین

۱۵

دھڑی جماؤ ملو عطر یار عید کے دن
صیام مین ہمین کچھ گھٹ کی پڑتی ہے
بتائیے تو کہ نکلا کدھر سے عید کا چاند
پھر اسکے بعد ہو بوس و کنار عید کے دن
مگر اُترتا ہے اُسکا خمار عید کے دن
کہان سے آئیکو پوچھون نگار عید کے دن
سینے ازل مین جو دو نون وہ عارض شفاف
یہ دن وہ ہے کہ سب پہنے پڑے آتے ہین
خدا کرے کہ ترے زلف و رُخ کی دھوم ہے
برس مین پائے وہ دونون قرار عید کے دن
گھڑی گھڑی نکر دتم نکھار عید کے دن
شب برات کی راتین ہون یار عید کے دن
گئے تھے روزہ چھڑانے گلی پڑی ہی نماز
گھرے ہین مسجد و مین بادہ خوار عید کے دن

حضور بوسے عنایت ہون گوری گردن کے
گلے مین چاہئیے بہو لونکا ہار عید کے دن

شب وصال ہین چپ چپ حضور بیٹھے ہین
کہ جسطرح ہو کوئی روزہ دار عید کے دن

کدہر گیا وہ بتون سے مرا گلے ملنا
وہ کیا ہوے مرے پروردگار عید کے دن

دل و زبان و لب و سینہ وصل مین ملجائین
کہ ایک عید مین ہون ہمکو چار عید کے دن

ہوے جو خون مسلمان تو ہاتھ کیا آیا
لگا نہ ہاتھ مین مہندی نگار عید کے دن

شب وصال مین ہوتے ہین ہم جو شادی مرگ
سبنے نسرور ہمارا مزار عید کے دن

دکھانی چاہئیے محراب دونون ابرونکی
کرین دوگانہ ادا جان نثار عید کے دن

لپٹ کے قدر سے بھڑ کا کی دل چلے گئے گھر
تم آگ لینے کو آئے تھے یار عید کے دن

متلون

١٥

جا ہیئے کیا کوچۂ دلدار مین
ایک بھی روزن نہین دیوار مین

کیا عجب آئینہ ہو سنگ مزار
مر گئے ہم حسرت دیدار مین

بزم مین تڑپا دل پُر داغ کب
رقص ہے طاؤس کا گلزار مین

یار کے کوچے مین ہین سب عقل و ہوش
بک گیا سودا مرا بازار مین

قہر تھی اک جنبش ابرو سے یار
گر پڑے ہم ایک ہی تلوار مین

کاٹتے ہین ہونٹھونکو غصے مین کب
گھولتے ہین قند وہ گفتار مین

صبح کو کاٹونگا مین اپنا گلا
رات جو کٹجائیگی تکرار مین

سحر ہے آنکھونمین جو اے رشک حور
معجزہ ہے آپکی رفتار مین

تارے ہی گنتے رہے اے انتظار
کاٹ دی شب دیدۂ بیدار مین

پا گئے انعام جو گلدستے لائے
مین بھی تو دل لایا تھا سرکار مین

خیر ہو یارب مرے شاطرونکی آج
بیٹھے ہین وہ مجمع اغیار مین

سینے مین ملتا نہین دلکا پتا
ڈھونڈھیے تو طرۂ طرار مین

ضعف سے جنبش نہین کیا تم پر آے
تاب یہ کب ہے دل بیمار مین

طوق ہین یہ کافر و دیندار کے
قید ہین وہ سبحۂ و زنار مین

صاف ہین احباب کے دل قدر سے
رہتا ہے وہ آئینہ بازار مین

ستمہائے نُہ آسمان کھینچتے ہین
یہ تو ٹانک کے ہم کمان کھینچتے ہین

جو اک آہ ہم ناتوان کھینچتے ہین
سپر منہ پہ ہفت آسمان کھینچتے ہین

سزا پائی جو تیری تعریف کرکے
وہ گدی سے میری زبان کھینچتے ہین

رگون سے سنبھالے ہوئے ہین بدن ہم
کلون سے یہ بار گران کھینچتے ہین

ہوے بدحواس ایسے عاشق کشی مین
کہ خنجر کے بدلے کمان کھینچتے ہین

وہ میکش ہین انگور دل کا بندہ ہے تو
ابھی بادۂ ارغوان کھینچتے ہین

کہان دیکھین لیجاتا ہے آب و دانہ
یہ دونون فرشتے کہان کھینچتے ہین

انہین جذب دل کی کمندون سے عاشق
جہان چاہتے ہین وہان کھینچتے ہین

دیکھا دونگا گردون کو ایک آہ کرکے
کہ ناقے کو یون ساربان کھینچتے ہین

کلیجا ہمارا خود آہن ربا ہی
وہ آئین ہم اونکی سنان کھینچتے ہین

سبک سیرونکو بھی تعلق ہی لازم
حبابون پہ سب بادبان کھینچتے ہین

بھوون پر ہین دلہا سے بیتاب مائل
یہ کانٹے بہی مخملیان کھینچتے ہین

غزل کہتے ہین **قدر** اپنی غزل پر
یہ کھینچی ہوئے ہے کمان کھینچتے ہین

۱۴

گئین نرمیان سختیان کھینچتے ہین
کبا وہ کھنچا اب کمان کھینچتے ہین

وہ چوٹی کے پیچ اب جہان کھینچتے ہین
سمند ادا کی عنان کھینچتے ہین

کبھی پاے ساقی پہ ہم لوٹتے ہین
کبھی دست پیر مغان کھینچتے ہین

قیامت ہے قامت کا حسن سراپا
ہمین دار پر یہ جوان کھینچتے ہین

کرینگے رفو کیا وہ چاک لحد کو
فرشتے مرا تار جان کھینچتے ہین

اٹھائے گا کیا عشق کا بوجھ گردون
ہمین تم یہ بار گران کھینچتے ہین

چھری ہے وہ سیندور کا لال قشقہ
وہ کیون خنجر خونفشان کھینچتے ہین

نہ کیون بال کی کہال ہم لوگ کھینچین
کہ تصویر موے میان کھینچتے ہین

مہینون ہی دم پھولا رہتا ہے اپنا
جو اک سانس ہم ناتوان کھینچتے ہین

غضب چل نکلتی ہے کشتی بادہ
سحاب آکے جب بادبان کھینچتے ہین

نکلتی ہے سر پر عجب مانگ سیدہی
کرے پر وہ اک کہکشان کھینچتے ہین

قطعہ

مصور بھی سب میرے دشمن ہوے ہین
کہ میری شبیہین جہان کھینچتے ہین

گلے پر بناتے ہین تصویر خنجر
کلیجے پہ نوک سنان کھینچتے ہین

کوئی موہنی اسکے ہاتھ آگئی ہے
بہت **قدر** کو قدردان کھینچتے ہین

۱۴

کیا فصل بہاری کا ہوا جوش چمن مین
پھولون ہی کا انبار ہے تا گوش چمن مین

کیا سیر کے قابل نہین یہ سینۂ پُر داغ
گلگشت کو جاے تری پاپوش چمن مین

دیتے ہین جوانان چمن یار کا دہوکا
پھرتا ہون مین کھوے ہوئی آغوش چمن مین

صاحب گل شبو کے دہوئین آج اڑاؤ
کھولو تو ذرا صبح بنا گوش چمن مین

عشق گل رخسار کا کچھ حال نہ پوچھو
دن رات پڑا رہتا ہون بیہوش چمن مین

مین مثل صبا ہاتھ نہ صیاد کے آیا
گلگشت چمن مین بھی ہون روپوش چمن مین

کس پیار سے غنچون پہ رگڑتا ہون مین آنکھین
یاد آتے ہین اُسکے لب خاموش چمن مین

پہنے ہین عروسان چمن پھولون کا گہنا
ہر دانۂ شبنم ہے دُرِ گوش چمن مین

سنبل غم بلبل مین پریشان کیے ہے بال
نیلوفر و سوسن ہین سیہ پوش چمن مین

دکھلاؤن مین تجھکو گل و بلبل کا تماشا
چل تو سہی اے وعدہ فراموش چمن مین

بار آور ون پہ چلتے ہین اس باغ مین پتھر
کیونکر نہ رہے سرو سبکدوش چمن مین

ای یار تمہین دیکھکے سکتے مین کھڑا ہے
شمشاد کو کچھ خاک نہین ہوش چمن مین

ہے فصل بہاری مین گل و سرو پہ جوبن
بڑھ آئے ہین وہ تا کمر و دوش چمن مین

یا قمری و شمشاد ہین یا بلبل و گل ہین
یا قدر کے ہمراہ وہ مینوش چمن مین

۱۶

کیا غم ہی اے جنون جو ذرا ہم مین دم نہین
باد بہار بھی دم عیسی سے کم نہین

لو مر مٹے مگر کہین ملک عدم نہین
آگے بڑھا نہ جاے گا اب ہم مین دم نہین

ہین صاحبان اوج تنزل سے بیخبر
پیرونکے مثل پشت جوانان مین خم نہین

آنکھین تو سلسبیل مین دہوسے ہین زخم دل
یارب ہمین تو خواہش باغ ارم نہین

تیر نگاہ یار کے قربان جائیے
آنکھین لڑا کے ہم مین جو دیکھا تو دم نہین

چتون غضب ہے آنکھ تمھاری جھلاوا ہے
شیرو نہین یہ چھپٹ نہین آہو مین رم نہین

دنیا ہو دید سے مے ہی نہین ساقی جواب دے
کاسہ فقیر کا ہے یہ کچھ جام جم نہین

رکھدون قدم پہ کاٹکر ارشاد ہو اگر
سرتا عزیز آپکے سر کی قسم نہین

مژگان نمازیونکی صفین ہین پتلیان امام
محراب کعبہ ہے ترے ابرو مین خم نہین

للہ اے صنم کبھی ہان بھی تو کیجیے
ہر روز آپ وصل مین کہتے ہین ہم نہین

زینہ مجاز کا ہی حقیقت کے بام تک
عشق خدا نہین ہے جو عشق صنم نہین

کیون ہمکو قتل کرتے ہو ظالم کہینگے سب
بدنامیون کا خوف ہے مرنیکا غم نہین

عشق دہان تنگ سے واعظ خفا نہو
وہ کون ہے جو راہی ملک عدم نہین

انکھون سے اپنی یار نے ہمکو گرا دیا
اب دیکھتے ہین ہم کہ وہ چشم کرم نہین

اے چرخ صبح ہوتی ہی اُنسے جدا کیا
آنے دے رات تو نہین یا آج ہم نہین

اے قدر کوے یار کا ہمسر جہان مین
گرجا نہین کنشت نہین ہے حرم نہین

۱۴

بے مشقت کام دنیا کا ہوا حاصل کہان
ملگیا غواص کو گوہر لب ساحل کہان

دل کو لیکر ٹالنا سیکھے ہو اے قاتل کہان
عاشق بیدل سے طالب دلکی ہو اب دل کہان

ہے سوکھا حلق آب تیغ کے قابل کہان
جھوٹ تو منھ سے لیے چلتا ہے اے قاتل کہان

سب جہان مین فیض جاری عرش پر نور خدا
واہ میخانہ کہان ساقی دریا دل کہان

تو شہ اقلیم خوبی مین گداے عشق ہون
تو مرے قابل کہان ہے مین ترے قابل کہان

ہے مثل ملاح در چین است و کشتی در فرنگ
کشتی مے اب کہان ساقی دریا دل کہان

آنکھون مین کاٹین ہین راتین ہمنے تارون کیطرح
کیون ابھی سے اُٹھ چلے تم اے مہ کامل کہان

کیا درِ جانان کا اے قاصد پتا بتلائیے
دیکھنا گھڑیال بنکر ہوتا ہے دل کہاں

ہاتھ خالی رکھتے ہیں ہم لوگ نقد صبر سے
آپ جس دولت کے خواہاں ہیں یہاں حاصل کہاں

غیر کا کیا دھیان ہے اچھی طرح باتیں کرو
بندہ پرور آپ کی آنکھیں کدھر ہیں دل کہاں

آنکھ میں آنسو بھرے ہیں گرد ہیں مژگان تر
اس سے بہتر کوئی سیر سبزۂ ساحل کہاں

غیر آئیں شوق سے دیوڑھی پر اپنی روک ٹوک
سچ ہے صاحب ہم کہاں اور آپکی محفل کہاں

وقت شب رہزن کا ڈر ہمدم نہ کوئی ہمسفر
اس عدم کی راہ میں پہلے ہوئی منزل کہاں

کیا کہو گے قدر پوچھے گا خدا
عمر غفلت میں گزاری تو نے ای غافل کہاں

۱۴

عشق شیرین میں گھلیں اُس خستہ تن کی ہڈیاں
چیونٹیوں نے کھائی ہونگی کوہکن کی ہڈیاں

آتش گلزار بھڑکی ہے چمن میں الحذر
ہیں خس و خاشاک مرغان چمن کی ہڈیاں

کیا عجب تاثیر ہو شور سخن کی بعد مرگ
سب نفیری میں ہوں صرف اہل سخن کی ہڈیاں

وصل کی شب کیا بہانہ سو چکر کہتے ہیں وہ
آج تو کیا درد کرتی ہیں بدن کی ہڈیاں

آتش کفر آب میں بھی سرد ہو ممکن نہیں
جلکے گنگا لاکھ دیکھیں برہمن کی ہڈیاں

ہائے وہ فصل بہاری اور یہ کنج قفس
سوکھکر کانٹا ہوئیں بلبل کے تن کی ہڈیاں

چشم آہو کی سیاہی سے لکھینگے وصف چشم
ہم بنائیں گے قلم لیکر ہرن کی ہڈیاں

وہ بھی جانیں صدمہ پہنچا ذہن میں ہوتا ہی یہ لطف
چور کر ڈالے کوئی ہر سنگ زن کی ہڈیاں

ای مسیحا اسطرح کی لاغری دیکھی نہیں
دور سے گن لیجئے میرے بدن کی ہڈیاں

بوٹیاں اکسیر کی کیونکر نہ نکلیں خاک سے
مل گئیں ہیں خاک میں ہر سیمتن کی ہڈیاں

وہ صنم معجز نما باتیں جو مردوں سے کرے
صورت ناقوس بولیں برہمن کی ہڈیاں

خط جو لکھے گا رقیبونکو تو میری موت ہے
بس سزا پائیگی کہانتک ٹھوکرین کہایا کرین

واسطے قطرن کے لینا میرے تن کی ہڈیان
دفن کردو اپنی بے گور و کفن کی ہڈیان

بعد مرنے کے ہوا اسے **قدر** یہ بار گناہ
ہوگئین تابوت مین لاکھون ہی من کی ہڈیان

۷

چھپاتے ہو عبث تم روئے روشن اپنا گھونگٹ مین
ہمین تو صاف روشن ہی کہ اک شعلہ ہی لمپٹ مین

تمہاری زلف شبگون ہی کہ کالا جیلخانہ سے ہے
یہ زنجیر ونمین قیدی یا دل عاشق ہی ہر لٹ مین

قیامت کی ہین چالین حشر برپا کرتے آتے ہو
صدائے صور ہیان پائچونکی کھڑکھڑاہٹ مین

صفائی مین تو روے صاف کے دن وصل کا کاٹا
یہ شب بھی جائیگی کیا یونہین زلفونکی بناوٹ مین

ہنسی آجائے ہونٹھونپر تو بجلی سی چمک جائے
کہ عالم کالے بادل کا ہی مسّی کی اداہٹ مین

کہا اُس مہ نے روے صاف پر بکھرا کے گیسو کو
چھپایا مُنہ عروس صبح نے اس شبکی گھونگٹ مین

کہانتک خواب غفلت **قدر** آنکھین اپنی مل ڈالو
پڑے ہین آج تکیے مین جو کل تک تھے چھپرکھٹ مین

۱۱

تصدق اُنکے جوڑے پہ رہا ہی مرغ جان برسون
کیا ہی دستۂ سنبل یہ ہمنے آشیان برسون

رہی فکر سیان برسون رہی فکر دہان برسون
نہ سلجھی ہین نہ سلجھینگی یہ دونون گتھیان برسون

امیری ہی فقیری ہو نہین آثار جاتے ہین
جہان پھوڑا نکلتا ہی نہین مٹتا نشان برسون

ملایا خاک مین گردون نے کسکا گلشن ہستی
کہ سر پر خاک اُڑا کر روئی ہی باد خزان برسون

ستاتا ہے کڑہتا ہی جھنکاتا ہے رلاتا ہے
خبر ہوتا نہین عاشق سے وہ نامہربان برسون

لگاؤ قبر کو ٹھوکر جو ہونی ہے وہ ہوجائے
قیامت کے رہین کیا منتظر ہم خستہ جان برسون

ہمین جھٹکے دیے ہین اسقدر درد جدائی نے
نہ آئیگی ہمارے جسم مین تاب و توان برسون

آلہی آتش رخسار سے گھونگھٹ جلے اُنکا		یہی پردہ رہا ہے میرے اُنکے درمیان برسون
بدن سے روح جب نکلی یہی کہتی ہوئی نکلی		چلے پھر اُس جگہہ ہم جبین اُٹھائے تھی جہان برسون
اثر مرنے پہ بھی باقی رہیگا سخت جانی کا		سگ جانان چبائیگا ہماری ہڈیان برسون

اُسی کوچے مین قسمت لیچلے اے **قدر** ہمکو بھی
بھٹکتے ٹھوکرین کھاتے رہے لاکھون جہان برسون

رہے ہین عالم ذرّات مین ہم ناتوان برسون	١١	بنایا ہے ہمین جب کر چکے ہین امتحان برسون
جو لاکھون گردشین بھی کھائین ساتون آسمان برسون		بنایا ہے بنائینگے کہین تیر انشان برسون
اثر زخم جگر کا ایک مدت تک نہ جائیگا		ہماری خاک سے اُگتا رہیگا ارغوان برسون
چمن کا پتا پتا ہمسے اے صیاد واقف ہے		رہا ہی باغ مین ہر اک شجر پر آشیان برسون
ہوا ہی مرگئی پر جاے عبرت قالب خاکی		رہی تھی زندہ در گور اس جگہہ روح روان برسون
بلے کہکر بلا کا نشا ہمکو چڑہ گیا یارب		نہ آئے ہوش مین ہم مست جام کن فکان برسون
نہ تھا ذرہ پرور ہے نہ تھا مہر پرور ہے		بہت چھانے ہین ہمنے بھی زمین و آسمان برسون
بھرے ہین کان اپنے کیا صدای صور سے اُٹھین		سُنی ہے اُنکے کوچے مین صدای پاسبان برسون
جوانان چمن کو اسقدر لوٹا ہے گلچین نے		رہیگی مثل پیری باغ مین فصل خزان برسون
رہونگا جام کوثر سے نہ خالی ہاتھ اے واعظ		کہ ان ہاتھون سے کی ہے خدمت پیر مغان برسون

محبت مین اُٹھاتے **قدر** کیون احسان اعضا کا
مثال دل کیے ہین نالے ہمنے بیزبان برسون

لب پہ ہنسی جو آئی دندان کھلے دہن مین	٢١	چمکی ہمین مین بجلی جا کر گری عدن مین
بہروپ خوب لایا مین عاشقی کے فن مین		پروانہ ہون چمن مین بلبل ہون انجمن مین

کیا گلفشان زبان ہی اُس تنگ تر دہن مین
دل رُخ سے اُڑکے پونہچا گیسوے پُرشکن مین

کس رند بادہ کش کو یاد آرہی ہے اُسکی
جوش جنون سے ایسا کانٹون مین بدہ گیا ہون

فرقت مین مُنھ لپیٹے مین اسطرح پڑا ہون
ٹھوری پہ خال نکلا یا خضر خط لب نے

گیسو کی ایک لٹ مین دل پھانستے ہو صدہا
جولن ترانیان ہین پوری کہانیان ہین

یہ دل کا آئنہ بھی جام جہان نما ہی
ہین یاسمین رُخ پر مرتا ہون ایسا گھل کر

کیا جوش موسم گل جوبن پر آگیا ہے
وہ پھٹ گیا ہی بادل وہ کھل گیا ہے سورج

خنجر قدم سبنے ہین اور انگلیان ہین بچھوے
اللہ رے جلایا دیکھا جو وہ سراپا

مُنھ سے لگا جو ساغر بیٹھے جوان بنکر
زلف دراز پونہچی بل کھاکے ایڑیون تک

مجنونکے سوز غم نے ریشہ دوانیان کین
پیکان و زخم دل پر آتا ہے رشک مجھکو

بلبل چہک رہا ہی اک غنچہ ر چمن مین
کعبہ عرب سے اُٹھکر داخل ہوا ختن مین

ہچکی لگی ہوئی ہے شیشے کو انجمن مین
مچھلی کی طرح مطلق خون اب نہین بدن مین

جسطرح کوئی مردہ لپٹا ہوا کفن مین
یہ دلو حسن ڈالا تیری چہ ذقن مین

کستے ہیں سبکی مشکین تم ایک ہی رسن مین
خالق بکا تا ہے خلقت کے پیرہن مین

غربت کی سیر دیکھو ن مبیٹھا ہوا وطن مین
میرا کفن بنالو اک برگ یاسمن مین

پھولی نہین سماتی ہر اک کلی چمن مین
وہ رُخ چمک رہا ہے گیسوے پرشکن مین

تمنے لگا دیے ہین کشتون کے پشتے رن مین
اک آگ لگ گئی ہے شمعون کی تن بدن مین

شامل تھی چوب چینی شاید می کہن مین
لپٹا یہ عشق پیچان یا نخل نار دن مین

ددلکڑیان رگڑ کر لگتی ہے آگ بن مین
اپنی زبان دیدو تم بھی مرے دہن مین

داغون نے دلکو گھیرا سینے مین ہے اندھیرا

ای قدر چاند میرا آیا گئے گہن مین

ردیف واو

١٧

تیرے دونون کے ہین دونون مجھی درکار ابرو ۔۔۔ اک ہلال رمضان ایک ہے تلوار ابرو

تیغ افگن ہین وہ آنکھین تو نگہ برق انداز ۔۔۔ قدر انداز ہین پلکین تو کمان دار ابرو

دل نہو صاف تو ظاہر کی نفیسی کیا مال ۔۔۔ ناحق آئنہ صفت صاف کرے چار ابرو

اختر و صبح و شب و روز و ہلال اک جا ہین ۔۔۔ آپ کے خال و جبین گیسو و رخسار ابرو

کبھی محراب دعا ہین کبھی شمشیر وغا ۔۔۔ مکر کے پتلے ہین اللہ رے عیار ابرو

موے سر ہین شب معراج تو سر قبۂ عرش ۔۔۔ قاب قوسین کی رمز ہین ترے خمدار ابرو

لب نازک کی صفائی سے جوانی چمکی ۔۔۔ عکس سے ابرو نکے یار ہوا چار ابرو

جو دہان ہوگی تجلی تو یہان حج ہوگا ۔۔۔ طور دیدار جبین کعبۂ دیدار ابرو

انہین تلوارون کے سایے مین پناہ ہین یہ ترک ۔۔۔ دست شفقت ہین سپے مردم بیمار ابرو

پھانسیان دے کوئی ناحق کوئی گردن مارے ۔۔۔ ہوگئے گیسو بیجان کے طرفدار ابرو

ہے دہن نقطۂ مرکز خط پرکار ہے خط ۔۔۔ چہرہ ہے دائرۂ حسن تو پرکار ابرو

کیون نگہ روک سکے منہ پہ سپر تیلی کی ۔۔۔ سر پہ ہر وقت ہین کھینچے ہوئے تلوار ابرو

لاکھ ٹیڑھا ہو تو بل اسکا نکالین گیسو ۔۔۔ لاکھ بانکا ہو تو چھینین ابھی ہتیار ابرو

آج تلوار سے منہ موت مری لکھی ہے ۔۔۔ یاد آئے ہین مجھے جب تو کئی بار ابرو

ایک نیزے پہ چڑھین کسنے یہ دو تلوارین ۔۔۔ قد بالا یہ تماشا ہوئے خمدار ابرو

قلعۂ حسن ہے رخ رخ کے سلح خانے ہین ۔۔۔ برچھی مژگان ہے چھری آنکھ ہے تلوار ابرو

ہم جھکاتے ہی رہے شوق سے گردن ای قدر

بل کی لیتے ہی سب ہے ناز سے خمدار ابرو

ٹھکانا اب نہین صیاد نے گھیرا ہی گلشن کو ۱۱ الٰہی شاخ طوبیٰ دے تو اب میرے نشیمن کو

پھڑک جاتا ہی کیسا دیکھکر عاشق کی مدفن کو
لگا رکھا ہی اپنی چال پر کیا اپنے توسن کو

دم تکبیر تڑپے کون جھجکے کون مقتل مین
وہ دیکھین میری چتونکو مین دیکھون انکی چتونکو

چلے میخانے سے میکش گھرونسے نکلے دیوانے
بہار آئی چلے میلے کے میلے سیر گلشن کو

سلائی پھیردو غیرونکی آنکھونمین تو بہتر ہی
عبث تمنے کیا ہی بند دیوارونکی روزن کو

سنا جسوقت دم بھرتا تھا یہ چاہ زنخدان کا
کیا تالاب فوراً کھودکر عاشق کے مدفن کو

کدورت انکی طینت مین ہی جو دنیا مین ظالم ہین
ملی ہر روز خلقت سے سیاہی روے آہن کو

چلا جب حسن خط بڑہنے سے یہ پھبتی کہی ہنسنے
یہ دیکھو چیونٹیان کھینچے لیے جاتی ہین خرمن کو

غنیمت ہے کہ مجھکو لوٹکر ہشیار کرتا ہے
جو سچ پوچھو تو رہبر جانتا ہون اپنے رہزن کو

وہ سیدہی سیف بنجاتے ہین جب سر کو اٹھاتے ہین
خم شمشیر ہین جسدم جھکایا اپنی گردن کو

مرے زخم جگر اے **قدر** اشکون سے ہرے ہونگے
اگر ابر بہاری نے کیا سرسبز گلشن کو

بڑہایا خال نے اور اعتبار روے روشن کو ۱۱ کسوٹی پر لگاتے جسطرح سے کوئی کندن کو

نہ پوچھو کھیل قدرت کے عجب دنیا بنائی ہے
مرقع کردیا ہے باغبان نے صحن گلشن کو

تمہاری سادگی پر آنکھ پڑتی ہی زمانے کی
دیا کاجل عبث دہبا لگایا روی روشن کو

اسیران چمن کی خیر ہو صیاد ظالم سے
چڑہا مین آستینین کھینچکر باندھا ہی دامن کو

یہی کہکر لیا ہی مجھسے دل اُس آئنہ رو نے
کہ اس آئینے مین دیکھا کرونگا اپنی جوبن کو

چنارونکو حنائی پنجے بخشے یا خدا تو نے
مسی مالیدہ لب تو نے دیے گلہای سوسن کو

اُلٹ دی منھ سے گھونگھٹ اے قمر یہ وصل کی شب ہے
شب گیسو مین روشن کر چراغ روے روشن کو

بہار آئی صدا طوطی کی ہے نقارخانے مین
ذرا بادل گرجنے مین سنو مورونکی شیون کو

نشانی کچھ تو رکھیے اپنی سودائی کی پاس اپنے
چھری بنوایے کٹوا کے میری طوق آہن کو

خزا مین توڑ کر پھینکی تھی اُسنے گردن مینا
بہار آئی ہے توڑے محتسب کے کوئی گردن کو

کوئی رُسے ہے نور کوئی نار کوئی گل کوئی کانٹا
ذرا اے قدر پہچانے رہو تم دوست دشمن کو

چشم حق بین ہے تو اللہ کا جلوا بھی ہو
صدف صادق اگر ہے دُر یکتا بھی ہو　　۱۵

یہ بھی ہو وہ بھی ہو دولت بھی ہو دنیا بھی ہو
اس پہ تو چاہتا ہے دولت عقبیٰ بھی ہو

کہیے نالون سے اُٹھالون مین زمانہ سر پر
فائدہ کیا ارے صاحب کوئی سنتا بھی ہو

لامکان نام ترے گھر کا ہے مطلب سمجھے
کس جگہ ڈھونڈہین تجھے تیری کوئی جا بھی ہو

جھوٹا کھاتے ہین مرے جان تو میٹھے کیلیے
ساتھ ان گالیونکے چاہیے بوسا بھی ہو

دیکھین کسطرح جمے پھر گل وبلبل کا رنگ
تو بھی ہو اور ترا عاشق شیدا بھی ہو

ٹھنڈی سانسین تو بھرون روز کا رونا کب تک
اتنی بارش تو ہوئی موسم سرما بھی ہو

آنکھین تو قتل کرین مونھ جلائین کیا خوب
تم تو قاتل بھی ہو اے یار مسیحا بھی ہو

ہے خودی اتنی تو کوٹھا بھی کوئی بنوالو
تم خدا ہو تو کوئی عالم بالا بھی ہو

دیکھ تو دوڑ کر اے قیس بگولون پہ نجا
کیا عجب ناقہ بھی ہو ناقے پہ لیلیٰ بھی ہو

دھر رہا جاے یہ پٹی سے چمٹنا ای مہر
ہم بھی ہون آپ بھی ہون چلنے کا جاڑا بھی ہو

نالے سُنکر مرے چلا اُٹھو انشاءاللہ
تو بھی میری طرح حال تمہارا بھی ہو

ذکر مذہب پر اُلجھتی ہے طبیعت اپنی
اسکا جب لطف ہے انسان کو سودا بھی ہو

ہمنے چھاتی سے لگایا ہے کوئی بوسہ دو
تم جو دل ہو تو کوئی دلمین سویدا بھی ہو

کر تبے دمر تے نہ بنے حضرت موسی سے بھی کچھ
قدر کیا جانین کبھی آنکھ سے دیکھا بھی ہو

دل کو تم آنے دو وہان آنے دو ١٥ خوب رندو پر مری جان آنے دو
ٹپکی پڑتی ہے مری رال اس پر
آنے دو منھ مین زبان آنے دو
کچھ مین سایہ ہون کہ چڑھ جاونگا
زیر دیوار مکان آنے دو
زاہد و بادہ کشی دیکھیے گا
روز عید رمضان آنے دو
دیکھنا یار کا حسن ابدی
بلبلو فصل خزان آنے دو
نکل آنے دو عدم کا ڈھرا
زلف تا موے میان آنے دو
پھر مجھے روک لین دربان تو سلام
اتنا کہدیجیے ہان آنے دو
واہ کیا زلف سے کیا چھاتی ہے
دل وہان ہاتھ یہان آنے دو
کھینچنے دو ہمین آغوش مین تنگ
آنے دو جسم مین جان آنے دو
سخت جانی سے ہون لوہے کا توا
اور ابھی کھچکے کمان آنے دو
ابھی انگیا سے عبث کستے ہو
کچھ تو اے سرو روان آنے دو
ٹھہرو رندو ابھی واعظ ہے دور
اب وہ جاتا ہے کہان آنے دو
دیو ہجران سے لڑونگا کشتی
اسکے تم تاب و توان آنے دو
لو مرے دل پہ نگہ ڈالو تم
لو کلیجے مین سنان آنے دو

تیغ کھینچے ہوے فرماتے ہین
قدر کو آج یہان آنے دو

وہ بات کیجیے کہ کوئی خردہ بین نہو ١٤١ وہ یار ڈھونڈھیے کہ جہان مین کہین نہو

وحشت مین کچھ سوا سے گریبان نہین نہو
دامن نہو ہلال صفت آستین نہو

تمنے بلا لیا ہمین معراج ہوگئی
کوٹھا حضور کا کہین عرش برین نہو

اب مین پھڑک پھڑک کے نہ اُلجھونگا دام مین
صیاد سے کہے کوئی چین بر جبین نہو

اُس شعلہ رو سے حشر مین پوچھینگے دلجلے
جسنے جلایا ہمکو کہین وہ تمھین نہو

کیا کہنا اب تو خوب ہی طیار ہاتھ ہے
کیونکر دہان زخم سے صد آفرین نہو

جس آبجو مین دھوئیے روے صبیح کو
سبزہ اُس چمن مین کبھی یاسمین نہو

ہرگز نظر نہ آئے گا اُنکا دہان تنگ
جب تک نگاہ شوق مری خرد بین نہو

سنے یار دل اُجاڑ نہ کیونکر رہا کرے
سونا ہو وہ مکان کہ جسمین مکین نہو

جب تک نہ درد سر ہو مغنی تو گائے جا
ساقی پلائے جا مجھے جبتک نہین نہو

آتا ہے زلزلہ تو یہ کہتا ہون دل سے مین
تیری طرح تپان کوئی زیر زمین نہو

مغرور اپنے حسن پہ ہو دیکھو آئینہ
کچھ بات ہے کہ آپکا ثانی کہین نہو

اندھیر پھر زمانے مین کا ہیکو ہو کبھی
اے یار تیری آنکھ اگر سرمگین نہو

نالان ہوا جو مین پس دیوار بول اُٹھے
دیکھے تو کوئی قدر ہمارا کہین نہو

۱۲

کم نہ تھا یہ ترا کوٹھے کا اشارا ہمکو
دل بیتاب نے پر اور اُبھارا ہمکو

پشت مسجد کی ہی کعبے کیطرف اے واعظ
کھل گیا حال رہ راست کا سارا ہمکو

ایک عالم کی سمائی ہے دل مضطر مین
سب سے وزنی نظر آتا ہے یہ پارا ہمکو

سرچڑھے تھے تری زلفونکی بلون پر کیسے
صف مژگان نے ترے پار اُتارا ہمکو

خلوت قبر مین ٹھہری ہے ملاقات اُنکی
بیوصال اب نہین کچھ ہجر کا چارا ہمکو

کر گئی آپ کی تلوار بڑھی اور ایذا
سے کیجے گا اب اس آرے سی دو بارا ہمکو

رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہی غیر حساب
بس تری ذات کا رہتا ہے سہارا ہمکو

سر مین جب آگ لگی جاکے بجھی تلووں مین
چڑھ گیا شمع کی مانند حرارا ہمکو

گالیان کوسنے دھمکی بھی جھڑکنا بھی سہی
تم لپٹ جاؤ تو سب کچھ ہے گوارا ہمکو

دل روشن بھی کہتا ہی کہ قدمون سے لگین
اپنی جوتی کا بنائے وہ ستارا ہمکو

دل مین شعر نکین منھ مین زبان شیرین
من و سلوی بھی خالق نے اتارا ہمکو

پہلی بازی مین تو دل ہار گئے ہم اے **قدر**
اب کے تھے مین وہ دل عشق مین ہارا ہمکو

۱۳

نہین بہانا نہ کنایہ نہ اشارا ہمکو
وہ ادھر آنکھ اٹھی تیری وہ مارا ہمکو

زندگی مین کہین ہوتی جو صفای باطن
جا سنتے چشم لحد آنکھ کا تارا ہمکو

کاجل آنکھون سے جو پونچھا تو تماشا دکھیا
ناف آہو مین ملا عنبر سارا ہمکو

ایک ہی ہاتھ سے تالی بھی کہین بجتی ہے
جو ہمین پیار کرے ہی وہی پیارا ہمکو

دل پھڑک جاتا ہے جب آنکھ پھڑک جاتی ہے
چوکڑی خوب دکھاتا ہی چکارا ہمکو

مرتے جیتے تری الفت مین کٹی ساری عمر
لب نے زندہ کیا اور آنکھون نے مارا ہمکو

اپنا گھر بیچکر اسکو بھی لے لیتے ہم
اپنے کوچے کا جو دیتا وہ اجارا ہمکو

راہ تکتے ہین ترے حکم کی سر حاضر ہے
ابرو تیغ سے کافی ہے اشارا ہمکو

ہو گیا کوچہ جانان کی طرف رخ اپنا
جسگھڑی قبر مین یارون نے اتارا ہمکو

تیرے رخسار پر اپنا دل روشن ہی نثار
چاند کے پاس نظر آتا ہے تارا ہمکو

تیرا دل جانتا ہے جتنا تجھے چاہتی ہین
دل سے آنکھون سے کلیجے سی ہے پیارا ہمکو

پیچ در پیچ ہین اسمین ترے زلفونکی خیال ــــــــــ ملا یا کوئی سانپونکا پٹارا ہمکو

ہرچہ در کانِ نمک رفت نمک شد ای **قدر**
جا کے پاس اُنکے ملا دل نہ ہمارا ہمکو

۱۵

محض ناواقف تھے ہم بر ہم نہ ای صیاد ہو ــــ ذبح تو کر ڈالنا اب کے اگر فریاد ہو

ایک بوسہ ہو عنایت پھر طلب جلاد ہو ــــ قتل پر مین یون ہون راضی اگر جو ارشاد ہو

دونون عارض سے تمھاری خاک ہو برباد ہو ــــ آتش نمرود ہو یا گلشن شداد ہو

جا ہین عشاق آپ سے معشوق کی ایجاد ہو ــــ قمریان چاہین تو جو نالہ ہو وہ شمشاد ہو

طفل اشک آنکھون سے جا کر پھر نہین پھرتا کبھی ــــ گھر اُسے کیا یاد ہو طفلی مین جو برباد ہو

مجھسے تھا اقرار بچپن مین وہی وقت آگیا ــــ مدتون کی بات ہے تمکو بھی شاید یاد ہو

رنج مین بھی خندہ پیشانی ہی رہنا چاہیے ــــ منھ سے جب فریاد ہو شور مبارکباد ہو

بیڑیان پہناؤ یا قیدی بناؤ زلف کا ــــ مجھ پہ جو ہونا ہو وہ جلد اے ستم ایجاد ہو

مجھسے نفرت ہی تو بیشک ہو پریزاد ای صنم ــــ آدمی سے اُنس ہو اُسکو جو آدم زاد ہو

دل نے پابوسی جو کی تلوون سے مل ڈالا اُسے ــــ تم بڑے بیدرد ہو بیرحم ہو جلاد ہو

پھر بہار آئی ہے پھر میرا جنون زور دنیہ ــــ فصد اگر کھولے تو سودائی ابھی فصاد ہو

کان اپنا سب پکڑتے ہین ہماری نام سے ــــ اسمین یا وامق ہو یا مجنون ہو یا فرہاد ہو

ہاتھ مین تار گریبان پاؤن مین ہون آبلے ــــ دلمین درد آنکھون مین آنسو لب پر اُسکی یاد ہو

جسجگہ دیکھے کوئی سب سے تمھاری تاک جھانک ــــ مسکدے مین محتسب ہو باغ مین صیاد ہو

اپنے گھر تک ایک انجھر مین لگا لائے اُنہین
قدر کیا کہنا تمھارا تم بڑے استاد ہو

کیون مری دلشکنی مہر لقا کرتے ہو | ۱۶ | کسکا گھر ڈہاتے ہو سوچو تو یہ کیا کرتے ہو
پاے نازک کو جو پابند حنا کرتے ہو | | کسطرح آؤگے تم فتنہ بپا کرتے ہو
تم وہ ہو اہل جہان تمسے کنارہ اچھا | | لاٹھیان مارکے پانی کو جدا کرتے ہو
کوئی اتنا نہین معشوقون سہی پوچھے اتنا | | کبھی عاشق سے بھی تم لوگ وفا کرتے ہو
دیکھو اے حضرت دل پھر اُسی جانب کو چلے | | وہ ستاتے ہین تو پھر مجھسے گلا کرتے ہو
دیکھتا ہو نہین جیسے بس نظر آتے ہو تمہین | | اسقدر تم مری آنکھون مین پھرا کرتے ہو
کیا تعجب ہے کہ تم لوگ خدا بن بیٹھو | | نہین معلوم کہ کیا خوف خدا کرتے ہو
لب جان بخش سہی بلبل نہ بطامی بن جاے | | ای مسیحائی گلرنگ بپا کرتے ہو
ہمکو کیا آپکے عاشق ہین اتالیق نہین | | تم جو کچھ کرتے ہو اے یار بجا کرتے ہو
یہ دو عملہ تو نہ بھائیگا کسیکو صاحب | | کبھی ہمسے کبھی غیرونسے ملا کرتے ہو
کیا مثل سچ ہوئی ہر مردے دہر کارکے | | ہم وفا کرتے ہین تم ہم پہ جفا کرتے ہو
کیا قیامت کی ہی رفتار عیاذاً باللہ | | دو قدم چلتے ہو اک حشر بپا کرتے ہو
نکلے جنواؤگے تم عشق مزہ مین شاید | | زرد مجھکو صفت کاہربا کرتے ہو
ایک جا ہو تو کوئی ڈہونڈہ نکالے تمکو | | دل مین آنکھونمین کلیجے مین رہا کرتے ہو
آنکھ لڑاتی ہے مجھے زلف مین تم پھانستی ہو | | سحر سا سحر بلا سے یہ بلا کرتے ہو

زہر کھا کر کہین مرجاؤ بلا سے اے **قدر**
تلخ باتین لب شیرین کی سُنا کرتے ہو

دم لبون پر ہی ذرا بیٹھیے تو آئیے تو | ۱۸ | ہم بھی چلتے ہین کوئی دم مین ٹھہر جائیے تو
کیا دہن کوئی معما ہے یہ بتلائیے تو | | مصرع لب مین جو معنی ہین وہ سمجھائیے تو

ہنسکے وہ کہتے ہین تلوار اسلائیے تو | قدر اب پوچھنا کیا ہاتھ ادہر لائیے تو

وہی گھبرا کے چلے آئینگے ای حضرت دل | اور کچھ آپ سے ہوتا نہین گھبرائیے تو

نہ مین سایہ ہون نہ جن ہون نہ چھلاوا نہ پری | ایسا کیا ہم ہین تشریف ادہر لائیے تو

واعظو کون سنے گا یہ نماز اور اذان | سر ٹپک کر ابھی چندے یونہین چلائیے تو

نزع مین دیکھکے وہ طعن سے فرماتے ہین | ہم بھی تو جانین کوئی سوانگ بنا لائیے تو

اچھا مانا نہ سہی غیر سے الفت نہ سہی | چاہتے ہین جسے آپ اسکی قسم کھائیے تو

چاند کا داغ کہانیس کہا بوسون کا | دیکھون یہ چاند ہے یا منھ ہی ادہر لائیے تو

لاکھ بوسے جو عنایت ہون تو دل دیتا ہون | میرا تو مال ہی کچھ آپ بھی فرمائیے تو

ہاتھا پائی مین برا ماننا کیسا صاحب | داو اوپر ہمنے چڑہایا ہے نکل جائیے تو

غیرون مین بیٹھے ہین دیدے کی صفائی دیکھو | مین کٹا جاتا ہون کچھ آپ بھی شرمائیے تو

آج کچھ بانسون اچھلتا ہے کلیجا میرا | ہان ذرا دوڑ کے سینے سے لپٹ جائیے تو

تنکے چنتا ہون یہ سودا ہی فرقہ کا مجھکو | اجی کچھ خیر ہے فصد مری کھلوائیے تو

سر مرا نزع مین زانو پہ وہ رکھکر بولے | دیکھون کسطرح سے موت آتی ہی مر جائیے تو

خلق کیطرح ابھی عمر ہماری کٹجاے | کہین خنجر کیطرح آپ بھی رک جائیے تو

گالیان ہی سہی یہ شرم تو جائے صاحب | کہیے تو کہیے تو کچھ کہیے تو فرمائیے تو

بوسے بوسے پہ وہ دیتی ہین جھنکائی اے قدر
لیجیے لیجیے ہان آئیے تو آئیے تو ؎

ردیف ہائے ہوز

سیکھی نگاہ الفت بیداد رفتہ رفتہ | ۲۰ | لو ہو گئی یہ کھیسٹری فولاد رفتہ رفتہ

بھولینگے بوستان کی ہم یاد رفتہ رفتہ — تجھسے بھڑک مٹنے کی صیاد رفتہ رفتہ

ہوگا مراقبے سے نقش مراد قائم — تصویر کھینچ لیگا بہزاد رفتہ رفتہ

نالے اگر یہی ہین میرا گلا پڑیگا — آخر کو سانس ہوگی فریاد رفتہ رفتہ

منت کے طوق اُتار و قمری رہو گے کب تک — بوٹا سا قد بنے گا شمشاد رفتہ رفتہ

جاتا ہے تیرے غم مین صبر و قرار شب — ہوتی ہے سب کمائی برباد رفتہ رفتہ

قارون نے کیا طمع کا مضبوط گھر بنایا — تحت الثری کو پہنچی بنیاد رفتہ رفتہ

ہو ہو کے قتل عاشق عادت بگاڑ دینگی — ہوگا مرا مسیحا جلاد رفتہ رفتہ

ہونے دے حشر برپا دفتر کھلیگا میرا — سب سے کرونگا تیری فریاد رفتہ رفتہ

شیرین کرانہ اسیر اکبار کوہ غم تو — کھودیگا بیستون کو فرہاد رفتہ رفتہ

گلشن سے موسم گل کچھ بچ نکل چلا ہے — دیوانے ہوتے جائین آزاد رفتہ رفتہ

تصویر کھنچتی کھنچتی آئی دہن کی نوبت — تصویر خود بنے گا بہزاد رفتہ رفتہ

دل تیرا کیا ہی اے بت گالا سا کوہ اُڑیگی — بڑہنے تو دے ہماری فریاد رفتہ رفتہ

اب تو یہ ربع مسکون سب ہے تمہارا مفتون — کیا اور ہوگا عالم ایجاد رفتہ رفتہ

ورد کی تیرے رخ کا بندہا ہی دھیان مجھکو — ہوجائے گا یہ قرآن سب یاد رفتہ رفتہ

آخر کو مرتے مرتے کوئی نہین بچے گا — ہونگے تمام قیدی آزاد رفتہ رفتہ

پوچھا کہ ہوگا کب تک بوس و کنار مطلب — ہنسکر کہا یہ اُسنے ارشاد رفتہ رفتہ

ہوتے چلے ہین دل مین درد اور داغ ساکن — ہوجائیگا یہ جنگلا آباد رفتہ رفتہ

یونہین جو روز گلچین کلیان چنا کریگا — ہوگا تمام گلشن برباد رفتہ رفتہ

جو بحر کی عنایت یون قدر پر رہیگی

ہو جائیگا یہ شاگرد استاد رفتہ رفتہ

صاف کو سالہ بنی آہو جوڑ اسے تو نگاہ	۱۳	آنکھ تیری سامری ہی اے بت جادو نگاہ
کیا سیہ کردے گا سرمہ سی جلا کر تو نگاہ		اسقدر مجھپر نکریون گرم سے اے بدخو نگاہ
دل کو یہ ڈھونڈا کری یا جگر کو چاک چاک		ڈھونڈھتی ہی کچھ نکچھ اے جانجان پہلو نگاہ
اُس گل عارض پہ ہر لحظہ پڑی رہتی ہی یہ		کیا عجب ہو نکہت گل کیطرح خوشبو نگاہ
اُف ری تیزی پار ہوتی ہے تمھاری آنکھ سے		تیر بنکر ہو گئے صید افگن آہو نگاہ
رات غیرونمین کٹی ہی اب اُلجھتے ہو عبث		اوہ جی پہچانتے ہین عاشق گیسو نگاہ
عاشقون سے آجکل چتون پھری ہی الحذر		ذبح کر ڈالے گی جسدم پائیگی قابو نگاہ
برچھیون مین گھر گیا ہون مین بھی شل مردمک		اک طرف پلکین بلای جان ہین اور اکسو نگاہ
آٹھ آٹھ آنسو رُلاتے ہین یہ ہر مشتاق کو		زلف و چہرہ خال و خط مژگان و لب ابرو نگاہ
کیا بھروسا مہربان چشم عنایت کا مجھے		چار دن بھی آپکی رہتی نہین یکسو نگاہ
تیر کو خنجر بنانا کس نے سکھلایا تمھین		کب تلک ٹیڑھی رہیگی صورت ابرو نگاہ
آنکھ کھلتے ہی کُھلا مضمون وجہ اللہ کا		تیرا جلوہ دیکھتے ہی ہر طرف ہر سو نگاہ

کیا غضب ہے ایک ہی انچھر مین مارا قدر کو
سیکھ آئے کا نوروسے اے پری جادو نگاہ

ہای اس میخانی مین توام ہی شادی غم کی ساتھ	۱۴	قہقہہ شیشے کا دیکھا دیدۂ پُرنم کی ساتھ
زندگی ہمنے نباہی ابروے پُرخم کی ساتھ		نیمچا تیرا رہا قاتل ہمارے دم کی ساتھ
ڈالتے ہین باپ بیٹے مین نفاق اہل غرض		دیکھئے سہراب کو لڑوا دیا رستم کی ساتھ
عشق لیکر زلف کا نکلا مین کوے یار سے		سانپ نکلا تھا جنان سی جسطرح آدم کی ساتھ

ناچ مین توڑ لیا تمنے تو دم ٹوٹا مرا
موت کا گھنگرو لگا پازیب کی چھم چھم کے ساتھ

تو سمجھتا ہے کہ میری عمر بڑھتی جاتی ہے
وہ تو کم ہوتی چلی جاتی ہے ہر اک دم کے ساتھ

دیکھکر تمکو خجالت سے گل تر گڑ گیا
پانی پانی ہو کے بہجائیگا اب شبنم کے ساتھ

مر گئے پر بھی سنجائینگے یہ آثار جنون
سنگزن بھی چاہئین دو اک مرے ماتم کے ساتھ

غیر کی خاطر کنوان کھودے تو خود بھی ڈوبجائے
خلد سے شیطان بھی نکلا حضرت آدم کے ساتھ

دھجیان دامن ہوا ٹکڑے گریبان ہوگیا
اک پھریرا بھی اڑا کرتا ہے اس پرچم کے ساتھ

تو غم مجنون مین اے لیلی بہت رویا نکر
رنگ تیرا بہ نجائے گریۂ ماتم کے ساتھ

اٹھگیا رخسار سے گھونگھٹ خط لب کھل گیا
شب پرک پردے سے نکلے عیسیٰ مریم کے ساتھ

اے نفخت فیہ من روحی جدا ہے مجھسے کیون
ہان مری جان ہٹ گئی اپنی عاشق بیدم کے ساتھ

آنکھیں کیا پھرتی ہین انکی اک چھری پھرتی ہے قدر
ہوش اڑتے ہین مرے ان آہوونکی رم کے ساتھ

١٥

میرے آتے ہوے کیون آپنے چھوڑا پردہ
سامنے آئیے عاشق سے بھلا کیا پردہ

کسطرح دیکھیے تو آپ ہی اپنا پردہ
چشم موسیٰ مین ہوئی برق تجلی پردہ

خوب تو پردہ نشین افلاک کے رہنا سیکھا
سامنے آئیے اللہ رے گاڑھا پردہ

کفر و دین دل سے ہی تو جامۂ ظاہر یہ سنجا
اس سے کیا ہوتا ہے سیدھا ہو کہ الٹا پردہ

آج کل مشق تصور تو یہان تک پہنچی
آنکھ جب بند ہوئی کھل گیا سارا پردہ

کوئی کیا جانے کہان جا کے ہوا اپنا وصال
قبر تھی گوشۂ خلوت تو کفن تھا پردہ

ہاتھ ہر وقت گریبان مین پڑا رہتا ہے
واہ اے دست جنون چاک ہے سارا پردہ

کیا لکھون وصف کمر کس سے کہون رمز دہن
کوئی کیا جانے یہ کیا راز ہے کیسا پردہ

تھام کر اپنا جگر قیس وہین بیٹھ گیا
نجد مین محمل لیلی کا جو اُٹھا پردہ

کان پردے سے رقیبون کا لگا رہتا ہے
کان کا پردہ ہے اُس پردہ نشین کا پردہ

مثل نور آنکھ کے پردے مین نہین کھلتا ہون
ہے بہت مد نظر یار تمھارا پردہ

پھوٹ نکلا ترے رخسار کا رنگ ای بتِ حسن
لال پردہ نظر آیا ترے در کا پردہ

دل سے آنکھون کا اشارہ ہی پلک اُٹھنے مین
دوڑ اے طالب دیدار وہ اُٹھا پردہ

عشق بدنام ہوا کچھ نہوا حسن کو غم
کیون نہ دامن کی جگہ پھاڑا زلیخا پردہ

پس دیوار مین رویا تو یہ کہتا ہے وہ شوخ
قادر نے فاش کیا آج ہمارا پردہ

ردیف یای تحتانی

١٧

حالت تو دیکھ مردم چشم سیاہ کی
پھانسی گلے مین پڑ گئی تار نگاہ کی

پامال تو نے عاشق غمخوار کو کیا
گرد ملال ہو گئی سب گرد راہ کی

ہین جرأتو نکے سینہ سپر خاکساریان
گرد سیاہ ہوتی ہے ٹٹی سیاہ کی

موئے کمر مین ناف کو دیکھا تو کھل گیا
گھتی ہے ایک یہ مرے تار نگاہ کی

مین خود شہید ناز ہون اپنے نصیب کا
قسمت مین ہی کجی تری ترچھی نگاہ کی

اس چشم سرمگین کے اثر سی عجب نہین
رنگت ہو سرمئی تری تار نگاہ کی

سچ ہے کجون کے ساتھ مین ہون راست باز کج
ٹیڑھی بھوین تھین آپ نے ٹیڑھی نگاہ کی

پھرتے ادھر بھی راہ کرم سے تو لطف تھا
مینڈہی نہ چھوٹتی ترے پای نگاہ کی

دل اُسطرف زبان ادھر کھینچنے لگے
کس کشمکش مین جان پڑی میری آہ کی

نالون سے میری سرو منصور مست ہین
یہ دونون قمریان ہین مری سرد آہ کی

ہی درد خیز شیشۂ دل کی شکستگی
جھنکار کی جگہ ہے صدا آہ آہ کی

قطعہ
خردون سے کیا سلوک کریگا کوئی بزرگ
دشمن سبنے جو مہر کی اپنی نگاہ کی

آیا قمر مین نور یہ گرمی سے مہر کی
سورج گہن ہوا یہ شرارت ہے ماہ کی

یہ سب ہے چال پاے حنائی کی ای نگار
گیرو بنے قدم سے ترے گرد راہ کی

یہ چار عنصرون کا خلاف اور ایک روح
جھگڑے ہین باہمی نہین صورت نباہ کی

امید روز وصل تھی کس بدنصیب کو
قسمت الٹ گئی مری روز سیاہ کی

اے قدر تم بھی کتنے خوشامد پسند ہو
دل اون کو دیدیا جو ذرا واہ واہ کی

١٢

پلکین تری جھپک گئین جب ہمنے آہ کی
بولے یہ ہو رہی ہے قواعد سپاہ کی

واعظ خبر اڑاتا ہے عرش اله کی
چھت گر پڑی نہ سر پہ کہین خانقاہ کی

کیا میرے دلکی عشق نے حالت تباہ کی
اک گانون پر چڑھائی ہوئی بادشاہ کی

میری جبین پہ چاہیے ٹیکا کلنک کا
تصویر کھینچ دے کوئی بخت سیاہ کی

شکوہ جو ابرونکا کیا کیا غضب ہوا
چاہین چڑھ ہین زبان پہ کیون دادخواہ کی

دو مصرعون مین آپ کی تضمین ہو گئی
جٹی بھوون پہ شاعرون نے کب نگاہ کی

پھول ہوئی شفق ہے شہیدونکے خون سے
ہے آسمان زمین مری قتلگاہ کی

کروٹ بدل بدل کے کٹی رات ہجر مین
اس سمت آہ کی کبھی اس سمت آہ کی

جبتک دھڑی جما کے تمھین باغ کو چلو
طاؤس راہ تکتے ہین ابر سیاہ کی

گاہے وہ گرمیان کبھی یہ سرد مہریان
پھبتی کہونگا آپ پہ مین مہر و ماہ کی

نام شب فراق سے دل کا پھٹتا ہی رونر		صورت خدا دکھائے نہ اُس روسیاہ کی

اے قدر حسن مطلع جانان دو لخت ہے،
دونون لبون پہ بات ہین ہمنے نگاہ کی

ہم پر بھوین چڑہی ہین کسی کجکلاہ کی	۱۱	میزان تلی ہوئی ہے ہمارے گناہ کی
انداز وناز و قہر سے ترمنے نگاہ کی		تلوار دل مین تیر گئی ہے تراہ کی
ہمنے کسیکی آڑ سے جیتا نہ معرکہ		تلوار باندھتے رہے ہم بے پناہ کی
طوفان بنکے پیکدسے مین آیا محتسب		تختہ اُلٹ دیا مری کشتی تباہ کی
راہ وفا مین آپ ہین ثابت قدم کہین		اچھا حضور خود ہی کہین راہ راہ کی
زندہ ہے نہ بھائے نہ یوسف نہ شاہ مصر		باقی کہانیان رہین زندان وچاہ کی
فرقت مین اشک پیتے ہی آہین بھی تھم رہین		چھڑکا جو پانی بیٹھ گئے گرد راہ کی
گل ہوگئے جو قبر پر احباب لائے شمع		ایسی ہوا بندھی مرے بخت سیاہ کی
دل ٹوٹا ایسے صدمے دیے آسمان نے		ٹکرا کر اس جہاز نے کشتی تباہ کی
ہے اس جگہہ جو وصل کا وعدہ حضور سے		مجھکو اندھیرا قبر کا ہے رات بیاہ کی

آہون کا کچھ اثر ہے نہ کچھ قدر کا کمال
دل رابدل رہی است تری دلمین راہ کی

جہان گلشن وہان گل ہی جہان گل ہی وہان بو ہے	۱۵	جہان الفت وہان مین ہون جہان مین ہون وہان تو ہے
بہت اُڑتے رہے اب وصل مین تمکو نہ چھوڑونگا		یہ اپنا اپنا موقع ہے یہ اپنا اپنا قابو ہے
ارے صیاد بھر گلزار مجھکو یاد دلوائا		کہ ہر اک نو گرفتار قفس مین باغ کی بو ہے
مجھے اس بیکسی جھونکا ہی تو نے کس سمندر مین		نہ کشتی ہے نہ ساحل ہے نہ گھاٹ آمین نہ تابو ہے

تمھارے خال و گیسو اور ابرو سب کے سب ہو دی — کوئی زنبور کوئی سانپ کوئی انمین بچھو ہے

لحد کے منھ مین کیا پونہچا گیا مین شیر کے منھ مین — نہ رانین ہین نہ سینہ ہے نہ پہلو ہی نہ بازو ہے

یہ پیاری صورتین ہین یا کہ قدرت کے کھلونے ہین — مچلجاتا ہے ان پر طفل دل کی کیا بری خو ہے

تمھارے منھ پر ای مہ کوئی ہرگز چڑھ نہین سکتا — جو بدر آئے تو داغی ہے ہلال آئے تو کم رو ہے

شہیدون کو ترے حاجت نہین کچھ غسل میت کی — ترے تلوار کا بیٹھا نہین قاتل لب جو ہے

کبھی ہین میٹھی نظرین یار کی گاہے بھری چتون — کبھی امرت کبھی زہر ہلاہل چشم جادو ہے

مرا صحرا ے وحشت ناک دہشت ناک ہے ایسا — کہ داغ پشت شیران ہی جو نقش پای آہو ہے

فراق یار مین منھ سے کہون کچھ کچھ نکلتا ہے — طبیعت ہی ٹھکانے سے نہ دل ہی اپنا یکسو ہے

گھٹا اندھیر کی چھائی ہی کیسی باغ ہستی مین — جو بلبل ہے تو وہ شبپر ہے جو گل ہی وہ شبو ہے

سرہانے بیٹھکر وہ فاتحہ پڑہ جاتے ہین اکثر — شہیدانا مرے مرقد کا انکا طاق ابرو ہے

خدا معلوم کیسا گومگو ہے **قدر** کا مذہب — کہ شیعہ ہے نہ سُنی ہی مسلمان ہی نہ ہندو ہے

۱۳

ہم مناتے نہین جب یار خفا ہوتا ہے — یہ تو سب سچ ہے مگر رنج بڑا ہوتا ہے

جب کبھی آہ کا مضمون بھرا ہوتا ہے — نامہ بر خط کے اٹھاتے ہی ہوا ہوتا ہے

رنج دینا ہے تو دو پاس ہی کیون جاتے ہو — اور تو اور مری جان یہ کیا ہوتا ہے

کبھی سرسبز نہین جو کوئی ہرجائی ہے — چاندنی کا بھی کہین کھیت ہرا ہوتا ہے

خط جو آتا ہے تو آنکھون پر اُسے رکھتا ہون — تیرا نامہ مری قسمت کا لکھا ہوتا ہے

نفس گرم سے سب کہتے ہین نفسی نفسی — چیخ اٹھتا ہون تو اک حشر بپا ہوتا ہے

رخ جدھر تیرا ہو پھرتی ہے اُدھر میری آنکھ — مردم دیدہ مرا قبلہ نما ہوتا ہے

دل کی جانے سے کلیجے مین پڑا ہے کہرام
آج اک دوست سے اک دوست جدا ہوتا ہے

زخمی دست حنائی کا نہ پوچھو احوال
چور زخمون کا مرے دزد حنا ہوتا ہے

بوند پانی کی نہین چاہ ذقن مین موجود
سبزہ کیہ نکر ترے عارض پہ ہرا ہوتا ہے

بوسے قدسی جو ہوا حضرت آدم کا ظہور
بحر زخار سے اک قطرہ جدا ہوتا ہے

تو مرے دل کی سمجھتا ہی سمجھتا ہون مین
ہر گھڑی اس ترے کیا کہنے سے کیا ہوتا ہے

دل جو ہوتا ہے شہید غم الفت اے قدر
داغ دل شمع مزار شہدا ہوتا ہے

۱۵

گجر سنکر یہ قاتل بولتا ہے
کسی بیتاب کا دل بولتا ہے

مدد اے سخت جانی بات رہجاے
بہت بڑھ بڑھ کے قاتل بولتا ہے

دہن سے ہوگئی چہرے کی شہرت
تمھارا ماہ کامل بولتا ہے

سیا جراح نے پر کیا بھروسا
برابر زخم بسمل بولتا ہے

سمجھ صورت سوال ای منعم اسکی
اگر چپ ہے تو سائل بولتا ہے

ذرا صدمہ ہوا آہ آتی ہے لب پر
یہ میرا شیشۂ دل بولتا ہے

کوئی فریادرس پیدا نہین ہے
جرس منزل بمنزل بولتا ہے

لب جانان سے ہے برگ گل سی نازک
مگر مثل عنادل بولتا ہے

حضور قلب ہے اسدرجہ حاصل
مجھے آواز دو دل بولتا ہے

تماشا ہوگئے لیلی کے نالے
جرس مابین محمل بولتا ہے

وہ دریا نوش ہون مانگون اگر مے
ابھی ساقی محفل بولتا ہے

برابر ہچکیان لیتے ہین بسمل
یہ رن ہر وقت قاتل بولتا ہے

ٹپک پڑتا ہے لب سے سحر بابل
جو وہ زہرہ شمائل بولتا ہے

جہان دو دل سے ملے اک شور اُٹھا
ہر اک مثل جلاجل بولتا ہے

نہ مُنھ مانگے اجل ملتی ہے اے **قدر**
نہ سیدھا مُنھ سے قاتل بولتا ہے

۱۴

پھول بنتا ہی جو رنگین کف پا ہوتا ہے
تیرے تلووں کا عرق عطر حنا ہوتا ہے

اُس شہ حسن پہ دم جسکا فنا ہوتا ہے
طائر روح نکلتی ہے ہما ہوتا ہے

اشک موقوف نہوں لاکھ پلک مارین ہم
لاٹھیون سے کہین پانی بھی جدا ہوتا ہے

ایک گُن کیا ہی کسی بات مین تو بند نہین
جو تو کہتا ہے ترے مُنھ کا کہا ہوتا ہے

لب جان بخش پہ شکر یہ ہوا باندھی ہے
کہ غبار اُڑ کے مرا خاک شفا ہوتا ہے

ساتھ دیتا ہے شب تار جدائی مین کون
یہ وہی وقت کہ سایہ بھی جدا ہوتا ہے

وصل مین کوئی کرے دست درازی کیونکر
چھیڑتا ہون تو وہ کہتے ہین یہ کیا ہوتا ہے

داغ دل سے کہین پیری مین تو چھپا سکے
صبح کو شمع سے پروانہ جدا ہوتا ہے

وصل مین وہ بہت انکار نہین کر سکتے
واہ کیا تنگ دہانی مین مزا ہوتا ہے

یہ وہ نشا ہے فرشتون کے قدم کانپتے ہین
بادۂ حسن بھی کیا ہوش ربا ہوتا ہے

جب کوئی مصر محبت کا سفر کرتا ہی
کاروان اشک تو ہر نالہ درا ہوتا ہی

سخت جان وہ ہون کبھی قتل نہین ہو سکتا
آب شمشیر مجھے آب بقا ہوتا ہے

شور آیسمین کیا کرتے ہین گلچین صیاد
یہی کھٹکا ہے مجھے دیکھیے کیا ہوتا ہے

آپ جاتے ہین اُدھر جان اِدھر جاتی ہے
لیجیے **قدر** ہمیشہ کو جدا ہوتا ہے

تم اُٹھ گئے اک نگاہ کر کے	۱۵	ہم گر پڑے آہ آہ کر کے
مٹی مین ملی مری جوانی		کیا تمکو ملا تباہ کر کے
الفت مین ہوئی تو نسی جھوٹے		اللہ کو ہم گواہ کر کے
پاکر تمھین آپ مین نہ آئے		کھوئے گئے تم سے راہ کر کے
دل توڑ کر اسقدر ڈھٹائی		پچھتا نا نہین گناہ کر کے
منعم یہ روپے کی زر پرستی		رکھلے اسے سجدہ گاہ کر کے
ہم کھل گئے عشق مین عجب کیا		یہ کوہ کو رکھدے کاہ کر کے
دل مین مرے پھانسی سی لگی ہے		دیکھو تو ذرا نگاہ کر کے
جھانکے نہ کنوئین ہمین نے تنہا		لٹکے ہین فرشتے چاہ کر کے
مدہوش کیا ملا کر آنکھین		کھویا ہمین ہم سے راہ کر کے
آنکھون سے بسر ہے کرنی ایدل		ابرو سے ذرا نباہ کر کے
ہم چڑھ گئے اُنکے دم پہ کیسے		دل لیگئے واہ واہ کر کے
کچھ شرم نہین تجھے شب ہجر		پھر آئی ہے منھ سیاہ کر کے
کشتون کو تو قبلہ رو کیے جا		مُنھ جانب قتلگاہ کر کے

اے **قدر** جو بت وہی خدا ہے
کیون پھر گئے اشتباہ کر کے

قدر گل بوٹے غضب ہین گلشن ایجاد کے	۱۴	ہاے کیا کیا صورتین ہین صید آدمزاد کے
ڈھنگ اُڑائے گل نے اُس ترک ستم ایجاد کے		کچھ چرائے رنگ بلبل نے مری فریاد کے
کاٹ کر غیرون کے سر لائے جو میری نذر کو		ڈال دون سونے کا آنڈہ پاؤن مین جلاد کے

عیش و عشرت مین بھرے ہین سب در و دیوار آج
سر کے ٹکرانے سے غل ہونگے مبارکباد کے

آشیانہ پھینکتا ہے یہ بھی اُجڑے تو سہی
چند بیٹھین روز تو مین خانۂ صیاد کے

راہ مین اُسکی لٹادو میکدون کو ساقیو
تم بھی قارون ہو کہ لیجاؤ گے سر لاد کے

آئے جوبن پر عروسان چمن آئی بہار
کنگھی بالیدہ ہوئی طرے چھٹے شمشاد کے

ظلم سر آنکھون پہ لیکن رحم بھی کچھ چاہیے
ڈر یہ ہے خوگر نہ ہو جاؤ کہین بیداد کے

یہ حرارت ہے کہ پڑ جائین مہاسے سیکڑون
قطرۂ خون جا پڑے منہ پر اگر فصاد کے

ٹوٹی پڑتی ہے خلائق یار کی تصویر پر
ہاتھ آنکھون سے لگایا چاہیے بہزاد کے

منتین مانین ہزارون جب ہوا جوش جنون
طوق گھڑواؤن ستارون سے عوض حداد کے

شاخ گل کا بلبل محبوس کو دھوکا ہوا
پر کہ جو کھولے اُڑ کے بیٹھا ہاتھ پر صیاد کے

زخم سینہ بولتا ہے یا چٹکتی ہے کلی
تیر مین کیا پر لگے تھے بلبل ناشاد کے

قدر صحرائے عدم کو دشت وحشت سے چلا
حوصلے دیکھو ذرا اس خانمان برباد کے

٢١

پس لیکے پھنسا خود مرا دل اپنی خطا سے
رفتار کی پاپوش سے زلفونکی بلا سے

حسرت سے گلے ملنے لگا شوق جفا سے
مین تشنۂ دیدار تھا وہ خونکے پیاسے

ہم پہلے ہی کہتے تھے اُسے ڈر کے خدا سے
بدنام ہوا یار مرے ہم جو قضا سے

ڈھونڈھے نہین ملتا ہے پتا مجھکو کمر کا
کس درجہ بدن آپ چراتے ہین حیا سے

ہر اُنگلی تری ہوگئی انگشت شہادت
رنگین ہوئے ہاتھ جو خون شہدا سے

جوڑا وہ کھنچا ہے کہ ملاتے نہین آنکھین
لو اُڑ چلی اب ترچھی نظر بانکی ادا سے

اُس بادشہ حسن کو خط لیکے ہوا کم
کیا جفت ہوا میرا کبوتر بھی ہما سے

گردون پہ مہ و مہر ہین قدرت کے کرشمے
چھلکے ہین مے نو سے اوندھے ہوئے کاسے

خوشرنگ کہین پھول سے ہے دست حنائی
خوشبو ہے کہین سیت ترے عطر حنا سے

وہ پانچے ہاتھون مین اُٹھائے ہوئے نکلے
اللہ رے نفرت اُنہین خاک شہدا سے

گو لاکھ ترقی ہو مگر ساتھ ہے شامت
سایہ کہین ہوتا ہے جدا مرغ ہوا سے

شاہی سے بھی ہے شوخ مرا رنگ فقیری
کمبل مرا کالا ہے کہین ظل ہما سے

مقتول تری تیغ کا ہو زندۂ جاوید
بسمل ترا ٹھنڈا ہو مگر آب بقا سے

نقش قدم یار جو اعجاز دکھائے
طاؤس ہون پیدا وہین خاک کف پا سے

ایسی نہین دیکھی دُر دندان مین صفائی
گُل پہ تری ہنس کر ین اوج ہوا سے

وہ رند ہون مے مانگون جو ساقی ازل سے
خود شکل ہو کشتی کی عیان دست دعا سے

آنکھین تو ہین تیری ہمہ تن چشم مروت
کیا آنکھین لڑائی ہین کہین اہل وفا سے

چھٹکے ہوے تارے ترے دیکھے فلک پیر
کیا منھ یہ تماشا ہین بڑھاپے مین مہا سے

دبجائے قیامت تو بنے فتنۂ محشر
اُٹھو تو کشیدہ ہو جو بیٹھو تو ذرا سے

ہم دشت نوردی مین اگر خار نہ پائین
خود گو کھر و پھوٹ آئین ہمارے کف پا سے

اے **قدر** ذرا دیکھ کے ہشیار خبردار
کچھ ابروؤن پر بل ہے وہ بیٹھے ہین خفا سے

۱۴

شمار مین نہین موجین جہان فانی کی
جنون ہے اُسے لہرین گنے جو پانی کی

اُن ابروؤن سے عبث دل نے پہلوانی کی
نہ کر کری کہین ہو جائے سخت جانی کی

لپٹ گئے مرے سینے سے مہربانی کی
یہ سب اُمنگ تھی اُٹھتی ہوئی جوانی کی

نہ منھ کی کھائی نہ لی ہمنے لن ترانی کی
کسی سے ہم کبھی بھڑے نہ پہلوانی کی

نکالی راہ جو کی تاک یار جانی کی
لگائی سیندھ جہان ہمنے پاسبانی کی

بنا بڑی سندون سے ہمارا محضرِ عشق ۔ اجل نے مہر کی افلاک نے نشانی کی
ہمارے یار کا تیزاب مین بجھا خنجر ۔ رُکا نہ حلق پہ کیا بات اسکے پانی کی
پسے ہین خاک نشین اہل اوج کی ہاتھون ۔ زمین نشانہ ہے آفات آسمانی کی
بغیر اشارے پڑگئی جگر پر آپکے آنکھ ۔ تمھاری چاپ کو حاجت نہین کمانی کی
ہمارے یار کی تصویر بھی بنا نہ سکا ۔ چلی نہ صانع قدرت سے خاک بانی کی
مین کیا کہون کہ دہن کو ضرور دیکھونگا ۔ صدا بھی غیب سے آئی تو لن ترانی کی
ہوئے ہین کیا ہی جوانان باغ سرخ سفید ۔ بہار جوش پہ ہے موسم جوانی کی
ملا جہان سی جہان آفرین کا ہمکو پتا ۔ بنا سے ساری حقیقت کھلی ہی بانی کی

نہال گل پہ عنادل کے چہچہے تھے قدر
کہ روضہ خوان نے منبر پہ روضہ خوانی کی

۱۴

زلف کا دہیان رہا کرتا ہے ۔ جی پریشان رہا کرتا ہے
آئنہ دل ہے کسی عاشق کا ۔ جب تو حیران رہا کرتا ہے
جمگھٹے رہتے ہین معشوقون کے ۔ گھر پرستان رہا کرتا ہے
اُس پری سے نہین بن پڑتی کچھ ۔ کب وہ انسان رہا کرتا ہے
خون اپنا تجھے بخشا مین نے ۔ کیون پشیمان رہا کرتا ہے
یون پڑے رہتے ہین تیرے در پہ ۔ جیسے دربان رہا کرتا ہے
یاد ہر وقت تری رہتی ہے ۔ ذکر ہر آن رہا کرتا ہے
ایک ارمان بھی دلمین نہ رہے ۔ یہی ارمان رہا کرتا ہے
کسقدر عقل و جنون مین ہی لاگ ۔ روز میدان رہا کرتا ہے

میرے دل مین ہی اُداسی ہر وقت
گھر یہ ویران رہا کرتا ہے

نوح اسطرح ہے دنیا مین
سب جیسے مہمان رہا کرتا ہے

یاد ہے ہمکو تمھاری صورت
حفظ قرآن رہا کرتا ہے

وہ مجھے پوچھین تو کہنا قاصد
تم پہ قربان رہا کرتا ہے

جب تلک تم نہین ملتے اے جان
قدر ہیجان رہا کرتا ہے

۱۷

ترے آگے پئے تسلیم شیشے ہوکے خم ساقی
برابر قلقلون سے بھر رہے ہین تیرا دم ساقی

ارے ساقی تو اک اک جام مین آنکھین چرا تا ہی
لٹا تے سارا میخانہ کہین ہوتے جو ہم ساقی

صدائے قلقل مے سے یہ تیرا کلمہ پڑھتی ہے
خود انگشت شہادت ہے برانڈی کی قلم ساقی

فقیر مست ہون بھر دے مرا کشکول صہبا سے
الٰہی جام ہو تیرا فروغ جام جم ساقی

رخ جانان کی کیون مجھکو دلائی یاد مے دے کر
لگائی آگ مین آگ اُف کیا تو نے ستم ساقی

لگی ہے روح ہو نغمہ جھما جھم ابر کے مطرب
لبون پر دم ہے ہو دورہ دمادم ابر تھم ساقی

کلیجا منھ کو آئیگا گزک کا میرے ماتم مین
لہو روئینگے شیشے ہوگا اتنا میرا غم ساقی

ہزار آنکھین ملا تو جام پر کب آنکھ پڑتی ہے
سبو بھر بھر کے مے لونگا ترے سر کی قسم ساقی

ہوئی ہے تیری مے مین آبداری تیغ کی پیدا
کبھی کھچکر چلی جا لگر گیا غم دو قلم ساقی

فلک سے جام پڑ کر رند تارون سے زیادہ ہین
الٰہی ہو مبارک تجھکو یہ جاہ و حشم ساقی

ابھی ہو شور قلقل سے صدا ناقوس کی پیدا
جو میخانے سے اُٹھے مست ہوکر وہ صنم ساقی

نہ چھوڑون اُس بت ترسا کی آنکھون کا کبھی پیکا
برانڈی دے کہ شیری دی بیر دے یا کہ رم ساقی

پڑا رہنے دے مجھکو پاسے خم پر زور مستی مین
قدم تیرے نہ چھوڑونگا نہ مین اسکے قدم ساقی

دکھائین ہین اگر آنکھین بہادے مے کی ندی بھی
مرے برق غضب ساقی مرے ابر کرم ساقی

دکان ہے تخت تو ہی بادشہ رندونکے لشکر کا
ہی ساغر تاج مے حکم روان مینا علم ساقی

ترش ہوتی ہین یون آنکھین تری ڈرکر مری دل سے
کہ جیسے مے ہو سرکہ جاکے مابین حرم ساقی

لیا ہے قدر کا دل ایک پیمانے پہ یا قسمت
لگی ہے آج تیرے ہاتھ یہ بھاری رقم ساقی

تیر ہے خنجر ہے یا تلوار ہے
تیز کسقدر جیسے نگاہ یار ہے

ساقی مہوش بڑا عیار ہے
ہر بلا مے مرغ آتشخوار ہے

ہو گئے ہو چاند گویا عید کے
ہمسے دل ای ماہ کیون بیزار ہے

نالہ و شیون سے تنگ آیا ہون مین
ہر گھڑی میری گلی کا ہار ہے

اُس لب جان بخش سے پائی شفا
جو مریض نرگس بیمار ہے

دل بتون پر آگیا ہے خود بخود
کچھ خدا جانے یہ کیا اسرار ہے

آپ ہین ہرگز نہین ہے چشم یار
مست ہے مدہوش ہی سرشار ہے

ہوشمندی حرص دنیا مین نہ کر
ہے وہ عاقل جو یہان ہشیار ہے

رات بھر کے وعدے پہ خاموش ہو
اس سے ثابت ہے کہ نصف اقرار ہے

آپ چلکر آنکھ سے دیکھ آئیے
قدر ان روزن بہت بیمار ہے

اُٹھا مین جھومتا کہتا ہوا نشے مین یا ساقی
ازل میخانہ میکش روح مئے کن تھی خدا ساقی

حباب جام لا ساقی مئے گلگون پلا ساقی
مرے بحر عطا ساقی مرے باغ سخا ساقی

اُسے بھی لگ گئی شاید یہانکی کچھ ہوا ساقی
جب آئی میکدے پر جھومتی آئی گھٹا ساقی

جھکا دے جام کی جانب ادا سے اُسکی گردنکو
سکھا دے اپنی بوتل کو بھی تو بانکی ادا ساقی

کہان کثرت کہان وحدت کہان خلقت کہان خالق
کجا مینکش کجا بادہ کجا محفل کجا ساقی

دیا جب پھول تو نے ہجر مین پھول اُٹھگئی میرے
مرا قل ہو گیا سنتے ہی قلقل کی صدا ساقی

ترے میخانے پر اللہ کی رحمت برستی ہے
کہ مے بجلی ہے موج مے دہنک ہے خم گھٹا ساقی

صدا قلقل کی میخانے مین حق اللہ بنجائے
ہری بوتل جو کھُلتی تیرا طوطی بولتا ساقی

گزک سے ہاتھ دہوؤن دل ہو جل بھنکر کباب اپنا
کہ گرما گرم مے دے ٹھنڈی ٹھنڈی ہے ہوا ساقی

عبث رندون سے وہ شکل دہن اب مُنھ چراتا ہے
ہے مثل بادۂ کہنہ پرانا مُنھ لگا ساقی

رُخ تابان سے کر آئینۂ اسکندری حیران
نشیلی انکھڑیون سے جام جم چکر مین لا ساقی

نہ یہ اُسمین اشارے ہین نہ یہ اُسمین نظارے ہین
کجا ساغر کٹورا سی تری آنکھین کجا ساقی

تری گردن پہ منکا میرا ڈہلکا ہے عجب کیا ہے
کہ نکلے موت کی ہچکی مین قلقل کی صدا ساقی

ید بیضا دکھا دے واعظونکی آنکھین کھلجائین
صفائی سے ہتیلی پر براندی تو اُڑا ساقی

نہ تو رندون سے کھلتا ہے نہ وہ خُم سے نکلتی ہے
سکھا دی تو نے دخت رز کو بھی اپنی حیا ساقی

بط مے کو کیا ہے مرغ آتشخوار مے بھر کر
لگائی آگ پانی مین دکھائی لاگ کیا ساقی

اُبل کر مے نکل آتی تو ربنجک سی چمکجاتی
جو اُڑتا کاگ بوتل کا تپنچا چھوٹتا ساقی

کہون جب راز اپنا لوگ کہتے ہین شرابی ہے
مئے گلگون ہے کیا ہی راز پوش مدعا ساقی

سنا ہے چاند مین سورج سے ہو جاتی ہے ضو پیدا
چڑھا کر مے چمکجاتا ہے میرا ماہ لقا ساقی

اگر پیسا نہو اے قدر کب آنکھین ملاتی ہین
کھری کہتا ہون مین پیر مغان ہون آسمین یا ساقی

جو گرمی دل مضطر پدید ہو جائے ۲۳ گلے مین شب کی تختی حدید ہو جائے

یقین ہے فصد جنون مین مفید ہو جائے — ہمارے قفل کو نشتر کلید ہو جائے

شب مزار مین جب تیری دید ہو جائے — مرا سفید کفن صبح عید ہو جائے

تمھارے رخ پہ اگر خط پدید ہو جائے — وصول حسن کی کامل رسید ہو جائے

صفاے تن سے قد آدم آئنہ مین وہ — سماؤن اُنمین اگر انکی دید ہو جائے

طلسم حسن ہے پستان یار ہوے کمر — کوئی نمود کوئی ناپدید ہو جائے

دل گرفتہ سے نکلے جو آہ حیرت ہو — کہ قفل بستہ سے پیدا کلید ہو جائے

ہمارے دشت جفاخیز کا ہر اک ذرہ — اُڑے تو جوہر تیغ یزید ہو جائے

سیاہ کار ہون ایسا کرین جو دفن احباب — تو لوح قبر نگین حدید ہو جائے

سمجھ گیا ہون معما تری خموشی کا — وہ بات ہو کہ دہن ناپدید ہو جائے

حنا کو آب کرے گرم دستی قاتل — پگھل کے ہاتھ مین خون شہید ہو جائے

یہ گھل رہا ہے تن زار کیا تعجب ہے — تری کمر کی طرح ناپدید ہو جائے

اُنھین جو شوق مین کھینچون ابھی گلے ملجائین — کمند جاذبہ حبل الورید ہو جائے

پلادی مے مرے ساقی دے کچھ آگ سی آگ — عجب نہین تپ غم مین مفید ہو جائے

تمھین ہون دیکھکے ہم فاقہ مست ایسے شاد — جو آؤ تم رمضان مین تو عید ہو جائے

تمھاری شرم سے شاعر پھرین بھٹکتے ہوئے — بدن چرا و کمر ناپدید ہو جائے

حضور بلبل و گل تم اگر منھ سو بولو — ابھی تو دونون مین گفت و شنید ہو جائے

وہ عضو عضو سے نزدیک تر ہو مثل روح — ہر ایک رگ مری حبل الورید ہو جائے

مرا رقیب ہے یہ میرے خون کا پیاسا — جو مین حسین بنون وہ یزید ہو جائے

عذاب جان تمنا تمھاری فرقت ہے — کرو جو وصل کا وعدہ وعید ہو جائے

چڑھاؤن عینک اگر اینما تو تُوا کی ۴
مین جسکو دیکھون مجھے تیری دید ہوجائے

بھرو جو صورت دوزخ بھی پیٹ زاہد کا
ڈکار نعرۂ ہل من مزید ہوجائے

اثر یہ جدت مضمونکا چاہیئے اے **قدر**
کہ کوئی بحر ہو بحر جدید ہوجائے

۲۰۸

مین دیکھون یہ چوٹی ہے کیا کالی کالی
کہ پیچھے پڑی ہے بلا کالی کالی

شب غم مین چھائی گھٹا کالی کالی
جھکی ہے بلا پر بلا کالی کالی

ہے شاہونکی سرتاج کملی ہماری
کہ ہے مثل ظل ہما کالی کالی

بہت ایسے کالے ہرن ہمنے دیکھے
دکھاتے ہین آنکھین وہ کیا کالی کالی

جو سایہ پڑے میرے روز سیہ کا
تو ہو دوپہر شب سے سوا کالی کالی

ڈٹے ملکے رند سیہ مست جمدم
جھکی میکدے پر گھٹا کالی کالی

جو سودا سے گیسو مین زنجیر پھنسے
ہوئی شکل زلف دوتا کالی کالی

نصیبون سے کیا گور ہمکو ملی ہے
ہی بخت سیہ سے سوا کالی کالی

شب ماہ مین وہ بکھیرے بال کھولے
ہوئی چاندنی جابجا کالی کالی

کیا جوش سودا نے ہمکو کمینا
کہ رنگت ہے سرتاپا کالی کالی

نہ اس لعل کو کر جدید ای ستمگر
نہ لب پر دھڑی تو جما کالی کالی

یہ سجدے کو خود جھک پڑیگی چمن پر
کہ قبلے سے اٹھی گھٹا کالی کالی

کھلی سب پر آخر تری گرم دستی
ہوئی کھولتی ہے حنا کالی کالی

سیہ مست ہین چشمۂ فیض بارسے
کہ ہے ابر رحمت گھٹا کالی کالی

ہوئی عکس صد برگ سوسن سے بدلی
ذرا پھیلی پھیلی ذرا کالی کالی

اثر ہے ہمارے ہی دود فغان کا
جو ہے سقف تحت السما کالی کالی

لنڈھا دے مئی سرخ سر ابر تو ساقی
گھٹا اٹھی ہے دیکھ کیا کالی کالی

سیہ تاب ہے یا کہ ابروے وسمہ
ہوئی اور تیغ ادا کالی کالی

مرے کعبۂ دل کے ٹٹنے کا غم ہے
جو اوڑھی ہے کعبہ عبا کالی کالی

ہوئے ہین سیہ بخت برباد لاکھون
اٹھین آندھیان بارہا کالی کالی

گھٹا چھائی دیوانے مجنون ہوئے ہین
کہ لیلی سے بھی ہے سوا کالی کالی

جو شامت زدے تیرے مدفون ہوئے ہین
تو ہے خاک تحت الثرا کالی کالی

بخارات دل آہ پر چھا گئے ہین
گھٹا ہے بروے ہوا کالی کالی

شب غم کو دون روز وصلت کا برسا
کہ آئی ہے اوڑھے ردا کالی کالی

مین دیکھونگا منھ انکا دیکر یہ فقرہ
تری شکل ہے مہ لقا کالی کالی

ق

محبت مین یکسان ہے ہر ایک صورت
اگر گوری گوری ہو یا کالی کالی

ذرا چشم مجنون سے لیلی کو دیکھو
کہ پتلی سی ہے خوشنما کالی کالی

سیہ نامۂ **قدر** محشر مین نکلا
اٹھی دھوپ مین اک گھٹا کالی کالی

۱۸

نہ بیٹھو لاشۂ پر مجھ بینوا کی
کہین رنگت نہ اڑ جائے حنا کی

کہین ایسا نہ ہو اوچھا پڑے ہاتھ
حیا ہے تجھکو قاتل انتہا کی

شراب سرخ کی بوتل اٹھا لا
تجھے ساقی قسم اودی گھٹا کی

دمکتا ہے ترا کندن سا چہرہ
ہے خط سبز بوٹی کیمیا کی

قیامت کا ہے قد اعجاز کے لب
نگاہین قہر کی زلفین بلا کی

جور دنیا کی بھی کثرت رہیگی
تو سمجھا یگا گھل کر جسم نا کی

اُلجھ پڑتا ہے واعظ راہ چلتے
عجب عادت ہے اس مرد خدا کی

ہمیشہ سر کو ٹکرایا کیے ہم
ترے دروازے پر نوبت بجا کی

فراق یار کا احسان کیون لین
قضا نے یا الٰہی کیا قضا کی

ہوا گالون پہ دود خط نمایان
کہو کس دلجلے نے بد دعا کی

ترے کوچے مین ہین کشتون کے پشتے
یہی کچھ ہوگی صورت کربلا کی

اُسی سے بن گئے کبک خرامان
ملی جو خاک اُسکے نقش پا کی

ہوئے ہین یار کے گیسو سیہ پوش
کسی کشتہ نے شاید قضا کی

سفید ایسا ہوا ہے خون عالم
عجب کیا رنگت اُڑ جائی حنا کی

لحد مین رکھکے بولی موت مجھسے
یہی ہے راہ اُس دولت سرا کی

دُرِ الفقر فخری کی جو ہے چاد
ہمین سیلی تو موج بوریا کی

مزا دونا ہوا ہے بیکشی کا
تمھین سے اے یاد اور رحمت خدا کی

کبھی تو قدر کی تربت پہ جاؤ
کہ اُسنے جان تک تمپر فدا کی

١۴١

ہواے عشق گزشتہ نہ پھر ادھر آئے
پرانی چوٹ نہ یارب کہین اُبھر آئے

نہ نامہ آئے اُدھر سے نہ نامہ بر آئے
وہ آپ آتے ہین یارب یہی خبر آئے

حضور بیٹھکے کشتی مین اپنے گھر آئے
پڑی جو آنکھ تو دل مین مرے اُتر آئے

چمن ہے ابر ہے ساقی لگا دے کشتی مے
اسی اکھاڑے مین پریونکا تخت اُتر آئے

جگر کے زخم جو خندان ہوئے تو مین بھی ہنسا
جو وہ بھر آئے تو آنکھون مین اشک بھر آئے

گلی مین دیکھکر اپنی وہ ہنسکے پوچھتے ہین
کسی سے کام ہے تم کون ہو کدہر آئے

بپا ہو حشر کہ راہے اگر ترا بیمار
مسیح جو تھے فلک سے ابھی اُتر آئے

یہ عشق و حسن کے کوچے کی راہ صاف ہوئی
ہم اُنکے گھر مین گئے وہ ہمارے گھر آئے

کمر کے عشق مین کھویا گیا ہون مثل کمر
وہ کسکے قتل پر اب باندھ کر کمر آئے

یہ بندھ گئی ہے ہوا اب سیاہ بختی کی
چراغ گل ہو جو میرے مزار پر آئے

تعلقات جہان سے چھٹے ہین مرقد مین
سفر تمام ہو آج اپنے گھر آئے

فقط خیال ہی آیا تھا ہمکو بوسون کا
کہ اُنکے عارض نازک پہ نیل اُبھر آئے

جو آنکھ ہو تو جہان آفرین جہان مین ہے
اس آئینے مین سکندر کا منھ نظر آئے

خدا سے قدر یہ بیہرا ہوا ہے وہ قاتل
یہ حکم ہے کہ سر آئے اگر ادھر آئے

۱۲

غنچے چٹک گئے چمن روزگار کے
پھوٹے حباب موج نسیم بہار کے

اے باغبان باغ مین کہدے پکار کے
رخصت ہوئے خزان کہ دن آئے بہار کے

رضوان جو تو کے گا در فردوس پر ہمین
کہدینگے رہنے والے ہین ہم کوی یار کے

برسات مین بہا کرے ندی شراب کی
یہ دن ہین ساقیو لب جو مے کے نتھار کے

آنکھین ترس رہی ہین مری تری زلف کو
تارے چمک رہے ہین شب انتظار کے

اُٹھ اُٹھ کے بیٹھ بیٹھ گئے آپ بزم مین
یہ سب اثر تھے آہ دل بیقرار کے

گھبرا رہے ہین اب تو وطن مین ہم اے جنون
پر منتظر ہین آمد فصل بہار کے

پھولون کا میرے سینے پر انبار ہو گیا
ہنسکر جو تمنے پھول اٹھائے مزار کے

باغ جنون کی سیر نے وارفتہ کر دیا
صحرا کو لیچلی ہے چمن سے اُبھار کے

ہم آئے فاتحے کو تو بھونچال ہو گیا
آغاز میں بھی ہمکو ہے انجام کا خیال

تختے اُلٹ گئے ہیں ہمارے مزار کے
دھڑکے شباب میں بھی ہیں روز شمار کے

مضمون ہیں ہرن مری بندش کمند ہے
اے **قدر** شاعری میں مزے ہیں شکار کے

۱۴

خوش ہوں دولت دنیا سے زمانے والے
داغ دید یکے رُلاتے ہیں رُلانے والے
کالی آنکھیں ہیں غضب زلفیں بلا خال آفت
قبر ٹھکرا کے یہ اُس رشک مسیحائی کہا
جان جائے کہ رہی وضع میں آئی نہ خلل
پھر مری قبر پہ انبار لگے پھولوں کا
لو ابھی شام ہوئی واہ چلے آپ کدہر
قبر میں رکھتے ہی یہ آہ شرربار اُٹھی
غسل میت کے شہیدونکو تری کیا حاجت
پھول جھڑتے ہیں وہ تقریر ہی سبحان اللہ
جسم خاکی میں مری روح یہی کہتی ہے
خواب میں آتے ہیں جو پاس مری سوتے تھے
مجھے جیتا ہوا چھوڑے مرا مردہ دیکھے

رو دینگے صورت فوارہ خزانے والے
پانی سے سینچتے ہیں باغ لگانے والے
ایک سے ایک ہیں کلجگ کے زمانے والے
اُٹھ تو بیٹھ اے مرے ناز دنکی اُٹھانے والے
وہ نہ آئینگے تو ہم بھی نہیں جانے والے
ہنس تو دے اے مرے پھولونکی اُٹھانی والے
نیند میں اُٹھے ہیں گھڑیال سجانی والے
بن گئے شمع لحد میرے سرہانے والے
آب خنجر میں نہائے ہیں نہانے والے
چٹکیو نمیں ہو عنادل کو اُڑانے والے
زندہ درگور ہوئے خلق میں آنی والے
آنکھو نمیں پھرتے ہیں آنکھو نکی سمانی والے
پھر کر اک ہاتھ تو ادھر ادھر مرے جانی والے

بعد مرنے کے ہوا **قدر** گناہونکا یہ بوجھ
بلے مر مر گئے لاشے کے اُٹھانے والے

منکسر ہوتے ہین ہنر والے	١٥	نخل جھک جاتے ہین ثمر والے
نالے کرتا ہون مین اثر والے		سنبھل اے آہنین جگر والے
ہمنے گھورا تو ہنسکے فرمایا		اچھے آئے بُری نظر والے
کبھی رویا کبھی اُڑائی خاک		تنگ ہین مجھسے بحر و بر والے
بے اجازت کبھی چھوڑونگا نہ پاؤن		انہین قدمون پہ ہاتھ دھر والے
آہین کردینگی آسمان مین چھید		ادھر آجائینگے اُدھر والے
مہندی ملکر وہ شوخ کہتا ہے		سینک لین آنکھین چشم تر والے
صبر تو یار ہمسے مشکل ہے		اور جو چاہے کام کر والے
ہے سلامت جو سنگ در اونکا		سیکڑون مجھسے درد سر والے
ہم نہ اُترینگے تیرے کوٹھے سے		تو اگر چاہے سر اُتر والے
ٹھنڈی سانسین یہ ہمنے اُسمین بھرین		کانپ کانپ اُٹھے ہین سقر والے
دیکھ تیرا شکار ہوتا ہون		او مرے چیتے سی کمر والے
کب سے تودہ بنا ہے میرا جگر		دوڑ اسے تیر سی نظر والے
دل کی خاطر تو سینے سے لپٹا		اب مجھے کیا ہے اُسکے پروالے

قدر کیا اپنے پاس دل کے سوا
اُڑین پروالے پھولین زر والے

چشم جانان ہرن سے بہتر ہے	١١	زلف مشکین ختن سے بہتر ہے
بڑھ کے شیرین سے ہو جو بندہ نواز		بندہ بھی کوہکن سے بہتر ہے
سنگ کو اُنکے لب سے کیا نسبت		یہ عقیق یمن سے بہتر ہے

طعن اعدا دہان نہ شکوۂ دوست
دشت غربت وطن سے بہتر ہے

قد بالا ہے سرو سے اعلیٰ
گورا مکھڑا سمن سے بہتر ہے

حق کہو تلخ جھوٹ بولو گناہ
بس خموشی سخن سے بہتر ہے

رنج ہجران سہا کرون کبتک
دم نکلجائے تن سے بہتر ہے

خانۂ دل ہے بڑھ کے حجلے سے
فکر رنگین دلہن سے بہتر ہے

صورت گل کھلے ہین زخم بدن
میرا مشہد چمن سے بہتر ہے

ایسی رفتار ہے نہ ایسا تناؤ
تیرا قد نارون سے بہتر ہے

قدر کی قدر آپ کیا جانین
قیس سے کوہکن سے بہتر ہے

۲۷

ہوئے کاروان سے جدا جو ہم رہ عاشقی مین فنا ہوئے
جو گرے تو نقش قدم بنے جو اُٹھے تو بانگ درا ہوئے

اُٹھی یاد قد مین جو سینے سے تو وہ نالے تُمری کی صدا ہوئے
گرے ذکر لب مین جو آنکھ سے تو وہ اشک آب بقا ہوئے

جو عدم سے چھوٹتے ہم اُٹھے عجب انتشار فنا ہوئے
کہ بدن مین روح سما گئی تو غبار دوش ہوا ہوئے

مرے سوز دل کی خبر نہ تھی کوئی استخوان جو نکل گیا
تو پر سمندر آتشین پر و بال جسم ہما ہوئے

کبھی داغ کھاتے ہی آہ کی کبھی آہ کرتے ہی رو دیے
کبھی ہم چمن کی ہوا ہوئے کبھی ہم ہوا کی گھٹا ہوئے

ہوا غل عدم مین یہ ناگہان کہ بلائی یار و نہین ہان ہان
اُٹھے ہم تو مست الست اُٹھی جو بڑھی تو کُن کی صدا ہوئے

جو لہو تھا ان مین بھرا ہوا تو ہر ایک زخم ہرا ہوا
یہ دل و جگر مرے کیا ہوئے کوئی تازہ برگ حنا ہوئے

جو ہوا سے زلف بکھر گئی نظر آنکی صاف بدل گئی
جو اسیر حلقۂ ناز تھے وہ قتیل تیغ ادا ہوئے

انہین تنگیوں مین فشار ہے کہ بدن مین جسم نزار ہے
یہ قفس مین طائر باغ کیا کوئی مرغ قبلہ نما ہوئے

نہین وحشتونکی یہ دوڑ ہے کہین حسن و عشق نکل چلے
مری بیڑیون مین تھی سلسلے وہ تمھاری زلف دوتا ہوئے

جو اُبھار سینے کا دمبدم ترے انچلون سی نمود ہے
تر و تازہ دونون حباب گل تہِ موج باد صبا ہوئے

ہمہ تن کبھی ہوئے درد و غم ہمہ تن کبھی ہوئے صبر ہم
کبھی آپ اپنا مرض ہوئے کبھی آپ اپنی دوا ہوئے

بڑھی عمر تو ہوئے حشر وہ بڑھا قد تو ڈھائین قیامتین
بڑھین پلکین تو وہ ستم ہوئی بڑھین زلفین تو وہ بلا ہوئے

کبھی ہنستے ہین خدا توامان کبھی جسم سایہ صفت عیان
وہ کہین رہے وہ یہین رہے نہ ملے رہی نہ جدا ہوئے

نہین کچھ سکت تن زار مین ہوئے زرد زرد بہار مین
پرِ کاہ کیا بنے غم سے ہم کہ تمام کاہ ربا ہوئے

کبھی ایک بوسہ ہمین دیا کبھی مرتے مرتے بچا لیا
جو مسیح لب ہین ہوا کرین کہو کس مرض کی دوا ہوئے

ترے ہاتھ جب سے لگا ہی دل تو حنا نے پیس دیا ہی دل
مرے زخم دل مین جو چور تھے وہ تمام دزد حنا ہوئے

ہوا بعد وصل عجب مزا کہ خموش بیٹھے جدا جدا
ہمہ تن مین صبر و سکون ہوا ہمہ تن وہ شرم و حیا ہوئے

نئی عاشقوں کی ہین طینتین کہ ہین شاتمون مین بھی نیتین
جو گھٹے تو خال سیہ ہوئے جو بڑھے تو زلف رسا ہوئے

اُٹھی ہم جو خواب و خیال سے لگے تکنے دیدۂ حال سے
کہ وہ کیا ہوئے وہ کدھر گئے ابھی پاس تھے ابھی کیا ہوئے

ہے ذکر ند صیام مین لئے مردہ خوار یہ غیبتین ہے
ترے روزے واعظ بےخبر نہ قضا ہوئے نہ ادا ہوئے

تری آنکھ سے یہ گرے ہوئے وہ مرے جگر مین کبھی ہوئے
مرے نالے تیری نظر ہوئے ترے غمزے آہ رسا ہوئے

یہ قدم قدم پہ جمینگے پاؤن کہ بڑھ سکوگے نہ آگے تم
جو تمھارے کوچے کی خاک مین کہین دفن اہل وفا ہوئے

جو نگہ ہی چشم سیاہ مین وہی برق طور ہی راہ مین
تری آنکھ پر جو فدا ہوئے وہ شہید راہ خدا ہوئے

نہ زمین مین تخم اگر گلے تو کبھی نہ کوئی ثمر پھلے
وہ فنا مین اپنی بقا ہوئے جو بقا مین تیری فنا ہوئے

جو عدم مین تھے ہوئے خلق وہ جو وجود مین تھے وہ چل بسے
جو رہا تھے ہو گئے قید وہ جو اسیر تھے وہ رہا ہوئے

بنے **قدر** ایسے غبار ہم ہوئے گردشون مین وہ خوار ہم
کہ مثال دائرۂ فلک جو اُٹھے تو بی سر و پا ہوئے

سخنگو کے لیے سختی بیان ہے | ١١ | جبھی بتیس دانتون مین زبان ہے

عجب کچھ حال جسم ناتوان ہے ہماری روح بھی ہمپر گران ہے

جگر مین آنکھون مین دل مین نہان ہے کہان ہر تو کہان ہے تو کہان ہے

مہ سیماب داغ قلب مضطر لحد عاشق کی نخشب کا کنوان ہے

جواب خط وہان سے تو ہی لانا کہ تیرا پاؤن قاصد درمیان ہے

شرارے نالۂ دل کے ہین انجم دھوان آہونکا دسوان آسمان ہے

حبا ئمین اُسکو مین نے چن لیا ہے ہزارون مین وہ اک چیدہ جوان ہے

نہین فرقت سے گھبرا ئینگے عاشق ؛ فقط منظور اُنکو امتحان ہے

خدا اڈا اے نہ اب پھندے مین اُسکے وہ گیسو بھی بلاے ناگہان ہے

وہان ہو تم یہان ہے یاد مجھکو یہان رہتا ہون لیکن دل وہان ہے

مرے اُن پر اُنہین ہم سے ہزارون
کہان اے قدر کوئی قدردان ہے

۱۹

آ گئی فصل نوبہار دشت مین وہ ہوا چلی سر پہ ہوا جنون سوار عقل پیادہ پا چلی ؛

ایک طرف ادا چلی ایک طرف قضا چلی جب دل و جان نے باڑھ دی ہونے لگی چلا چلی

باغ سے جب ہوا چلی میکدے سے گھٹا چلی دل کی کلی کھلا چلی دل کی لگی بجھا چلی

تو نے نہ آکے دید کی بیٹھ کے گھر مین عید کی لاش ترے شہید کی جانب کربلا چلی ؛

جب نہ ملی یہان امان قلعۂ تن سے بیتکان بھاگی حیات لیکے جان موت برہنہ پا چلی

واہ رے دورۂ شراب خانقہین ہوئین خراب جھوم رہے ہین شیخ و شاب ایکی عجب ہوا چلی

طالب دید ہین تباہ تھم کے اے شرمگین نگاہ واہ حیاے یار واہ نظر و نہین تو بھی آ چلی

غیر کو تم اُبھارتے تیغ سے سر اُتارتے کیا ہو مرے کو مارتے مجھپہ چلی تو کیا چلی

ابر بہار کا ہے جوش رعد جنون کا ہی خروش
اُڑ گئے برگ عقل و ہوش باغ مین وہ ہوا چلی

موت کی لگ گئی نظر جب تو مریض چشم پر
نقش ہوئے نہ کارگر اور نہ اک دعا چلی

شور اُٹھا جو آہ کا صبر و قرار اُڑ چلا
قافلے مین بجا درا ہونے لگی چلا چلی

ٹوٹا جہان کوئی شہاب سمجھا مین خانمان خراب
مجھپہ بڑا کوئی عذاب مجھپہ کوئی بلا چلی

مرتے تھے جنکے جانے سے آئے وہ سو بہانے سے
لیکن اب اُنکے آنے سے روح بدن سے آچلی

روک کے دلبر اُسکے وار جان کرونگا مین نثار
تیغ نگاہ ناز یار مجھپہ اگر ذرا چلی

ملک عدم کو جائیگی گھر بھی وہین بنائینگے
اب نہ پلٹ کر آئیگی ٹھوکرین عمر کھا چلی

جاتی ہی جان ہاے ہاے اُسکو لکھون تو یہ سنائے
گھر پہ مین جاؤن اپھے آئے میری وہان بلا چلی

نظر و نمین جب مین آؤنگا دل مین ترے سماؤنگا
گھر مین مین گھر بناؤنگا میری اگر ذرا چلی

ساقی و رند و بادہ کش اور پکارین العطش
آتے ہین سب کو غش پہ غش آج شراب کیا چلی

قدر یہ فوج جب چڑھی ٹوٹیگی قلب کی گڑھی
ناز بڑھا ادا بڑھے غمزہ چلا حیا چلی

۹

وفاداروں نے سینچا تھا لہو سے
چھٹی مہندی نہ پائے خوبرو سے

گُہر کسطرح سے بچ جہان نہین
بسر کی آج تلک کس آبرو سے

دہن ہے چشمۂ حیوان خوبی
مسیحائی عیان ہی گفتگو سے

پیالہ پی لیا پیر مغان کا
مجھے بیعت ہوئی دست سبو سے

ہزار افسوس قیدی ہین قفس مین
چمن مین آئے تھے کس آرزو سے

رگ گردن سے گو نزدیک تر تھی
مگر پایا ہے کتنی جستجو سے

اُتاری عکس کی تصویر ہمنے
لگایا دل جو اُس آئنہ رو سے

دہن یا غنچۂ باغ عدم ہے		خجل ہوتا ہے بلبل گفتگو سے

کسی کے ہو رہو اے قدر دیکھو
لگا لو دل کہین اک خوبرو سے

بسوغات مجھسے لیکے رہ کوی یار لے	۱۳	مٹھی بھرا کے صبا مری خاک مزار لے
ساقی کہے تو دم نہ کوئی بادہ خوار لے		واعظ کی پگڑی کیا کہ کفن تک اُتار لے
جب میکدے مین محتسب آکر قرار لے		مسجد کی کلسیان کوئی یار اُتار لے
بکتا ہوا یہ قدر رہ کوے یار لے		مین ہیپتا ہون کوئی دل بیقرار لے
لو اُنکے اُٹھتے اُٹھتے ہی کیا ہو گیا مجھی		ہو سنگے یہین کہین کوئی اُنکو پکار لے
کروٹ جو بدلے یار تو دیکھو مین زلف و رخ		کروٹ کسی طرح سے یہ لیل و نہار لے
زلفون نے ہمسے بل کی جو لی بل نکل گئے		تو بھی تعلیونکی نہ اے قدر یار لے
شیشہ بھی ٹوٹ جاتا ہی آسیب چشم سے		تیر نگاہ دل سے ہوا وار بار لے
دم ٹوٹتا ہے میرا تماشا تو دیکھ لے		تلوار ٹیک کر کہین قاتل قرار لے
ساقی جو چھانتا ہوی سرخ سرخ کو		واعظ کا سبز عمامہ اُتار لے
کیا وصل سے حضور نے مجھکو جلا دیا		کچھ اور شک نہو تو قدم جان نثار لے
قسمت کھلی کہ زلف کے پھندے مین پھنس گیا		اے دل تڑپ کے بوسۂ رخسار یار لے

آنکھون کی راہ آج وہ دل مین سماتے ہین
دل کھولکر تو قدر اُنہین گھور گھار لے

بلبل نہ باسی مُنھ کہین اُنکو پکار لے	۱۰	گلی کرے گلاب سے جو نام یار لے
انسان فصل گل مین می خوشگوار لے		چوری کرے کہ مانگ کے لے یا اُدھار لے

تو میرے بوسہ لینے پر اتنا خفا ہوا
مشہد نہین ہے کوچہ ترا کربلا نہین
دم گھٹ رہا ہے کیا قفس تنگ مین مرا
یارب کسیکے دلمین نہ کھب جاے چشم یار
پھانسی جسے لگائی وہ ٹھوکر سے جی اٹھا
للہ اونچی کرتی نہ پہنا کرین حضور
ہے شیر کی جھپٹ مرے دلمین تو خوف کیا

بوسہ بھی کوئی چیز ہے تو لاکھ بار لے
رکھون اگر مین پاؤن مرا سر اُتار لے
جھونکا کوئی ادہر بھی نسیم بہار لے
شیشے مین اس پری کو نکوئی اُتار لے
یہ بات ہے تو کیون نہ قدم زلف یار لے
ایسا نہو کہ کوئی کہین پیٹ مار لے
پلکونکی برچھیون سے اسے گھیر گھار لے

اے قدر نالے کرکے گرا آسمان کو
للکار لے پکار لے میدان مار لے

کچھ روز دن یار ہم تم دو قالب ایک جان تھے
کن مشکلون سے لوٹے ساتون جو آسمان تھے
بچپن سے ہوگیا تھا کچھ حسن و عشق باہم
اچھے جو تھے اُٹھے وہ ہم سے جو تھے رہے وہ
آواز تھی چھڑونکی یا صور کی صدا تھی
انجام کار آکر دیکھا جہان مین یکسر
کیا آب تیغ و خنجر تھی موج باد صرصر
بیشک وہ ہوتے راضی ناحق تھی زار نالی
قاصد مرا مسیحا پوچھے مجھے تو کہنا
زلف سیہ مین آنکی کیسے مرے تڑپ کر

جسوقت تم جہان تھے اُسوقت ہم وہان تھے
اے تیر آہ یہ بھی رستم کے ہفتخوان تھے
وہ شاخ ارغوان تھی ہم شاخ زعفران تھے
پہلے ہوے روانہ جو میر کاروان تھے
مرقد سے اُٹھ کے بیٹھے جو جو جہان جہان تھے
ظل ہما تھا جن پر وہ مشت استخوان تھے
گرتے تھے سر برابر گویا گل خزان تھے
کیون بولے حضرت دل کیا تم مری زبان تھے
جب مین ادھر کو آیا روتے تنے نیمجان تھے
افسوس حضرت دل اک شب کے میہمان تھے

غیرون کا کیا اجارا کیون جو اُنہون نے مارا
مین قدر تھا تمہارا تم میرے قدردان تھے

١١

بولے وہ ہمسے ہنسکر روز ازل کہان تھے | کی عرض ہمنے اُنسے اے یار تم جہان تھے
میرے اگر عدو تھے میرے عذاب جان تھے | جب بٹ رہی تھی الفت اُسوقت تم کہان تھے
بوسے فشار دیکر رستم کو قبر رستم | روکا نہ زور میرا مشہور پہلوان تھے
یہ بار عشق ہمنے انجام کار اُٹھایا | کُہسار کانپتے تھے جبکہ زمین آسمان تھے
دل کی تڑپ غضب ہے ہمسے تو کوئی پوچھے | یا زیر آسمان تھے یا زیر لامکان تھے
کچھ بات ہے کہ مرتا بوسہ طلب نہ کرتا | کیا بندہ بے زبان تھا یا آپ بے دہان تھے
فرقت کی سختیون سے پوچھو نہ حال اپنا | لوگون پہ ہم گران تھے اسدرجہ ناتوان تھے
یہ موت زندگی بھی سہے انقلاب عالم | نیچے زمین کے ہین جو زیر آسمان تھے
کیا وصل مین کھلا تھا راز دل ایک ہوکر | ہم اور یار دونون اک خط توامان تھے
یہ عشق یہ جوانی کیا روگ لگ گیا ہے | ہم بھی کبھی کہینگے ہم بھی کبھی جوان تھے

ہمسن عدم کو پہونچے کیون آپ تھک کے بیٹھے
اے قدر نقش پا تھے یا گرد کاروان تھے

١٠

کہان ڈھونڈون مین دل دلبر وہی ہے | ہنسی ہے اُسکے ہونٹھون پر وہی ہے
نہین کچھ آئنہ سازی پہ موقوف | جو صاحب دل ہوا اسکندر وہی ہے
رہے داغ جگر یارب سلامت | شب غم کا مہ انور وہی ہے
اُسی کا ذرہ ذرہ خوشہ چین ہے | فروغ خسرو خاور وہی ہے
مثال آئنہ ہم سب سے ہین صاف | جو دل مین بات ہے منہ پر وہی ہے

نہ کیونکر وصف دندان ہو زبان پر
کہ اس تلوار کا جوہر رہی ہے

تلاش رزق مین اتنا تردد
ارے جو گھر مین ہے باہر رہی ہے

ق

خدا کے فضل سے ملک جنون مین
حکومت ایک عالم پر رہی ہے

وہی نالہ وہی آہین وہی اشک
وہی طبل و علم لشکر وہی ہے

نکالا کل اُنہون نے پھر جلے آج
تمھین اے قدر کیا اک گھر رہی ہے

۱۵

خود ہین آداب شہادت پاؤن بسمل کیلیے
جب ذرا ترپا قدم اُٹھ اُٹھ کے قاتل کیلیے

عیش و غم توام اگر ہین عالم اسباب مین
تو کف افسوس زیبا ہین جلاجل کیلیے

دل ہمارا داغ کھاتا ہے رخ پر نور پر
آگ کھاتا ہے چکور اک ماہ کامل کیلیے

عاشقونکا حال معشوقون پہ ہوتا ہی عیان
گل سراپا گوش ہین شور عنادل کیلیے

نیل گالون پر پڑے ہین صورت داغ قمر
شب کو بوسے اسقدر اُس ماہ کامل کیلیے

ہو گیا اندھیر تیرے اُٹھتے ہی اے شمع رو
رونقین تھین تیرے دم سے ساری محفل کیلیے

بعد مرنیکے بھی اتنی خاکساری رہ گئی
گر گرا اپنے سر بوسے پای قاتل کیلیے

سبزۂ خط پر تو مرتے ہین مگر اندھیر ہے
جان شیرین ہمنے دی زہر ہلاہل کیلیے

جاگ اے دل خواب غفلت سے کہ شیطان ساتھ ہے
چور کا کھٹکا ہی اس عالم مین غافل کیلیے

ان بتونکے پھر دہان تنگ پر آیا ہی دل
پھر جناب حق سے منھ پھیرا ہی باطل کیلیے

بیقرار آئینۂ رخ پر ہون مین سیماب وار
صورت اسپند بیتابی ہی تل کیلیے

وعدۂ فردا جو ہی ہم مان سکتے ہین اسے
یہ تو فرماؤ کہ کیا سوچے ہو اس تل کیلیے

شاخ گل کوڑا بنے گل کی رگین ہون بیڑیان
یہ سزا کیا کم ہے صیاد عنادل کیلیے

مین ہوا آنکھون پہ شیدا غیر پلکون پر فدا
مین نے بادام اُسنے اسن بادامکی چھلکے لیے

مرتبہ استاد دہلی کا کہون اے **قدر** کیا
یہ بہلا رتبہ کہان سحبان وائل کیلیے

١١

گہر کی مثل نہ ثابت کبھی حباب رہے
جہانمین سر جو اُٹھائے وہی خراب رہے

وہ بات ہو کہ جو کچھ حرمت شراب رہے
مدام ہاتھ مین اک ساغر شراب رہے

مرے لہو کی حرارت نپوچھ اے قاتل
مجال کیا جو ترے نیمچے مین آب رہے

بنی ہے آج جو غیرونکی کل ہے دور اپنا
خدا کرے کہ زمانے کو انقلاب رہے

لکھا ہے ہمنے بہت وصف خال ابرو کا
رہے جو بیت غزل مین وہ انتخاب رہے

نگاہ بد سے ندیکھا اگر یہ حیرت ہے
کہ اب تلک وہی پردے وہی حجاب رہے

عبث وہ زلف کی مانند بل کی لیتے ہین
سنا نہین کہ کہین عمر بھر شباب رہے

تمام بلبل و پروانہ اُڑکر آئین گے
جو آپ کو ٹھے پہ دو رات بے نقاب رہے

جب اختلاط بڑہا گھٹتی ہے تو اضع پھر
بہت بجا ہے کہ چند سے اُنہین حجاب رہے

تری خوشی سے خوشی ہے ہمین وہ عاشق ہین
نہین ہے رنج اگر مورد عتاب رہے

جو ایک ہاتھ مین ساقی کا ہاتھ ہو اے **قدر**
تو ایک ہاتھ مین اک ساغر شراب رہے

١٢

کرون جو آہ شرر بار کسکو تاب رہے
زمین پہ مین رہون گردون پہ آفتاب رہے

مثال شمع جو جل جل کر آب آب رہے
تو شب کو وہ تری محفل مین باریاب رہے

بہار آئی ہے ساقی بہار آئی ہے
وہ دے شراب کہ زاہد کا دل کباب رہے

مری نگاہ مین یکسان ہین ظاہر و باطن
کھلا رہے کہ رُخ یار پر نقاب رہے

دہان یار کے مضمون عدم سے لاتے ہین
ہمیشہ ہم تو اسی فکر مین خراب رہے

دیے لبون سے کبھی بوسے گالیان کبھی دین
عنایتین رہین ہم پہ کبھی عتاب رہے

جو حکم کیجیے صاحب تو ایک رات کی رات
تمھارے کوچے مین یہ خانمان خراب رہے

بجا ہی رندونکی صحبت بری ہی اے واعظ
یہی بہت ہے جو عزت یہان جناب رہے

کسوف و زلزلہ آیات عشق ہو جائین
جگر مین داغ رہے دل مین اضطراب رہے

خدا کرے کہین رندونکے دم مین زاہد آ سے
گرو عمامہ و جبہ سبہی شراب رہے

تم ایک گالی ہمین دو ہم ایک بوسہ لین
ہمارے آپکے صاحب یہی حساب رہے

اگر یہ خاک ہو اکیمیا سے بہتر ہے
جو **قدر** رہگذر لطف بوتراب رہے

۹

پیکر خم شراب کو میخوار تن سے گئے
میخانہ وہ مکان ہی جو آئے بن گئے

معشوق کے مزاج کا کیا اعتبار ہے
کل آپ ہی وہ رو ٹھ گئے آپ منگئے

ظالم خدا کے واسطے منہ پر نقاب ڈال
تیر نگاہ سے دل عشاق چھن گئے

تارونکے ٹوٹنے کا گمان یار کو ہوا
نالے ہمارے جب سوے چرخ کہن گئے

دنیا کی کلفتون سے دم اپنا نکل گیا
ایذا ہوئی سفر مین تو سوے وطن گئے

یہ کیا ابھی تلک یونہین بھولے بنے رہے
جسنے بنالیا تمھین معشوق بن گئے

آنکھون کا فرش نرگس شہلا نے کر دیا
جب موسم خزان مین وہ سوے چمن گئے

افلاس کا برا ہو زمین مین گڑ گیا
شرمندہ میری قبر سے دزد کفن گئے

اے **قدر** ہمسے دوڑ کے حورین لپٹ گئین
جنت مین لیکے داغ حسین و حسن گئے

۱۴

بڑی نازون سے دلمین جلوۂ جانانہ آتا ہے
یہ گھر جسنے بنایا ہی وہ صاحبخانہ آتا ہی

خدا کیواسطے مُنہ سی لگا دے خم کا خم ساقی
بڑا گھنگھور بادل جانب میخانہ آتا ہے

اندھیری رات مین داغ جگر ایسے چمکتے ہین
کہ میری بزم مین پروانے پر پروانہ آتا ہے

وہ بھولی بھولی باتین نیچی نیچی نظرین خلقی ہین
سکھائے سے کہین انداز معشوقانہ آتا ہے

جو گھر گزری وہ گزری جو گر گزرے وہ گر گزرے
ترے کہنے مین واعظ کب دل دیوانہ آتا ہے

بگولا دیکھکر صحرا مین بولا قیس وارفتہ
یہ کیا لیلی کا ناقہ جانب ویرانہ آتا ہے

نکلجاتا ہے مُنہ سی نام اُنکا باتون باتون مین
زبان پر جو نہ آتا تھا وہ بیتابانہ آتا ہے

خدا کے فضل سے وہ حسن ہی خادم بھی بیخود ہین
جب آئینہ منگاتا ہے وہ دلبر شانہ آتا ہے

دل وحشی کو تیری یاد مین کیا کیا نہین آتا
غضب ڈھاتا ہی جسدم بزم مین یہ دیوانہ آتا ہے

نکلتی ہی کسی پر جھوم کر وہ مجھپہ گرتی ہے
تمھاری تیغ کو کیا شیوۂ مستانہ آتا ہے

بناوٹ سے بگڑ کر وہ بت عیار کہتا ہے
کسیکے گھر مین صاحب یون کوئی بیگانہ آتا ہے

لب میگون کے بوسے مجھکو اب تک یاد آتی ہین
مین رو دیتا ہون جب ہونٹھون تلک پیمانہ آتا ہے

وہ ہمکو بھولے بیٹھے ہین ہم اُنکو بھولے بیٹھے ہین
کہان ہے خط کتابت ہو کوئی جاتا نہ آتا ہے

بہار آخر ہوئی ہے **قدر** کی تربت پہ میلا ہے
یہان بیڑی بڑھانے کو ہر اک دیوانہ آتا ہے

۱۳

جب آنکھ بند ہوگی دیدار دیکھ لینگے
کب تک چھپوگے ہمسے ای یار دیکھ لینگے

میخانہ بند تو ہو کاٹینگے حلق اپنا
آئے تو ماہ روزہ تلوار دیکھ لینگے

گھر کی قفس کی چاہے صیاد بند کر دے
ہم روزن قفس سے گلزار دیکھ لینگے

مختار ہم نہین ہین مجبور تم نہین ہو
جو کچھ دکھائیگا ناچار دیکھ لینگے

کوٹھے پر آکے صاحب جلوہ دکھایئے تو ۔ غش ہونگے یا نہونگے دیدار دیکھ لینگے

اچھا کیا جو تمنے وعدے پہ کل کے ٹالا ۔ موقوف آج پر کیا پھر یار دیکھ لینگے

بھولینگے رقص اپنا اے سرو باغ خوبی ۔ طاؤس باغ جبدم رفتار دیکھ لینگے

وعدہ جو وصل کا ہی گور و کفن مین اچھا ۔ نکلو نہ پردے سے تم اغیار دیکھ لینگے

آخر براہ دیدہ دل مین سمایئے گا ۔ جب چھپنے آیئے گا دیدار دیکھ لینگے

واعظ نہ میکدے مین شیخی بگھار آکر ۔ ساقی الگ رہیگا میخوار دیکھ لینگے

مرنے کے بعد کوئی ساتھی نہین کسی کا ۔ سب لوگ اپنی اپنی کردار دیکھ لینگے

غیرون سے دل لگایا عاشق سے منہ چھپایا ۔ اب ہم بھی اور کوئی اے یار دیکھ لینگے

کوچے مین ان بتونکے اے قدر پھر اکر
ہم قدرت خدا کے اسرار دیکھ لینگے

۱۴۳

جب سانس مین لیتا ہون ایک آہ نکلتی ہے ۔ یہ جان بھی آہونکے ہمراہ نکلتی ہے

غم دوست سے دل اتنا جب آہ نکلتی ہے ۔ ہونٹھون تلک آتی ہے اک واہ نکلتی ہے

اے چرخ ستم پرور پھر چاند ہوا چھپکر ۔ تلوار تیری کس پر ہر ماہ نکلتی ہے

رو لوانا ہی اے بدخو پھر ہاتھ ملیگا تو ۔ بن بن کے مرے آنسو سب چاہ نکلتی ہے

کچھ بوسونکے باقی سے کچھ گالیان کھاتی ہے ۔ سب میرے خزانے سے تنخواہ نکلتی ہے

مین صبر کا ہون دشمن اس نام سے ہے الجھن ۔ قد سے یہ میری جیکن کوتاہ نکلتی ہے

اس بحث سے کیا مطلب گو آتے ہو تم ہر شب ۔ پر دل کی تمنا کب اے ماہ نکلتی ہے

تیر انکا جو چلتا ہے دل اس ہی بہلتا ہی ۔ جب تیر نکلتا ہے ایک آہ نکلتی ہے

رخسارون پر اے دلبر ہی سبزہ خط دو پھر ۔ کیا قہر سے پھولون پر یہ کاہ نکلتی ہے

ہے آگ لگی دیکھو سینے کی خبر تو لو
بن بن کے شہاب اب تو ہر آہ نکلتی ہے

دل آنکھون سے لڑتا تھا آخر مین ہوا کشتا
اب کھود ولی جس جا جنگاہ نکلتی ہے

غم سے جو کوئی دم کھینچے جب مانگتا ہون بوسے
کس ناز مین ہونٹھون سے اے واہ نکلتی ہے

اب غیر ٹھٹکتے ہین اب قدر لپکتے ہین تر
اب کانٹے سرکتے ہین اب راہ نکلتی ہے

متلون

١٣

ایسی گردش مین پڑے داغ جگر آئے ہوئے
داغ سی شعلہ ہوئے شعلون سے جوالے ہوئے

بیگانہ جیسے گلا کاٹا ہے ابرو نے مرا
بیٹھے رہتے ہین گریبان مین وہ منہ ڈالے ہوئے

تابش رخ کی دلیلین ہین وہ چشمان سیاہ
گرمی اسدرجہ ہوئی دونون ہرن کالے ہوئے

موے مژگان مین درازی سی درازی ہے تری
تیر وہ پہلے ہوئے تیر دن سے پھر بھالے ہوئے

بڑہتی دولت ہے مرے سینے مین غمہای فراق
آگے آہین جو نکلتی تھین وہ اب نالے ہوئے

موہنی آنکھون مین تم رکھتے ہو اللہ رے اثر
جسکھڑی آنکھین لڑین آنکھون سے متوالے ہوئے

ٹھنڈی سانسین جو کبھی یارون نے فرقت مین بھرین
آبلے سینے مین جتنے تھے وہ سب تالے ہوئے

چھاتیان ایسی کہان ایسی کمر کو ہے کہان
سارے اعضا سے صنم سانچے مین ہین ڈھالے ہوئے

میرا اک ہی مگر خاک گلستان سے بنا
جب بہار آئی مرے زخم جگر آلے ہوئے

قتل کرتے ہین وہ گال انکے وہ گیسوی سیاہ
آفتین ہیرے ہی گورے ہوئی کالے ہوئے

کیا نزاکت ہے ذرا باتون مین گرمائے جو وہ
شبنم گل کی طرح ہونٹھون پہ تبخالے ہوئے

شیر ابلق ہین تری آنکھین کب آہو ہین صنم
تیرے مژگان کی کٹھر یکے ہین یہ پالے ہوئے

ترک ہو جائین نہ مدبت کی ملاقاتین کہین
قدر رہتے ہین بہت غصہ ترا ٹالے ہوئے

شراب سرخ ہی معشوق ہین بوتل پہ بوتل ہے	۱۱	وہ بجلی کوندتی ہی باغ ہے گھنگھور بادل ہے
نکھر کر آج آئے ہو کروگے قتل کس کس کو		دھڑی ہونٹھون پہ مہندی ہاتھون مین آنکھون مین کاجل ہے
قیامت آئی یا تم آسئے ہو یا زلزلہ آیا		کہا تو خفتگان خاک مین مطرح ہلچل ہے
بہار آئی ہے اسے زاہد چڑھی تھی مغز کو ایسی		پیالہ ہاتھ مین ہر دم بغل مین مے کی بوتل ہے
نکالا ہے جنون نے گھر سے ہم روتے ہین صحرا مین		وطن مین خاک اڑتی ہی مگر سرسبز جنگل ہے
کبھی آہین نکلتی ہین کبھی آنسو امنڈتے ہین		کبھی بجلی چمکتی ہے کبھی فرقت مین بادل ہے
پھٹے کپڑے ہین بھی رونق وہی ہے ہم فقیرون کی		فروغ اپنا بھی اس ظلمتکدہ مین مثل مشعل ہے
خمار اتنا ہے ای ساقی کہ سر مین درد ہوتا ہے		مین سر ٹکرا کے توڑونگا جو میخانہ مقفل ہے
مثال زلف اے بت تیرے سارے بل نکلجائین		خدا کے فضل سے اپنی وہ تقریر مسلسل ہے
عجب رفتار ہے قاتل کہ لاکھون کشتہ ہوتے ہین		قدم ہے یا کہ خنجر ہی گلی ہے یا کہ مقتل ہے

بنین کیونکر نہ ابر رحمت آہین خاکسارون کی
بخارات زمین سے سنتے ہین ای قدر بادل ہے

قدر کیا ڈر جو موت آئی ہے	۱۴	یہ بھی کیا یار کی جدائی ہے
جان تک تم پہ صدقے کرتا ہون		عمر بھر کی یہی کمائی ہے
نالے کیسے دوہائیسان دی ہین		کوئی سنتا نہین دوہائی ہے
کیا شب ہجر عاشقان کم ہے		زلف کیون اسقدر بڑھائی ہے
غیر کے سامنے بگڑ جانا		یہ بھی اک طرز آشنائی ہے

دیو ہجران ستا رہا ہے مجھے
ملک الموت کی دوہائی ہے
بوسہ مانگا تو گالیان پائین
کیا رقیبون نے مُنھ کی کھائی ہے
آپ سے ہو چلا ہون باہر
یہ جنون مین سمجھے سمائی ہے
نازمتکو دیا نیاز ہمین
یہ بھی اک شان کبریائی ہے
دور کی سوجھتی ہے پیکے شراب
عینک آتشی چڑھائی ہے
اپنے دم تک ہین عشق کے جھگڑے
مر مٹے ہم تو پھر صفائی ہے
مجھکو آنکھین دکھاتا ہے ناصح
غمزۂ یار کی دوہائی ہے
ہجر مین ٹوٹتے ہین سب اعضا
پر شب وصل مومیائی ہے

جان دیتا ہون قدر رو رو کر
نیند آتی ہے وہ ترائی ہے

تربت مین بیقراری دلمین بھری ہوئی ہے
سینے پہ سل ہمارے جب تو دھری ہوئی ہے
اُس بت کے زلف و لب سے کب جانبری ہوئی ہے
لیلی لبی ہوئی ہی شیرین مری ہوئی ہے
منڈتے ہی خط ہوا ہے آہوی چشم نازان
سبزہ چراہی اسکو بیڈ یہ ہب چری ہوئی ہے
کھلتے ہی ہجر مین آنکھ آنسو نکل پڑینگے
ڈبیا یہ موتیون سے مُنھ تک بھری ہوئی ہے
دیکھو فنا کی سیرین مٹی مین رُل رہی ہے
جمشید کا پیالہ ہر کھوپری ہوئی ہے
گیسو نے دی ہی پھانسی انکا ہے دم ہمارا
یارے اجل مین شاید بیڑی بھری ہوئی ہے
ہے میری آنکھ کا تل نظارے مین کسوٹی
سیم جمال تیری اس سے کھری ہوئی ہے
اتنا ہی تنگ و تاریک اپنا سیاہ خانہ
کاجل کی کوٹھری سے ہر کوٹھری ہوئی ہے
چاہ ذقن پر اُسکے آیا رقیب کا دل
گویا کنوئین کے مُنھ پر اک سل دھری ہوئی ہے ۲۰

کرتا ہے ذبح تیرا پاجامہ گلبدن کا
خنجر ہمارے حق مین ہر خنجری ہوئی ہے

دور فلک نے کھوئے میرے حواس خمسہ
پتے سے گنجفے مین کیا ابتری ہوئی ہے

ہے چشم سرگین سے پیدا رم غزالان
اس کال کوٹھری مین وحشت بھری ہوئی ہے

بوسہ دہن کا لیکر کاٹا ہے ہونٹھ اُن کا
یاقوت کی یہ طیار انگشتری ہوئی ہے

وہ سبز رنگ ایسا آنکھون مین گھب گیا ہے
میری سفید عینک بالکل ہری ہوئی ہے

قدر پہ مرا ہوا ہون آتی نہین قیامت
قامت سے تیری شاید وہ بھی ڈری ہوئی ہے

فصل بہار آئی سرسبز میکدہ ہے
تھی جو سفید بوتل وہ بھی ہری ہوئی ہے

ساقی کا فیض جاری منت کے بیڑے چھوٹے
کشتی مین می جو آئی دریا پری ہوئی ہے

تردامنی ہماری مرنے پہ کام آئے
شاخ جریدہ اپنی بالکل ہری ہوئی ہے

آنکھون سے تیرے کافر پیدا ہوا ہے غمزہ
غمزے سے تیرے پیدا جادوگری ہوئی ہے

دریا سے نکلے گوہر معدن سے نکلے جوہر
اے **قدر** مجھسے پیدا ہیجوہری ہوئی ہے

۱۷

وہ نگہ جری ہوئی ہے مری جانبری ہوئی ہے
یہ اُسے جری ہوئی ہے کہ اجل مری ہوئی ہے

کھلے کیسے ہا مژگان بھی اشک تا بدامان
مری چشم گوہر افشان کوئی جوہری ہوئی ہے

ہے بہار کی بدولت جو بدل چلی ہے صورت
مری زرد زرد رنگت گل جعفری ہوئی ہے

جو ہی تیر ناز دلبر تو ہے صید جان مضطر
جو مژہ ہوئی ہے شہپر تو نگہ سری ہوئی ہے

تو کھنچا کھنچا ہے کب سے کہین مجھپہ چل بھی جائے
تری تیغ ناز آگے جو کھنچی دھری ہوئی ہے

مرا دل ہے کیا مصفا کبھی تو نے مُنہ نہ دیکھا
ارے میرے دل سے پیدا تری دلبری ہوئی ہے

جگر اُن سے پھٹ گیا ہے مرا دل اُچٹ گیا ہے
یہ ورق اُلٹ گیا ہے عجب ابتری ہوئی ہے

جو ہین پلکین فوج و لشکر تو ہی سر سر تیغ و خنجر
تری آنکھ سے ستمگر کسے جانبری ہوئی ہے

مرا روز ہجر بیڈ ہب ہے سفید دیو یارب
وہ اُڑی ہی وصل کی شب کہ سیہ پری ہوئی ہے

ترے لب پہ دل لیا ہی تری آنکھ پر فدا ہی
کوئی معجزہ ہوا ہی کہ فسونگری ہوئی ہے

ترا خط صبا جو لائی اُسے کیون ہوا سمائی
نہ ہوئی ہی کچھ خدائی نہ پیمبری ہوئی ہے

ہر اک انکھ ہے تمھاری کوئی آہو تتاری
مری کشت عمر ساری اُنہین کی چری ہوئی ہے

کہین ناز کی حرارت کہین غمزے کی شرارت
یہی شوخی و شرارت ہمہ تن بھری ہوئی ہے

تری چشم سرمگین کا مرے دل مین دھیان آیا
مرے آئنے سے پیدا یہ سیہ پری ہوئی ہے

ابھی کوٹھے پر ملائے نہین کہکشان کو تب ہے
تری مانگ موتیون سے وہ غضب بھری ہوئی ہے

ابھی رُخ ترا ستم ہی ابھی خط سبز کم ہے
وہ گلاب کی قلم ہی کہ ابھی ہری ہوئی ہے

جو ہی سبز رنگ ساقی کرین مدح اُسکے خط کی
چھٹنے **قدر** آج سبزی یہ ہمین چری ہوئی ہے

۱۱

زلفون مین پھنس کے کیا کوئی اُن سے گلا کرے
کہتے ہین انس آپ سے میری بلا کرے

پانی کو دوڑتا ہون کہ گھر مین لگی ہی آگ
جب دل بجھے کسی کا نہ روئے تو کیا کرے

کشتون کو زندگی کی تمنا دوبارہ ہے
وہ چال چلیے آپ کہ محشر بپا کرے

فرقت مین اُنکی ہمکو پڑا ہے خدا سی کام
وہ بھی خدا خدا کرین یونہین خدا کرے

اغیار اُنکے ہاتھ مین مہندی لگاتے ہین
ہے ہمکو حکم دست تاسف ملا کرے

آئنہ دیکھ دیکھکے ششدر ہوئی ہین آپ
ایسا کسیکو بھی نہ خدا خود نما کرے

وہ قہر کی نگاہ کہان ہی کہ ہم پسین
وہ موہنی کہان کہ ہمین مبتلا کرے

تعریف اس سے بڑھ کی خوشامد ہی آپ کی
تم ایسے ہو کہ جان کو تمپر فدا کرے

ابرو کمان تیر مژہ برچھی سنہے نگاہ
عاشق وہ اُسکو کہتے ہین جو ظلم جھیل لے

وہ ترک ہے اشارے مین لشکر کٹا کرے
معشوق اُسے سمجھتا ہون مین جو وفا کرے

کیون قدر ذکر قامت بالا کا چھڑ گیا
کہہ دن مین دل سے شور قیامت بپا کرے

آنکھ پھیرو تو پڑ آشوب زمانہ ہو جاے
سینہ عشاق کا تیر ونکا نشانہ ہو جاے

۷

صفحۂ دل سے مٹا دے جو کوئی نقش دوئی
دونون عالم مین وہ یکتا ہی زمانہ ہو جاے

جان جان آپکے آنے مین اگر ہو کچھ دیر
پہلے قاصد سے مری جان روانہ ہو جاے

ایک بوسے کا روادار نہو گا وہ شوخ
میری جانب کو اگر سارا زمانہ ہو جاے

اُنکو زلفونکی بناوٹ کا جو آجاے خیال
دل صد چاک جسے کہتے ہین شانہ ہو جاے

ہر مژہ یار کی خسخانے مین فوارہ ہو
دل جسے کہتے ہین پانی کا خزانہ ہو جاے

قدر دِرزات جو لو نام امام مظلوم
گہر اشک بھی تسبیح کا دانہ ہو جاے

گھیرا ہی روے یار کو زلفِ دراز نے
قرآن اُٹھا لیا ہے بڑے جعلساز نے

۱۲

دل مل دیا تری مژۂ جانگداز نے
صعوی کو آکے چھاپ لیا شاہباز نے

سجدے سے سر اُٹھا نہین سکتا مین یا کریم
ایسا خجل کیا ہے ریائی نماز نے

اُسپر فدا ت مجھے کیا میں مطیع اُسے
اُس حور وش کی ناز نے میرے نیاز نے

وہ اشک گرم پونچھکے بیچین ہو گئے
پگھلا دیا انہین مری سوز و گداز نے

جب عشق ہو خیال کہان آبرو کا پھر
محمود کو غلام بنایا ایاز نے

تارے جو ٹوٹتے ہین تو کہتا ہے وہ قمر
شاید کہ آہ کی ہے کسی عشقباز نے

جب کوچۂ ستم مین دھرا یار نے قدم
جھک کر قدم لیے وہین زلف دراز نے

بل کھا گئی کمر جو وہ تعظیم کو اُٹھے
مارا ہے مجھکو بس اسی ناز و نیاز نے

برسون مین اُس قمر سے ہوا وصل ایک شب
سو شعبدے کیے فلک حقہ باز نے

گلزار روزگار مین پھولے پھلے نہ ہم
پامال کر دیا ہمین اُس سرو ناز نے

جنت مین ساتھ لیکے چلے اس فقیر کو
کیا قدر کی ہے **قدر** کی شاہ حجاز نے

١٦

دیدکا اگر ہمکو انتظار ہو جائے
آنکھ مین جو تپلی ہے روے یار ہو جائے

جیتے جی جو وہ ظالم ہمکنار ہو جائے
کیون نہ مجھکو مرنے پر بھر فشار ہو جائے

پھولونکی وہان کثرت اُسکی پھول ہی رنگت
گم کہین نہ گلشن مین وہ نگار ہو جائے

کرتی ہے جبین تیری کسقدر عرق ریزی
تا کہ خنجر ابرو آبدار ہو جائے

اُٹھکے پلہ میزان ہو خفیف محشر مین
کاش ہر گنہ میرا جسم زار ہو جائے

جب ذرا چڑہی عینک اپنا تو تولوا کی
دیکھ لون مین جس رُخ کو روئی یار ہو جائے

دفن کر نہ ای قاتل مین ابھی تو باقی ہون
کشتونکا نئے سر سے پھر شمار ہو جائے

ایسا دشتِ وحشت مین خشک ہے مرا لاشہ
رُند کے پاے مجنون کا ایک خار ہو جائے

اپنی دل سہی لے ظالم تیرا دل بدل لون مین
کچھ اگر خدائی مین اختیار ہو جائے

جب سفید کپڑون سے پھوٹ نکلے تن کا رنگ
خود بخود گلابی پوش وہ نگار ہو جائے

ذکر زلف پیچان سے حلق مین پڑا پھندا
پانی تک جو اُترا ہو زہر مار ہو جائے

سیر دشت وحشت مین خار اگر نہ پاؤن مین
خود ہی پاون کی بیڑی خار دار ہو جائے

دل مین وہ اگر آئے آرزو بنے دل کی
باغ مین اگر جائے نو بہار ہو جائے

لوگ ذرہ ذرہ مین دیکھین ترا جلوہ — جب ذرا مرے دل کو انتشار ہو جائے
آپ کی ہو جو جھڑکی وہ مجھے گوارا ہو — میری جو خوشامد ہو ناگوار ہو جائے

مشق دیدبازی مین قدر ہے قدر انداز
آئے جو شکار افگن خود شکار ہو جائے

١٥

چہرے پہ ابھی خط سیہ فام نہین ہے — وہ صبح ہے یہ جسکی کہین شام نہین ہے
کہتے ہین وہ آئینے سے آنکھ اپنی لڑا کر — اسطرح کا توام کہین بادام نہین ہے
تعظیم کو اُٹھتے ہین بیابان مین بگولے — گو شہر مین کچھ عزت و اکرام نہین ہے
دل تمنے جلایا تھا کلیجا بھی پکایا — اب تو کسی پہلو مجھے آرام نہین ہے
جانباز بہت کوچۂ جانان مین ہوئے ذبح — کعبے مین کوئی قابل احرام نہین ہے
اک مصرع برجستہ ہے ہر موج مے ناب — دیوان ہے جامی کا مرا جام نہین ہے
پھر داغ جگر کھلتے ہین پھولونکی طرح سے — پھر آج بغل مین وہ گل اندام نہین ہے
ہٹ جائینگے ہم آپ جو جھک جائینگے ساقی — خم منھ سے لگا دے جو یہان جام نہین ہے
کیا کام تمھین خیر جو ناکام رہے ہم — سو کام تمھین ہون ہمین کچھ کام نہین ہے
تو اپنا رخ و زلف سنوارا ہی کیا کر — بیمار ترا صبح نہین شام نہین ہے
افسوس کہ مین مٹ ہی گیا عشق کمر مین — گمنام ہوا پھر بھی مرا نام نہین ہے
جو شمع شبستان ہی چراغ سحری ہے — ہے کون جو خورشید لب بام نہین ہے
پوچھا جو مرا نام مین رو رو کے یہ بولا — گمنام ہون بدنام ہون کچھ نام نہین ہے
اس خاک نے کیا نامیونکی خاک اڑائی — ڈھونڈھو تو کہین گور مین بہرام نہین ہے

ساقی نہوا قدر کی جانب کوئی دورہ

پھر کیا ہے جو یہ گردش ایام نہین ہے

وصل مین کہنے لگے کوئی کہانی یاد ہے
مین یہ بولا قصۂ فرقت تو جانی یاد ہے

قید مین جی چھوٹتا ہے دیکھکر صیاد کو
کسکو دانہ یاد ہے اب کسکو پانی یاد ہے

الفت گیسو مین مر مر کے بچے ہین ای قمر
رات کی الجھن وہ شب کی ناتوانی یاد ہے

شوق سے بیتاب ہین پھر دیکھ لینگے خط آیا
کہدے ای قاصد جو پیغام زبانی یاد ہے

نزع مین بھی دھیان ہی زلف قمر رخسار کا
مرتے دم تک یہ بلائے آسمانی یاد ہے

جوش وحشت جن جنون تھا کیا سبک عالم مین تھے
ہتکڑی بیڑی کی اب تک وہ گرانی یاد ہے

کردیا برباد مثل ذرہ ای خورشید رو ۹
چال چلتے ہو کہ دور آسمانی یاد ہے

جب جوانی تھی لڑکپن کو کیا کرتے تھے یاد
پیری آئی ہے تو اب عہد جوانی یاد ہے

پھنس چکے ہو قدر پھر بھی عشق کو سمجھے ہنسی
زرد چہرہ اور رنگ زعفرانی یاد ہے

چاند رخ سے ترے بڑا کیا ہی ١٢
مہر کے سامنے سہا کیا ہے

ہمنے مانا کہ تو نہین کوئی شے
پھر یہ مشہور جا بجا کیا ہے

چاک کرتے ہین سینہ یہ کہکر
دیکھین تو تیرے پاس کیا کیا ہے

ہمنے جھیلی ہین ہجر کی راتین
حشر ای واعظو بلا کیا ہے

زر ہے کیا مال انکسار ہے مول
ہے یہ اکسیر کیمیا کیا ہے

کہتے ہو سو جفا کو ایک وفا
ہے وفا یہ تو پھر جفا کیا ہے

مر رہے ہین رقیب مرنے دو
اسمین نقصان آپکا کیا ہے

ہین دہان و کمر اگر معدوم
پھر یہ نقطہ سا وہم سا کیا ہے

آنکھ ملتی ہے غش سا آتا ہے | تمھین دیکھو یہ ماجرا کیا ہے
کبھی تھوکین نہ مرد دنیا پر | تف یہ مکار بیسوا کیا ہے
میرے پہلو مین دل ہوا نہوا | آپ کا اسمین مدعا کیا ہے
روز عشاق قتل ہوتے ہین | کوئی کہتا نہین خطا کیا ہے

قدر مرتا ہے غم مین یا اُستاد
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

١١

پاس آؤ صفا یقا کیا ہے | یون تو بھر وہم کی دوا کیا ہے
آدمی آدمی یہ مرتا ہے | نہین معلوم یہ بلا کیا ہے
آرزو ہے کہ پوچھتے بیٹھے یار | آرزو تیرے دلمین کیا کیا ہے
وہ بلا آہ نارسا ہے مری | کہ ترا گیسو رسا کیا ہے
دل وہی ہم وہی حضور وہی | دل تو دل ہمسے پھر حیا کیا ہے
جان جاتی ہے غم مین بسم اللہ | ابتدا یہ تو انتہا کیا ہے
ایک بوسے پہ سیکڑون باتین | ارے صاحب تمھین ہوا کیا ہے
کسے دیکھون کسے نہ دیکھون مین | مونڈھ ہے کیا گات کیا گلا کیا ہے
یار آتا ہے یا کہ جاتی ہے جان | دیکھیے مرضی خدا کیا ہے
ہاتھ مین میرا خون ملکے کہا | اسکے آگے بھلا حنا کیا ہے

لیچلی دل نگاہ دزدیدہ
دوڑ اے قدر دیکھتا کیا ہے

١٢

کیا زندگی و موت کا ہنگامہ تیز ہے | لب مسیح آنکھ تری انگریز ہے

جو نقش پا ہی مہر قیامت سے تیز ہے
وہ چال چل رہے ہین کہ اک رستخیز ہے

بے دست و پا ہون عشق کی آگے جھکا ہی سر
دست ستیز ہے نہ تو پاے گریز ہے

رندو نکا دل بھرا ہے مئی لعل فام سے
سب میکدو نمین آج صدای بریز ہے

پل ہے صراط کا کمر و ابرو بتان
باریک بال سے ہی تو خنجر سے تیز ہے

اللہ رے انتظار گل و رخ کی دید کا
آنسو نہین ہین دست فترہ عطر بیز ہے

اے ہمدمو لحد مین ذرا چین ہو نصیب
اُسکو نہ لائیے وہ بڑا فتنہ خیز ہے

آنکھین چھری ہین پلکین سنان ہین نگاہ تیر
چتون کا کیا بیان ہو وہ سب سے تیز ہے

سیماب در آگ کا عالم ہے وصل مین
جتنا ملا مین یار کو اوتنی گریز ہے

اللہ رے دماغ ہمارے مسیح کا
غنچون کی کرسیان ہین تو پھولونکی میز ہے

ابرو کے غمزون نے غضب قہر ڈھا دیا
افشان نہین ہے جوہر شمشیر تیز ہے

کیا جاؤن حال و قال مین میخانہ چھوڑ کر
مکار صحبتون سے تو مجھکو گریز ہے

کیونکر نہ واہ واہ رہے بکر فکر کی
اے **قدر** یہ عروس سخن کا جہیز ہے

١٣

ذرا مین آنکھ تیری اے بت بے پیر پھرتی ہے
چھری میرے گلے پر مفت بے تقصیر پھرتی ہے

یہ نقشا دل مین کافی تھا مرقع کسنے کھچوایا
غضب ہے ہاتھون ہاتھ اُس حور کی تصویر پھرتی ہے

کوئی حکمت نہین چلتی خدا کے کارخانے مین
دھری رہتی ہے سب تدبیر جب تقدیر پھرتی ہے

نہین ہٹتا گلا اپنا تو اُسکا ہاتھ پھرتا ہے
جو ہلتا ہے چھری قاتل کی بے تاخیر پھرتی ہے

لب معجز بیان ہی جان پڑ جاتی ہے باتو نمین
چمن مین بن کے بلبل آپکی تقریر پھرتی ہے

لحد پر یار کاوا دیتا ہے آ آ کے توسن کو
ہماری خاک اُڑ کر ساتھ دامنگیر پھرتی ہے

فقط ہی میرے دلکے واسطے یہ جنبش ابرو
مرے دُر نجف سے آپکی شمشیر پھرتی ہے

ڈہلا ہی نیل آنکھونکا پھری ہین پتلیان میری
مگر آنکھونکے نیچے آپ کی تصویر پھرتی ہے

شب وصل صنم مین اے موذن ذبح ہوتا ہون
چھری بنکر زبان تیری دم تکبیر پھرتی ہے

لب شیرین کے بوسونکا مزہ جاتا نہین مُنہ سے
زبان ہونٹھون پر آپ ہی آپ بس لیے پھرتی ہے

مہ و خورشید بنکر جابجا صورت ملانے کو
کبھی شبکو کبھی دن کو تری تصویر پھرتی ہے

یہ نیچی نظرین مارے ڈالتی ہین اسطرف دیکھو
قیامت سے حیا باندہے ہوئے شمشیر پھرتی ہے

کبھی وہ **قدر** سے راضی کبھی ناراض رہتی ہین
کبھی قسمت چمکتی ہے کبھی تقدیر پھرتی ہے

۱۴

کیون لحد مین رہے نہ تاریکی
عمر بھر مین نے سیہ کاری کی

وہ مجھے دیکھکے ہنس دیتے ہین
آنکھ چھپتی ہی نہین یاری کی

آپ کے سامنے یوسف کیا ہین
قدر کیا مردم بازاری کی

کی بھی طاعت تو خدا کی طاعت
نوکری کی بھی تو سرکاری کی

زلف و رخسار سے ہم مست ہوئے
شب مہتاب مین میخواری کی

کردے یارب مرے دلکو پر داغ
تو نے طاؤس پہ گلکاری کی

آنکھ ملتے ہی مرا دل پھانسا
سینہ دیتے ہی گرفتاری کی

کوے جانان مین لڑائین آنکھین
کعبۃ اللہ مین میخواری کی

بنگئین اپنی فلک سیر آہین
ڈوریان خیمۂ زنگاری کی

کچھ بھی غفلت کا نہ ثمرا پایا
ملی تنخواہ نہ بیکاری کی

بوسے پر بوسے لیے آنکھونکے
رات بھر وصل مین میخواری کی

نیم باز آنکھون سے کھلجاتی ہین	حالتین مستی و ہشیاری کی

قدر پیری مین ہوا پا بر کاب
صبحدم کوچ کی تیاری کی ہے

	۱۵	
اشک دریا کیطرح اُمڈے ہین بیتابی سے		پتلیان آنکھو نمین کچھ کم نہین مرغابی سے
اسقدر جوش بہاری سے ہوئی سیرابی		باغ مین پھول کنول بنگئے شادابی سے
خون عاشق سے کرو خنجر بُران سیراب		کہ زبان اسکی نکل آئی ہے بے آبی سے
تیرے جلوے سی لب بام ہے یہ جلوہ گری		ماہ گردون کو چکا چوند ہی مہتابی سے
جان بیعانہ ہے ملتا نہین لعل لب یار		مول بڑھ جاتا ہی ہر چیز کا نایابی سے
کیا کوئی کالی بلا تھی شب فرقت یارب		رات بھر نیند نہ آئی مجھے بدخوابی سے
دل سوزان نہین اک شعلۂ جوالا ہے		چین جسکو کسی پہلو نہین بیتابی سے
سو اُٹھے ہو تو ادھر میٹھی نظر سے دیکھو		لوز بادام سے آنکھین ہین شکرخوابی سے
حضرت عشق کے قانون پہ چلتے ہین ہم		انگریزی سے نہ مطلب ہے نہ نوابی سے
لب نازک سے جو مسّی کی اُداہٹ چھوٹی		فالسائی وہ ہوئے بات مین عنابی سے
کی دعا لاکھ مگر میرے مقدر نہ کھلے		یہ وہ تالا ہے کہ کھلتا ہی نہین چابی سے
مردم چشم کو آئینے مین کیا دیکھتے ہو		جھانکتی ہین تمھین پریان در محرابی سے
آپ ہی مجھکو بنایا ہے تو ماتم کیسا		اے فلک فایدہ کیا پیرہن آبی سے
فرقت یار مین جل تھل ہوئین دونون آنکھین		مردم چشم ترا کرتے ہین مرغابی سے

خاک در در کی بس اب چھانتے پھرتے ہر وقت
قدر کیون آنکھ لڑاؤ کسی ہر بابی سے

۱۰

ہوئی ہے ہم مین اور اُس گل مین کیا کیا مار پھولونکی
گلے تک اُٹھ گئی گلزار مین دیوار پھولون کی

بہار آئی ہی گلشن نے قبائے سبز بدلی ہے
جوانان چمن کے سر پہ ہی دستار پھولون کی

مین وہ رنگین بیان ہون جب کبھی گلشن مین جانکلون
مجھے دے نذر ڈالی بلبل نادار پھولون کی

خزانکے ہاتھ سے توڑا زر گل کا ہے عالم مین
لٹی ہے باغ مین افسوس کیا سرکار پھولونکی

چمن مین آجکل اس زور سے پانی برستا ہے
ہوئی ہے بلبلون پر ہر طرف بوچھار پھولونکی

سراپا داغ چیچک ہین نمایان جسم نازک پر
بنی ہے شاخ گویا قامت دلدار پھولونکی

سمن رخسار نرگس آنکھ زنبق ناک لب لالہ
بہار اب دیکھتا ہون ایک گل مین چار پھولونکی

بکے ہین کوڑیونکے مول دعوی کرکے اُس گل سے
گئی ہے آبرو کیا کیا سر بازار پھولونکی

گزر احباب کا ہوتا نہین گور غریبان پر
ہماری قبر تک محتاج ہے دو چار پھولونکی

رسائی قدر کی کیونکر نہو اُس بزم رنگین مین
چمن مین رکھتے ہین صحبت ہمیشہ خار پھولونکی

۱۲

ہجر مین دے دے پٹکتی ہی ہوا ساونکی
ہوگئی کالی بلا اودی گھٹا ساونکی

اشک بھر آئے مرے اب تو پلا مے مجھکو
دیکھ ساقی چلی آتی ہے گھٹا ساونکی

آج کل کوئی پیے مے تو نہ تر دامن ہو
دھوئے دیتی ہے گناہونکو گھٹا ساونکی

ابر بنکے اُٹھا گنج شہیدان سے بخار
جب رچی ہاتھ مین قاتل کے حنا ساونکی

مسی مالیدہ لب یار رُلاتے ہین مجھے
پانی برساتی ہے جسطرح گھٹا ساونکی

آہ کرتا ہون جو رو رو کے تو فرماتے ہین
واہ کیا سُر ہے انروزون ہوا ساونکی

برگ گل ہین کہ جوانان چمن نے شاید
ہاتھ پھیلا کے طلب کی ہی دعا ساونکی

برق چمکیگی جو فرقت مین تو اُچھلیگا جگر
دل بھر آئیگا جو آئیگی گھٹا ساونکی

ہوتی ہے سن سے طبیعت جو سین جھوتے ہین
خیر سے کاٹ دے یہ فصل خدا ساونکی

رند مدہوش ہین طاوس پپیہے بیہوش
ساقیو رُت ہے عجب ہوش رُبا ساونکی

مہر داغ دل سوزان ہین ہے بجلی کی چمک
لو بنی مجھسے جو چھو جاے ہوا ساونکی

وقت رخصت یہ کہا قدر نے آنسو بھر کر
یہین رہجایئے چھائی ہے گھٹا ساونکی

پڑ گئی آپ پر نظر ہی تو ہے
اک خطا ہو گئی بشر ہی تو ہے

گالیان دین رقیب کو تو کیا
لاکھ باتین ہین اپنا گھر ہی تو ہے

اے طبیبو وہ زلف کافی ہے
اک فقط مجھکو درد سر ہی تو ہے

شب فرقت مین آب آب ہوا
کیا بساط اسکی ہے جگر ہی تو ہے

اتنا بھاری نہ ڈالیے مُوباف
بل نہ کھائے کہین کمر ہی تو ہے

میری آہو نسے اُنکی دلین اثر
کبھی یون بھی اُڑے خبر ہی تو ہے

وصل مین کیون نہ حشر توڑو ہمین
تھا جدہر مُنھ ترا اُدہر ہی تو ہے

پاؤن پھیلائے ہمنے مرقد مین
چلتے چلتے تھکے سفر ہی تو ہے

قدر نے کیا زبان پائی ہے
لوگ کہتے ہین یہ سحر ہی تو ہے

دو گھڑی مین کیا رسائی ہو گئی
خیر صورت آشنائی ہو گئی

مثل مینا پیٹ کا ہلکا نہو
مُنھ سے جب نکلی پرائی ہو گئی

آج کل یہ سرد مہری چھائی ہے
شمع انگشت حنائی ہو گئی

ہاتھ آنکھون سے لگاتے ہین حسین
شاخ نرگس وہ کلائی ہو گئی

یار تیری لن ترانی دیکھ لی
شرم بڑھ کر خود نمائی ہوگئی

چھیڑنا ذرات کا اچھا نہین
لیجیے آخر لڑائی ہوگئی

کیا ہی درد آمیز ہے میرا کلام
بات جو نکلی دوہائی ہوگئی

لاغری مین طوق نکلا پاؤن سے
خود بخود میری رہائی ہوگئی

ہجر مین بیدم پڑے رہتے ہین ہم
قبر گویا چارپائی ہوگئی

ایسے بگڑے آدمی سے بت بنے
کسقدر تم مین رکھائی ہوگئی

جب مزہ الفقر فخری کا ملا
ہم یہ سمجھے پادشائی ہوگئی

عشق مین تیار ہم ایسے ہوئے
دیو ہجران سے کلائی ہوگئی

ہو گئے لاکھون خداوند آج کل
نام کو گھر گھر خدائی ہوگئی

آئنہ بھی ہو گیا اُن پر فقیر
چار ابرو کی صفائی ہوگئی

ہوگئی اکسیر کا روغن شراب
یار کی رنگت طلائی ہوگئی

فکر میری عرش تک جانے لگی
اُنکی چوکھٹ تک رسائی ہوگئی

زلف پر اے **قدر** رہتا پھر گیا
ہند پر اپنی چڑہائی ہوگئی

١٠

دل پاک صاف ہو تو حسد کیا ضرور ہے
جس مے کو پیجیے وہ شراب طہور ہے

نیلم ہے خال پنجہ ہی مرجان عقیق لب
الماس دانت ساق تمھاری بلور ہے

ہر وقت ساتھ رکھیے مجھے جائیے جہان
کیونکر کہ ہو پری تمھین سایہ ضرور ہے

ہجر بتان مین اب تو لہو تھوکنے لگے
شاید کہ اپنا شیشۂ دل چور چور ہے

دیتا ہے روز حشر یہ رندونکو دھمکیان
واعظ زبان روک ابھی دلی دور ہے

ہوتی ہے سن سے طبیعت جو حسین چھوتے ہین	خیر سے کاٹ دے یہ فصل خدا ساونکی
رند مدہوش ہین طاوس پپیہے بیہوش	ساقیو رُت ہے عجب ہوش ربا ساونکی
مہر داغ دل سوزان مین ہے بجلی کی چمک	لو ہنی سمجھے جو چھو جاے ہوا ساونکی

وقت رخصت یہ کہا **قدر** نے آنسو بھر کر
یہین رہجایئے چھائی ہے گھٹا ساونکی

۹	
پڑ گئی آپ پر نظر ہی تو ہے	اک خطا ہو گئی بشر ہی تو ہے
گالیان دین رقیب کو تو کیا	لاکھ باتین ہین اپنا گھر ہی تو ہے
اے طبیبو وہ زلف کافی ہے	اک فقط مجھکو درد سر ہی تو ہے
شب فرقت مین آب آب ہوا	کیا بساط اسکی ہے جگر ہی تو ہے
اتنا بھاری نہ ڈالیے موباف	بل نہ کھائے کہین کمر ہی تو ہے
میری آہونسے اُنکی دلین اثر	کبھی یون بھی اُڑے خبر ہی تو ہے
وصل مین کیون نہ حشر توڑو نمین	تھا جدہر مُنھ ترا اُدہر ہی تو ہے
پاؤن پھیلائے ہمنے مرقد مین	چلتے چلتے تھکے سفر ہی تو ہے

قدر نے کیا زبان پائی ہے
لوگ کہتے ہین یہ سحر ہی تو ہے

۱۷	
دو گھڑی ہی مین کیا رسائی ہو گئی	خیر صورت آشنائی ہو گئی
مثل مینا پیٹ کا ہلکا نہو	مُنھ سے جب نکلی پرائی ہو گئی
آج کل یہ سر دہری چھائی ہے	شمع انگشت حنائی ہو گئی
ہاتھ آنکھون سے لگاتے ہین حسین	شاخ نرگس وہ کلائی ہو گئی

یار تیری لن ترانی دیکھ لی | شرم بڑھ کر خودنمائی ہوگئی
چھیڑنا دزرات کا اچھا نہین | سب لیجیے آخر لڑائی ہوگئی
کیا ہی درد آمیز ہے میرا کلام | بات جو نکلی دوہائی ہوگئی
لاغری مین طوق نکلا پاؤن سے | خود بخود میری رہائی ہوگئی
ہجر مین بیدم پڑے رہتے ہین ہم | قبر گویا چارپائی ہوگئی
ایسے بگڑے آدمی سے بت بنے | کسقدر تم مین رکھائی ہوگئی
جب مزہ الفقر فخری کا ملا | ہم یہ سمجھے پادشائی ہوگئی
عشق مین تیار ہم ایسے ہوئے | دیو ہجران سے کلائی ہوگئی
ہو گئے لاکھون خدا وند آج کل | نام کو گھر گھر خدائی ہوگئی
آئنہ بھی ہوگیا اُن پر فقیر | چار ابرو کی صفائی ہوگئی
ہوگئی اکسیر کا روغن شراب | یار کی رنگت طلائی ہوگئی
فکر میری عرش تک جانے لگی | اُنکی چوکھٹ تک رسائی ہوگئی

زلف پرسے قدر ہتھا پھر گیا
ہند پر اپنی چڑھائی ہوگئی

۱۰

دل پاک صاف ہو تو حسد کیا ضرور ہے | جس مے کو نفتہ جیے وہ شراب طہور ہے
نیلم ہے خال پنجہ ہی مرجان عقیق لب | الماس دانت ساق تمھاری بلور ہے
ہر وقت ساتھ رکھیے مجھے جائی جہان | کیونکہ کہ ہو پری تمھین سایہ ضرور ہے
ہجر بتان مین ابتو لہو تھوکنے لگے | شاید کہ اپنا شیشۂ دل چور چور ہے
دیتا ہے روز حشر یہ رندونکو دھمکیان | واعظ زبان روک ابھی دلی دور ہے

یک لخت بڑہتا جاتا ہے نالہ فراق مین
ثابت ہوا کہ نالہ نہین نفخ صور ہے

اے یار ہمنے آپکو پایا جہان تہان
کعبے مین بتکدے مین تمھارا ظہور ہے

چہرے کا نور برق تجلی سے کم نہین
کوٹھا بھی چاندنی مین بہ از کوہ طور ہے

پوشیدہ وعیان ہے اسیطرح ذات پاک
جیسے فلک سے مہر کا عالم مین نور ہے

مے شوق سے پیا کرو فصل بہار مین
اے **قدر** اُسکا نام رحیم وغفور ہے

١٨١

بیٹھے بٹھلائے ہوئی الفت قامت کیسی
سر پہ ٹوٹی مرے اللہ قیامت کیسی

منعمو دین مین اللہ کے خست کیسی
خاک مین مل گئی قارونکی دولت کیسی

می جو مہنگی ہی تو ہو جانچ تو لین ای ساقی
ذائقہ کیسا ہی بو کیسی ہے رنگت کیسی

سر پٹکتا ہون مین چوکھٹ پہ تو فرماتی ہین
آج دروازے پہ بجتی ہی یہ نوبت کیسی

خاک مین گر گیا مین تم جو مرے واسطے روے
کیا کہون تمسے ہوئی مجھکو ندامت کیسی

نہ وہ ساقی ہی نہ مطرب نہ وہ احباب اپنے
دیکھتے دیکھتے برہم ہوئی صحبت کیسی

کیا کمر کوسے ہین کیا گات ہی کیا مکھڑا ہے
انہین دو چار سے ہی آپکی شہرت کیسی

نقش پا ہو گئے ہم تیرے قدم آتی ہوئے
گھنگھرج چوٹ پڑی ای شب فرقت کیسی

نالے سن سنکے مرے یار کا دل بھر آیا
سوز سن سنکر اُسے آگئی رقت کیسی

ملنے دیتے دو ہمین حسن اگر چاہتے ہو
دیکھو بٹنے سے نکھر جاتی ہی رنگت کیسی

چار آنسو نہ کبھی تمنے بہائے آکر
میری تربت پہ برستی رہی حسرت کیسی

کچھ نہین سوجھتا ظلمت کدہ عالم مین
پردے پڑ جاتے ہین ہو جاتی ہی غفلت کیسی

زلفین اولجھی رہین ابرو رہی سرگوشی مین
دلکو لیکر تری چتون ہوئی چمپت کیسی

چار فقرہ نہیں نکیرین کو سمجھایا ہے — ہمنے پائی ہے سر شام فراغت کیسی

اپنے دیوانے سے کیوں بھاگتے ہیں کوسوں آپ — مجھکو وحشت ہے تو ہو آپکو وحشت کیسی

ہای افسوس کسی نے بھی نہ پوچھا اتنا — کہ بنی ہے ترے کوچے میں یہ تربت کیسی

واہ وا جد و جوان حسن علی ارشد و صبح — انہیں لوگوں سے ہوئی ہے مری شہرت کیسی

پیار سے سینہ پہ منھ رکھکے وہ فرماتے ہیں
قدر سچ سچ کہو اس دم ہے طبیعت کیسی

۱۱

کب ہڈیوں سی ہے مری تربت بھری ہوئی — حسرت بھری ہوئی ہے ندامت بھری ہوئی

اے چرخ تیرے گھر میں ستم کی کمی نہیں — ہے سات کرسیوں کی کرامت بھری ہوئی

کیا خال کالے کالے ہیں کیا چہرہ لال لال — اصلی ہے کیوں حضور کہ رنگت بھری ہوئی

مجھکو جو آرزو ہے تو تیری ہے آرزو — باقی تو سب طرف سے ہے نیت بھری ہوئی

کیا قہر ہے کہ میرا ٹھکانا کہیں نہیں — دوزخ بھرا ہوا ہے کہ جنت بھری ہوئی

امید مغفرت کی سیہ کاریوں میں ہے — کالی گھٹا میں دیکھی ہے رحمت بھری ہوئی

آتے ہی فصل گل کے غزالی ہوئی ہے نبض — رگ رگ میں خون کی طرح ہے وحشت بھری ہوئی

مسی کے بدلے منھ میں ہزاروں ہیں بے نقط — آنکھوں میں جاے سرمہ شرارت بھری ہوئی

ہوتا شباب میں گل افسردہ رخ ترا — میں ڈالتا نگاہ جو حسرت بھری ہوئی

یہ کھلکے پرزے پرزے کیا نامہ یار نے — جب دیکھے تو خط میں شکایت بھری ہوئی

یا رب غم فراق تو کھایا نجائے گا
اس کھانے سے ہے قدر کی نیت بھری ہوئی

۱۱

دل میں ہے زلف و خال کی الفت بھری ہوئی — ہے سانپ بچھوؤں سے یہ تربت بھری ہوئی

سچ ہی تمھین رقیب کا کیونکر ہوا اعتبار
سب رنگ کی جہانمین ہی خلقت بھری ہوئی

مخمل سا پیٹ جلد بدن جیسے گلبدن
نرمی بھری ہوئی ہے نزاکت بھری ہوئی

مین آبلے کی شکل ہون چھیڑو نہ تم مجھے
آنسو تلے ہوئے ہین طبیعت بھری ہوئی

آتا ہے لاکھ بار مگر آپ ہی کا دھیان
وحدت ہے میرے دلمین بکثرت بھری ہوئی

رونے سے میرے خوش تو ہو کبھی برس پڑون
ہے موتیون سے چشم مروت بھری ہوئی

دل مین برابر آرزوؤن کا پڑا ہے کھیت
مُردون سے ہی تمام یہ تربت بھری ہوئی

ہر رونگٹے سے آتی ہی بانگ انا الحبیب
مانند روح تن مین ہے الفت بھری ہوئی

آئے بھی میرے گھر تو وہ غیرونکی ساتھ ساتھ
الفت بھی کی تو نے مجھسے عداوت بھری ہوئی

کیسا جما ہے ساقی رنگین مزاج واہ
شیشونمین مے دکانمین نفاست بھری ہوئی

اے قدر انکو ظلم دیا حق نے ہمکو صبر
ہر بات ہے حکیم کی حکمت بھری ہوئی

١٤

ٹھہرو مین خود بچھیر لونگا لیکے خنجر آپ سے
آپ تو صاحب ہوئے جاتے ہین باہر آپ سے

آپ سی آنکھین نہ گیسوے معنبر آپ سے
اپنی صورت تو ملائے ماہ انور آپ سے

خاک صحرا تھی بچھونا سنگ تکیے کی عوض
حال وحشت کیا کہون مین خاک پتھر آپ سے

ہجر کی شب چونک چونک اُٹھتا ہون بڑآتا ہون مین
نیند مین باتین کیا کرتا ہون شب بھر آپ سے

خیر جاؤ اے صنم اللہ حافظ آپ کا
دیکھیے اب کب ملاتا ہے مقدر آپ سے

یا الٰہی لامکان تک آپکا شہرا رہے
حسن مانگے پنجۂ خورشید انور آپ سے

یہ وہی تو حضرت دل ہین بڑے شب زندہ دار
ذکر انکا آچکا ہے یار اکثر آپ سے

غیر تو محفل مین آئین بندہ ڈیوڑھی تک نہ آئے
ہان یہی امید تھی اے بندہ پرور آپ سے

کونسا نقصان ہے کیون پھیری دیتے ہین حضور
کسکے ہاتھون جاکے بھیجون دلکو لیکر آپ سے

کنگھی کرنے مین اُلجھ پڑتی ہے یہ سرزوریان
بل کی پھر لینے لگی زلف معنبر آپ سے

قامت بالا دکھا کر جتنا جی چاہے مٹاؤ
اے صنم سمجھینگے عاشق روز محشر آپ سے

تم نہین آتے نہ آؤ ہم تو آئینگے ضرور
سنئے مروت ہم نہین ہے ماہ انور آپ سے

خیر اب مانین نہ مانین آپکو ہے اختیار
کھ اُٹھا ہون اپنی دلکی ہو کے مضطر آپ سے

شاعری پر یہ گھمنڈ اے قادر توبہ کیجیے
اب بھی دنیا مین پڑے ہین لاکھون بہتر آپ سے

۱۶

جب نمود گالون پر خط یار ہو جائے
خطۂ حلب سارا سبزوار ہو جائے

غم مین کھیل وہ سمجھے تن جو زار ہو جائے
طفل روح فرقت مین نیسوار ہو جائے

ہم اگر قیامت مین جھکے ٹکٹکی باندہین
آفتاب محشر بھی روبیار ہو جائے

منکسر ہون مین ایسا آہ کرکے جب اُٹھون
آتے آتے اُس در تک تن غبار ہو جائے

پھوٹے جو مرا چھالا ہو صدا انا الحق کی
معرفت کا ہر کانٹا بڑھکے دار ہو جائے

کروٹین جو دل بدلے پیچ و تاب سے آہین
کیا عجب ترا گیسو تابدار ہو جائے

سو شرابی اک شیشہ یک انار و صد بیمار
کسکے کسکے آنکھون پر دل نثار ہو جائے

میری آہ سوزان نے باغ کو سکھا ڈالا
کیون نہ سرو قمری کو خار خار ہو جائے

دیدۂ مروت مین موہنی نگاہین ہین
غیر کو اگر دیکھون میرا یار ہو جائے

زار ہون یہ طفلی سے پیار ہی مین موت آئی
خود کنار مادر مین اک فشار ہو جائے

اشک سے اگر سینچین باغ طالب دیدار
شاخ مین جو گل نکلے روبیار ہو جائے

زلف سے جو دل کھینچے جذب اسی کھینچ آئے
وہ شکار اگر کھیلے خود شکار ہو جائے

داغ ہی یہ حسرت سے حسن توکی کثرت سے
دل سے تنگ آیا ہون جب دیکھی ہو بیچین
یہ نظر سے یار چھپی ہی نظر تو دیکھون مین

اپنا سینہ پُر خون لالہ زار ہو جائے
اور اگر اُنہین دیکھے بیقرار ہو جائے
سینے پر نہ آنچ آئے دل کے پار ہو جائے

حسن و عشق کی کثرت ہو جو حلقۂ وحدت
یار قدر ہو جائے قدر یار ہو جائے

غزل مسلسل

۲۱

جو عضو باطن خدا بناتا تو ہم دل بیقرار ہوتے
جو عضو ظاہر خدا بناتا تو دیدۂ اشکبار ہوتے

جو ہاتھ ہمکو خدا بناتا تو دست افسوس ہوتے اپنا
جو پاؤن ہمکو خدا بناتا تو اپنا پاے فگار ہوتے

جو ہمکو پہلو خدا بناتا تو بنتے ہم چاک چاک پہلو
جو ہمکو سینہ خدا بناتا تو سینۂ رخنہ دار ہوتے

خدا جو سر ہی ہمین بناتا تو بنتے فرہاد کا سر عشق
خدا جو قد ہی ہمین بناتا تو قیس کا جسم زار ہوتے

جو گرد کر کے خدا اُڑاتا تو اُڑتے گرد ملال ہو کر
جو سنگ کر کے خدا جماتا تو جمکے لوح مزار ہوتے

جو خاک ہمکو خدا بناتا تو کہتے ہم آب آب ہوتے
جو آب ہمکو خدا بناتا تو بنکے ہم خاکسار ہوتے

خدا ہمین آسمان بناتا تو سبزۂ پائمال بنتے
خدا ہمین کہکشان بناتا تو جادۂ رہگزار ہوتے

جو نقش ہمکو خدا بناتا تو بنتے ہم نقش نامرادی
غبار ہمکو خدا بناتا تو اپنے دل کا غبار ہوتے

جو پھول ہمکو خدا بناتا تو جلکے بنتی چراغ کا گل
جو نخل ہمکو خدا بناتا تو جلکے نخل چنار ہوتے

جو خار ہمکو خدا بناتا تو ہوتے ہم خار خار حسرت
جو بار ہمکو خدا بناتا تو اپنی خاطر کا بار ہوتے

خدا کسی کے گلے لگاتا تو پڑتے اپنی گلے اُلجھکر
خدا کسی کا جو ہار کرتا گلے کا اپنے ہی ہار ہوتے

خدا جو شانہ ہمین بناتا تو ہم خلش ہوتے اپنے دل کے
خدا جو آئنہ ہمکو کرتا تو اپنے حیران کار ہوتے

جو عقدہ ہمکو خدا بناتا تو عقدۂ کار بنتے اپنا
جو تار ہمکو خدا بناتا تو اپنے اشکون کا تار ہوتے

جو روز ہمکو خدا بناتا تو بنتے روز فراقِ جانان
جو رات ہمکو خدا بناتا تو ہم شبِ انتظار ہوتے

جو بزمِ عشرت خدا بناتا تو بنتے ہم انقلابِ دوران
جو دورِ ساغر خدا بناتا تو گردشِ روزگار ہوتے

کباب ہمکو خدا بناتا تو پھنک کے سوزِ کباب بنتے
شراب ہمکو خدا بناتا تو کھنچکے مے کا خمار ہوتے

خدا ہماری جو پر لگاتا تو شمع کو پروانہ بنکے جلتے
خدا جو نغمے ہمین سکھاتا تو دلکو نالان ہزار ہوتے

جگر ہمارا خدا جلاتا تو جان کرتے ستی ہم اسیر
جو دلکو مردہ خدا بناتا تو اُسکے ہم سوگوار ہوتے

خدا جو الفت کو آگ کرتا تو آگ کے بنتے ہم سمندر
خدا جو الفت کو سنگ کرتا تو سنگ کے ہم شرار ہوتے

خدا کسی کا جلیس کرتا تو ہوتے غمخوار ہم غضب کے
خدا کسی کا انیس کرتا تو قہر کے غمگسار ہوتے

غرضکہ ایسا مصیبتونکا ہمارے دلکو مزا پڑا ہے
کہ قدر ہمکو خدا بناتا تو ہم ذلیل اور خوار ہوتے

رباعیات

رباعی

عالم کو ہے جسکی جستجو تو ہی ہے
لاثانی ہے تو ہو ہو تو ہی ہے
انسان کے جامے مین عیاذاً باللہ
باللہ کہ ہم نہین ہین تو تو ہی ہے

رباعی

ممکن نہین بے صلاح یار اسے نظر
یا دل کی ہوا سے مین راے یار اسے نظر
دل کی پوچھو تو یہ جگر کب اُسکا
دیکھو جو نظر کو نہین یار اسے نظر

رباعی

جس روز دم شمار اُٹھونگا مین
جب امتی امتی سنونگا اے قدر
کیا قبر سے بیقرار اُٹھونگا مین
احمد احمد پکار اُٹھونگا مین

رباعی

غفلت جو جہان مین تجھسے ناشی ہوگی
دنیا سے تو چل لحد مین دیتے ہین جواب
مرنے پہ کمال جان خراشی ہوگی
اس تنہ کے کرنا کے پہ تلاشی ہوگی

رباعی

مجنون کا تمام شور سنتے دیکھا
اے دل جو تڑپ تو اُنکے در پر چلکر
فرہاد کا سارا زور سنتے دیکھا
ناچا جنگل مین مور سنتے دیکھا

رباعی

ساقی کو پڑا ہے تمسے اچھا پالا
جب دیکھیے ہاتھ مین ہے مے کی بوتل
میخانے جب گئے تو جیتا پایا لا
اے قدر یہ تم نے خوب جیتا پالا

رباعی

گھل گھل کے ہوا ہے جسم سارا مٹی
کھدوا کے لحد تباہ و برباد نہ کر
مٹی مین ملا نہ اے خودآرا مٹی
تو اینٹ کا گھر نہ کر ہمارا مٹی

رباعی

پھر شہر مین قدر سا سخندان آیا
کیونکر نہ جوان ہو پھر زلیخاے سخن
پھر باغ مین بلبل خوش الحان آیا
پھر مصر سے یوسف سوے کنعان آیا

رباعی

دانا جو کبھی گرم سفر ہوتا ہے — ہر آنکھ مین مثل اشک گھر ہوتا ہے
نکلے جو وطن سے آبرو پاتا ہے — قطرہ بھی ٹپکنے مین گہر ہوتا ہے

رباعی

آئی ہے بلاے ناگہانی ہم پر — انا للہ بن گئی ہے دم پر
جو مرگ پدر مین قدر ہم پہ گزری — ہرگز وہ مصیبت نہ پڑے آدم پر

رباعی

سینے مین یہ غم نہین تو سینا بیکار — مینا مین یہ مے نہین تو مینا بیکار
بالفرض اگر عمر مسیحا ملجاے — واللہ کہ بے پدر رہے جینا بیکار

رباعی

حضرت کا رفیق زود میری مین تھا — بازو سے قوی دستگیری مین تھا
یہ دور عدم کی راہ اور آپ ضعیف — مجھکو نہ لیا عصاے پیری مین تھا

رباعی

ہر دشت جفا خیز ہے اولا تجھسے — ظالم سمجھے گا میرا مولا تجھسے
یون میرا پدر رہو پنبۂ زخم لحد — امید نہ تھی یہ سراے ہیولا تجھسے

رباعی

ہو مہر علی تو در دگھٹ جاے ابھی — واللہ کسوف غم بھی ہٹ جاے ابھی
ہے رجعت خورشید اسی سے اے قدر — وہ چاہے تو قسمت بھی پلٹ جاے ابھی

رباعی

اے شاہ ملک مآب جلدی پونہچو
اے ماہ فلک جناب جلدی پونہچو
سونا چھوتا ہون مٹی ہاتھ آتی ہے
یا حضرت بوتراب جلدی پونہچو

رباعی

اللہ پہ شاکر ہون خدا اسکا گواہ
دیتا ہے وہی رزق وہی عزت و جاہ
بندہ بندون سے کیا توقع رکھے
لاحول ولاقوۃ الا باللہ

رباعی

سو جان سے ہین فدای نام حسنین
ہے چشم و دل و جگر مقام حسنین
ہم روز ولادت سے ہوئے نام آور
تاریخی نام ہے غلام حسنین ۱۲۴۹

رباعی

سیکھے سحر و برق سی بندش کے بند
پھر غالب و بجنے بتائے پیوند
سمجھا بھی زمانے مین نہو گا ای قدر
بدنام کنندہ نکو نامے چند

رباعی

درجے مین بڑہا ہوا ہی جس تس سے قدر
دوگنا ہوا رتبہ یہ کہے کس سے قدر
اول تو مدرس بھی ہے ہر دوئی کا
پھر اس پہ ہے ہمعصر مدرسین سے قدر ۲۰۴

رباعی

اے قدر عبث موت تجھے کھلتی ہی
ساعت بھی حساب سے کہین ٹلتی ہی
ہر تار نفس سوئی ہی گھنٹے گن لے
یہ دل کی دہڑک نہین گھڑی چلتی ہی

رباعی

بعضے کہتے ہین شعر کہنا ہے نحس
اے قدر سخن نہو تو مردہ ہے بشر
بعضے کہتے ہین اسکا لہنا ہے نحس
جو یہ ہے تو پھر خموش رہنا ہے نحس

رباعی

اس بزم مین اپنی مہربان ہین سب لوگ
اک یہ بھی ادا ہے شعر کہتے ہی نہین
معشوق مزاج و نوجوان ہین سب لوگ
گویا محبوب بے دہان ہین سب لوگ

رباعی

ہر فرع مین بار شاخ ہو جائے گا
اے قدر بہت ذکر بتان کرتا ہی
ہر بیت مین اوج کاخ ہو جائے گا
دیوان تراسنگ لاخ ہو جائیگا

رباعی

کچھ آپ بتائین اسکا چارا صاحب
ریزش لائی ہے وہ حرارا صاحب
اف اوہ زکام نے تو مارا صاحب
دم ناک مین ہو گیا ہمارا صاحب

رباعی

پہلے کھانے سے پیٹ خالق بھر دے
جب پیٹ بھی بھر دیا شرابین بھی دین
بھر جائے جو پیٹ پھر می احمر دے
پھر تو کوئی معشوق پری پیکر دے

رباعی

کبتک قاضی سے مین ڈرونگا توبہ
دیوانے ہو زاہد و بہار آئی ہے
کبتک مفتی کا دم بھرون گا توبہ
اس فصل مین مین توبہ کرون گا توبہ

رباعی

بندے نے خزان بھر تو نباہی توبہ
آتے ہی بہار ٹوٹی کیا ہی توبہ
سو بار کہا کہ برگزشتہ صلوات
پھر توبہ شکن ہوا الٰہی توبہ

رباعی

اپنا مشرب نیا نکالا ہم نے
خرقہ جُبّہ اُتار ڈالا ہم نے
اے پیر مغان تجھی سے بیعت ہے ہمین
لے ابتو پیا ترا پیالا ہم نے

رباعی

جس وقت کا منتظر تھا قد ر آیا ہے
کیا اُن پہ شباب مثل بدر آیا ہے
سختی آئی ہے چھاتیان اُبھری ہین
ہر ایک انار ابتو گدرایا ہے

رباعی

داغونکا بندھا جو زور ہمنے دیکھا
زخمو نمین رہا جو چور ہمنے دیکھا
ناسور پڑا جگر مین ناسور مین داغ
یہ چور کے گھر مین مور ہمنے دیکھا

رباعی

آورد چو نامہ قاصد فرخ چہر
از جوش نشاط و طرب الفت و مہر
بالید چنان دلم کہ گردید سپہر
پس مہر علی بر آن سپہر آمد مہر

رباعی

ہین موج کی شکل خط کی سطرین بیتاب
جگر مین ہے ہر دائرہ شکل گرداب
ڈوبا ہے سفینہ حواسِ خمسہ
القاب نہ یاد ہے نہ مجھکو آداب

رباعی

گو میرے پدر نے ربط عالم توڑا
پر سلسلۂ وفا نہ اک دم توڑا
اسد رجب ہے نظام کا دم بھرتے
توڑا تو نظام پور مین دم توڑا

رباعی

تھی شعر سے قدر خوش بیان گو گردش
جسطرح سخن سے ہو زبان گو گردش
چکر مین تھا بلگرام گردش سے مری
تھی چاند کے ساتھ آسمان گو گردش

رباعی

دس سال کے بعد مین وطن مین آیا
ٹوٹا ہوا پھول پھر چمن مین آیا
ڈھلکا ہوا دُر یہ پھر عدن مین آیا
نکلا ہوا دانت پھر دہن مین آیا

رباعی

ہشیار ہو قدر بلگرام آیا ہے
سوچو تو زمانہ کسکے کام آیا ہے
اتنا نہ ہنسو یہین ہوئے تھے پیدا
روئے تھے جہان وہی مقام آیا ہے

رباعی

یا کوے بتان سے روتے ہم نکلے تھے
اسطرح تو اشک آنکھ سے کم نکلے تھے
یا عشق بتان دل سے نکالا ہمنے
جسطرح کہ کعبے سے صنم نکلے تھے

رباعی

لازم کہ بشر بجز نکوئی نکرے
وہ بات کرے کہ شکوہ کوئی نکرے
ہوتا نہین استخوان زبان مین ای قدر
نکتہ یہ ہے کہ سخن گوئی نکرے

رباعی

ہمکو وہ رُخ سُرخ دکھانے آؤ
منھ کھولے چلے آؤ برنگ خورشید
اس پردے مین غیرونکو جلانے آؤ
اے سیم بدن کھلے خزانے آؤ

رباعی

کیا ڈر ہے اگر گلا کرے گا قاضی
ہے شرط نکاح مین بھی ایجاب و قبول
ہو وصل یونہین بگا گریگا قاضی
دو دل راضی تو کیا کرے گا قاضی

رباعی

یارب تری رحمت پہ فدا میری حیات
رحمت ہے کثیر اور زحمت ہے قصیر
ہر بات مین رحم واہ تیری کیا بات
جنت ہین آٹھ اور دوزخ ہین سات

تواریخ

مرگئے کیا محمد و ذاکر
سوز غم سے کہا یہ ہاتف نے
ایکدن ہاے دو چراغ بجھے
آج ہے واے دو چراغ بجھے
۱۲۷ھ

تاریخ وفات میر وزیر علی صبائی لکھنوی

یکہ تاز سخن وزیر صبا
آنچنان گرم تاخت زین میدان
اشہب کلک قدر رسائش یافت
اسپ خود راند و برزمین آمد
کہ غبارے نہ جست تا مرقد
او فتادہ صبا از اسپ خود
۱۲۷ھ

تاریخ وفات بشارت علی دکنی

سفر کرد سوے جنان یار من
چو برگ خزان ہوشہا ریختہ است
نہ بخشد مرا لطف آب حیات
صبوری ضرور است اے قدر باش
چو بشنید ہاتف چنین حادثہ

خدا باد در ہر قدم یار وے
الٰہی غنش بود یا فصل دے
کہ بیکار افتاد بے یار مے
حدیث فغان و جنون تا بکے
بگفتا بشارت علی مرد ہے
۱۲۷۲ھ

تاریخ میلاد فرزند سید محمد رضا بلگرامی

بسید محمد رضا خان من
نشاندم ز ہے نخل تاریخ او

خدا داد دپوری باقبال جفت
گل نو ر سید از نہال شگفت
۱۲۷۴ھ

تاریخ مسجد

چون فتح محمد ز رہ صدق و صفا
از بہر کتابہ قدر تاریخ نوشت

مسجد تعمیر کرد در راہ خدا
تعمیر نمود مسجد طرفہ بنا
۱۲۷۴

تاریخ تصنیف کتاب منشی فرزند علی رفیع بلگرامی

این نسخہ مقوی دل غمناکان
تاریخ بمصرعی نوشتیم اے قدر

بنوشت رفیع از پئے دل چاکان
گلدستۂ راز سر وجہ پاکان
۱۲۷۵ھ

تاریخ میلاد فیاض بیگ ابن مرزا عباس بیگ دہلوی

خان ذی رتبہ وذی حوصلہ مرزا عباس
پسر سے نام خدا یافتہ عالی نسبی

نازکی ناز فروشی صنم عشوہ گری
گلرخی گلبدنی سروقدی غنچہ لبی

لب لعلین کہینی خال سیاہش حبشی
موے مشکین ختنی چہرۂ صافش حلبی

بشگفان غنچہ تاریخ ولادت اے قدر
بردمید این گل عباس زنخل عجبی
۱۲۷۶ھ

تاریخ فراغ علم مولانا سید عبد اللہ بلگرامی

فضیلت دی خدا نے میر عبد اللہ صاحب کو
خط تقدیر تھا گویا فراغ انکے مقدر مین

خدا حافظ ہی انکا یہ کلام اللہ کے حافظ
ہے جسطرح گوہر آب مین اور آب گوہر مین

زبان معجز بیانی کرتی ہی لبہاے نازک پر
مسیحا بولتے تھی جسطرح آغوش مادر مین

نہین بیوجہ ہر گز آمد و رفت نفس انکے
اشارہ ہی کہ سیکھا ہمنے علم سینہ دم بھر مین

توہی ہین سب دلیلین صاف سے ہر اک بیان انکا
جڑی ہین آ اُسنے اللہ نے سد سکندر مین

فراغ انکو ہوا ہی علم سے یہ ماہ کامل ہین
انہین کی روشنی پھیلی ہی اتو ہفت کشور مین

نہان وانسکار اقدر لکھ مصراع تاریخی
ہوئی کامل یہ علم آگاہ بارہ سو چہتر مین
۱۲۷۶ھ

تاریخ کمرہ میر احمد حسن بلگرامی

عجب کمرہ ہے میر احمد حسن کا
کہ جسکا تذکرہ ہوتا ہے گھر گھر

لکھو اے قدر یہ مصراع تاریخ
عجب کمرہ بنایا راستی پر
سنہ ۱۲۷۷ھ

ایضاً

چو میر احمد حسن کمرا بنا کرد ۔ چہ کمرہ رشک بخش قصر قیصر
بگو اے قدر تاریخ بنایش ۔ زہے کمرہ بنا فرہود بہتر
سنہ ۱۲۷۷ھ

تاریخ زناشوئی سید مقبول عالم مارہروی در دائرہ متفقہ

زحل ۔ باد عقد ہمایون مبارک ۔ شدہ ۔ مشتری و مہ امروز باہم
بگو ۔ قدر مصرع تاریخ ہجری ۔ شدہ ۔ کدخدائی مقبول عالم
سنہ ۱۲۷۷ھ

تاریخ میلاد سید مصطفےٰ ابن ابن علی برادر مصنف

دیدہ پسر ابن علی را مردم ۔ باللہ بخویش زانجمن تا انجم
تاریخ ولادتش بگویم اے قدر ۔ از شہر صیام لیلۃ البست و دہم
سنہ ۱۲۷۷ھ

ایضاً در ہر مصرع

گر دیدہ ولادت سعادت آمیز (سنہ ۱۲۷۷ھ) ۔ از عیش پسر شدہ جہانی لبریز (سنہ ۱۲۷۷ھ)
از قدر شود مادۂ ہر مصرع (سنہ ۱۲۷۷ھ) ۔ این نجم جمال ست صباحت انگیز (سنہ ۱۲۷۷ھ)

تاریخ مسجد و امام باڑہ

سید احمد حسین صاحب نے ۔ ایک مسجد نئی بنائی ہے
متصل ایک امام باڑہ بھی ۔ جس سے تا حشر نام جاری ہے
لکھ یہ تاریخ دونوں کی اے قدر ۔ مسجد و روضۂ حسینی ہے
سنہ ۱۲۷۷ھ

تاریخ وفات سید محمد ابراہیم در ہر مصرع

وفات کردہ ز دنیاے دون ہزار افسوس
سنہ ۱۲۷۹ھ

ز قدر سال چہارم بمرگ او بشنو
سنہ ۱۲۷۹ھ

رئیس نامورے عمدہ نامدار و کریم
سنہ ۱۲۰۹ھ

سفر نمودہ ز ہستی محمد ابراہیم
سنہ ۱۲۷۹ھ

تاریخ درگاہ بلگرام

خان والا نژاد سید جان
کرد تعمیر روضۂ عباس

قدر تاریخ گفت وگوہر سفت
دست بکشود و ہم میان بربست

کہ مقابل بہ اصل شد یکدست
نقل مرقد مقابل اصل است
سنہ ۱۲۷۸ھ

تاریخ کتاب توتا رام شایان لکھنوی

مہا بھارت کہی شایان نے جسدم
ٹپکتی ہے فصاحت وہ روانی

شنیدہ کی بود مانند دیدہ
جو پوچھی قدر سے تاریخ اسکی

ہوئی بس دہوم اسکی جا بجا خوب
معانی خوب بندش خوب ادا خوب

وہ قصہ میں ادکھا ہی کہا خوب
جہکا کر سر کہا — کیا خوب کیا خوب
سنہ ۱۲۷۸ھ

تاریخ اخبار کانپور

زہے لطافت اخبار نامۂ شعلۂ طور
سواد او ہمہ در راستی شب معراج

کہ بوے گل بسر راہ او برید بود
بیاض او ہمہ در عیش صبح عید بود

ہزار و ہشتصد و شصت و یک مسیحی رفت
نوشت **قدر** عیان و نہان مسیحی سال

کنون بشصت و دوم طرح او جدید بود
ہزار و ہشتصد و شصت و دو پدید بود
سنہ ۱۸۶۲ء

ایضاً

عش مین بشر بیان پہ ہی ارنی زبان پر
قدر شروع سال ہی مصرع عیسوی لکھو

شعلۂ طور کا پنور نور فشان ہے دور دور
سرمۂ چشم فکر ہے شعلۂ طور کا ہیو رہ
سنہ ۱۸۶۳ء

تاریخ مہمانسراے ساںڈہی

جو کالن لنڈزی ڈپٹی کمشنر دام اقبالہ
مرمت کی یہ تاریخ مسیحی **قدر** نے لکھی

گہی پایا مسافرخانہ کچھ اچھا نہ سانڈہمین
بہت اعلی بنا ہی یہ مسافرخانہ سانڈہمین
سنہ ۱۸۶۳ء

تاریخ طبع دیوان مولوی سلامت اللہ کشفی

کلام کشفی جہاد و کلام را نازم
چو طبع گشت کلامش قبول طبع افتاد
یکی بیاض سطور و دگر سواد خطش
نہے ترانۂ و فرد و قصیدۂ و غزلش
نوشت **قدر** پئے طبع مصرع تاریخ

بگوش طبع خواص و عوام شد مطبوع
تمام گشت چو دیوان تمام شد مطبوع
چو عارض سحر و زلف شام شد مطبوع
ہمہ کلام بلاغت نظام شد مطبوع
کلام کشفی نادر کلام شد مطبوع
سنہ ۱۲۷۸ھ

تاریخ بناے چاہ

چو ساخت چاہ سرِ رہ محمد اسمٰعیل | مثالِ زمزم ازو آب کرد طغیانی
پئے کتابہ نوشتیم قدر تاریخش | بنا نمودہ سرِ راہ زمزمِ ثانی ۱۲۷۹ھ

تاریخ دروازۂ احمد حسن بلگرامی

درے ساختہ سید احمد حسن | کزین در برآید رہِ مدعا
زدستِ دعا قدر بنوشت سال | درِ فیضِ احمد حسن باد وا ۱۲۷۹ھ

تاریخ وفاتِ صدر عالم پہانوی

صدر عالم کہ بود بدر عالم | در دہر ہمے فزود قدرِ عالم
تاریخ وصال او نوشتیم اے قدر | رحلت بجنان نمود صدرِ عالم ۱۲۷۹ھ

تاریخِ حوض

ڈپٹی صاحب کا فیض دیکھے | رضوان کس نیند سو رہا ہے
کیا حوض بنا دیا چمن مین | جو کوثر و خلد سے بہا ہے
کیونکر کہیے نہ چشمۂ خضر | سبزہ جو گرد لہلہا ہے
اسکا کوئی بلبلا جو چھوٹا | اسمین بلبل کا چہچہا ہے
بہکا ہوا کیون پھرا سکندر | موجون کی زبان پہ قہقہا ہے
وہ آبِ بقا ہے نام جسکا | باقی اسکا رہا سہا ہے
اے قدر لکھو یہ سال ہجری | حوض آبِ حیات کا بہا ہے ۱۲۸۶ھ

تاریخ کتاب غلام محمد خان واصل بلگرامی

اے قدر نوشت واصل این طرفہ کتاب ‏— نام پاکش نہاد مفتاح الہند
مفتاح قلم کشود قفل ابجد ‏— صد قفل دل کشاد مفتاح الہند
۱۲۸۲ھ

تاریخ وفات عم مصنف

عم من قبلہ و ملاذ من ہٗ ہٗ ‏— جان بجان آفرین سپرد افسوس
سال شنقار او بجوان اے قدر ‏— ہاے قدرت علی بمرد افسوس
۱۲۸۳ھ

تاریخ وفات ہزاری لال جوان بنارسی شاگرد مصنف

بیٹا ہو کہ شاگرد ہو موت اسکی غضب ہے ‏— پھر اسپہ جوان مرگ ہو وہ راحت جان ہاے
اے میرے جوانمرگ جوان تو جو سدھارا ‏— مٹی مین ملا آج مرا نام و نشان ہاے
این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد ‏— کھینچے مری کھنچتی نہین یہ سخت کمان ہاے
دل ٹوٹ گیا بلکہ کمر ٹوٹ گئی ہے ‏— سب ساتھ گئی تیرے مرے تاب و توان ہاے
اٹھتا ہون مین کہہ کہکے ادہر آہ ادہر آہ ‏— گرتا ہون کہین کہہ کہکے یہان ہاے وہان ہاے
سچ کہتے ہین سب ہوتی ہی آنکھون کی مروت ‏— بند آنکھین ہوئین بھاری پڑا ہی کمان ہاے
کس منہ سے پڑھی قدر تری مرگ کی تاریخ ‏— کیسا ہوا چٹ پٹ مرا محبوب جوان ہاے
۱۲۸۳ھ

تاریخ مثنوی لوح محفوظ

چھوٹے ماموں مرے فیروز علی ‏— فکر سے کر گئے امداد قلم

شعر لکھنے کو لگایا جو شگاف — کھل گئی خاطر ناشاد قلم

لوح محفوظ لکھی صل علی — اس قلم مین ملی داد قلم

کیا حدیثون کو بنایا تصویر — حبذا صنعت بہزاد قلم

مثنوی سے ہے کہ خدا کی قدرت — دست کھیے زور خداداد قلم

نغمۂ بلبل معنی معنی — لفظ ہین قمری شمشاد قلم

نہوئی خلق کبھی ایسی کتاب — جب سے قائم ہوئی بنیاد قلم

یاد کرکے انہین سر دھنتا ہے — یہ صریرین ہین کہ فریاد قلم

جمگیا سال کا نقشا اے قادر — لوح محفوظ ہے ایجاد قلم

سنہ ۱۲۸۲ھ

تاریخ نتائج الطبیات

مولوی صاحب سعید الدین احمد واہ واہ — کیا رسالہ آپ نے لکھا ہی مطبوع انام

گوہر تاریخ لایا قادر کا غوص فکر — بھر دیا گویا کہ کوزے مین سمندر کا تمام

سنہ ۱۲۸۳ھ

تاریخ مشتہر الفیض مولفہ گوبندلال صبا ڈرنگ ماسٹر

رنگ اپنا جمایا ہی ہزارون مین صبا نے — اللہ رے استاد دبستان ریاضی

کس شکل سی لکھا ہی مساحت مین رسالہ — طوبیٰ کا شجر بڑھ کے ہوئی شان ریاضی

باندھی ہی ہمودون نے عجب اسمین عمارت — کیا قاعدے سی لکھے ہین ارکان ریاضی

گل بوٹے تراشے ہین کہ تشکلین ہین ورق پر — پر ہے گل امید سے دامان ریاضی

کیونکر نہو تاریخ مسیحی کی مجھے فکر — یہ نسخۂ نایاب ہے یا جان ریاضی

اے قدر کھلا شاخ قلم سے گل تاریخ ‎ ‎ ہے دید بہار چمنستان ریاضی
۱۲۶۶ء

تاریخ مسجد لکھیم پور کہ از زر چندہ طیار شد

طراز خانۂ دین سیدی وزیر حسین ‎ ‎ چو جد خویش علی بیخ کفر را قامع
کشیدہ دائرۂ از عوامل دفتر ‎ ‎ بسعی خویش بنا کرد مسجد لامع
بنائے سال ز معمار فکر قدر آمد ‎ ‎ شد از جماعت اسلام قائم این جامع
۱۲۸۴ھ

تاریخ وفات مجتہد العصر سید محمد صاحب لکھنوی

چو گزشت چارشنبہ بسواد پنجشنبہ ‎ ‎ ز مہ ربیع اول شب بست و دو در آمد
سم ہیضۂ وبائی بنمود آ بگردش ‎ ‎ کہ جناب مجتہد ہم شدہ قطرہ زن بمرقد
پے سال رحلت او شدہ قدر را اشارت ‎ ‎ کہ بگو۔ مقام احمد شدہ خالی از محمد
۱۲۸۴ھ

تاریخ وفات محمد سعید مہونوی

شیخ محمد سعید عرصۂ ہستی برید ‎ ‎ تن بہ لحد آرمید روح بہ جنت رسید
حلقۂ زنان مرد و زن مویہ کنان مو کن ‎ ‎ پس دم قطع کفن خلق گریبان درید
قدر بزیر نگاہ سال وفاتش بخواہ ‎ ‎ سوئے جنان رحلت آہ کرد محمد سعید
۱۲۸۴ھ

تاریخ وفات مولوی عبد الغفور مہونوی

آن جناب بحر غفران مولوی عبد الغفور ‎ ‎ سر برآورد از وجود و دم کشید اندر عدم

آوخ آوخ از تپ دہشہای آن فرزانہ مرد
وے دریغا بود چندی صحبتش گیر امین
مصرع اول مسیحی و دوم ہجری بود
جان سپردہ مولوی عبد الغفور بی بدیل
سنہ ۱۸۶۸ء

آوخ آوخ از نکوہشہای این چرخ دژم
وے دریغا باشد اندی فرقتش بر من ستیم
قدر زد اند دو مصرع ہر دو تاریخش رقم
زین سواد اندر لحد شد از لحد اندر ارم
سنہ ۱۲۸۵ھ

تاریخ وفات ولی بخش خان رئیس الہ آباد

مرد ولی بخش خان مویہ کنان مومنان
جوہر تزئین حق چہرۂ آئین حق
از غم شیر الہ رخت کبود و سیاہ
گشت نثار حسین عاشق زار حسین
قدر بہ سال رحیل داد ندا جبرئیل

نالہ و اشک روان رفت خفی و جلی
آئنۂ دین حق گشت از و منجلی
وز اثر سجدہ گاہ ناصیہ اش صندلی
تعزیہ دار حسین مست ولائے علی
رفتہ ولی بے دلیل پیش علی ولی
سنہ ۱۲۸۵ھ

تاریخ وفات حضرت استاذنا نجم الدولہ دبیر الملک جناب نواب مرزا محمد اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ غالب تخلص مرزا نوشہ عرف دہلوی کہ مصاریع اوائل عیسویت و اواخر ہجری

مراد حشر کیا دہلی کا خط تھا — سنہ ۱۸۶۹ء
مرے استاد عالی جاہ غالب — سنہ ۱۸۶۹ء
خدا جوئے و خدا یاب و خدا باز — سنہ ۱۸۶۹ء

فلک ٹوٹا یہ مجھ پر آہ ناگاہ — سنہ ۱۲۸۵ھ
دوم ذی القعدہ کو اب مر گئے آہ — سنہ ۱۲۸۵ھ
فلک تمکین فلک عصر و فلک جاہ — سنہ ۱۲۸۵ھ

مصرع	سنہ	مصرع	سنہ
خدا مین ملگیا شبلی خالص	سنہ ۱۸۶۹ء	خدا سے جا ملا شمس حق آگاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
جہانگیر سخن ملک سخن سے	سنہ ۱۸۶۹ء	ہوے رضوان مآب الحکم للہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
بنا تخت روان بس کیا جنازہ	سنہ ۱۸۶۹ء	چلا دربار کو کس شان سی وہ شاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
کیا امر سفر ہے میرے ہی ظلم	سنہ ۱۸۶۹ء	لیا افسوس خادم کیون نہ ہمراہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
لحد سے ہے حسن آغوش عروسان	سنہ ۱۸۶۹ء	روان بھی میرزا نوشہ کے نوشاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
ہے اول چرخ وصف وسعت قبر	سنہ ۱۸۶۹ء	کفن تو چاندنی وہ مستند ماہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
کمر کیسی جھکی اس فکر غم سے	سنہ ۱۸۶۹ء	گرا ہے پشت دل کوہ پر جانگاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
ہے نازل آفت جان وی دریغا	سنہ ۱۸۶۹ء	غم دل ہے بلا صد واے ویلاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
اگر ہو آب اشک غم روان ہاے	سنہ ۱۸۶۹ء	نبے وہ نخل ماتم جو کہ ہو آہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
یہ اشک چشم و داغ دل ملے ہین	سنہ ۱۸۶۹ء	کرون کیا مین شمار ای میرے اللہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
کہین یہ تیس تاریخین جو بے حد	سنہ ۱۸۶۹ء	گئے غالب بھی انکی ہی کسے چاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ
اسی ہستی سے انس آخر کو ای قدر	سنہ ۱۸۶۹ء	ہے ساز مرگ پیش اب قصہ کوتاہ	سنہ ۱۲۸۵ھ

تاریخ مقدم نواب مختار الملک نائب حیدر آباد دکن بہ لکھنو کہ ہر مصرع تاریخ ہجری است

مصرع	سنہ	مصرع	سنہ
کیا مقدم نواب کی بس شہرت ہے	سنہ ۱۲۸۶ھ	حقا نازل یہ آیت رحمت ہے	سنہ ۱۲۸۶ھ
ذیحجہ مین ہے نزول اول ای قدر	سنہ ۱۲۸۶ھ	جب تو حج اکبر مین نہین حجت ہے	سنہ ۱۲۸۶ھ

تاریخ ختان سید مصطفیٰ برادرزادۂ مصنف

چون ختنۂ مصطفیٰ شد از چالاکی
گلچین شدہ حجام بفرخ ناکی

ماسال ختتان اونوشتیم ای قدر	شد سنت مصطفےٰ اوادر پاسکے ۱۲۸۶ھ

تاریخ ترتیب رسالہ مجموعۂ سخن مجاریہ ڈائرکٹر صاحب بہادر

جناب آرا سے کالن برونگ	مرے آقا اوور سکے ڈائرکٹر
ہوے اک باریون ارشاد فرما	کہ مجموعہ سبنے بہتر سے بہتر
وہ مجموعہ کہ مجموعے کا ہو عطر	دماغ علم ہو جس سے معطر
ہوے آمادہ پنڈت شیو نراین	ولی نعمی وڈپٹے انسپکٹر
ہوے منشی حکیم الدین معاون	شریف وکامل ومرد ہنرور
لہو مل کر ہوا کشتون مین شامل	ذرا بندہ بھی ہاتھ اُنکا بٹا کر
غرض نکلا عجب نایاب نسخہ	پھڑک جاے جو دیکھے کیمیا کر
پراب تاریخ صوری معنوی ہو	کہ سن نکلین عبارت کی برابر
ہوا جب یہ تردد قدر بولا	پڑہ اٹھارہ سواُسپر سال اکہتر سنہ ۱۸۷۱ء

تاریخ آغاز وانجام رسالۂ سراج الشریعۃ مصنفہ سید وزیر علی بلگرامی خال مصنف

جناب سیدنا خالنا وزیر علی	مہ سماے وطن قطب آسمان دکن
وطن کند بغمش گریۂ ہزاران ابر	دکن زند زدمش خندۂ ہزار چمن
وطن زفرقت اوسکہاے غم ورجیب	دکن زقربت اُوہون عیش در دامن
فقیہہ ومتقی وزائر امام حسین	خلیل کعبۂ ایمان سترگ قبلۂ من
بسا مسائل شرعیہ گرد آوردہ است	محیط ہالۂ پروینش صد ہزار پرن

سوال از خود واز مجتهد جواب آورد ۔ مگر جواب ندارد درین جهان کهن
نهاده است سراج الشریعت او را نام ۔ ز دل فتد همه مشکوة چون ز کعبه وثن
جریده که بود صفحه اش رخ یوسف ۔ جریده که بود سطر تار پیراهن
جریده که سوادش سیاهی شب قدر ۔ جریده که بیاضش شهاب اهرمن
جریده که بود چشم حور دائره اش ۔ جریده که بود زلف حور پیچ و شکن
جریده که ضیائش همه خراج حلب ۔ جریده که صفائش تمام سا و عدن
لغات او بزبان غیرت سهیل و ادیم ۔ صفات او بلبان رشک هور و لعل یمن
سجان علم همان پایه ده که جسم بجان ۔ بجسم شرع همان وایه ده که جان به بدن
تمام شد چو مر این نسخه شد تمام پسند ۔ فتاد غلغله او بکوچه و برزن
هر آنچه قدر به آوند ماست تر او د ۔ هر آن سخن که نگفتیم میتوان گفتن
برآوریم دو بوے ترانه از گل فکر ۔ برآوریم دو گلهاے تازه از گلشن
برآوریم دو تا سال هجری از بیتے ۔ برآوریم دو الماس ریزه از معدن
یکے ز مصرع اولاش سال بدو کتاب ۔ دگر ز مصرع آخراش سال ختم سخن
سراج شرح بطاق صلاح علم نهاد ۔ چنان که محفل دیوان دین شده روشن
۱۲۷۵ھ ۔ ۱۲۸۴ھ

تاریخ ترتیب رسالۂ آهنگ غریب مصنفۂ رشک سحبان غیرت معنوی جناب منشی قنبر علی صاحب بتوی

منشی انشاے نثر و شاعری قنبر علی ۔ نثر او نثره مثال و شعر او شعری مثل
خط به بینی بر کشد کلک دبیران پیش او ۔ نیزهٔ خطی خامه چون برآرد در جدل
اینت شعرش بلبل گلزار زانو ته کند ۔ آنت نثرش پیش او سعدی گلستان در بغل

صد حلاوت مے چکد از نفحۂ خلق خوشش
ہے نہ بینی مرغکے از گل ہمیساز عسل

مے رسد بر صفحۂ حرفش یا صد اختر بر فلک
میچکد حرف از مدادش یا عطارد از زحل

در حجاز افتاد و آہنگ غریبی بر کشید
وہ چہ نام آورد اندر سال ہجری بے خلل

این نگارین نامہ را گفتم دو تا تاریخ قدر
سیلے نازم بشاگردی استاد ازل

مصرع اول بود ہجری و ثانی عیسوی
بر شتم انگشت اگر دستے بداری در حجل

ہمچو زہرہ در سماع آید عطارد بار رقم
بر صد اگر دید آہنگ غریبے بدل

سنہ ۱۲۸۸ھ — سنہ ۱۸۷۱ء

تاریخ تالیف رسالۂ نجاۃ العاشقین مؤلفۂ شاہ سراج الیقین کرسوی

چون سراج الیقینِ فرزانہ
کہ رخش تاج شاہ خاور شد

عالم و حافظ کلام خداست
فقر از دشاہ ہفت کشور شد

داد تالیف مولد احمد
خادم خدمت پیمبر شد

سطر ہا گشت سلک مروارید
ہم روانیش آب گوہر شد

شمع تاریخ قدر روشن کرد
شمع حق یقین منور شد

۱۲۸۸

ولہ

خوب حافظ جی نے یہ میلاد مین لکھی کتاب
کشف ظاہر سے ہوے محفل نشین باطنی

نام رکھا اس رسالے کا نجاۃ العاشقین
حسن معنی پر فدا ہین عاشقین باطنی

قدر نے پھر لکھ دیا یون مصرع تاریخ سال
ہے نجاۃ العاشقین شمع یقین باطنی

سنہ ۱۲۸۸ھ

ولہ

صل علی کہ شاہ سراج الیقین نے
[illegible] لکھا رسول علیہ الصلوۃ کا

وہ جبرئیل پایہ ہین یہ وحی عرش دین | وہ رشک روح ہین تو یہ کاغذ برات کا
وہ خضر راہ فضل یہ سجادۂ کمال | وہ غیرت مسیح یہ مخزن حیات کا
وہ بلبل چمن ہین یہ اوراق برگ گل | وہ طوطی سخن ہین یہ کوزہ نبات کا
وہ نقطۂ ازل یہ محیط ابد قیام | وہ مرکز جہان یہ ورق کائنات کا
وہ ابر فیض ہین تو یہ کشت مرو ہے | وہ کوہ حلم ہین تو یہ دامن ثبات کا
ہان قدر رول دے در تاریخ آبدار | وہ نوح پیش رو یہ سفینہ نجات کا

سنہ ۱۲۸۸ھ

تاریخ تصنیف قصائد ہفتخوان نعت تصنیف مولوی عبد الاحد صاحب بٹولوی

گفت عبد الاحد وحید العصر | نعت پیغمبر اسمہ احمد
ہر کہ بشنید و دید از خود رفت | وز پئے سال قدر رفت بخود
فتح شد ہفتخوان تاریخش | بے بہا ہفتخوان ز عبد الاحد

سنہ ۱۲۸۹ھ

ایضاً

ہفتخوان نے نوشت عبد الاحد | بمدیح محمد عربی
مدنی و حجازی و مکی | قرشی ہاشمی و مطلبی
قدر بکشود قلعۂ تاریخ | ہفتخوان مدیح پاک نبی

سنہ ۱۲۸۹ھ

تواریخ کتابۂ قبر مولوی شیخ مظہر کریم صاحب مرحوم دریابادی

افسوس زیرکی ہمہ دانی وفات کرد | سنہ ۱۲۸[illegible] فصلی | در جنت آن محدث معنی شدہ مقیم | سمت ۱۹۲۹

قدر این کتابہ کافی سنگ مزار باد	۱۲۸۹ ہجری	جائے لوح مقبرہ مظہر کریم	۱۸۷۲ عیسوی

تاریخ قواعد اُردو

بحکم پاک صاحب ڈائرکٹر دام اقبالہٗ
وہ اُردو کے قواعد مین رسالہ جنچ کی نکلا ہے
یہ تاریخ مسیحی فی البدیہہ قدر نے لکھی

ملائک بھی قدم جنکے بہ تعظیم سے چومین
کہ جس ہی شش جہت مین واہ واکی مچ گئین دہومین
ہوے عمدہ قواعد خوب با تصنیف اُردو مین
سنہ ۱۸۷۳ ع

تاریخ رہائی میر مہدی علی

سید عالی نسب والاحسب مہدی علی
پہر گئے طالع ہوے وہ قیدی قید فرنگ
قید خانہ برج عقرب تھا تو وہ اُسمین قمر
قید خانہ اک گہن تھا اُسمین وہ خورشید تھے
آنکھ مین آنسو دعا لب پر دلو مین داغ و درد
قید سے اُس یوسف ثانی کو چھٹکارا ہوا
پھر وہی جلسے وہی چہلین وہی ہین جمگھٹے
بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگزرد
کوکب تاریخ چمکا دو سمائے فکر پر

فرش راہ آل احمد خاکپائے بوتراب
تین سال آخر یونہین نازل رہا اُنپر عذاب
اُف ری گردش ہی کہین ایسی نحوست کا جواب
اُف رے اندھیر اہل عالم سب تھے با چشم پر آب
دفعتہً یون ہو گئین سبکی دعائین مستجاب
آیا پھر آیا زلیخائے مسرت پر شباب
پھر وہی ساقی وہی مینا وہی چنگ و رباب
چپ ہوی قدر ہی یہ داستان گونگی کا خواب
ماہ اس عقرب سے نکلا یا گہن سے آفتاب
سنہ ۱۲۹۰ ع

تاریخ وفات چودھری مصاحب علی کرسوی کہ ہر مصرع تاریخ است

مژدہ چو مصاحب علی آن یافت قلق	سنہ ۱۲۸۱ فصلے	چون سینہ شدہ سرزمین چاک ودشق	سنہ ۱۲۹۰ ہجرے
ہان قدر چنین بخوان تو سال چارم	سنہ ۱۸۷۳ عیسوے	درخلد مصاحبؔ علی گشتۂ و حق	سنہ ۱۹۳۰ بکرمے

تاریخ جانشینی چودہری طالب علی ابن مصاحب علی

طالب علی اے قدر ولی بود بحق	برجاے پدر جلوس فرمود بحق
برکرسی سال نقش تاریخ نشست	حق برمرکز قرار بنمود بحق سنہ ۱۲۹۰ھ

تواریخ گلشن فیض مولفہ حکیم سید ضامن علی جلال لکھنوی

میر ضامن علی جلال حکیم	وہ جو ہین شعر و طب کے مامن فیض	
اصطلاحات ہند اُنھون نے لکھی	سال ہجری بتایا گلشن فیض	سنہ ۱۲۹۰ھ
قدر نے سال فارسی یہ کہا	گھر یا کباز دامن فیض ؟	سنہ ۱۲۴۳ فارسے
روے فصلی یہ پھر در تاریخ	ہے عجائب یہ نکلے معدن فیض	سنہ ۱۲۸۰ فصلے
دیدہ افروز پھر ہے شمسی سال	ہی یہ نادیدہ مہر روشن فیض	سنہ ۱۲۹۵ شمسے
عیسوی سال کا جما پھر رنگ	ہوا گلبیز واہ خرمن فیض	سنہ ۱۸۷۳ عیسوے
پھر رزسال پرکھے سمت مین	ہے سراپا کلید مخزن فیض	سنہ ۱۹۳۰ سمت

تاریخ مکان سید وزیر حسین خان

ڈپٹی دارا خدم خان سکندر حشم	شاہ سریر کرم میر وزیر حسین
ساختہ قصری بدیع ہمچو سرخود رفیع	ہمچو دل خود وسیع ہمچو رخ خود بزین

طرهٔ او ز د کمند بر سر چرخ بلند
صحن کشادش فگند غلغله در خافقین

قدر رہے کن بپا خانهٔ تاریخ را
کرده چه قصری بنا میر وزیر حسین
۱۲۹۱ھ

تاریخ مولد شریف مصنفهٔ سید وزیر حسین خان

خان من سید وزیر حسین
خط کش منشیان سابق ست

زد رقم مولد رسول الله
که ز سر تا بپا بیک نسق ست

در سواد کتاب رنگینش
بر لب شام خندهٔ شفق ست

غنچهٔ سوسنی ست هر نقطه
تختهٔ گلشنی ورق ورق ست

بر بلندی پدید اوراقش
زان یکی آسمان نه طبق ست

با وجود شهاب ثاقب خود
از خجالت فلک عرق عرق ست

زاد از طبع قدر تاریخش
مولد اشرف نبی حق ست
۱۲۹۱ھ

ایضاً

شکر شکن وزیر حسین ست در سخن
این مولد رسول گواه شکر لبی ست

طوطی فکر قدر نواز د بشاخ سال
صد صد درود آر که این مولد نبی ست
۱۲۹۱ھ

تاریخ وفات شیخ محمد علی شاه آبادی

ہے ز دل عرشیان تا بلب آمد فغان
رفت ازین خاکدان شیخ محمد علی

قدر بسال روان سال وصالش بخوان
آه بحق داد جان شیخ محمد علی
۱۲۹۱ھ

تاریخ کتاب نجم الاسرار مصنفہ خواجہ بدر الدین عرف خواجہ امان دہلوی

فروغ نثرہ و پروین جناب خواجہ بدرالدین
بفکر خود رصد بندے بکلک خویش سیارے

حکیمے رمزدانی نکتہ فہمی دوراندیشی
تنیدہ مو شگافے بختہ مغزے نغز گفتارے

دمے بر شوق او بسمل گہے بر ذوق او مائل
تف برق شرر بارے نم ابر گہربارے

رہے آزاد پابندی گہے پابند آزادی
بکار خویش سرمستی بکار غیر ہشیارے

دلش وابستۂ صورت دل معنی اسیر او
بشوق حسن دلگیری بحسن شوق دلدارے

بنور انگیزیٔ لفظ آئنہ بند حلب شہری
بمشک افشانی معنی دماغ آرائے تاتاری

بباطن نجم افشانی بظاہر سنبلستانی
بفکر کہنہ استادے بہ نثر تازہ نثاری

چہ نثر دلفریبے نجم الاسرار آمدہ نامش
چو تصویر فرنگی سادہ رنگ و طرفہ پرکارے

چو چشم غمزہ بازان خامش آوای و سخنگوئی
چو روئے امردان رنگین عذار سادہ رخسارے

ہلال طاق ابرو از قبائے او گریبانے
نگاہ چشم جادو از سر دامان او تارے

بمعنی کہنہ تصنیفے بصورت تازہ تالیفے
بباطن خرمن اندازے بظاہر خوشہ بردارے

چو مار و مہرۂ مارے بزیر خامہ ہر نقطہ
قلم بر ہر بیاض صفحہ مار یاسمین زارے

ورق از حرف شبگونش قلم از صرف مضمونش
یکے دامان شبگردے یکے زنبیل عیارے

قلم بنوشت و آسودہ بپایان آمد این دفتر
نہالے بارور گردید و بارش بختہ شد بارے

برآرائے قدر نجم سال او از اوج فکر خود
دمیدہ مرحبا بر اوج معنی نجم الاسرارے
۱۲۹۲ھ

ایضاً رباعی تاریخ

نجم الاسرار صد طلسم جادو
بند دبہ نگاہ
اسے قدر بود در خور حرز بازو
قصہ کوتاہ

تصنیف جناب خواجہ بدرالدین ست
سالش این ست
از بدر برآمدہ ست نجم نیکو
سبحان اللہ
سنہ ۱۲۹۲ھ

تاریخ کدخدائی مرزا فیاض بیگ ابن ڈپٹی مرزا عباس بیگ خانصاحب بہادر

بطریق سہرا کہ ہر مصرع تاریخی است

رشک شاہانہ دکھاتا ہے چمک کر سہرا	١٨٧٧ء	آئنہ منہ سند بخت سکندر سہرا	١٨٧٧ء
حلقۂ شوق ہی یہ ہاتھ مین کنگنا دلخواہ	١٨٧٧ء	دامن حسن ہے فیاض کے سر پہ سہرا	١٨٧٧ء
جسنے دیکھا منہو خورشید زمین کر نو مین	١٨٧٧ء	دیکھے اسکا رخ نایاب ہٹا کر سہرا	١٨٧٧ء
مثل تار نگہ شوق ہوا جو صدقے	١٨٧٧ء	کیا ہی حیران ہے گرد رخ انور سہرا	١٨٧٧ء
سرخ جوڑا ہے شفق دہ قد طناز فلک	١٨٧٧ء	سب جبین صبح ہی منہ چاند ہی اختر سہرا	١٨٧٧ء
تازہ الفت کا بہت دام تو پھیلایا ہی	١٨٧٧ء	صید خلاص کرے سر کے نچھاور سہرا	١٨٧٧ء
سب کے تار نگہ شوق ہین لپٹے معکوس	١٨٧٧ء	ہی سجا رخ پہ یہ سہرے کے برابر سہرا	١٨٧٧ء
تاج ہے روشنی الفت مرزا عباس	١٨٧٧ء	دامن ظل علمدار دلاور سہرا	١٨٧٧ء
ایک اک مصرع تاریخ مسیحی ہے ملا	١٨٧٧ء	کہین اس زور کا ای قدر سخنور سہرا	١٨٧٧ء

تاریخ مسجد شیخ صفدر علی صاحب رئیس قصبہ سترک

شیخ صاحب بانی بنیان دین صفدر علی	مسجدے ترمیم کرد و شہرۂ امصار شد
گنبد تاریخ او معمار فکر قدر ساخت	مسجدے فی الحال از صفدر علی تیار شد
	١٢٩٣ھ

تاریخ مسجد آغا علی خانصاحب لکھنوی نبیرہ سبحان علیخان مرحوم

جناب آغا علی خان و الطاف حسن خان نے	عبادت کو خدا کی راہ مین تعمیر کی مسجد

لکھی یون قدر نے تاریخ ہجری ایک مصرع مین — حرم کی رشک ہے اللہ اکبر یہ نئی مسجد ۱۲۹۴ھ

تواریخ ختم تعمیر کیننگ کالج واقع لکھنؤ کہ بسبت وہفت ماده دارد

قطعۂ لاجواب ہدیۂ سید غلام حسنین قدر ۱۸۷۸ء

گورنر جنرلِ عالی روش لارنس صاحب نے ۱۸۷۸ء
سجود و جہد کل اٹھارہ سو سٹھ نومبر مین ۱۸۷۸ء

قوی ڈالی بنائے خیر خود کیننگ کالج کی ۱۸۷۸ء
مگر سد سکندر جسطرح وقت سکندر مین ۱۸۷۸ء

عمارت بن چلی وہ بنتے بنتے بنگیا کالج ۱۸۷۸ء
زمان عدل در زہ بیرونٹ سر جارج کوپر مین ۱۸۷۸ء

جو باتمکین ہین کرنل ریڈ صاحب مہتمم لایق ۱۸۷۸ء
ملک پہلو نشین ہین اس رواق عرش پیکر مین ۱۸۷۸ء

سخی دل سر مہاراجہ بہادر منصف لائق ۱۸۷۸ء
ہے زیبائے شجاعت دگبجے سنگھ اسم دفتر مین ۱۸۷۸ء

پریسیڈنٹ مہر برج طاقت کی سبی لس آئی ۱۸۷۸ء
کفیلِ حال کالج ہین یہ دانا بخشش زر مین ۱۸۷۸ء

سعید الملک امیر الدولہ والا نجم ذی ہمت ۱۸۷۸ء
یہ عالی رکن امیر حسن ہین فتح مکرر مین ۱۸۷۸ء

یہ عمانِ سخا وائس پریسیڈنٹ سابق ہین ۱۸۷۸ء
کوئی ہمسر نہین جاہ و عروج و شوکت و زر مین ۱۸۷۸ء

ہی زیبا پایہ از بس اوج شنکر بخش رانا کا ۱۸۷۸ء
ہین یہ وائس پریسیڈنٹ داخل اہل جوہر مین ۱۸۷۸ء

ہمایون بہر ڈپٹی میرزا عباس خانصاحب ۱۸۷۸ء
ہین سرکاری یہ ممبر بحر دانش جملہ ممبر مین ۱۸۷۸ء

ہوئی میر عمارت نیکدل کرنل ہوپس آئین ۱۸۷۸ء
دل افزا ہی صفائی خوب ہر دیوار و ہر در مین ۱۸۷۸ء

ہین نعمانِ خرد و لمور صاحب نامی انجنیر ۱۸۷۸ء
لکھی تھی قطع صنعت انکی کالج کی مقدر مین ۱۸۷۸ء

نکو خوام جی ہوائٹ صاحب نامی اسی ہین افسر مین ۱۸۷۸ء
سراپا فرد ہی کیننگ کالج ہفت کشور مین ۱۸۷۸ء

سلامت یا خدا حکام منصور اور یہ کالج ۱۸۷۸ء
ہین جبتک نجم و مہ افلاک پر موتی سمندر مین ۱۸۷۸ء

مکمل نظم وہ لکھی ہی قدر بلگرامی نے ۱۸۷۸ء
ہین سال عیسوی مقصود ہر اک مصرع تر مین ۱۸۷۸ء

تاریخ کتاب شمس الضحی مولفہ پنڈت رتن ناتھ صاحب لکھنوی

کان علم را جوہر مشفقی رتن ناتھ است
کلک گوہرین سلکش ابر درفشانیہاست

گرمی سواد او نور لیلة القدر است
فکر آسمان پیماش وحی آسمانیہاست

اینت خامہ گرد آورد کارنامۂ حکمت
شرح رازگوئیہاست متن رمزدانیہاست

خامہ فرسود آورد فتنہ در وجود آورد
ہین بعالم پیریش دعوے جوانیہاست

شمس ضحی آمد گرمی بیانش بین
نام نامہ را آمد طرفہ مہر خوانیہاست

از حروف دو مصراع قدر شد دو تاریخ
ہجری از نخستین ہاست عیسوی ثانیہاست

روز علم لامع شد در جہان ز لطف حق
مہر نیم روز عصر وقف مہربانیہاست

سنہ ۱۲۹۵ھ — سنہ ۱۸۷۸ء

تاریخ وفات محمد احمد ابن مشرف حسین ساکن قصبہ مہونا

بر مشرف حسین واویلا
ستم اے چرخ سفلہ بے عدر رفت

بصفی پور از مہونا خواند
پور ہمپایۂ مالک خود رفت

تار جانش گسیخت دست اجل
در یکیا بجیب مر قدر رفت

قدر بنوشت سال تنقارش
در ارمگہ محمد احمد رفت

سنہ ۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات سید خلف علی صاحب پدر مصنف

زدکن فغان برآمد چو بگوشم اندر آمد
ہمہ تیغ و خنجر آمد ہمہ تیر و نشتر آمد

ہمہ سینہ ام دریدہ ہمہ در رگم خلیدہ
ہمہ خون فشاند دیدہ ہمہ دامنم تر آمد

همه خانهٔ آب برده همه دل بتاب برده — همه چشم خواب برده همه شور محشر آمد

همه روز شب نما شد همه شب شب بلا شد — همه ساز سوز ها شد همه پنبه اخگر آمد

پدرم وفات کرده به ابد حیات کرده — بغمم برات کرده چو زمان او سر آمد

شده دفن جسم خاکی چو بخاک در تو گوئی — بن امهات سفلی بکنار مادر آمد

بفراغ عیش خندان چو گذشت از سر جان — بولاے شاه مردان لب حوض کوثر آمد

تن او چو خاک گشته همه خاک پاک گشته — دل خاک چاک گشته چو بخاک پیکر آمد

پے سیر باغ رضوان چو رسید تازه مهمان — ره هاے حور و غلمان به پزیره تا در آمد

پدرا خدا یگانا من و ایزد توانا — بغمت تنم بهانا همه تار بستر آمد

من و صبر و صد شکایت دل و صد فغان برایت — همه صبر دل فدایت که بسینه مجمر آمد

منم و خیال رویت منم و هوای مویت — همه روز و شب بسویت نظریکه منظر آمد

من و بام آوخ آوخ من و شام آوخ آوخ — ز مدام آوخ آوخ بلب من آور آمد

بخموش قدر نالان دل و دیده شد پریشان — چه قیامت است نادان که بهفت کشور آمد

سنهٔ وفات الد تو بخوان ز لطف ایزد — بجنان گزیده سید خلف علی در آمد

سنه ۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات سید فضل الله لکهنوی عرف میر میتا

رفت زین خاکدان بگلشن قدس — میر قدسی نظیر فضل الله

سال رحلت نوشت خامهٔ قدر — آه جان داد میر فضل الله

سنه ۱۲۹۵ھ

تاریخ وفات خواجه بدر الدین عرف خواجه امان دهلوی مترجم بوستان خیال

خواجہ بدرالدین ہوئے تربت مین دفن
نور آیا یا کہ چشم گور مین ہے

قدر نے تاریخ کا مصرع کہا
آہ بدر آیا خسوف گور مین ہے

سنہ ١٢٩٦ ھ

تاریخ جشن مہاراجا دگبجے سنگھ صاحب بہادر والی بلرام پور

سر مہاراجا بہادر دگبجے سنگھ آج کل
پھر ہوئے مسند نشین مسند ایوان جشن

پھر اُٹھا ہی لامکان تک غلغل بلرام پور
پھر سنا کر دیون نے نغمۂ دلستان جشن

پھر ہوا ہی عرش اعلی پر دسہرے کا دماغ
پھر ہوئے کرسی نشین افتخار ارکان جشن

بخت چمکے ملگئی جمشید کو ساقیگری
لڑگئی قسمت کہ دارا ہوگیا دربان جشن

حال لکھا جشن کا منشی کشوری لال نے
ہان نگاہین روبرو یہ نذر ہی شایان جشن

جسکا ہر اک صفحۂ رنگین چمن کا تختہ ہے
جسکی ہر اک سطر ہے نہر سر بستان جشن

نظم ایسی چھپائی باغ مین مرغان فکر
نثر ایسی لہلہائی سبزۂ وریحان جشن

شہر تون سے ہر قلم دائیگی تحت القلم
مہر خامہ سے مسجل ہوگیا فرمان جشن

تخت فصلی پر بٹھا ای قدر یون جمشید سا
ہو مبارک یہ دسہرا اور یہ سامان جشن

سنہ ١٢٨٦ فصلی

تاریخ وفات ڈپٹی مرزا عباس بیگ خان بہادر دہلوی

ماہ جمادی الاولی یکشنبہ دو دہم
شب آفتاب کے برزمین ہے فسردہ وائے

یعنے بمرد ڈپٹی عباس بیگ خان
ہے ہے گلے بباغ امارت فسردہ وائے

برخواند قدر مویہ (غمگین ١٢) تاریخ ہجریش
عباس بیگ خان بہادر بمردہ وائے

سنہ ١٢٩٦ ھ

ولہ رباعی کتابۂ تاریخی قبر

گورِ عباس جان خراشد اے دل | از ہم جگر قدر بپا شد ای دل
خاموش کتابہ در مسیحی سال است | شاید کہ پلنگ خفتہ باشد اے دل
سنہ ۱۸۷۹ء

قطعۂ تاریخ امام باڑہ معمرۂ حکیم شیخ علی محمد صاحب لکھنوی کہ ہر مصرع تاریخ ہجری است واقع فرنگی محل

دانش اساس رشکِ فلاطون و بو علی سنہ ۱۲۹۷ھ | یعنی علی محمد حق بین خلق دان سنہ ۱۲۹۷ھ
برکس سیاہ کردہ نہ چون مہر چشم آز سنہ ۱۲۹۷ھ | از وجہ آمدِ زر خود اندرین زمان سنہ ۱۲۹۷ھ
شد بانی نیازِ عزاخانۂ حسین سنہ ۱۲۹۷ھ | ابن علی خدیو ولا شاہ انس و جان سنہ ۱۲۹۷ھ
گشتہ بدین رواقِ طبیب مسیح نہج سنہ ۱۲۹۷ھ | سقف آسمانِ عرش زمین اوسط آسمان سنہ ۱۲۹۷ھ
بیت الشفاے عامِ صداعِ گناہ ناس سنہ ۱۲۹۷ھ | دار الشفاے دردِ گناہان مردمان سنہ ۱۲۹۷ھ
شمعِ ولا لگن دلِ سرگرم مومنین سنہ ۱۲۹۷ھ | آہ شنگرفِ ماتمیان دود عود دان سنہ ۱۲۹۷ھ
ہر مصرعِ چکیدہ کند احساب قدر سنہ ۱۲۹۷ھ | ہفت و نود ہزار دو و صد سنجد اندران سنہ ۱۲۹۷ھ

ولہ اُردو

شیخ صاحب علی محمد نام | ہیں طبیب و حکیم و فرزانہ
اس عزاخانے کے ہوے بانی | عرش پایہ بنا یہ کاشانہ
سالِ تعمیر قدر نے لکھا | ہے یہ شبیر کا عزاخانہ
سنہ ۱۲۹۷ھ

تاریخ زناشوئی نواب اصغر جان صاحب عرف ننن صاحب لکھنوی

سنو نواب اصغر جان صاحب | تمھارا گھر بسا شادی مبارک

کہا یہ قدر نے مصرعِ تاریخ — نشاطِ خانہ آبادی مبارک
۱۲۹۷ھ

ولہ رباعی

نبن صاحب بعقد مہد آرا شد — وین عقدہ بشہرِ فتحپورش وا شد
اے قدر نوشتیم مسیحی تاریخ — با زہرہ قران مشتری آنجا شد
۱۸۸۰ء

تاریخ وفات نواب مرزا قربان علی بیگ دہلوی سالک تخلص شاگرد جناب غالب علیہ الرحمہ

اے قدر خواجہ تاش ما نواب قربان علی — سالک تخلص دہلوی معجز نگار افسوس مرد
مصرعِ تاریخِ وصال اندر رجز آمد ملال — نواب قربان علی سالک ہزار افسوس مرد
سنہ ۱۲۹۷ھ

تاریخ نسخہ توشۂ دار السلام مولفۂ میر عنایت حسین متین تخلص

سیدِ والا نسب میر عنایت حسین — آنکہ متین داغ اوست داغ دہِ صد کلام
لب بصفائے سخن ہمچو نبات است و شیر — ہم سخنش پُر نمک چون نمک اندر طعام
نوحۂ ماتم فزائے جملہ چو آورد گرد — اینت دو تا گفت سال قدر شعری تمام
مصرعِ اولائے او در سنۂ عیسوی است — مصرعِ اُخرائے او ہجریِ خیر الانام
اوج دہِ حور عین طوبیِ نظمِ متین — زادِ معادِ انام توشۂ دار السلام
سنہ ۱۸۸۰ء — سنہ ۱۲۹۷ھ

تاریخ ترتیب ترانۂ خیال دیوان مشتری از طوائف نامی بلدۂ لکھنو

جا مہائے خویش را ایدون چو گرد آوردہ است — نغمہ زا شد در سخن سازِ بیانِ مشتری
شد درود مرحبا بر آسمانِ آفتاب — ہم سرودِ حبذا بر آسمانِ مشتری

ماہِ سالش تافت بر اوجِ آن فلکِ قدر
سے بہار زہرہ چکید از زبان مشتری ۱۲۹۷ء

ولہ

لوحش اللہ مشتری دیوانِ خود ترتیب داد
زد مہستی سکۂ شہرت بنام مشتری

لالہ خاتون داغ بر دل لولے اندر سوز رشک
مہری و ماہی فدائے صبح و شام مشتری

در سخن دریوزہ گر سلطان داغستانیش
زائرے احرام بند بار عام مشتری

قدر بر نقدِ مسیحی سکۂ تاریخ زد
گرمی بازار شد محو کلام مشتری ۱۸۸۰ء

تاریخ غسل صحت مہاراجہ دگبجے سنگھ صاحب بہادر والی بلرام پور

دگبجے سنگھ آنریبل کے سی اس آئی خطاب
آنکہ اندر رزم بر شیران زند صد دورباش

چشمہا برداشت اندر صید شیران در کنام
شد زبون چون مردمانِ چشم تن تیز تابش

ہر یکے نخلِ دعا بنشاندش از بہر اثر
ہر یکے دستِ زبان برداشت از بہر عاش

غسلِ صحت کرد و آبِ رفتہ در جو آمدش
عمرِ عیسی مژدہ گوی آمد ز بہائے شفاش

قدر از دستِ دعا بنوشت سالِ عیسوی
بہر پاس جسم باد آبِ غسل آب نقاش ۱۸۸۰ء

قطعۂ تاریخ رحلت میر صادق حسین لکھنوی

مردہ چون صادق حسینؑ دیدہ ور
گریہ شد بر چشمِ مردم فرضِ عین

بود زوار حسین ابن علیؑ
مہر دارِ فاتح بدر و حنین

نوجوانِ صالح و پرہیزگار
تابعِ شرع و مطیعِ والدین

مصرعِ سالِ رحیلش قدر گفت
راہی جنت بشد صادق حسین ۱۲۹۸ھ

تاریخ انتقال شیخ بو سوداگر ساکن دہلی

مرد بیدار شیخ بو نام	آوخ آوخ بخفت در تہ خاک
گفت سالش زبان خامۂ قدر	شیخ بو سپرد جان بہلاک
	۱۲۹۸ھ

تاریخ تعمیر شوالہ واقع بلگرام معمرۂ دیبی پرشاد بلگرامی

بانی اس عمدہ شوالے کے ہین دیبی پرشاد
سال تعمیر کے گلشن مین کھلا فصلی گل
پھر کیا غور تو لکھے یہ سنین ہجری
پھر جو کی فکر تو کہدی یہ مسیحی تاریخ
آخر الامر کہا قدر نے یون سنبت مین

خلف الصدق جواہر لال والا تدبیر

یہ شوالہ ہمین قدر کا ہی سرو کبیر	سنہ ۱۲۸۸ فصلی
ہوگیا عمدۂ و نادیدہ شوالہ تعمیر	سنہ ۱۲۹۸ھ
اسکی چوٹی پہ جھکے قبۂ چرخ بریر	سنہ ۱۸۸۱ع
مور تون سی ہوا کیسا یہ شوالہ تصویر	سنہ ۱۹۳۸ بکرمی

تاریخ وفات عموی میر غلام یحیی صاحب بلگرامی معوطن آرہ مدفن

چون نخل قد غلام یحیا سے جواد	در آرہ بہ آرۂ اجل در افتاد
سالش ز کریا سے خرد جست قدر	گفتم عموی غلام یحیی جان داد
	۱۲۹۸ھ

تاریخ ارتحال جناب حجۃ الاسلام مولانا سید علی صاحب طباطبائی مجتہد نجف اشرف المخاطب بہ بحر العلوم ثانی

آوخ آوخ حجۃ الاسلام و برہان شگرف	رادِ دین سید علی بر دستِ گردون شد ہلاک

حیف آن ماہِ کمال آوخ این گور زند | حیف آن مہرِ ہدایت آوخ این تیرہ مغاک
وے دریغا از زمین لرزہ غمش گیتی پُر است | دیدہ اندر موید اش ارض نجف شد سینہ چاک
موسیٰ و وادی المقدس عیسیٰ و چارم فلک | خاکِ پاک آمد تکلف برطرف در خاک پاک
شد ہمینو نغمہ طوبیٰ لک از طوبیٰ بلند | موجزن بہر یزید کوثرش با صد تپاک
درد و مصرع زد دو تاریخ وفاتِ او رقم | قدر با چشم پُر آب و با دلِ اندوہناک
مُرد قاموسِ ورع سید علی بحر العلوم | موج دریاے حیا در نجف آمد بخاک
سنہ ۱۲۹۸ھ | سنہ ۱۲۹۸ھ

تاریخ ولادتِ اطفال توامان بخانہ ڈپٹی مرزا خداداد بیگ خان

ساتھ دو طفل خداداد اندنون پیدا ہوئے | ایک لڑکی ایک لڑکا حور وش رضوان شیم
اک صدف سے نکلے دو گوہر دہ دونون آبدار | اک کلی سے نکلے دو غنچہ دہ دونون تازہ دم
عیسوی سال ولادت قدر نے یون لکھدیے | مشتری و ماہ نکلے برج سے توام ہم
۱۸۸۱ء

تاریخ کدخدائی مرزا ساجد بیگ دہلوی

جاکے دلی مین جو تم واہ میان ساجد بیگ | بیاہ لائے ہو دلہن گھر کی ہوئی آبادی
لو سنو قدر سے یون مصرع تاریخ نکاح | للہ الحمد مبارک تمھین ساجد شادی
سنہ ۱۲۹۹ھ

تاریخ انتقال تدبیر الدولہ مدبر الملک سید مظفر علیخان بہادر جنگ بہادر اسیر تخلص

چون بہادر جنگ اسیر از رزمگاہِ دہر رفت | جانِ فن شاعری افتاد اندر دار و گیر
بر سرِ الفاظ خود جہل مرکب تیغ راند | بر گلوے معنی آمد دشنۂ تیغ گشت اسیر

پا بزنجیر جہالت بندش اشعار شد — خانۂ زنجیر شد ہر بیت نظم دلپذیر
گردن علم عروض آمد بہ طوق دائرہ — قافیہ از حرف قید آمد بقید ناگزیر
قدر تاریخ وفات آورد اندر قید نظم — شد ز سجن المومنین آزاد قدسی نفس اسیر
سنہ ۱۲۹۹ھ

ولہ فی المثنوی

تدبیر الدولہ مرد آوخ — رخت ز ہستی برد آوخ
رزم نگار بہادر جنگ — بزم آرائے نام و ننگ
قیدی طبع و داغ اسیر — رشک ظہوری فخر ظہیر
صائب رائے و فکری فکر — عرفی رسم و سعدی ذکر
طبع سلیمش ناز سلیم — برق کلامش داغ کلیم
قدر دو تا تاریخ بگفت — تازہ بہ تازی گوہر سفت
مَاتَ سَلِیمٌ طَابَ ثَرَاہُ — فَاتَ کَلِیمٌ طَابَ ثَرَاہُ
سنہ ۱۲۹۹ھ — سنہ ۱۲۹۹ھ

در تعمیر کاروان سرائے ہردوئی معمرہ راجا تلک سنگھ کہ ہر مصرع تاریخ است

ایجادی مادہا از سید غلام حسنین قدر حسینی واسطی سنہ ۱۹۳۹ س

سخی و داور و عاقل جناب جان کوئن	سنہ ۱۲۹۰ف	حکیم و حاکم و حق جو کمشنر جرار	سنہ ۱۲۹۰ف
ہوئے جو مستعد سعی وہ عدالت کے	سنہ ۱۲۹۰ف	بڑی ادب سے تلک سنگھ ہیں سپاس گزار	سنہ ۱۲۹۰ف
جو ہیں یہ محسن نیکان رئیس کٹیاری	سنہ ۱۲۹۹ھ	ملا خطاب انہیں راجا کا ای دل آئی بہار	سنہ ۱۲۹۹ھ
پھر اسکے شکر میں بے باک طبع راجا نے	سنہ ۱۲۹۹ھ	کی یادگار ہیں ارفع کلان سرا طیار	سنہ ۱۲۹۹ھ

جو مہتمم تھی رعایتِ حسینِ عمل پژوہ و دا — سنہ ۱۸۸۲ع
یہ اذنِ میر وزیر الحسن تھا ہمکو بھی — سنہ ۱۸۸۲ع
اگر ہین فصلی و ہجری یہان علی الترتیب — سنہ ۱۹۳۹س
پھلایہ باغ ہنر قدرِ بلگرامی کا — سنہ ۱۹۳۹س

ہوئی رعایتِ انڈسی خرچ بیس ہزار — سنہ ۱۸۸۲ع
کہو وہ تاریخ ابجد مین جسمین سال ہون چار — سنہ ۱۸۸۲ع
تو مہر مسیحی و سبنت مین ہے ہو بہو شمار — سنہ ۱۹۳۹س
ہر ایک سال مین پڑھ بخلاف دو اشعار — سنہ ۱۹۳۹س

تاریخ وفات حکیم ابراہیم صاحب لکھنوی

عزیزِ مصرِ سعادت کلیم طورِ صفا
خلیلِ کعبۂ حکمت محمد ابراہیم

بصد فشار اجل زابرِ ہستی موہوم
چکید و در صدف گور شد چو درِ یتیم

نوشت سالِ وصالش بخریفِ خامہ قدر
بدرجِ کعبۂ باقی خزید ابراہیم
سنہ ۱۲۹۹ھ

ولہ

چون چراغِ دودمانِ علم ابراہیم مرد
ریخت اشک و شمع ہر غمخوار ابراہیم شد

بر دماغِ مہرِ یزدان در شبستان ارم
چشم روشن خلد از دیدار ابراہیم شد

از دلش چون ملتہب گردید سوزِ معرفت
ہر گلِ گلزارِ جنت نار ابراہیم شد

قدر از شمعِ قلم افروخت بزم سال او
از برای وی ارم گلزارِ ابراہیم شد
۱۲۹۹ھ

ولہ

ز سیرِ بتکدۂ عالمِ فنا تمثال
بسوی دارِ بقا رخت بست ابراہیم

بہ دستِ ہمتِ مردانۂ رضای قضا
شکستِ لاتِ جسد حق پرست ابراہیم

دماغ قدر بکرسی نشاند تاریخش
چہ پایۂ صنم جان شکست ابراہیم
۱۲۹۹ھ

تاریخ کدخدائی سید مصطفی برادرزادۂ مصنف

ابنِ برادرم ابن علےٰ — آب و رنگ رخ بہجت
بادِ بہارِ مصطفوے — نفحۂ عطرِ گلِ عترت
دستِ مرادِ او آراست — رخت عروسی برقامت
مصرعِ سال بتاریخش — قدرِ سخنگو در ساعت
معنوی و ہم صوری گفت — سال الف و ثلاثہ مائتہ ۱۳۰۰ھ

تاریخ فسانۂ آزاد مولفہ پنڈت رتن ناتھ صاحب

پنڈت رتن ناتھ از سخن افسانہ را کردہ چمن — زنار بستش برہمن ہم زاں پرستش شد رفیع
ہاں قدرِ تاریخش مہل بر سال زن مہر سجل — شد بخم حسن آرائے ل حالات آزاد بدیع ۱۳۰۰ھ

ولہ

اینت رتن ناتھ در دز ہمہ دانی سمر — آنت فسانہ نگرکان ہمہ ایجادِ اوست
شعر وسے اندر دہن صد چمن اندر چمن — نطقِ زبانِ سخن مرغ چمن زادِ اوست
مصرعِ چسپیدہ اش عرعر بالیدہ اش — معنیِ پیچیدہ اش طرۂ شمشاد اوست
خامہ بجامہ نہاد زہرہ عطارد بزاد — فکر تصور نژاد خلخ و نوشادِ اوست
بست بفکر رسا معنیِ نایاب را — بستنِ بال ہما عشوۂ صیادِ اوست
مریم او طبعِ بکر عیسے او تازہ فکر — روح قدس را بہ ذکر ہمت پا سادِ اوست
مصرعِ تاریخ باز قدر چنین داد ساز — سرو چمن زار ناز قصۂ آزادِ اوست
سنہ ۱۳۰۰ھ

تاریخ زراعت دکن مولفہ حسن بن عبداللہ محاسب سرکار نظام

سخن فہم و گنجور گنج ہنر
حسن ابن عبد اللہ نامدار
حسابش برون از حساب کتاب
بعلم فلاحت کتابے نوشت
چو زد تیشۂ خامہ بر کوہ فکر
صلاح و فساد زمین بر کشاد
خوشا تخم تاریخ افشاند قدر

بہین جوہر معدن علم و فن
خداوند اقلیم خلق حسن
کہ فرد وحید است اندر زمن
زمین سبز شد مثل چرخ کہن
بر آوردہ این طرفہ لعل یمن
شدہ خارزار جنوبی چمن
شدہ سبز کشت صلاح دکہن
۱۳۰۱ھ

تاریخ طبع

قطعات تاریخہائے طبع کلیات جناب سید غلام حسنین قدر بلگرامی مرحوم از نتائج افکار گہربار مورخ نغز گفتار حکیم محمد قیام الدین صاحب متخلص بہ نیّر سلمہ اللہ القادر

صورت شمع بزم عالم مین
بہر سن تین بار نیّر نے

خوب روشن ہوا ہے نام قدر
کہدیا۔ چھپ گیا کلام قدر
۱۳۰۸ھ

ایضاً منہ در فصلی

شد طبع کلام قدر ذی قدر
نیّر گفتم چہ مصرع سال

این مژدہ مرا چو گشت مسموع
ہان گشت کلام قدر مطبوع
۱۲۹۸ف

ایضاً منہ در فصلی و سمت

مژدہ باد اہلِ سخن را کز ہزاران زین و زیب	طبع شد افکارِ طبعِ پاکِ قدر خوش بیان
سال فصلی را دو بار و سال سمت اسم بار	گفت وہ طوبیٰ جہانچ نیرؔ کج مج زبان
	۱۲۹۸ فصلی سمت ۱۹۴۷

ایضاً منہ در صنعت صوری و معنوی

صد منتِ خدا کہ بصد قدر طبع شد	دیوانِ قدرِ شاعر یکتائے روزگار
نیرؔ سنش نوشت بصوری و معنوی	آمد چو سال سنہ صد ہم ہشت و یکہزار
	۱۳۰۰ ھ

ایضاً منہ در صنعت از حروف منقوطہ

چون گلِ طبع کلام قدر شگفت و بمن	این نوید تازہ آوردہ چو بوئے گل نسیم
پس سنش نیرؔ بگفتم از حروفِ معجمہ	نظم قدر بلگرامی بہتر از دُرِّ یتیم
	۱۸۹۱ ع

ایضاً منہ در سمت

دہوم ہے شاعر یکتا کا ہوا طبع کلام	کیون زمانے مین نہون اہلِ سخن شاد ہی آج
خوب نیرؔ نے کہا مصرعِ سال سمت	حضرتِ قدر کا مطبوع ہوا دیوان آج
	سمت ۱۹۴۷

قطعہ تاریخ طبع دیوان ۔ از تصنیف سید واجد علی صاحب رضوی بلگرامی

بعد شاعر طبع ہوتا ہے کلام	آج پوری ہو گئی سب عزم قدر
نام روشن اس سخن سے ہے سدا	ہے یہ دیوان یا ہی شمع بزم قدر

کی ہے ہجری کی واجد نے جو فکر | عقل نے بڑھ کر کہا - وہی نظم قدر ۱۳۰۸

قطعہ تاریخ از حکیم سید بندہ رضا صاحب رئیس بلگرام

واہ وا کیسا ہی چھپا دیوان قدر | سب کو ہی اے آرزو عشرت دو چند
ایک اوس مرحوم کی ہے یادگار | دوسرے دیوان ہے عالم پسند
لفظ لفظ اوسکی ہے مصری کی ڈلی | وہ بیان شیرین کہ پھیکا جس سے قند
وہ اچھوتی فکر اے صل علے | دل فدا الفظون پہ ہے مثل سپند
ہے لب زاہد پہ سال عیسوی | پیاری پیاری بندشین مضمون بلند ۱۸۹۱ء

تاریخ طبع دیوان - از نتیجہ نازکخیال شیرین مقال جناب غلام حیدر صاحب ارشد تلمذ قدر

حق ہی لعل بے بہا ہے کلیات میر قدر | اسمین ہین رنگین مضامین کیا کیا ای پاکیزہ
طبع کی تاریخ یون لکھتا ہی ارشد صاحب | قدردانو شوق دل ہی طبعزاد قدر لو ۱۳۰۸ھ

ولہ فصلی

کلام حضرت اُستاد اسقدر ہے لطیف | کہ جس سے لطف اُٹھائینگے طبع اہل زبان
لکھا یہ خامۂ ارشد نے سال فصلی ہی | کلام قدر چھپا قدردانو تم ہو کہان

ولہٗ وفات حسرت شاعر نامی حضرت اُستاذی قدر مرحوم

حضرت قدر غلام حسنین اسم شریف | بلگرامش وطن و سید ذی رتبہ و جاہ

روز یکشنبه و بست و سوم ذیقعده — فوت کرد آن شهٔ اقلیم سخن وا ویلاه

سنهٔ رحلت او ارشد مغموم نوشت — شد روان قدر بسوی ارم انا لله

۱۳۰۱ھ

ولہ

سرور اهل زبان سرو ارباب سخن — رفت سوی ملک عقبی ترک دنیا کرد حیف

مصرع تاریخ فوتش خامهٔ ارشد نوشت — قدر از جور فلک زیر زمین جا کرد حیف

۱۳۰۱ھ

ولہ

صد حیف ز دهر شاعر یکتا رفت — از جسم سخن روح روان گویا رفت

آ ارشد سنهٔ وفات او میگویم — قدر جادو مقال زین دنیا رفت

۱۳۰۱ھ

ولہ

نالان نشود چون دل ناشاد من — بر چرخ چسان رسد نفیر یاد من

تاریخ این الم چه گویم ارشد — رحلت ز جهان گزید اُستاد من

۱۳۰۱ھ

ولہ

حضرت قدر سر اهل سخن سحر بیان — ذات او عمدهٔ اولاد رسول الثقلین

نام نامیش بجا گشت غلام حسنین — زانکه او روح حسنؑ بود و دل و جان حسینؑ

حیف صد حیف که از بزم جهان بگذاشت — محفل نکته سرائی شده بی زیب و زین

آه او خاطر ما از دل و جان داشت عزیز
از چه رو در غم او دل نکند شیون و شین
سال رحلت بدعا نیز بگو ای ارشد
بگلستان ارم قدر بود با حسنین
۱۳۰۱ھ

ولہ فصلی

کرد مرگ او محزون دل شده سراسر خون
آنکه در سخن همچون جامی و نظامی شد
بشنو ارشد پر غم سال فصلیش گویم
های راهی از عالم قدر بلگرامی شد
۱۲۹۲ف

ولہ فصلی

چه حاجت ست که شرحش دهد زبان من
که روشن ست بر اہل زبان مراتب قدر
وفات یافت بگو سال فصلیش ارشد
زیاده باد بدار جنان مراتب قدر
۱۲۹۲ف

ولہ مسیحی

برده گر زیر زمین قدر زبان آور را
جور بر اہل سخن کرده چرخ بی پیر
آمده سال مسیحی بزبانم ارشد
رہگرا شد ز جهان قدر بحکم تقدیر
۱۸۸۴ء

در صوری هجری معنوی مسیحی

اندرین دنیا نماند از دست بیداد اجل
نکته پرداز سخندان و سخن آگاه قدر
عیسوی مصرع عیان هجری ز من ارشد بخوان
در ہزار و سه صد و یک رفت زین دهر آه قدر
۱۳۰۱ھ | ۱۸۸۴ء

ولہ سنبت

حیف بگذشت چو پنجاہ و دو سال از عمرش
نیز سبنت بقلم آمدہ بنگر ارشد

حفت تر فہ بر روانہ شدہ زین دار خراب
از جہان رحلت قدر آہ چہ رو داد شتاب
۱۹۳۱

ولہ در زبر بنیات ہجری

خسرو ملک معانی قدر
ارشد زبر ببین گوشہ

کرد جہان فنا پدر دد
ہے ہے قدر وفات نمود
سنہ ۱۳۰۱ ھ

ولہ در زبر بنیات فصلی

قدر استاد من ازین عالم
فصلی اندر زبر ببین ہست

راہی ملک جاودان گردید
وائے جائے مزار قدر گزید
۱۲۹۲ ف

ولہ در زبر بنیات سبنت

جان استادم روان شد چون زتن
سبنت ارشد ہم زبر باہین ہست

وردل من جا نمود از بس ملال
قدر از دنیا گزیدہ انتقال
۱۹۳۱

ولہ

استاد بعدیل زمانہ جناب قدر
جادو طراز سحر بیان خوش مقام دہر
در مدح پادشاہ دکن او قصیدہ گفت

زیبد اگر باہل سخن گو میش امام
معجز رقم محاورہ دان افصح انام
اشعار اندر ان دو صد و سی بود تمام

کرده سفر بسیزدهم از مه صفر — یعنی ز لکهنو به بنارس نهاده گام

اسوار ریل شد ز بنین بوسے حضور — در عرصهٔ قلیل رسیده بآن مقام

خواند آن قصیده را بادب در حضور او — گردید مورد صله از حضرت نظام

هم سرفراز گشت به تنخواه چارصد — لیکن دران زمانه که شد فایز المرام

از اختلاف آب و هواے مقامها — طبعش ازین سبب شده مائل سوز گام

چون بود حکم حضرت ممدوح ظل حق — همراه رفت جانب کلکته شاد کام

زانجا بهر دشه بدکن همره رکاب — با لطف خسروانه و اعزاز و احترام

یکماه و چند روز در انجا صحیح ماند — بیمار گشت بعد ازان آن رسیده کام

شد دنبلے نمود به پشت مبارکش — آن دنبلے خراب که سرطان بود بنام

اسهال هم که با کبدی گویدش طبیب — در هر دو مبتلا شده آن کامل انام

امراض او بطول کشید نزدیک بیک — تا آنکه فرق آمده در طاقت خرام

چون دید جسم لاغر او رنگ چهره زرد — آگه شد از علالت او خسرو نظام

بین قدر دانیش ز ره بنده پروری — صادر نمود حکم بصد حسن انتظام

مداح هر کجا که بخواهد دلش رود — یابد بصرف خویش دو صد روپیه مدام

القصه آمده ز دکن سوے لکهنو — کرده معالجه ز اطباے آن مقام

ایواے چون نبود بتقدیر او شفا — سودے نداد هیچ علاجے و اهتمام

از سیل آن عوارض مهلک بچند روز — آورد قصر طاقت او رو بانهدام

ذیقعده ماه و بست و سوم بعد هفته روز — آخر سفر گزید ازین دار بے قیام

معلوم گشت روز دگر حال فوت او — زان رو که این ستم زده بوده ببلگرام

از تیغ تیز کم خبر مرگ او بنود ۔ زخمی بدل رسید که شد کار دل تمام

افسوس اهلخانه دو همشیره را گذاشت ۔ زان هر دو از دو سال یکے بیوه ستهام

از هفت سال مادر او نیز بیوه است ۔ یعنے نماند والد آن مادح نظام

چون ذکر بیوگان بزبان داشت این حزین ۔ فی الفور گفت دل که فضولست این کلام

ممدوح او بدهر بماند هزار سال ۔ خواهد نمود پرورش بیوگان مدام

نادم شدم بگفتهٔ خود زین جواب دل ۔ انگاه فکر سال مرا شد باختتام

ارشد رقم نمود دو سالش بمصرعی ۔ گشته روان بسوے ارم قدر خوش کلام
۱۳۰۱ھ ۔ ۱۳۰۱ھ

مصرع سال فصلی او نیز گفته شد ۔ رحلت نموده قدر ز دنیا بے بقیام
۱۲۹۲ف

ارشد زبهر سال مسیحش هم بگو ۔ ایوا نموده قدر بسمت عدم خرام
۱۸۸۴ع

دریافت سنتش چو کنی بشنوی زمن ۔ آه از قضاے قدر شده کیف بلگرام
سنبت ۱۹۴۱

تمت

الحمد لله والمنة که کلیات سید غلام حسنین مرحوم بلگرامی المتخلص به قدر
بماه نهم ذیحجه سنه ۱۳۰۸ ہجری مطابق هفتدهم جولائی سنه ۱۸۹۱ع
در شهر آگره بمطبع مفید عام آگره باهتمام
بندهٔ گمنام احمد خان صوفی پیرایهٔ اختتام
در برکشید و سرمه کش چشم
نظارگیان
گردید

مثنوی قضا و قدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طرۂ دستار کلام کلیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہے وہ رحیم اور سمیع و بصیر
مالک و جبار و حکیم و قدیر

خاک سے آدم کو کیا اُسنے پاک
نور سے بہتر ہوئی حوا کی خاک

خاک کیا خاک سے پھر گل کیا
گل سے ہر اک عضو کو کامل کیا

عضو ہوے جمع بنا آدمی
خاک سمجھتا ہی بھلا آدمی

خاک ہی کو نور پیمبر دیا
خاک سے صاف آئنے کو کر دیا

آئینۂ قدرت رب قدیر
احمدؐ مختار بشیر و نذیر

رہتے نتھے حق سے کوئی دم جدا
سایہ نہ مرئی تھا مثال خدا

وصل یہ تھا سایکو چارہ نہ تھا
خالق و احمدؐ میں گزارہ نہ تھا

سایہ صفت ساتھ علیؑ کا رہا
لحمک لحمی احمدؐ نے کہا

جسم نبیؐ جسم علیؑ ایک تھا
خون علیؑ خون نبیؐ ایک تھا

تھے وہ پیمبرؐ یہ امام ہدا
اُن پہ درود اِن پہ سلام خدا

باعث نظم

جمع ہوے ایک دن احباب و یار ۔ صاحب عز و شرف و ذی وقار
بزم مین ہر ایک تھا رنگین بیان ۔ نطق مین گلریز تھی شاخ زبان
جلسے مین ہر ایک فلک آستان ۔ چھیڑ رہا تھا نئی اک داستان
ایک تو کہتا تھا کہ تقدیر خوب ۔ دوسرے کا قول تھا تدبیر خوب
اون مین سے اک شاعر شیرین کلام ۔ جنکے سخن کی ہے بڑی دہوم دھام
کہنے لگے مجھسے وہ ذی فہم و عقل ۔ یاد ہے اے **قدر** مجھے ایک نقل
ہے وہ صدف گوہر تقدیر کی ۔ موج ہے سرچشمۂ تدبیر کی
نظم اسے کرکے سنا دیجیے ۔ آینہ طوطی کو دکھا دیجیے
ہین وہ بہت صاحب عقل و تمیز ۔ ہوگئی اُنکی مجھے خاطر عزیز
پھر نہ مین خاطر شکنی کر سکا ۔ پھر نہ مین کچھ کم سخنی کر سکا
نثر سے نظم مین قصہ لکھا ۔ رہ گیا تھا جو مرا حصہ لکھا
ہے جو بنا قصے کی تقدیر پر ۔ نام ہے اے **قدر** **قضا و قدر**

آغاز داستان امیر و فقیر

آج تو کچھ رنگ جما ساقیا ۔ بادۂ گلرنگ پلا ساقیا
ابر ہے اور فصل بہاری کا زور ۔ ہو یہ خرابات مین مستی و شور
قاضی و زاہد کی پگڑی گرے ۔ ہاتھ مین مستون کے ہون دونون سرے

دور مین جام سے انگور ہو — قلقل سے نغمۂ طنبور ہو

قاضی و مفتی کو ذرا چھیڑ کر — سوئے میخانے کے پٹ بھیڑ کر

نیند نہ آئے تو کہانی کہون — جو جو سنا ہے وہ زبانی کہون

اک طرف اک شہر تھا آراستہ — جلوہ گہ حسن ہر اک راستہ

خوب سجی شہر کی ایک اک دکان — طرفہ عمارات عجائب مکان

شہر کے باشندے سخی و کریم — عاقل و دانا و ظریف و حکیم

رہتا تھا اُس شہر مین اک مالدار — خوب بسر کرتا تھا لیل و نہار

جمع تھا اسباب معیشت تمام — سیکڑون نوکر تھے ہزارون غلام

خرچ کا مطلق اُسے دھڑکا نہ تھا — رنج یہی تھا کوئی لڑکا نہ تھا

زر ہو نہو زر کا جو والی تو کیا — ہاتھ بھرا گود ہو خالی تو کیا

اُسکی کوئی گود کا پالا نہ تھا — گھر مین کوئی گھر کا اوجالا نہ تھا

دل جگر اس سوز سے تھے داغ داغ — گھر مین نہ رکھتا تھا وہ گھر کا چراغ

شب کو دعا مانگتے ہوتی سحر — روز کو خیرات مین کرتا بسر

اشک گرے فضل خدا ہو گیا — سینچ دیا نخل ہرا ہو گیا

کی جو بھلائی تو بھلا ہو گیا — صدقہ دیا رد بلا ہو گیا

آئے کو محتاج نہ جانے دیا — اُسنے دیا اُسکو خدا نے دیا

نخل سخاوت سے اُسے پھل ملا — زر جو دیا غنچۂ مطلب کھلا

سنتے ہین درویش کوئی آ گیا — جسپہ کہ اُس شخص کا جی آ گیا

مست مئے کشف و کرامات تھا — رند قدح نوش مناجات تھا

ناصیے پُر نورِ صباحِ امید | چاند سا مُنہ چاندنی ریش سپید
ماتھے پہ سجدے کا نشان جلوہ گر | مہر تھی گویا خطِ تقدیر پر
لب جو کھلے عقدۂ دل وا ہوا | جو جو زبان سے کہا ویسا ہوا
ہاتھ مین تسبیح زبان پر عمل | قطع مگر رشتۂ طولِ امل
کیا ہی ریاضت مین وہ تھا بے ریا | جسم ہوا گھُل کے سنئے بوریا
گھُل گیا تھا زہد مین ایسا بدن | رشتۂ تسبیح تھا سارا بدن
دن جو ہوا دن کو وہ صائم رہا | شب جو ہوئی شب کو وہ قائم رہا
تھا الف اللہ کا قد بلند | یون ہی جھکنے مین تھا بند بند
ایک مشبک کفنی دوش پر | جس سے منون خاک چھنی دوش پر
مدحتِ معبود مین تھا تر زبان | ذکر خداوند جہان برزبان
کعبۂ مقصود رسیدہ فقیر | بیٹھ گیا آ کے قریب امیر
آنکھون مین گھر پایا جو ڈالی نظر | دل مین ہوا گھر تو رہا اُسکے گھر
اُسنے کہا آپ کا تکیہ کدھر | بولے کہ تکیہ مرا اللہ پر
نام جو پوچھا تو فدائے خدا | کام جو پوچھا تو رضائے خدا
پھر یہ کہا آج ادھر کس طرف | بولے ہوا حکم خدا جسطرف
جب یہ کہا دست دعا چاہیئے | ہنس کے کہا فضل خدا چاہیئے
جب یہ کہا یاس ہے اب چار سو | کہنے لگے بھول نہ لا تقنطوا
کہنے لگے بھر کے وہ پھر آہ سرد | ہے عوضِ لختِ جگر دل مین درد
طفل نہین پاتے ہین آغوش مین | طفلِ سرِ سنگ آتے ہین آغوش مین

کہکے یہ درویش نے رو رو دیا | سنتے ہی درویش نے رو رو دیا
سوے خدا دست دعا اُٹھگیے | بیٹھ گیا دست دعا اُٹھگیے
قبلے کو پھر پھیر کے مناجات کی | سجدے مین گر گر کے مناجات کی

دعاے درویش

ہوش دیے تونے خدایا ہمین | اپنی عبادت کو بنایا ہمین
چاہے تو بے باپ کے پیدا کرے | چاہے تو بے ماں کے ہویدا کرے
عیسیٰ و حوا ہین یہ دونون گواہ | قادر ہر فعل ہے تو اے آلہ
نوح رحم کا ہے توہی نقشبند | کھینچتا ہے نقش جو کچھ ہو پسند
خلقت اول مین سلالہ کیا | آب سے اور گل سے امالہ کیا
حکم سے تیرے ہوا میل قرار | نطفے کو اے خالق ہر نور و نار
تونے رحم مین علقہ کردیا | پھر علقے کو وہین مضغہ کیا
مضغے مین روئیدہ کیے پھر عظام | لحم دیا عظم کو پھر قیام
پھر عصب و پے کو جو پیدا کیا | خلقت آخر کو ہویدا کیا
اسمین کوئی تیرے برابر نہین | ہر کوئی مخلوق سے ہے تیرا حسین
جانتا ہے غائب و حاضر کو تو | خوشخبری دیتا ہے عاقر کو تو
مردے سے بدتر زکریا ہوے | پایا جو فرزند تو زندہ ہوے
یونہین طلبگار ہے تجھسے اسیر | ہے ترے در پر ترے در کا فقیر
شاد تو اے میرے خدا کر اسے | دولت فرزند عطا کر اسے

فجعلنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فكسونا العظام لحما ثم انشاناه خلقا آخر

عالم الغيب والشهادة

حسرت اولاد سے ہی دل مین درد اے مرے رب چھوڑ اسے تو نہ فرد

کیا ہی موثر تھی دعاے خفی ذکر خفی اور نداے خفی

دود دعا ابر سا چھانے لگا بحر اثر موج پر آنے لگا

میکدے مین آج بڑی سیر ہے قدر کدہر جاتے ہو کچھ خیر ہے

پیدا ہونا فرزند امید کا اور آنا کاتب تقدیر کا

جوش پہ ہے فصل بہار ان دنون کیا ہی چہکتے ہین ہزار ان دنون

کالی گھٹا چھائی ہے گلزار پر کوکتے ہین مور بھی دیوار پر

رعد کا غل ہے کہ خبردار ہو برق کی چشمک ہے کہ ہشیار ہو

دل مین کھبا جاتا ہے سامان باغ تنتے اکڑتے ہین جوانان باغ

موج مین ہے باغ کے جو نہر ہے حوض کے دل مین بہی عجب لہر ہے

باغ سے جاتی نہین اک دم گھٹا حوض پہ میخوارون کا ہے جمگھٹا

اینڈتے ہین تاک عجب رنگ ہے عقل فلاطون بہی یہان دنگ ہے

تاکتے ہین رند کھڑے دور سے آنکھین لڑی رہتی ہین انگور سے

پیچ ہے ہر بیل مین گیسو کی شکل شاخین جھکی جاتی ہین ابرو کی شکل

ساغر لبریز میسر ہوے میکدے رندون کے لیے گھر ہوے

ہم وہ ہین ساقی جو ترا نام لین حور سے کوثر کا ابھی جام لین

ہوش مین آ ساقی رنگین لباس دیکھ ذرا مست کے ہوش و حواس

دہیان اگر جانب میخانہ آئے صاف ہو خم اور کہین دہیانہ آئے

آج تو رندون مین یہ گاڑھی چھنی — نازِ پری کرتی ہے تر دامنی
رحمتِ رب ہو گیا ابر سیاہ — پانی پڑا دھوئے گئے سب گناہ
فصلِ بہاری مین ہے ہر مستِ پاک — ابر کی چادر سے بنا دستِ پاک
دل مین نہان رکھتے ہین بوتل تمام — آنکھ کے پردے مین چھپاتے ہین جام
قاضی اگر دیکھنے آئے تو کیا — میکدے مین کچھ بھی نہ پائے تو کیا
یونہین اگر ذلت اُٹھایا کرے — پھر نہ یہ میخانے مین جایا کرے
لاکھ کہے کوئی نہ اسکی سنے — سر نہ ہلے لاکھ یہ سر بھی دھنے
لاکھ یہ چاہا کرے افشائے راز — کوئی نہ میخانے مین تبلائے راز
یہ کہے اور او رکہین اور اور — پیٹ کے ہلکے نہ ہون شیشے کی طور
ہم وہ ہین دو جام پیے جس گھڑی — عقل فلاطون سے بھی بڑھ گئی
جام سے عالم کی خبر گھر مین ہے — ساغرِ جمشید بھی چکر مین ہے
آج تو نشے مین یہ سوجھی ترنگ — جام سے کھلجائے زمانے کا رنگ
خوب چڑھے ہے نشۂ مافی الضمیر — بکنے لگین حال امیر و فقیر
قدر یہی دل مین ارادہ کیا — خوانِ تکلف کو زیادہ کیا
تم تو یہ کہتے ہو کہ افشا نہ ہو — میری یہی دھن ہی کہ افسانہ ہو
ہے جو فسانہ اُسی درویش کا — ذکر کرو دعوتِ درویش کا
دعوتِ درویش کی تاثیر واہ — جھوٹ جو کہتا ہون تو آئین گواہ
خوب دعاؤنکا بندھا سلسلہ — وہ جو عقیمہ تھی ہوئی حاملہ
قفل مین خازن نے لگائی کلید — دم مین ہوا ایک خزانہ پدید

حامل نطفہ سے شکم زن ہوا — گوہر نایاب کا مخزن ہوا
گھر مین عجب قہقہے ہونے لگے — چہلین ہوئین چہچہے ہونے لگے
حمل ترقی پہ جو مائل ہوا — ماہ نہم مین مہ کامل ہوا
سنتے ہین جب نور کا تڑکا ہوا — چودہوین کے چاند سا لڑکا ہوا
نام خدا تیری کریمی کی شان — دیر نہین تو جو ہوا مہربان
چھاؤن عنایت کی جو دکھلا گیا — شاخ شکستہ مین ثمر آگیا
صدقے ترے اے مرے رب عُلا — جسنے جو مانگا وہ اُسے دیدیا
کہتے ہین جب باپ کو پہنچی خبر — خوب لٹایا گہر و مال و زر
خمس دیا صدقہ دیا خوش کیا — سجدہ کیا شکر کیا ہنس دیا
سنکے جمال پسرِ نامدار — دیکھنے آیا پدرِ نامدار
گود مین پردے سے نکالا اُسے — پاؤن پہ درویش کے ڈالا اُسے
ڈال چکا قدمون پہ جسدم امیر — بیٹھ گیا گود مین لیکر فقیر
مُنہ مین زبان ڈالکے معصوم کے — ہنسنے لگا پیار سے مُنہ چوم کے
حفظ کی دو چار دعائین پڑہین — خوب اثردار دعائین پڑہین
حرز دیے گنڈے بہت پڑہ دیئے — نقش لکھے سورے کئی دم کیئے
ایک دعا لکھکے عطا کی اُسے — باپ کو پھر دیکے دعا دی اُسے
یہ سہ اقبال سلامت رہے — تا صد و سی سال سلامت رہے
آگے جو گزرا ہے مقدر کا حال — کہتا ہے یون راوی شیرین مقال
ہمنے سنا ہے یہ بہت معتبر — قسمت روزی عمل خیر و شر

کاتبِ تقدیر سمجھ کہ خدا | ماتھے پہ لکھ جاتا ہے سب کے جدا

تھی جو بہت ساعتِ نیک اور سعد | بعدِ ولادت وہین دم بھر کے بعد

کاتبِ تقدیر بحکمِ قدیر | لکھنے چلا جبہۂ طفلِ صغیر

کشف و کرامات کا دیکھو اثر | حضرتِ درویش کو آیا نظر

دیکھکے درویش نے رُوکا اُسے | لکھنے نہ پایا تھا کہ ٹوکا اُسے

خدمتِ درویش مین آیا ملک | کہنے لگا کون بتایا ملک

دیکھ سمجھ کیا مین فرشتہ نہین | سن بس مرے قسمت کا نوشتہ نہین

ہے مری مٹھی مین ہر اک بند و بست | نامۂ تقدیر ہے ہر خطِ دست

ہاتھ بنا آئینۂ سرنوشت | اس سے عیان ہوتا ہے ہر خوب و زشت

حال ملک سنکے یہ بولا فقیر | اب یہ بتا اے مَلکِ بے نظیر

ٹھہری ہے اس طفل کی تقدیر کیا | ماتھے پہ کر جائیگا تحریر کیا

اُسنے کہا حکمِ خدا ہے جو کچھ | حرف بحرف سرِ لوح لکھا ہی جو کچھ

جو جو بتایا ہے بتا سکتے ہین | جو جو سُنا ہے وہ سُنا سکتے ہین

صفتِ امانت مین خیانت کرین | صورتِ ہاروت قیامت کرین

تم سے کہین تا کہ کہو سب سے تم | شاہ جی گرتے تو ہو مطلب سے تم

کہنے لگے آپ سن اے راز دار | یہ نہین سین واللہ ہمارا شعار

خلق مین غماز رہین وہ نہین | اِسکی سنین اُسکی کہین وہ نہین

ہے قسمِ حضرتِ ستّارِ عیب | تو جو بتا دے ہمین اسرارِ غیب

کاش زبان مُنہ سے نکالے کوئی | راز نہ نکلے وہ زبان سے کبھی

جب انہین مضبوط بہت پالیا ۔ کاتب تقدیر نے بتلا دیا

حکم خدا اُسکو یہ ہے اے فقیر ۔ لکھ یہ سر جبہۂ طفل امیر

فضل الٰہی سے جو ہو یہ جوان ۔ اسپ سُبک خیز رہے زیر ران

گھوڑے سے میدان نہ خالی رہے ۔ اسکی کبھی ران نہ خالی رہے

شاد و فرحناک رہے یہ پسر ۔ چین سے کٹجاے یونہین عمر بھر

گذرے یونہین ابلق لیل و نہار ۔ گھوڑے سے اُترے تو میان مزار

ختم ہوئی بات بڑہا وہ ملک ۔ ہاتھ بڑہے طفل کے ماتھے تلک

رزق لکھا عمر کا نقشا لکھا ۔ اور جو منظور تھا لکھنا لکھا

کام کیا شکل دکھائی نہ پھر ۔ گرد بھی اُسکی نظر آئی نہ پھر

دوسرے فرزند کا پیدا ہونا اور فرشتے کا ہویدا ہونا

دیر ہوئی دور سے چلے ساقیا ۔ اور سے چلے اور چلے ساقیا

ابر ہے چلتی ہے ہواے بہار ۔ ہو لب دریا بطِ مے کا شکار

بادۂ احمر بطِ مے مین بھرو ۔ خون کبوتر بطِ مے مین بھرو

بوتلین سبز اور وہ رنگین شراب ۔ برق چمکتی ہو میان سحاب

رعد کی شورش ہے بہار آئی ہے ۔ مژدۂ گل بادِ صبا لائی ہے

چرخ پہ پہونچا ہے سر پیرمغان ۔ جھومتا ہے شاد ہے پیر مغان

صاحب تاثیر ہے کیا بات ہے ۔ بات ہر اک اُسکی کرامات ہے

نشاہ سے مجھے آخر کار آگیا ۔ پلکین اُٹھین ابر بہار آگیا

ایک پلک مارنے مین آیا ہوا — عالمِ بالا تہ و بالا ہوا
ہے یہ دعا مثل دعاے فقیر — پیرِ مغان لاکھ فداے فقیر
کہتا ہے اسطرح مرا ہمنفس — بعد ولادت کے جو گزرا برس
پھر وہ عفیفہ ہوئی آبستنی — وضع کی میعاد پہ لڑکا جنی
طفل طرحدار وہ پیدا ہوا — جسکی نظر پڑگئی شیدا ہوا
پردے مین جب دیکھنے آیا پدر — خدمت درویش مین لایا پدر
ہنسکے کہا آپ کا بخشا ہے یہ — اور انہین قدمونکا نقشا ہے یہ
کہکے پدر گود مین لیکر اُٹھا — بوسہ لیا گرکے قدم پر اُٹھا
خدمتِ درویش مین آیا گیا — کاتبِ تقدیر اُدھر آگیا
پھر وہی درویش سے باتین ہوئین — پھر وہی چہلین وہی گھاتین ہوئین
محرم و ہمراز جو پایا انہین — غیب کا احوال بتایا انہین
حکمِ خداوند ہمین یاد ہے — خالقِ اکبر کا یہ ارشاد ہے
جلد پہونچ اے ملک باخبر — طفل کے ماتھے پہ یہ تحریر کر
پونہچے جوانی کو تو استاد ہو — صید گہِ خلق مین صیاد ہو
ہاتھ سے اسکے نہ پرندہ بچے — نسر فلک تک بھی نہ زندہ بچے
دام مقدر سے رہائی نہین — اسکے سوا اسکی کمائی نہین
راز کا جھگڑا جو ہوا سب تمام — جاکے فرشتے نے کیا اپنا کام
حکم جو حاکم کا روا ہوگیا — کاتبِ تقدیر ہوا ہو گیا
صاحبِ اولاد ہوا جب امیر — شاد کیا شاد ہوا جب امیر

سامنے جو دامنِ سائل ہوا
موتیون کے آب کا ساحل ہوا

تولد دختر اور آمد کاتب مقدر

آج نہین آپ مین ہم ساقیا
ہوش نہین تیری قسم ساقیا

تو نے سُنا جاتی ہے فصل بہار
ہوش مین آجاتی ہے فصل بہار

کل یہ بہلا تختگہ جسم کہان
جام کہان بزم کہان ہم کہان

فصل خدا سے وہ سرانجام ہو
دورۂ آخر مین ترا نام ہو

رند کوئی جب سوئے میخانہ جاے
جاے پر اس راہ سے پیاسا نہ جاے

حاضر اگر شیشہ و ساغر نہو
اسمین تکلف نہین بہتر نہو

ہم سے فقیرون مین بہلا کیا حجاب
خیر سے کشکول مین بہر دے شراب

وضع نفاست پہ نہین کچھ خیال
تو نے سُنا ہو مرے مرشد کا حال

رازِ خدا سب اُسے معلوم ہے
شہرۂ آفاق ہے وہ دہوم ہے

ہاتھ اُٹھے بہر دعا تین بار
نخل تمنا سے ملے تین بار

واہ تاثیر دعاے فقیر
کہتا ہے یون راوی طوطی نظیر

حاملہ اسکی جو وہ بی بی ہوئی
بطن سے اُس بی بی کے لڑکی ہوئی

حور کا چہرہ تو پری کا جمال
ننھا سا قد اور جھنڈولے تھے بال

صاف ہر اک عضو بدن نرم نرم
نازکی اندام مین آنکھو نمین شرم

باپ جو پردے کے برابر گیا
گود مین لیتا ہوا باہر گیا

دیکھکے درویش نے ہنس ہنس دیا
پیار کیا گود مین جب لے لیا

چاند سے رخسار کا بوسہ لیا
دیکے دعا پردے مین بھجوا دیا

اتنے مین ظاہر وہ فرشتہ ہوا
تذکرۂ حال نوشتہ ہوا

بولا کہ دو بار بتایا تمھین
غیب کا اسرار بتایا تمھین

راز خدا پوچھ چکے واہ جی
اب نہ بتائینگے تمھین شاہ جی

آپ بھی مرشد ہوے اللہ رے دم
کون سا ہے آپکا بانیان قدم

ہنسکے یہ درویش نے اس سے کہا
میرے ترے کون سا پردہ رہا

اس سے تو دنیا مین نہین نیک بات
تیرے سبب جان گیا ایک بات

پہنچی مرے کانون مین جو داستان
پھر کوئی سنتا نہین وہ کانون کان

اسنے کہا خیر خبر شرط ہے
مین کہے دیتا ہون مگر شرط ہے

اپنے فرشتون کو نہ کیجے خبر
کہتا ہے یون خالق جن و بشر

جبہۂ دختر پہ یہ لکھ اے ملک
بھیک یہ مانگا کرے آخر تلک

صبح سے تا شام گدائی کرے
چین سے بے فکر کمائی کرے

حکم خداوند سے چارہ نہین
اسمین کچھ انسان کا اجارہ نہین

حال یہ درویش کو بتلا گیا
اور وہ دختر کے قریب آگیا

خامہ تھی انگشت ورق ناصیا
حکم خداوند جہان لکھدیا

لکھ جو چکا پھر کہین سایا نہ تھا
عقل یہ کہتی تھی کہ آیا نہ تھا

پھر کے خزانے مین جو آیا پدر
سائلونکو بخش دیا مال و زر

زر دیا زیور دیا خلعت دیا
سبکو مگر حسب لیاقت دیا

شادی نہین رہنے کا وہ امیر
جان سے اور دلسے مطیع فقیر

چاہا جو کچھ اُسنے روا ہو گیا
سامنے آنکھون کے سب آنکھونکے نور
حق نے دکھایا یہ سمان باپ کو
دہیان یہ رہتا تھا نہ پونہچے گزند
سوے خدا ہاتھ اُٹھے رہتے تھے
باتین کرین جبکہ یہ چشم و چراغ
سامنے آنکھونکے یہ دلبند ہون
یونہین نظر رہتی تھی اطفال پر
سنتے تھے جب دم سخن اطفال کے
قدر بہت عیش مین جھولا نکر

منہ سے جو کچھ اسنے کہا ہو گیا
سخت جگر گوشون سے دل مین سرور
عید کا دن روز تھا مان باپ کو
دونون وہ مان باپ تھے مثل سپند
بھر دعا ہاتھ اُٹھے رہتے تھے
پھول جھڑین بزم رہے باغ باغ
نخل جوانی سے برومند ہون
پھرتے تھے آنکھون مین وہ نور نظر
جوستے تھے سب بہن اطفال کے
ہادم لذات کو بھولا نہ کر

شاہ صاحب کا حج کرنا مان باپ کا مرنا دولت کی صفائی لڑکونکی جدائی

آج مرا پیر مغان کیا ہوا
ساقی و مطرب نظر آتے نہین
قلقل مینا ہے نہ چنگ و رباب
تاک بھی مرجھائے ہین اللہ رے یاس
کیا ہی برستی ہے یہان بیکسی
کوئی نہین میکدہ سنسان ہے
آج یہان ہوتی ہے کچھ عقل گم

کل جو بندھا تھا وہ سمان کیا ہوا
جا کے چھپے ہین کدہر آتے ہین
ناک مین آتی نہین بوے کباب
سرو و صنوبر بھی کھڑے ہین اداس
میکدہ اور ایک جہان بیکسی
قدر چلو ہو کا یہ میدان ہے
بزم نہ ساقی نہ صراحی نہ خم

ایک اداسی ہی فقط چھائی ہے | غیر ہے کچھ فصل خزان آئی ہے
سنتے ہین ہم ایسی ہوا کچھ چلی | شہر مین سنسان ہوئی ہر گلی
کون سے جلسے مین پڑی برہمی | شہر کا شہر آج ہوا ماتمی
حشر کا سامان ہے ہلچل یہ ہے | حال جو پوچھو تو مفصل یہ ہے
کہتے ہین اسطرح کہ مدت تلک | سب کے موافق تھا جو دور فلک
رہتے تھے دل شاد و لخت جگر | ہاتھ مین دل رکھتے تھے مادر پدر
سر پہ جو تھی چاہنے والون کی چھاون | سب نے نکالے تھے غضب ہاتھ پاون
فضل خدا سے ہوے وہ جان جان | تینون سے علی قدر مراتب جوان
چین سے اُن سب کی بسر ہوتی تھی | عشرتون مین شام سحر ہوتی تھی
جمع تھا اک جلسہ عجیب و غریب | لوگ بھی آتے تھے غریب و عجیب
چرخ کو منظور ہوا تفرقہ | ہو گئے مجبور ہوا تفرقہ
حج و زیارت کو اُٹھا وہ فقیر | روکتا اس راہ مین کیونکر امیر
تحفے دیئے لڑکون کے ماں باپ نے | دے کے قسم کچھ نہ لیا آپ نے
دلمین سمائے ہوے تھی ولولے | کعبے کو وہ قبلہ و کعبہ سے چلے
ہو گئے جو وقت یہ آنکھون سے اوٹ | دونون کے اک بار لگی دل پہ چوٹ
شاق ہوا ہجر فقیر جلیل | ہو گئے وہ دونون مریض و علیل
باپ کی پہلے تو قضا آگئی | باپ گیا ماں کو اجل کھا گئی
وہ صدف یاس کے در یتیم | بین یہ کرتے تھے کہ دل تھا دو نیم
وہ شفقت اور عنایت کہان | ہے کہین اس غم کی نہایت کہان

شام سے گیسو نہ بنائے گئے | صبح ہوئی منہ نہ دھلائی گئے
کونسی بستی کو سفر کر گئے | ہمکو ذرا بھی نہ خبر کر گئے
جا کے وہان ہم جو شکایت کرین | سنکے وہ منہ چومین عنایت کرین
اُترے ہوئے منہ سے وہ حیران ہون | دیکھکے زلفون کو پریشان ہون
ہنسنے لگے چاک گریبان اگر | رونے لگین دیکھکے مادر پدر
الغرض اُن سبکی وہ حالت ہوئی | خاک وطن گرد ملالت ہوئی
سب نے گریبان کیے چاک چاک | گرد یتیمی کی ملی منہ پہ خاک
سوچ مین تصویر کا عالم ہوا | ایک مرقع تھا کہ برہم ہوا
کوئی بزرگ انکا نہ سر پر رہا | تینون کے تینون رہے اور گھر رہا
شہر کے اوباش بھی جانے لگے | چکھنے لگے مال اُڑانے لگے
مفت اُنہین سونے کی چڑیا ملی | خاک مین وہ دولت دنیا ملی
جال یہ پھیلا کہ وہ دولت اُڑی | سب اُنہین لوگون کی بدولت اُڑی
جلسے ہوئے بجنے لگا دائرہ | خرمن دولت مین پڑا نائرہ
ٹھنڈے جو تھے کرنے لگے گرمیان | پردے اُٹھے ہوگئین بے ستریان
کہنے لگے لوگ بد و نیک کی | غیبتین کرنے لگے ایک ایک کی
بات یہ بنتی کہ بگاڑین انہین | جوڑ یہ چلتے کہ اُکھاڑین انہین
روز کی آپس مین لڑائی رہی ۞ | بگڑے سب نے اپنی کمائی رہی
ملکے اُنہین لوگون نے وہ بات کی | دنکو سو جھاتے تھے مگر رات کی
جوڑ یہ گانٹھے کہ بہت دق ہوے | تینو نکے تینون متفرق ہوے

مال وہ جو ہاتھ مین جس کے پڑا — لیکے روان ہو گیا چھوٹا بڑا
خانہ خرابون نے کیا گھر تباہ — سنتے ہین وہ تینون گئے تین راہ
دیکھ تو اے **قدر** ذرا ہوشیار — دولت دنیا کا نہین اعتبار
سر جو اُٹھایا کہین مثل حباب — دم مین سمجھنا نہین مثل حباب
آپ نے پانی پہ بنایا ہے گھر — ہر گھڑی کھٹکا ہے ہر اک دم خطر
قحبۂ دنیا ہے بڑی بیوفا — یہ نہین کرتی ہے کسی سے وفا
حاصل اسے کرتے ہین مر مر کے لوگ — جان کھپا دیتے ہین جی بھر کے لوگ
کرتے ہین کس درجہ سخن سازیان — مکر و فریب اور دغا بازیان
حیف کی جا ہے کہ وہی خود پسند — خلق مین مشہور ہون پھر عقلمند
حشر کے دن کا نہین خوف و خطر — مکر مین کب تک یہ کرین گے بسر
خیر رہین پیر خرد کے مرید — یاد رہے نعرہ ہل من مزید
سر پہ بھی عقل بلا لائیگی — بیخردی حشر مین کام آئیگی
قدر تمہین عقل پہ کیا دھیان ہے — جو کوئی دانا ہے وہ نادان ہے

پھر فقیر کی کہانی اور اسکی خبر یابی

آج نکل جائے گی دل کی بھڑاس — اب تو چڑھا جائین گے دس دس گلاس
جام تو کیا ہاتھ سبو تک بڑھائین — ایک سبو کیا ہے کہ خم تک چڑھائین
سنتے ہین پھر فصل بہار آتی ہے — دیکھئے وہ فوج ہزار آتی ہے
لاکھون پرے سوے گلستان گرے — ٹوٹ کے مرغان خوش الحان گرے

اُڑتے چلے جاتے ہین مُنھ موڑکر
باغ پہ گرپڑتے ہین پر جوڑکر

راگ نیا لاتے ہین گلزار مین
کان اُڑے جاتے ہین گلزار مین

بیٹھے ہو چپ مطربو اندھیر ہے
چھیڑو طنبور کو کیا دیر ہے

رندو اُٹھو لائین اُسے ہاتھون ہاتھ
پیر مغان آئے مشیخت کے ساتھ

پیر مغان کون وہی مرد پیر
کاشف اسرار جناب فقیر

کعبے سے پلٹا جو وہ صحرا نورد
نور خدا قلب مین چہرے پہ گرد

پھرتے ہوئے یک بیک آیا خیال
چلکے ذرا دیکھیے اُن سبکا حال

سوچ چکے یہ دل مین وہ یکتاے دہر
شاد و فرحناک گیا سوے شہر

شہر مین پہنچا جو وہ مرد فقیر
سیدھا چلا سوے مکانِ امیر

جاکے جو دیکھا تو مچاتے ہین دھوم
فاختہ و زاغ و ابابیل و بوم

خیر سے رہتا تھا جدھر کو گزر
جھکتے تھے تسلیم کو دیوار و در

دیکھیے جس در کو الگ بند ہے
کوئی نہ بوڑھا ہے نہ فرزند ہے

دیکھکے درویش نے سر دھن لیا
ایک پڑوسی نے وہان سن لیا

سنکے صدا برمحل آیا وہ مرد
گھر سے جھپٹ کر نکل آیا وہ مرد

آکے کہا کون بتا یا فقیر
کہنے لگا پھر کدہر آیا فقیر

ہنس کے یہ بولے کہ ادہر آئیے
آئیے اک بات تو بتلائیے

یہ تو کہو کیا ہوئے اسکے مکین
خیر تو ہے اسمین تو کوئی نہین

اُسنے کہا شکر خدا کیجیے
جسمین رضا اُسکی ہو کیا کیجیے

خاک کا پتلا ہین مجبور ہے
سخت زمین اور فلک دور ہے

یہ مرض ہجر بڑھا مر گئے | دو نو سنکے دونون وہ قضا کر گئے

تھی جو یونہین مرضیِ ربِّ کریم | ہو گئے اطفال وہ تینون یتیم

داغ یہ درویش نے جبدم سہا | تھام کے دل اُس سے یہ روکر کہا

اب یہ کہو تینون کہان ہین وہ طفل | تم ہمین بتلاؤ جہان ہین وہ طفل

اُسنے کہا شہر سے راہی ہوئے | تینون شہر ملک تباہی ہوئے

ایک تو جب شہر سے باہر ہوا | جا کے سوارون مین وہ نوکر ہوا

باپ کے مرنے سے ملا اُسکو مال | گھوڑا لیا ہو گیا چہرہ بحال

دوسرے فرزند کی سینئے خبر | شہر سے اُسنے بھی کیا ہی سفر

قلتِ زر سے یہی دل مین ٹھنی | کرنے لگا پیشۂ صید افگنی

ہاتھ مین اور دوش پہ کپنا ہی دام | شام کو بازار مین گنتا ہے دام

پوچھتے ہین آپ جو دختر کا حال | کرتی ہے اک شہر مین در در سوال

مال پدر ہاتھ نہ آیا اُسے | کیا کرے آخر یہی بھایا اُسے

تم کو ملے گا جو مکان ایک کا | ایک سے پاؤ گے نشان ایک کا

اُسنے سنایا جو یہ قصہ تمام | آپ بڑھے کہکے علیک السلام

شاہ صبا کا بڑے بیٹے کے پاس آنا اور گھوڑونکی سوداگری کا راس آنا

کل یہ سنا تھا کہ پھر آئی بہار | آج خدا ہی نے دکھائی بہار

خار بھی گل ہو گئے ندرت یہ ہے | جھوٹ اُڑی سچ ہوئی قدرت یہ ہے

طعن سے واعظ نے کیا دلکو چاک | آج تو جھونکے کوئی آنکھون مین خاک

رنگ پڑے اس پہ بہار آئی ہے
باغ پہ جوبن ہے گھٹا چھائی ہے

دختر رز اور شرابی کے ساتھ
اور شرابی ہے کبابی کے ساتھ

دھوم ہے رندونمین غضب دہوم ہے
چیختے ہین غل ہے عجب دہوم ہے

خوب ہے ساقی کی دکان پر ہجوم
باغ کے درتک ہے برابر ہجوم

باد صبا بار نہین پاتی ہے
پھول مین خود پھول کی بو آتی ہے

اودی گھٹا اور گلابی شراب
مشرب زاہد کو کرے گی خراب

زور عبادات کا گھٹ جاے گا
ایک ہی چلو مین اُلٹ جایگا

توسہی زاہد کا وضو ٹوٹ جاے
توسہی اک جرعے مین جی چھوٹ جاے

توسہی عمّامہ بکے شہر مین
توسہی پاجامہ بکے شہر مین

توسہی چومے یہ سر پیر مغان
آکے کرے بیعت پیر مغان

پیر مغان اور مغان کے مرید
شاد ہین نوروز ہے یا روز عید

جام ہی ہے آنکھ چڑہائے ہوے
اور سبو ہاتھ بڑہائے ہوے

دیدۂ ساغر کو ہے کیا انتظار
دست سبو جھکتے ہین کیون باربار

قدر تمہین مفت پس و پیش ہے
آج یہان آمد درویش ہے

لیجیے سن لیجیے آیا فقیر
دہیان ادہر کیجیے آیا فقیر

پونہچا سرائے مین جو وہ ذی وقار
ڈھونڈہتا تھا خوابگہ ہر سوار

ایک کے بستر پہ نشان ملگیا
پھر تو وہی راحت جان ملگیا

دوست کا اُنکے وہ کلان تھا پسر
آپ قدمبوس ہوا دوڑ کر

باپ کا ہمراز انھین جان کر
رونے لگا دیکھکے پہچان کر

دیکھے یہ ماں باپ کا پرسا اُسے — رونے لگے اور رولایا اُسے

دونون طرف شکوونکے دفتر کھُلے — جاگے نصیب اور مقدر کھُلے

وہ جو سُناتا انہیں حالِ فراق — یہ بھی جتاتے سفرِ اشتیاق

اُسنے وہین پاس اُتارا انہین — حال سنایا کیا سارا اُنہین

شاہ جی آرام سے رہنے لگے — اُس سے پھر اک روز یہ کہنے لگے

کیا کہین الفت ہے جو کچھ آپ سے — تمنے سنا ہوگا کبھی باپ سے

کیا کہین ہم جیسے وہ مرحوم تھے — رب تھے ہمارے اُنہین معلوم تھے

تم بھی ہو ہر چند بڑے عقلمند — کیا ابھی سن ہے جو سنو وعظ و پند

اُسنے کہا کون سی یہ بات ہے — مجھپہ بزرگون کی عنایات ہے

آپ سے شرمندہ ہون نادم ہوئین — جسمین سے مجھے حکم ہو خادم ہوئین

معتقد اسطرح جو پایا اُسے — وعظ یہ ناصح نے سنایا اُسے

جو کہون مین اُس مین نکر قیل و قال — اسپ سُبک سیر ابھی بیچ ڈال

دام جو کچھ آئین اُنہین صرف کر — شام تلک رہنے نپائے وہ زر

سُنکے ہنسا وہ کہ عجب سیر ہے — خیر ہے درویش کو کچھ خیر ہے

بیچ ابھی اور نہ کچھ مُنہ سے بول — واہ جی[ص] گھر گھوڑا نخاس مول

دیکھکے رُخ بولا وہ آگاہ دل — واہ یقین واہ جگر واہ دل

چاہیے اسمین نہ ذرا فکر و غور — وہ مرا معبود تجھے دے گا اور

اسمین بھلائی ہے تری جان لے — بات فقیرونکی ذرا مان لے

جب یہ سنا پھر تو وہ کانپا وہین — کشف و کرامات کو بھانپا وہین

ص مقتضائے مضمون تا عملدار معلوم ہو سکن موقوف ۱۲ قمر

سیدھا اُٹھا اور گیا تھان مین
کھول کے لایا اُسے میدان مین

لا کے رسالے مین وہین ہاتھون ہاتھ
بیچ لیا اسپ اسامی کے ساتھ

پاون کو پھیلا کے وہین شام سے
گھوڑا بکا سو رہا آرام سے

کیون نہ بھلا چین سے کاٹے وہ شب
بیچ کے گھوڑے کو وہ سوتا ہی اب

قیمتِ اسپ اُسنے جو پائی تمام
ایک ہی دن مین وہ اُڑائی تمام

کون کہے اس مین بُرائی ہوئی
بات تھی مرشد کی بتائی ہوئی

جب نہ رسالے مین رہا آسرا
دونون گئے جانبِ مہمان سرا

دیکھا وہان جا کے تماشا عجیب
ایک ہے اسوار مسافر غریب

جاتا ہے گھر اپنے وہ بیدل سوار
راہ مین بیمار ہوا راہوار

رو کے وہ کہتا ہے کہ اے میرے رب
گھوڑا نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے اب

یا تو مرے یا تو نہ بیمار ہو
یا کوئی گھوڑے کا خریدار ہو

اسمین یہ درویش نے جا کر کہا
گھوڑے مین کچھ دم نہین باقی رہا

چاہے مرے ہاتھون اسے بیچ ڈال
تین روپے دیتا ہون لے بیچ ڈال

اُسنے کہا خیر یہی دیجیے
خواہ مرے خواہ جیے لیجیے

آپ نے منظور کیا لے لیا
مول جو ٹھہرا تھا اُسے دیدیا

وہ تو روپے لے کے روانہ ہوا
گھوڑا وہ دُم جھاڑ کے اچھا ہوا

آپ نے جو وقت یہ گھوڑا لیا
اُس سے لیا اور اُنہین دے دیا

دیکھ کے کہا اسکے ابھی دام کر
بیچ اسے چین کر آرام کر

ہے تری تقدیر مین گھوڑا مدام
روز کے روز آئین خریدار دام

تو کبھی بائع ہو کبھی مشتری
یونہین رہے گھوڑونکی سوداگری

کہتے ہین درویش جو حامی ہوا
پھر تو وہ سوداگر نامی ہوا

خلق مین ساکھ بھی بڑہا اسقدر
لاکھون روپے آنے لگے بات پر

واہ ری تدبیر جناب فقیر
ہوگیا دو دن مین امیر کبیر

مال و خزانہ اُسے حاصل ہوا
دیکھکے درویش بھی خوشدل ہوا

باتون ہی باتون مین کہا ایکدن
ہو جو کوئی نیک گھڑی نیک دن

جاؤ نہین اُس دم ترے بھائیکی پاس
اُس سے بھی ہی یونہین کچھ اک التماس

ساتھ نہ کچھ مال و خزانہ کرو
آدمی اک دیکے روانہ کرو

اُسنے کہا آنکھون سے منظور ہے
سچ ہے جو مامور ہے معذور ہے

طے ہوئی یہ بات تو رہبر لیا
چل دیے اور آگے اُسے کر لیا

تھا جو مقام اُسکا وہ جانا ہوا
رہبر رہبر وہ روانا ہوا

پھر دوسرے لڑکے کے پاس آنا اور صیادی کا رنگ جمانا

خیر پیالا نہ پلا ساقیا
آنکھ تو یارون سے ملا ساقیا

طاق پہ پیمانہ دہرا رہتا ہی
خیر ہے کیون ہمسے بھرا رہتا ہے

ہمنے اُڑا تو تو اُڑائین گے ہوش
صورت بادہ ابھی آئیگا جوش

تاو مین آکر ابھی لینگے قدح
قدح سُنا کر ابھی لینگے قدح

سوکھ گئی وردِ دعا مین زبان
جب کہین جاری ہوئی تیری کان

قہر ہے پھر بھی کوئی لب تر نہو
صورت قارون کہین ابتر نہو

جی مین ہے سائل کی گرہ کھول دے — نقد ہی لے دل کی گرہ کھول دے

تو کوئی پائی بھی نہ پائے وہ ہین — چار سلے آٹھ اُڑا ائے وہ ہین

دھیان نکر خستہ جو خالی ہین ہاتھ — جام تو بھر ناز و لطافت کے ساتھ

اشک ہے سرخ کا بیعانہ ہے — چشم و خرد قیمت پیمانہ ہے

جا لد چکھا ایک سفر پیش ہے — فکر و تردد وہمین در پیش ہے

ولولہ اے ناز کے بانی یہ ہے — راوی صادق کی زبانی یہ ہے

سچ لکے وہ اللہ کا پیارا فقیر — منزل صیاد پہ پہونچا فقیر

پہلے تو وہ رہبر رہبر گیا — کھول کے دروازے کو اندر گیا

جھک کے کیا اُسکو ادب سے سلام — حال برادر کا بتایا تمام

حضرت درویش کی تدبیر عقل — گھوڑونکی سوداگری اور ساری نقل

مال کا آنا وہ روپونکا شمار — خلق مین ہر بات کا وہ اعتبار

دیر تلک اُسکو سنایا گیا — اُسنے جو پوچھا یہ بتایا گیا

پھر یہ سنایا اُسے حکم امیر — لے ترے پاس آیا ہے خود وہ فقیر

خاطر نازک سے ذرا ہوشیار — اک سرمو فرق نہو زینہار

راز الٰہی سے نہ گھبرائیو — جو کہے آنکھون سے بجا لائیو

بول اُٹھا چونک کے وہ خستہ جان — جسکا تو رہبر ہے وہ رہبر کہان

اُسنے کہا آئیے باہر ہین آپ — دیکھیے کیا جلوہ داور ہین آپ

جب یہ سنا اُسنے اُٹھا برمحل — سامنے حضرت کے گیا سر کے بل

پاؤن پہ حضرت نے جو پایا اُسے — سینۂ اقدس سے لگایا اُسے

پہلے تو کی تعزیت والدین
دونون نکے رونے سے ہوا شور و شین

دیر تلک یاد مین روتے رہے
بین بھی مابین مین ہوتے رہے

اشک الم یاس سے بہنے لگے
پھر کلمۂ صبر کے کہنے لگے

پونچھ کے آنسو اُسے لپٹا لیا
سینے سے لپٹا کے دلاسا کیا

ہجر بھلا کب تھا گوارا انہین
اُسنے وہین گھر مین اُتارا انہین

حال سُنایا کہ بُرا حال ہے
حال مری جان کا جنجال ہے

گُم نہین ہوتا کسی تدبیر سے
دام بنا ہے خط تقدیر سے

ہنسکے یہ کہنے لگے اے ذی شعور
صبح ترے ساتھ چلین گے ضرور

چلکے وہین حال سنائینگے ہم
جو جو بتاتا ہے بتائین گے ہم

اُسنے کہا خیر جو ارشاد ہو
تم خط تقدیر کے اُستاد ہو

کہتے ہین جب صبح نمایان ہوئی
زور پہ تقدیر بیابان ہوئی

نور کے تڑکے سے اُٹھا وہ جوان
فجر پڑھی اور کیا اپنا دھیان

دام لیا دانہ لیا ہاتھون ہاتھ
اور وہ درویش چلا ساتھ ساتھ

ایک طرف بڑھ گئے بستی سے دور
دونون گئے عالم ہستی سے دور

ایک کف دست بیابان تھا
صلّ علیٰ نور کا میدان تھا

سبزۂ نوخیز نہ بہت لہلہے
اور پرندون کے کہین چہچہے

سیدھی درختون کی قطار اک طرف
لالۂ صحرا کی بہار اک طرف

چاک گریبان سحر اک طرف
نالۂ مرغان سحر اک طرف

سنبل مین لٹکے ہوے بار اک طرف
اور گل خود رو کی بہار اک طرف

جھیل لبالب تھی بھری اک طرف قہقہۂ کبک دری اک طرف
مور کی جنگل مین صدا اک طرف گلشن جنت کی ہوا اک طرف
اژدہے شبنم پہ مگن اک طرف چوکڑی بھرتے تھے ہرن اک طرف
طائرون کی ریل کی ریل اک طرف اور چرندون کی کلیل اک طرف
صبح کا وقت اور وہ نسیم سحر کھولدے جو روضۂ جنت کا در
گھانس پہ تھے قطرۂ شبنم پڑے تخت زمرد مین تھے موتی جڑے
نخل پہ سورج کا جو پڑتا تھا نور ضو سے ہر اک نخل بنا نخل طور
شاخ پر اللہ رے ہجوم طیور پھنس گئے گیسو مین دل ناصبور
سرد ہوا اور برودت بھری ساری زمین سبزۂ تر سے ہری
سبزہ کہین اور کہین چشمہ سار حق نے بنایا تھا عجب مرغزار
دونون گئے پھر اُسی میدان مین دم جو لیا جان پڑی جان مین
اُس سے یہ فرمانے لگے شاہ جی خوب نکالی ہے جگہ واہ جی
دیر ہے کیا اب نہ ذرا سانس لو صید جو چاہو وہ یہین پھانس لو
اُسنے وہین دانے کو چھٹکا دیا دام کو پھیلا کے یہ دھوکا دیا
جال مین اک باندھ دیا جانور جس مین پرندون کو نہ ہو کچھ خطر
دونون وہ پھر ایک طرف جا چھپے آڑ ہوا دامن صحرا پہ چھپے
ٹوٹ کے دانے پہ گرے یون پرند دانۂ انگور پہ جس طرح رند
دام لیا ہاتھ مین صیاد نے ہاتھ ہلایا وہین اُستاد نے
ہاتھ کے اُٹھتے ہی اُٹھے جانور بیٹھ گئے اُڑ کے کسی شاخ پر

اُسنے کہا آپ نے یہ کیا کیا — کہنے لگے منع تجھے تھا کیا
ہوش مین آ آپ سے خبردار ہو — دیکھ کمر باندھ کے طیار ہو
ڈر نہین عرصہ جو بہت سا کھچے — جال مین کوئی نہ پرندا کھچے
باز جو پھنسجاے تو پھر لا کلام — شوق سے بے پوچھے ہوئی کھینچ دام
اُسنے کہا باز نہ آئے اگر — آپ یہ فرمانے لگے صبر کر
تو نہین کچھ جانتا کیا راز ہے — باز کا ملنا بھی خدا ساز ہے
تیرے مقدر مین ہے اک جانور — اُڑ کے ملیگا وہ تجھے عمر بھر
چاہے گا جو کچھ وہ ملے گا تجھے — حق سے جو مانگیگا وہ دیگا تجھے
اُسنے کہا دام وہ ہی لاؤن مین — حکم جو ہو پھر اُسے پھیلاؤن مین
آپ یہ فرمانے لگے جلد جاو — دام کہین اور جگہ جا لگاو
حکم کو سنکر وہ اُٹھا چست چپت — دام کہین اُسنے کیا پھر درست
دانے یہ کرنے لگے پھر جانور — پھر بھی نہ صیاد ہوا کچھ خبر
بیٹھا رہا صبح سے وہ شام تک — باز کا پر بھی نگیا دام تک
چلنے کو آمادہ ہوا جس گھڑی — یونہین درختون پہ نظر جا پڑی
ہنس کے کہا فضل خدا کا ہوا — باز ہے اک شاخ پہ بیٹھا ہوا
باز بھی اتنے مین گرا ٹوٹ کر — پھر نہ وہ پھندے سے سکا چھوٹ کر
اُڑنے کو چاہا جو وہان باز نے — کھینچ لیا دام مین جانباز نے
دونون اُٹھے دشت سے اور گھر گئے — باز لیے شہر کے اندر گئے
پانسو اُس باز کی قیمت ملی ٭ — اُسکو یہ قیمت بھی غنیمت ملی

صبح کو پھر جانب صحرا گیا — پھانس لیا باز کو اور آگیا

خوب اُسے دل سے جو بھائی یہ بات — حضرت مرشد نے سکھائی یہ بات

آئیو جب پھانس کے باز آئیو — باز نہ آئے تو نہ باز آئیو

پھر اُسے حضرت نے سنایا یہ حرف — روز جو کچھ آئے وہ ہو جاے صرف

تھوڑے سے عرصے مین بڑہا اسقدر — بننے لگے سونے کے دیوار و در

کیسۂ زر دام کا حلقا ہوا — باز اُسے سونے کی چڑیا ہوا

فضل الٰہی سے وہ سامان ہوا — دیکھکے درویش بھی شادان ہوا

پھر یہ کہا ایک سفر پیش ہے — تمسے یہی حاجت درویش ہے

آدمی اک راہ بتانے کو دو — ایک سے بہتر ہین مری جان دو

ہے یہ غرض آپکی ہمشیر سے — کھوئیے ادبار کو تدبیر سے

اُسنے وہین ساتھ کیا آدمی — لیکے چلا پھر یہ بھلا آدمی

فقیر کا دختر کے گھر آنا اور امیری کو پونہچانا

جام جو ایک آدہ سجا ہو ملے — حضرت ساقی کا بھلا ہو ملے

کچھ تو فقیرون کو بھی امداد ہو — چین کرو خوش رہو آباد ہو

دیر سے سب رند دعا دیتے ہین — دیکھیے سرکار اُنہین کیا دیتے ہین

آپ ہی کا نام سُنا اور آئے — دیر ہے کیا کوئی ادہر دوڑ آئے

ٹوٹتا ہے جسم ادہر آئے قدح — پڑہ لین جماہی مین دعاے قدح

چلتے ہین ہم ورنہ ابتک چلا — سچ ہے مثل سوم سخی سے بھلا

جام جو دینا ہے تو دیجے شتاب — اور نہ دینا ہو تو دیجے جواب
آپ کی خدمت سے کرین در گزر — دیکھ لین ہم جا کے کوئی اور در
پاؤن فقیرونکا نہ کچھ لنگ ہے — اور نہ کچھ ملک خدا تنگ ہے
شرم تمھین چاہیئے ای مہربان — دیکھیے فیاضی پیر مغان
کیون نہ بھلا خلق مین ہو جاے نام — بزم مین جا جا کے وہ دیتا ہی جام
بزم سے ہے خانۂ دختر غرض — پوچھے فقیر اور وہ رہبر غرض
آپ کھڑے رہ گئے بیرون در — گھر مین گیا پہلے وہی راہبر
بھائی کی جانب سے دعا دی اُسے — ساری حقیقت وہ بتادی اُسے
ذکر کیا آمد درویش کا — حال کہا مقصد درویش کا
منتظر حال جو پایا اُسے — بھائیون کا حال سنایا اُسے
گھوڑون کے بکنے سے وہ پانا روپے — باز کا پھنسنا وہ اُڑانا روپے
کوشش درویش جتایا کیا — ساری حقیقت وہ بتایا کیا
گھر مین سنا جب نکل آئی وہین — شوق مین گھر سے نکل آئی وہین
ایک گھڑی گرد پھری دوڑ کر — پاون پہ پھر آکے گری دوڑ کر
آپ نے قدمون سے اُٹھایا اُسے — اور دیا خوب دلاسا اُسے
جان گئی اپنا سہارا اُنہین — جھونپڑی مین اپنے اُتارا اُنہین
رو کے وہ پھر کہنے لگی اپنا حال — ہے مری تقدیر مین در در سوال
کشتی درویش مین ہے آبرو — پھر بھی گرا کرتی ہے وہ کوبکو
کاسہ گدائی کا ہے اور دست زار — چاک کی صورت نہین دم بھر قرار

اُسنے یہ سب حال جو بتلا دیا — آپ نے سن سُنکے دلاسا دیا

اور کہا آج سے دل شاد رکھ — بات جو کہدوں مین اُسے یاد رکھ

جا کے سوال اب جو کہین کیجیو — دے کوئی توڑا تو جب ہی لیجیو

ایک بھی کم ہو تو نہ لینا روپے — دیکے دعا پھیر ہی دینا روپے

اُسنے کہا ایسا تو دیکھا نہین — گانٹھ کا پورا کوئی اندھا نہین

شاہ جی کہنے لگے جاؤ شتاب — اسمین نہین جا سے سوال و جواب

دیگا خدا دل مین جو ہو مانگ لو — مانگنے پر آ گئے جو مانگ لو

مانگنے نکلے تو لگاوٹ ہے کیا — ناچنے جب نکلے تو گھونگھٹ ہی کیا

یہ جو سُنا مانگنے گھر سے چلی — بھیک ملی لاکھ پر اُسنے نہ لی

پوچھتا کوئی تو بتاتی یہ حال — ایک ہزار سے کا ہی اپنا سوال

وہ کوئی اللہ کا پیارا اسے ملے — جس سے جو حصہ ہو ہمارا ملے

سنکے یہ لاکھون کے وہان دل پسے — لاکھون یہ کہتے تھے جنون ہے اسے

لوگ بہت جمع ہوئے گرد پیش — بھیڑ سے حیران تھی وہ سینہ ریش

کہتے ہین اتنے مین ہوا کرو فر — ایک سواری نکل آئی اُدھر

ستے یعنے اُدھر ایک امیر آگیا — بھیڑ جو دیکھی تو وہ گھبرا گیا

پوچھا وہان اُسکا سبب ماجرا — لوگون نے بتلا دیا سب ماجرا

آ کے جو تفتیش کیا اُس سے حال — کرنے لگی یہ وہی اپنا سوال

کیا ہی خدا ترس تھا وہ رحم دل — حال سُنا اور ہوا منفعل

اتیسری کرمی وہین توڑا دیا — دیکے محافظ اُسے بھجوا دیا

پھر نہ کہین اور کسی گھر گئی
سامنے درویش کے لیکر گئی

لائی جو کچھ تھی وہ دکھایا اُنہین
اور وہ سب حال سنایا اُنہین

سنکے کہا آج ہی ہو جاے خرچ
خرچ رہے روز جو کچھ آئے خرچ

اُسنے سُنا کان سے جسدم یہ حرف
کوڑی نہ رکھی کیا سب مال صرف

تھی جو مقدر مین کمائی وہی
صبح کو پھر جا کے وہ لائی وہی

زر جو ملا غنچۂ دل کھل گیا
تھوڑے سے عرصے مین بہت ملگیا

پیر نے یہ بات بتائی اُسے
ساری کرامات بتائی اُسے

ہے یہ گدائی تری تقدیر مین
ہار رہے ہمت کو نہ تدبیر مین

ہوگا نہ اوقات مین تیرے خلل
آج دیا جسنے وہی دیگا کل

کہتے ہین ایسی وہ اشارت ہوئی
اُسکو فقیری سے امارت ہوئی

دیکھکے خوش ہوگیا کیا وہ فقیر
شکر کے سجدے کو جُھکا وہ فقیر

عرصے تلک پھر وہ اُسی جا رہا
تذکرۂ ایک دن اُس سے کہا

کام جو تھا شکر خدا ہوگیا
بار سے مین سبکے ادا ہوگیا

رشتۂ الفت کو کرو انقطاع
آج خوشی سے مجھے کردو وداع

کاٹ دو زنجیر وفا جاؤن مین
سیر سا صحرا کو چلا جاؤن مین

دیکھکے یہ آپ کا جوش و خروش
اُڑنے لگے دخترِ نادان کے ہوش

رو کے کہا خیر چلے جائیے
صبر کیا خیر چلے جائیے

حکم جو پایا وہ روانہ ہوے
جانب صحرا وہ روانہ ہوے

صحرا نشینی جناب فقیر کی ملاقات کاتب تقدیر کی

ہوش مین لائے ساقی مخمور آ — جوش مین لائے غیرت فغفور آ
جام وہ دے دے جسے لاگ ہو — جام وہ دے عقل مری آگ ہو
آتش دل تیز ہو وہ جام دے — جو ارنی خیز ہو وہ جام دے
جام وہ دے تیغ زبان تیز ہو — جام وہ دے رنگ بیان تیز ہو
رونق میخانہ ہو وہ جام دے — آنکھ سے دیکھا نہ ہو وہ جام دے
جام وہ دے جس سے ہو پیری شباب — جام وہ دے ہو دل زاہد کباب
بے پیے سرشار ہون وہ جام دے — نشاے مین ہشیار ہون وہ جام دے
جام وہ دے فکر و تردد ہو گم — جام وہ دے دل ہو فلاطون کا خم
ناخن تدبیر ہو وہ جام دے — بخیۂ تقدیر ہو وہ جام دے
جام وہ دے کعبہ ہو جو دیر ہو — جام وہ دے خاتمہ بالخیر ہو
تحت ثری گرد ہو وہ جام دے — گاو زمین زرد ہو وہ جام دے
جام وہ دے عرش تلک سیر ہو — مے نہین حاضر تو فلک سیر ہو
ہو نہ فلک سیر تو دے جام بنگ — جس سے اڑے گنبد مینا کا رنگ
پیکے قدح تیرے قدم چوم کر — نشاے مین صحرا کو چلین جھوم کر
دشت مین اک باد بہاری گئی — حضرت مرشد کی سواری گئی
شہر مین ٹھہرے گا بھلا وہ فقیر — کہتے ہین بستی سے چلا وہ فقیر
راہرو راہ الٰہی ہوا — دشت و بیابان کو وہ راہی ہوا

شیر تو ہیبت سے ہرن ہو گئے — اور ہرن شیر فگن ہو گئے

سامنے انکے جو کیا ذکر ذوق — جب سے پڑا گردن قمری مین طوق

کوک اُٹھا تھا کہین طاوس باغ — چرب زبانی سے لگا اُسکو داغ

قہقہون سے کبک پر آیا غضب — آگ جبھی کھاتا ہے یہ بے ادب

دہوم ہوئی عشق خداداد کی — آب گئی تیشۂ فرہاد کی

دیکھکے وامق پسِ ہامون چھپا — دامن کہسار مین مجنون چھپا

دشت مین جب آپکا جلوہ ہوا — گلشن فردوس وہ صحرا ہوا

رنگ خزان دم مین ہوا ہو گیا — پیڑ جو سوکھا تھا ہرا ہو گیا

نقش قدم سے گل خودرو اُگے — بات مین ایک ایک کے دو دو اُگے

آئے جو صحرا مین یہ رشک ملک — راہ مین سبزے نے بچھادی پلک

اور پئے تسلیم ادب بار بار — جھکتے تھے کیا کیا شجر باردار

لو تو کبھی اُسطرف آتی نہ تھی — باد صبا خاک اُڑاتی نہ تھی

جھیلین بھرین چشمے بھرے جابجا — اور پرندو نکے پرے جابجا

سرد زمین اور وہ ٹھنڈی کچھار — بانس کی کوٹھی کہین نخل چنار

غار کہین اور کہین تھے پہاڑ — لاکھون کہجورین کہین لاکھون ہی تاڑ

شیر کہین اور کہین کرگدن — تھے کہین پاڑھے کہین کالے ہرن

ایک وہ بیہڑ وہ بیابان تھا — جہاڑیون سے جہاڑ کے گنجان تھا

صورت انسان نظر آتی نہ تھی — دہوپ دہان خوف سے جاتی نہ تھی

کسکو بھلا دیکھنے کی تاب ہو — خضر بھی دیکھین تو جگر آب ہو

سیدھے وہان آپ چلے جاتے تھے — سیر کنان آپ چلے جاتے تھے

حمد خداوند مین تھے تر زبان
دل مین خدا اور یہ غزل برزبان

غزل

عارض پُر نور جو دکھلا دیا
کعبۂ و آتشکدہ چمکا دیا

برق تجلی نظر آتی نہ تھی
آنکھ جو دی طور کا سرما دیا

چرخ پہ تارے ہین زمین پر بشر
جسکو مناسب تھا جو دینا دیا

عشق دیا اور دل و چشم بھی
حسن دیا ناز و کرشما دیا

آنکھ کو بیماری نادیدہ دی
ہونٹھ کو اعجاز مسیحا دیا

ہوش بھی اور عقل بھی اور فہم بھی
بندۂ ناچیز کو کیا کیا دیا

دی جو ہر اک رند کو تر دامنی
حضرت زاہد کو مصلا دیا

بار ہو مجکو ترے دربار مین
ایسی کوئی راہ بتا ہا دیا ؛

لیجیے یہ چشم و جگر و دل ابھی ؛
پاس جو تھا قدر نے وہ لا دیا

سوز جگر سے یہی پڑھتے ہوے
آپ چلے جاتے تھے بڑھتے ہوے

جھومتے صحرا کو چلے جاتے تھے
نشاۂ الفت کا مزہ پاتے تھے

مُنہ سے کبھی آپکے جاری تھا کف
جذب مین کہتے تھے کبھی لاتخف

لب کبھی آہون سے لبالب کیا
اور کبھی نالۂ یارب کیا

نالہ کنان دشت مین کرتے تھے گشت
گونجتے تھے کوہ و بیابان و دشت

کان کھڑے کرتے تھے سنکر وہ ند
کوسون اُڑے جاتے تھے وحشی چرند

بس یہ خدا نے خبر راز دی — پشت پر اک شخص نے آواز دی
تھی یہی آواز پہ چلے واہ جی — ٹھہرو ذرا ٹھہرو ذرا شاہ جی
سُنکے صدا آپ ذرا تھم گئے — دشت مین پھر ایک طرف جم گئے
جھک کے اُدھر غور سے دیکھا اُسے — آپ نے اس طور سے دیکھا اُسے
آتا ہے وہ گھوڑا اُٹھائے ہوے — باز لیے توڑا اُٹھائے ہوے
دم مین وہ اسوار قریب آگیا — آنکھ ہوئی چار قریب آگیا
بولا نہ غیر آپ مجھے جانیے — دیکھیے پہچانیے پہچانیے
کہنے لگے مین نہین کچھ جانتا — کون ہو ہرگز نہین پہچانتا
اس سے کوئی بڑھ کے تماشا نہین — آنکھ سے دیکھا کبھی حاشا نہین
سُنکے ہنسا اور کہا واہ جی — آپ مجھے بھول گئے شاہ جی
پاس ہے جو کچھ یہی پہچان ہے — کاتب تقدیر ہون کچھ دھیان ہے
کیا کہون رہتا ہون عجب حال مین — تمنے پھنسایا مجھے جنجال مین
راز بتایا تو یہ خدمت ملی — یہ مجھے حضرت کی بدولت ملی
فکر یہی صبح سے تا شام ہے — میرے لیے روز یہی کام ہے
حکم یہ ہے ایک کو گھوڑا ملے — ایک کو باز ایک کو توڑا ملے
حال مقدر جو بیان ہو گیا — دامن صحرا مین نہان ہو گیا
وہ جو گیا آپ یہ بیدل ہوے — دشت مین اک جا متوکل ہوے
آئے نہ اُٹھکر کبھی دنیا مین آپ — خضر صفت رہگئے صحرا مین آپ
دیکھلے گردش خط تقدیر کی — خوب ہی درویش نے تدبیر کی

ہو گئے آگاہ جو تقدیر سے
خوب بڑہایا اُنہین تدبیر سے

تین طرح تینون کا حصا ملا
جو جو مقدر مین لکھا تھا ملا

ایک نے اسپ ایک نے پایا شکار
ایک گدائی سے ہوئی مالدار

اب تو ذرا **قدر** تمہین ہوش ہو
جو جو سنا ہے وہ دُرِ گوش ہو

چاہیئے تقدیر کے قائل رہو
پھر بھی نہ تدبیر سے غافل رہو

چاہیے تدبیر یہ دستور ہے
ورنہ یہ انسان تو مجبور ہے

ہی جو جبین مین وہی پیش آنی ہے
چشمۂ قسمت مین جو ہے پانی ہے

ہو جو غرض فکر کیا چاہیے
درد جو ہو اُسکی دوا چاہیے

پائیگا قسمت مین جو ہوگی معاش
فرض ہے انسان پہ لیکن تلاش

ہاتھ نہ پھیلے یہی چرچا رہے
پاون کو توڑے بھی نہ بیٹھا رہے

خواب توسط سے کرے ساز باز
پاؤن نہ کمّل سے کبھی ہون دراز

طول ہے بیفائدہ المختصر
ہے یہی مضمون **قضا و قدر**

دل مین جو شیطان کبھی وسواس لائے
کیجیے تدبیر خدا راس لائے

بات رہے **قدر** وہی بات کر
حضرت باری مین مناجات کر

مناجات

دہوم ہو اے ساقی جام الست
مین بھی رہون بادۂ عرفان سے مست

دل مین جو ہو کیون نہ بکون بر ملا
خوب چڑہا نشا کہ قالوا بلےٰ

ایک پیالہ جو پیا چپت ہوا
ہوش اُڑے بزم مین ساکت ہوا

جائۂ ہستی کی نہین کچھ خبر
عمر تو غفلت مین ہوئی ہے بسر

خلق مین مجھسا کوئی غافل نہین
مین ترے دوزخ کے بھی قابل نہین

مین نہ کسی کام کے لائق ہوا
خلق ہوا ننگ خلائق ہوا

خانۂ عصیان کا ہون چشم و چراغ
دامن آدم مین لگا مجھسے داغ

آہ گنہ کرنیکو بیباک ہون
جرم و گنہ کے لیے چالاک ہون

مین جو نہوتا تو نہوتا گناہ
صورت ہمزاد ہے میرا گناہ

قہر سے اب کانپتا ہون بیدوار
ہان تری رحمت کا ہون امیدوار

رات کو چاہے تو ابھی روز ہو
ساز کرے دم مین اگر سوز ہو

تیرا ذرا رحم ہے عصیان کی آڑ
اوٹ مین تنکے کے ہی سارا پہاڑ

رحم سے کہدے کہ ہو میری پناہ
آہ ترے قہر سے تیری پناہ

بخشنے مین دیر جو کرتا ہے تو
پڑھتا ہون مین آیۂ لا تقنطوا

خاتمۂ کتاب تاریخ لاجواب

دھوم ہے اے روح قدس دھوم ہے
دھوم ہے کیون کچھ تجھے معلوم ہے

کچھ تجھے معلوم ہے کیا شور ہے
شور ہے یا طبع مین یہ زور ہے

طبع مین یہ زور ہے احسنت ہے
سچ تو یہ ہے فکر بھی ساونت ہے

توڑتے ہین عرش کے تارے تو کیا
قدر جو ہمت بھی نہ ہارے تو کیا

زندہ نہین آہ جناب حسن
شاعرونکے شاہ جناب حسن

سرو ہے بازار کہ سودا نہین
درد نہین جرات و انشا نہین

میر کو پہلے ہی اجل کہا گئی — حضرت ناسخ کو بھی موت آگئی

آنکھون مین اندہیرا ہے سب خشک و تر — آہ نہین برق وجناب سحر

آنکو دکھاتے یہ تاسف رہا — یہ تو وہ کہتے بہت اچھا کہا

تازہ ہو غم یاد کرین جسکو ہم — قدر بہلا رووینگے کس کسکو ہم

وہ تو گئے سحر ہین ناسخ کی روح — حضرت باری انہین دے عمر نوح

کشتی نوح سخن اُنکی ہے ذات — انسے ملا جو کوئی پاے نجات

ہم بھی ہین ناجی کہ ہوے شورے — حضرت امداد علی سحر سے

نام وہ ہے جس سے ہے ناسخ کا نام — خاص ہین جاری ہے مگر فیض عام

اسپہ یہ کافی ہے دلیل قوی — لیگئے ہم کہہ کے جو یہ مثنوی

جو جو بتانا تھا بتایا تمام — جو جو بنانا تھا بنایا تمام

قطرۂ شبنم کو بناتے ہین بحر — سحر کو اک کوزے مین لاتے ہین بحر

بات مگر دہیان مین آئی ہے — کیون نہو ناسخ کی کمائی ہے یہ

غالب دہلی کا بھی ہو کیا بیان — نام جناب اسد اللہ خان

قدر سے شاعر کے یہ اُستاد ہین — زور کمالات خداداد ہین

دانے کو چاہین تو بنادین ثمر — قطرے کو چاہین تو بنادین گہر

ڈہالتے ہین شعر نئے رنگ کے — رنگ اُڑا دیتے ہین ازرنگ کے

شعر بلیغ آپکی بندش فصیح — قاعدے جانچے ہوے لفظین صحیح

کون بہلا جوہر ذاتی نہین — عقل وہ ہے عقل مین آتی نہین

پونہچی یہان جب یہ کتاب شگرف — ہاتف غیبی نے سنا حرف حرف

کہنے لگا سنکے ہماری کتاب — کان ملاحت ہے یہ ساری کتاب ۱۲۷۴ھ

اب یہ مناجات کیا چاہیے — حضرت عزت مین دعا چاہیے

دست دعا ہو کہ جدہر رد رہے — عید ہو اپنی جو ادہر تو رہے

غیر ہو حالت جو کوئی غیر ہو — خیر سے ہے خاتمہ بالخیر ہو

استادی جناب شیخ امداد علی صاحب بحر لکھنوی شاگرد رشید شیخ ناسخ مرحوم

صل علی خوب کہی مثنوی — دنگ ہوئے مولوی معنوی

ناظم ہروی کا ہوا رنگ زرد — گرمی بازار ہوئی اسکی سرد

چھوٹ پڑا ہاتھ سے جامی کی جام — آب خجالت ہوا حسن کلام

آگئی انصاف پہ عقل سلیم — سلمک اللہ پکارا سلیم

گلشن نو رستہ ہین ابیات کل — غنچہ ہر اک نقطہ ہے ہر حرف گل

شعر ہر اک گیسوئے جانانہ ہے — پنجۂ مژگان پری شانہ ہے

سلک گہر جملہ مصاریع ہین — نامۂ محبوب کی توقیع ہین

نقطہ ہر اک خال رخ مہ جبین — بیت ہر اک زلف دوتای حسین

کیا ہی ضیا بار ہے یہ مثنوی — خلد کا گلزار ہے یہ مثنوی

قدر نے کی مثنوی اپنی تمام — بحر لکھو تم بھی سن اختتام

یہ سنۂ مثنوی قدر ہے — مثنوی قدر مہ قدر ہے

سنہ ۱۲۷۴ ہجری

شیخ غلام حیدر ارشد بلگرامی

کیون نہ بہلا ناز کرے بلگرام | جس مین رہین قدر سے نازک خیال
میر غلام حسنین اسم ہے | واسطی الاصل ہین یہ ذی کمال
سحر بیانی مین عدیم النظیر | نکتہ طرازی مین عدیم المثال
نظم کیا قصۂ تقدیر کو | فضل خدا سے ہے عجب بول چال
مصرع تاریخ یہ ارشد لکھو | لکھ گیا کاتب قدرت کا حال

سنہ ۱۲۷۴ ہجریہ

ولہ

صل علے مثنوی میر قدر | ہے کوئی دریا کہ روانی مین ہے
ارشد ابھی اور کہو سال نظم | باد صبا باغ معانی مین ہے

سنہ ۱۲۷۴ ہجریہ

شنکر پرشاد صبح بلگرامی

نور کا دریا ہے قضا و قدر | یا کوئی دُر دانۂ تقدیر ہے
گوہر تاریخ ملا صبح کو | چشمۂ افسانۂ تقدیر ہے

سنہ ۱۲۷۴ ہجری

قطعۂ تاریخ تالیف از بابو ہزاری لال جوان بنارسی

وصف ہو گیا مثنوی قدر کا | بس مرے استاد ہین وہ والسلام
نور کی تاریخ لکھو اے جوان | خلق مین آئینہ ہے سارا کلام

سنہ ۱۲۷۴ ہجری

ولہٗ

اسمین جو کچھ چاہیئے موجود ہے
مصرع تاریخ تو دیکھو جوان

ساری خدائی کا ہے یہ انتخاب
قدرتی آئینہ ہے کیا یہ کتاب
۱۲۷۴ ہجری

غلام محمد خان واصل بلگرامی

قدر شناش شعر امیر قدر
نظم نمودست قضا و قدر
معنوی و صوری و فصلی نویس

شاعر اے سراسینج
پس در و تاریخ تو واصل بسنج
سال ہزار و دو صد و شصت و پنج
۱۲۶۵ فصلی

شیخ علی بخش ظہیر بلگرامی

چو از قدر شد مثنوی اختتام
ظہیر از پے سال تاریخ او

بنام و نشان قضا و قدر
نوشتہ بیان قضا و قدر
۱۲۷۴ ہجری

شیخ تجمل حسین تجمل بلگرامی

عجائب مثنوی قدر ہے یہ
تجمل نے جو کی تاریخ کی فکر

زمانے مین نہین ہے جسکا ہمسر
ندا آئی مکرر ہے یہ بہتر
۱۲۷۴ ہجری

سید ابن علی بلگرامی

قَدْ اَتیٰ بِمُزْدوج
قُلْتُ عَامَ مُخْتَتِمَہ

مَن یُّبدِ اللّٰہُ القَدَرُ
اَلقَضَاءُ وَالقَدْرُ
۱۲۷۴ھ

۵۔ چون این کتابت ہمزہ اخیرہ شعر کرہ بیہ ساکن در خط عرب مرسوم نیست لہذا عدد ہمزہ گرفتہ نشد و دیگر سیفہ ازین بنظر ضرورت حسن تاریخ گرفتہ ازچنانچہ علامہ عبد الجلیل بلگرامی در یوم شاہ پیشاہ تاریخ جلوس معز الدین جہاندار شاہ شاہ نرسودہ درچنا ہم بنظر اسم مثنوی انتقاہ علاوہ ازین ... کردہ شد

شیخ خلیل احمد وجد بلگرامی

مثنوی قدر قضا و قدر

میرے تو اُستاد ہین مین کیا کہون
خوب لکھی خوب لکھی مثنوی
دہوم ہے انسان و ملائک مین دہوم
وجد نے تاریخ لکھی وجد کی

قصۂ تقدیر ہے کیا واہ واہ
جسنے سُنا اُسنے کہا واہ واہ
صل علےٰ صل علا واہ واہ
ارض سے ہے تا بہ سما واہ واہ
نظم یہ ہے صل علےٰ واہ واہ
۱۲۷۴ھ

تمت

کلیاتِ غلامِ حسنین قدرِ بلگرامی

واسوخت قدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱

یا خدا بیٹھے بٹھائے کوئی دیوانہ نہو
گھر کسی بندۂ وارفتہ کا ویرانہ نہو
کوئی دل آئینۂ چہرۂ جانانہ نہو
طائر روح کسی شمع کا پروانہ نہو
داغ سینے کے نہ دکھین کہین اخگر کیطرح
عاشقی آگ مین جھونکے نہ سمندر کیطرح

۲

یا خدا دل سے تپ عشق بتان دور رہے
گل سے خار اور گلستان سے خزان دور رہے
خرمن عیش سے یہ برق تپان دور رہے
نشتر عشق سے ہر اک رگِ جان دور رہے
خاک اُڑتی ہے جدھر کو یہ ہوا جاتی ہے
گھر اُجڑ جاتے ہین بستی پہ بلا آتی ہے

۳

ہے یہ وہ تیر کہ پیغام قضا لاتا ہے
کوئی سینے پر اثر تک بھی نہین پاتا ہے
دل سنبھالو تو کلیجا دہین چھن جاتا ہے
جب جگر تھامتے ہین دل پہ غضب ڈھاتا ہے
جگر و دل پہ یہان ہاتھ دھرے پھرتے ہین
زندہ دل اِسکے وہی ہین جو مرے پھرتے ہین

۵۴

اک ہمین ہین کہ قیامت کی کڑی سہتے ہین
تیر کھائے ہوئے بیہوش پڑے رہتے ہین
نہ تو سنتے ہین کسیکی نہ تو کچھ کہتے ہین
آنکھ جب کھولتے ہین لخت جگر بہتے ہین

دیکھ لو آنکھ لڑائی یہ بُری ہوتی ہے
نظرِ یار حقیقت مین چھُری ہوتی ہے

۵۵

کیا کہین کیسی مصیبت مین پھنسی جان حزین
دل کا کچھ ہوش نہین جسم کا کچھ ہوش نہین
ہونٹھ ہین خشک تو پُر آب ہے چشم غمگین
دل کہین آنکھ کہین ہاتھ کہین پاؤن کہین

پوچھتا ہے جو کوئی دوست کہ یہ کیا تی ہے
ٹکٹکی باندھکے کہدیتے ہین مُنھ سے ہے ہے

۵۶

کچھ نفرمائیے قصے کہانی اپنی
شکل تو دیکھیے ای ظلم کے بانی اپنی
ہم سے مطلب ہے خبر لیجیے جانی اپنی
مفت مین مٹ گئے ہم ہاے جوانی اپنی

شمع رخسار سے دیوانہ بنایا تو سہی
خیر جی آپنے پروانہ بنایا تو سہی

۵۷

کیا تڑپتا ہے دل زار تمھین ہوش نہین
تم پہ ہم مرتے ہین ای یار تمھین ہوش نہین
ہے ہمین موت کا آزار تمھین ہوش نہین
دونون آنکھونکے ہین بیمار تمھین ہوش نہین

جگر و دل کبھی اے جان سمہالے نہ گئے
کانٹے پلکون نے چبھوئے تو نکالے نہ گئے

۵۸

کوئی ہمسا بھی ستانیکو نہ پایا ہوگا
کوئی تربت مین سلانیکو نہ پایا ہوگا
کوئی یون داغ دکھانیکو نہ پایا ہوگا
کوئی مٹی مین ملانیکو نہ پایا ہوگا

دم بھر سے جائینگے ایجان جو دم مین دم ہے
خوش رہین چین کرین آپ یہان کیا غم ہے

۹

پیاری شکل آپسی ای رشک قمر کسکی ہے — ایسی تقریر بہلا شہد و شکر کسکی ہے
یہ نگاہ اور یہ چتون یہ نظر کسکی ہے — یہ دہن اور یہ ہونٹھ اور کمر کسکی ہے

سحر کی شکل ہے اعجاز کی گویائی ہے
مرگ کی آنکھ تو چیتے کی کمر پائی ہے

۱۰

نہ یہ سینہ نہ یہ پیٹ اور نہ چھاتی دیکھی — نہ یہ ناف اور نہ رانین نہ یہ پنڈلی دیکھی
نہ یہ پنجہ کہین دیکھا نہ یہ ایڑی دیکھی — نہ یہ تلوا کہین دیکھا نہ یہ منہدی دیکھی

چلتے ہو پنجون کے بھل خوب تنے پھرتے ہو
اپنے جوبن مین چھلاوا سے بنے پھرتے ہو

۱۱

بس نہ اتراؤ ادہر آؤ تمھین پیار کرین — تم نہ شرماؤ ادہر آؤ تمھین پیار کرین
گلے ملجاؤ ادھر آؤ تمھین پیار کرین — مرتے ہین آؤ ادھر آؤ تمھین پیار کرین

حسرتین دل مین ہین ایجان نکالین آؤ
دل تڑپتا ہے کلیجے سے لگالین آؤ

۱۲

وہی طشت اور وہی خنجر وہی دل ہی وہی آنکھ — وہی موم اور وہی اخگر وہی دل ہی وہی آنکھ
وہی شیشہ وہی پتھر وہی دل ہے وہی آنکھ — وہی پھوڑا وہی نشتر وہی دل ہی وہی آنکھ

ڈہونڈہتی ہین تمھین اے یار ہماری آنکھین
دل تو پھرتا نہین پھر جائین ہماری آنکھین

۱۳

سید ہی باتو پنہ بہی ہمسے ہے کبھی تمپہ نثار — جگر و چشم و دل و سر ہے اجی تمپہ نثار
ایک جان اور ہے وہ بھی سہی تمپہ نثار — لاکھ جانین ہون تو کرتے ہین ابھی تمپہ نثار

یہی حسرت ہے کہ مرکر نہین پیدا ہوتے
ورنہ سو بار فدا آپکے شیدا ہوتے

۱۴

ہاتھ پھیلائے ہین آتے نہین تم کیا کہنا
پیاری صورت بھی دکھاتے نہین تم کیا کہنا

اپنی باتین بھی سناتے نہین تم کیا کہنا
شکل کیا منھ بھی لگاتے نہین تم کیا کہنا

یہی کہتے تھے کہ دل موم ہے نرمی دیکھو
گرمیان کرکے جلایا نئی گرمی دیکھو

۱۵

بات کرنا تمھین باتو نمین بتایا ہمنے
چال مین حشر کا انداز سکھایا ہمنے

منھدی مل مل کے یہ سب رنگ جمایا ہمنے
آپ مثل تمھین معشوق بنایا ہمنے

جب سے دل لینے کا اے یار تمھین ذوق ہوا
اسی دن سے تمھین آئینے کا بھی شوق ہوا

۱۶

اک ذرا آنکھ ملاؤ یہ پلک تھی آگے
نہ لچکتی نہ کمر مین یہ لچک تھی آگے

منھ تو پھیرو یہی چہرے مین چمک تھی آگے
اپنے سایے سے بھی تمکو تو جھجک تھی آگے

سب سے کہتے تھے یہ سج دھج یہ لگاوٹ کب تھی
آنکھ ادھر نہین اٹھتی تھی لگاوٹ کب تھی

۱۷

اب تو کچھ اور ہی صورت ہوئی چشم بد دور
ماتھے پر روز چنی جاتی ہے افشان بھی ضرور

جمگیا رنگ ہزارون مین ہوے تم مشہور
زلف سے آئینہ سے کنگھی سے ہے یادست حضور

بجز آئینہ ہمین چہرہ دکھاتے نہین آپ
پان کسی کے سوا منھ بھی لگاتے نہین آپ

۱۸

سبز رنگت یہ عجب نور ہے اللہ اللہ
خود طبیعت بھی بہت دور ہے اللہ اللہ

چہرہ بھی شمع سر طور ہے اللہ اللہ
کیا بھلا حور کا مذکور ہے اللہ اللہ

خوبصورت ہو گل باغ جوانی ہو تم
حسن مین پہلے سے یوسف ثانی ہو تم

۱۹

قد تو بوٹا سا ہی کیا پھول سا رنگ آپکا ہے
چوک کی سیر کمر سے یہ پلنگ آپکا ہے

فتنہ رفتار ہے کیا قہر کا ڈھنگ آپکا ہے
اپنی مژگان کی خبر لو یہ خدنگ آپکا ہے

تیر کو روک لو کچھ بات تو مانو صاحب
راہ چلتون کے کلیجون کو نہ چھانو صاحب

۲۰

چال وہ کبک دری پاؤن پڑے آ آ کر
سحر کرتی ہے یہ تقریر لب شیرین پہ

جی اُٹھے مردہ جو تربت کو لگا دو ٹھوکر
زہر کھاتے ہین انہین باتو نپر سب جادوگر

مردہ آواز سُنے آپ کی زندا ہو جاے
سیکھے تقریر جو زندہ تو مسیحا ہو جاے

۲۱

سمجھے ہم حسن پہ ان روزون غرور آپکو ہے
اے صنم حسن پہ ان روزون غرور آپکو ہے

ہے ستم حسن پہ ان روزون غرور آپکو ہے
دمبدم حسن پہ ان روزون غرور آپکو ہے

قہر ہے آپ کے حق مین یہ سکے دیتے ہین
زہر ہے آپ کے حق مین یہ کہے دیتے ہین

۲۲

ہمسا عاشق نملے گا بیارے
اگلی باتون پہ ذرا دھیان نہ آیا بیارے

خوب ان روزون بری سوجھی ہے اچھا بیارے
کہتے تھے دل بھی نہین آپ سے بیارا بیارے

اچھی باتو نمین کسے لوگ بُرا کہتے ہین
بُری چالون سے بھلا کسکو بھلا کہتے ہین

۲۳

ان دنون کیسا مزاج اے مریجان آپکا ہے
یون تو کہنے کو زمانہ ہے جہان آپکا ہے

یہ تو فرمایئے کس سمت کو دھیان آپکا ہے
دل مین جب چاہو چلے آؤ مکان آپکا ہے

ہم وہی ہین مگر آپ اور ہوے جاتے ہین
طور کچھ آپ کے بے طور ہوے جاتے ہین

۲۴

بات کہنے مین زبان اپنی دبا لیتے ہو
کبھی کہتے نہین ہونٹھونکا مزا لیتے ہو

آنکھین ملتی نہین پر آنکھین دکھا لیتے ہو
گالیان مفت مین دو چار سنا لیتے ہو

آنکھ پڑتی ہے تو تیوری وہین چڑھجاتی ہے
بات تھوڑی سی بھی ہوتی ہے تو بڑھجاتی ہے

۲۵

کسطرف دھیان ہے باتین نہ بناؤ صاحب
کھو کے سیکھا ہون مجھے تم نسکھاؤ صاحب

جھوٹی قسمین نہ مرے سامنے کھاؤ صاحب
مجھسے اڑتے ہو ذرہ ہوش مین آؤ صاحب

بت بنادون تمھین تقریر مین پتھر کیطرح
سیکڑون دل سے تراشون ابھی آذر کیطرح

۲۶

مین وہی شاعر بیمثل ہون بیجا سنتے ہو
آستین الٹے ہو دامن کو بھی گردانتے ہو

باتین جھریان ہین مری لوہا مرا مانتے ہو
قدر ہون قدر ہونین قدر ہون تم جانتے ہو

ہوش جب آپکو آئیگا تو ادہر آئیگا
اب زیادہ جو بگڑیئے گا تو بن جائیگا

۲۷

ہم وہ شاعر ہین کہ پریونمین ہوا باندھتے ہین
بیٹھے بیٹھے جو کہین دھیان ذرا باندھتے ہین

باتون باتون ہی مین مضمون نیا باندھتے ہین
سحر کرتے ہین پر مرغ قضا باندھتے ہین

طائر مرگ کو چٹکی پہ اڑا دیتے ہین
ملک الموت کو ہم لوگ دغا دیتے ہین

۲۸

ہم وہ ہین جھوٹ کو سچ کرکے دکھا دیتے ہین
ہم وہ ہین باتون مین سو بتے بنا دیتے ہین

ہم وہ ہین بات مین سب رنگ اڑا دیتے ہین
ہم وہ ہین ہمسے بگڑیے تو بنا دیتے ہین

ہم وہ ہین شمع کو پروانہ بنا دیتے ہین
ہم وہ ہین پریون کو دیوانہ بنا دیتے ہین

اسی صورت پہ تمہین ناز بجا لاحول و لا | ۲۹ | سچ نہے ہمنے تو کوئی کا ہیسکو ایسا دیکھا
ہفت اقلیم مین اب آپکا ہوگا چرچا | | بدر شرمائیگا کل رات کو کٹ جائیگا

قاف سے دیکھنے کو آئینگی پریان تمکو
دیکھیے لے نہ اُڑین مثل سلیمان تمکو

قدر بس اب بناؤ اُنہین انسان بنو | ۳۰ | اتنا پریون کو جلاتے نہین دیوانے ہو
اُسطرف دہیان کرو اپنی طرف دہیان کرو | | بات رہجائیگی للّٰہ مری مانو تو

دیکھو وہ روتے ہین آنکھین نہ نکالو ای قدر
اپنے معشوق کو سینے سے لگالو ای قدر

رباعی تاریخ از مصنف

یارب بخت ون کو میری خامی مقبول | یعنے واسوخت ہو تمامی مقبول
کہدین یہ مسیحا فلک چارم سے | واسوخت قدر بلگرامی مقبول
| ۱۸۵۸ع

تمت بالخیر

ولسوخت قدر ... تمام ... [illegible]

[illegible]

صحت نامہ کلیات قدر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ادح		قَدَسراً	قَدْسراً
۲	۲	خَلَف	خَلْف
۳	۱۴	اکسترا	اکسٹرا
۴	۸	کلجک	کلجگ
۵	۲	ترہنی	ترہینی
۶	۲	کینتک	کیننگ
۳	۲	جبرئیل	جبریل
〃	〃	جابر	جابِر
۳	۱۲	والجنہ	والجنۃ
۴	۱۵	ہرایک	ہراک
۵	۱۶	اِلاعلے	الاعلے
۸	۱۶	توتے	تونے
〃	۱۹	ڈوڑے للہ	دوڑیے للہ
۱۲	۱۲	آیئنہ	آئنہ
〃	۱۶	لکوئین	لکوئین
〃	۱۷	چلتی	جلتی
۱۴	۱۸	لگائین	لگائے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵	۱	بٹالن	بٹالن
۱۷	۱۹	جھل	چہل
۲۰	۴	جوڑ	جور
۲۱	۸	گہی	کہی
۲۲	۱۱	بکھل	بگھل
〃	۱۴	جڑاو	چڑھاؤ
۲۳	۸	سبوو	سبوی و
〃	۱۶	کمک	گمک
۲۴	۱۹	تبتنی	متبنی
۲۵	۱	بجھادون	بجھادون
〃	۱۶	لکھ	لکھ
۲۶	۱۷	آئینہ	آئنہ
〃	۱۹	〃	〃
۲۷	۹	خوذ	خود
〃	۱۰	بجھورلنکا	بچھوڑونگا
۲۸	۷	ننھے	تھے
〃	۱۳	نثار	نشاہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸	۱۴	نشہ	نشاہ
۲۹	۱۰	بچھا	بجھا
۳۰	۷	بڑہارا ہے	بڑہا رہا ہی
۳۲	۳	گمک	گنگ
۳۲	۹	بچتا	بجتا
"	۱۲	کلنک	کلنگ
"	۱۷	سیہ	سنہ
۳۳	۱۷	بینائی	بنیائی
"	۱۹	لکّھا	لکھا
۳۵	۱۵	کنیا	کپیا
"	۱۹	زبلیل	زنبیل
۳۶	۹	بہرے	پہرے
۳۷	۶	آیئنہ	آئنہ
۴۱	۳	"	"
۴۳	۹	دروشت	زردشت
۴۴	۲	کُملاے	کمھلاے
"	۳	جہا	چبہا
"	۱۷	پھلا	پھسلا
۴۵	۲	حُبّذا	حَبّذا
۴۷	۹	پپیہے	پپیہے
۵۱	۵	کلنک	کلنگ
۵۲	۱۷	ٹیٹیان	ٹٹیان
۵۳	۳	بہارانکے	بہاری کے
"	۱۶	پیٹ پر	پر پیٹ
۵۴	۶	بناتی	نباتی
۵۵	۱۲	جبرئیل	جبریل
"	۱۸	ہوگئے	ہوہوگئے
۵۷	۶	دریائی	دریا ہے
"	۱۲	پیٹھہ	پیٹ
"	۱۶	جیم	چیم
"	۱۷	سواروں	سوارادون
۶۰	۳	گل ہووے	گل سے ہو
۶۲	۱	میٹھی	مُٹھی
۶۵	۴	اوسپہ	اوسپہ
۶۸	۱	بیش	بنش
"	۱۲	ساقئی	ساقی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۸	۱۴	کہین	کہلین	۹۵	۲	ٹھگ جابجا	ٹھگ ہین جابجا
۶۹	۴	ہواے	ہوائی	۹۶	۱۶	نسے	نسیے
۷۰	۱۵	داوا	دہاوا	۱۰۰	۵ ۱۵	جبریل	جبرئیل
〃	۱۸	وگزر	وہ گزر	〃	۱۷	باگھ	باگ
۷۱	۱۰	دپہنکی	وہ پہنکی	۱۰۱	۸	جل جلالہ	جلّ جلالہ
〃	۱۶	گہن گئے	گہن گہن گئے	〃	۱۱	جبرئیل	جبریل
۷۲	۱۶	ہواکیار	ہواکبار	۱۰۲	۴	کٹے کا	کٹے گا
〃	〃	سیٹوابو	سیٹوایو	〃	۱۹	کہیا	کُہیا
۷۳	۴	بڑہی	بڑی	۱۰۳	۱۹	تدرو	تذرو
〃	۵	جڑی اودہے	جڑی ہی	۱۰۴	۶	گرمی	گرمیِ
۷۴	۴	جوہووہ ہو	ہوناہوجوہو	۱۰۵	۳	دن	دل
۷۶	۲	خدابنی	خدابینی	〃	۱۳	جویہ تیرے	یہ تیرے
۷۸	۹	یہ اپنی	پراپنی	〃	۱۹	مزہ	مژہ
۸۰	۱۳	ہندوستان	ہندستان	۱۰۶	۱	بینترے	پینترے
۸۴	۲	تن	بن	〃	۱۴	جکنی	جگنی
۸۵	۱۶	خسرا	جڑا	〃	۱۵	اوڑتا	اڑاتا
۹۳	۱۹	وکاٹ	وہ کاٹ	۱۰۷	۱۰	ابروموے	ابرووموے
۹۴	۲	راضاے	رضاے	۱۰۸	۷	بنونکا	بنونگا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۸	۱۷	اوڑیا	اوڑایا
۱۰۹	۱۶	گذنک	گزنک
۱۱۲	۲	گہپون	کہپون
۱۱۳	۱	نکلتے	لٹکتے
۱۱۸	۷	الآمان	الامان
۱۲۰	۳	اونچے	اونچی
۱۲۳	۱۰	جوڑاکا	جوڑکا
۱۲۵	۲	آب	آپ
〃	۹	جریدمین	جریدتین
۱۲۶	۹	کہپا	کہبا
۱۲۷	۳	بکڑکر	بگڑکر
〃	۱۰	ڈوپٹا	دوپٹا
۱۲۹	۳	ہوناہوتا	ہوتاہوتا
۱۳۰	۲	ایدہر	ادہر
〃	۳	ہوامین	ہوائین
〃	۴	اوڑتا	اوڑاتا
〃	۱۶	نرہا	بڑہا
۱۳۴	۲	ڈوپٹا	دوپٹا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۴	۲	سبنہلا	سبنہالا
〃	۱۰	مین سوتے	مین توسوتے
۱۳۶	۸	پونچے	پونچھے
۱۴۱	۱۵	جہان کا	جہانئین
〃	۱۸	دامن	دامن
۱۴۲	۲	اگہہ	آنکہ
〃	۱۸	ومین	وہین
۱۴۶	۷	پونہچی	پونہچتی
۱۴۷	۸	رہی نہ	رہی یا نہ
〃	۸	رہانرہا	رہایانرہا
۱۴۸	۱۷	اون سے	مین اون سے
۱۴۹	۶	آگے	آکے
〃	۱۱	آئینہ	آئنہ
۱۵۰	۱	مین	ہین
۱۵۴	۷	ڈریڑے	دڑیڑے
〃	۷	رکتی ہی	رکتے ہین
〃	۸	ٹہیرے کی	ٹہرگئی
〃	۱۳	انٹہلاکے	اٹہلاکے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۴	۱۵	اونگتے	اونگھتے	۱۹۱	۱۳	گرمٔی	گرمی
۱۵۶	۱۱	کل	گل	″	۱۶	مین	ہین
۱۵۹	۸	بیٹھائے	بٹھائے	۱۹۵	۶	تیر کے	بیر کے
۱۶۲	۱۲	آئینہ	آئنہ	″	۱۲	کھاسے گا	کھائیے گا
۱۶۴	۳	لے آیا	لے آ	″	۱۴	تیرا	ترا
″	۱۲	پہر	پھیر	″	۱۹	نگہت	نکہت
۱۶۵	۴	کندہکر	گندہکر	۱۹۶	۱۶	ابرُو	ابرود
۱۶۷	۱۰	مُنھ کاجل	مُنھ پہ کاجل	۱۹۷	۵	ہنسیے	ہنسیے
۱۷۱	۴	تنگے	تنکے	۱۹۸	۲	کا تبین	کا تبین
۱۷۴	۸	بدور	بدوور	۱۹۹	۱	تاریکی	تاریکی
۱۷۷	۱۱	گھڑک	گھرک	۲۰۰	۱۷	چھپائے	چھپائیے
″	۱۵	لکھے مٹائین	لکھے کو مٹائین	۲۰۱	۳	خدا خدا خدا کر	خدا خدا خدا کر
۱۸۰	۱۹	وما تھے	جو ما تھے	۲۰۳	۳	چندرور	چندروز
۱۸۲	۳	توٹے	توتے	″	۷	کعبہ د	کعبہ و
۱۸۵	۵	نکلینگی	نکلیگی	۲۰۵	۸	انکڑنا	اکڑنا
″	۱۸	ڈگین	ڈگین	″	۱۰	زلف بہ	زلف پر
۱۸۸	۶	بھڑکے نہ	بھڑکے کہ نہ	۲۰۶	۶	مرنے بھی	مرنے پہ بھی
۱۹۱	۳	ذفن	ذقن	۲۰۷	۸	آئینہ	آئنہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۷	۹	کیمیاکر	کیمیاگر	۲۲۲	۱	کرتا کیا	کرتاہی کیا
۲۰۹	۱۲	چُھرّیون	چُھریون	۲۲۴	۷	اوڑتا	اوڑاتا
۲۱۱	۹	آنگبین	انگبین	۲۲۸	۱۷	گا	کا
۲۱۲	۱	ہرایک	ہراک	۲۳۰	۴	روکاوٹ	رکاوٹ
〃	۱۴	ہون اگر	ہون نہ اگر	۲۳۲	۵	آئنے	آئینے
۲۱۳	۱	یارانہ	یارنہ	۲۳۷	۵	انئن	اینٹین
〃	۶	اوتارا	اوتار	۲۴۱	۱۲	چھپائے	چھپایئے
۲۱۴	۱۱	آئینہ	آئنہ	۲۴۲	۱۲	آتشہ	تشنہ
۲۱۶	۱	بکئے	بکیے	۲۴۳	۱۲	سگلے	گلے
〃	۱۷	گلکیر	گلگیر	۲۴۷	۱۳	آئنہ	آئینہ
〃	۱۵	تاریکیی	تاریکی	۲۴۸	۱۷	دیکھا	دکھا
۲۱۷	۷	شمعہائی	شمعہای	۲۵۰	۱	جاسے	جائے
〃	۸	آئے	آی	۲۵۴	۱۶	روی	روئی
〃	۱۳	بناہون	بناہون	۲۵۵	۱۲	گھل	کھُل
۲۱۹	۱۶	آمن	آہین	۱۵۶	۵	آئنہ	آئینہ
۲۲۰	۲	واقعیٔ	واقعی	〃	۱۷	یہ	ہے
〃	۸	الغیاث الغیاث الفراق الفراق	الغیاثُ الغیاث و الفراق و الفراق	۲۵۸	۵	کردن	گردن
				۲۶۲	۱۴	ابھی	بھی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
[illegible]	[illegible]	[illegible]	مژه
۲۶۴	۱	سلایئے	سہلایئے
۲۶۸	۱۴	گھتی	گتھی
۲۶۹	۱۰	یہ	بہ
۲۷۴	۱۱	تباه	بناه
۲۷۵	۴	طروے	طرے
〃	۱۹	کم	گم
۲۷۹	۱۲	ہین	مین
〃	۱۶	روزن	روزون
۲۸۰	۶	ہوساقی	ہواساقی
〃	۱۸	ہومین	ہون مین
۲۸۲	۱۴	جدید	جدید
۲۹۱	۷	بنائینگے	بنائینگی
۳۰۵	۲	جہل	جبیں
〃	۳	گیا	کیا
۳۰۶	۱۲	روئی	روی
۳۲۲	۶	دیئے	دینے
۳۲۶	۱۸	جکر	چکر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۷	۱۹	[illegible]	[illegible]
۳۲۹	۱۲	گرد راه	گرد دراه
۳۳۹	۷	دل کوه پرجانگاه	دل پرکوه جانکاه
۳۴۰	۱۰	کیمیاکر	کیمیاگر
۳۵۹	۳	ہے ہوبہو	ہوبہو ہے
۳۶۳	۱۵	اٹھائینگے	اٹھائیگی
۳۶۶	۶	ببین	بین
〃	۱۰	زبرببین	زبروبین
۳۷۱	۱۱	ادجلا	ادجالا
۳۷۸	۹	کرد	گرد
〃	۱۵	مژده	مژده
۳۸[illegible]	۱۳	واه تاثیر	واه ری تاثیر
۳۸۶	۳	بیٹی	بیٹھی
[illegible]	۲	صد	صدا
۳۹۶	۷	فصل	فضل
۴۰۶	۱۲	ہی	ہی یہ
۴۱۴	۱۱	کجاوٹ	یہ کجاوٹ

تمت